وفاقی وزارتِ تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت حکومتِ پاکستان
اور "اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان" کے نمائندہ علماء کرام سے منظور شدہ

مطالعۂ قرآنِ حکیم

برائے طلباء و طالبات

حصّہ ہفتم

نام ____________________

ولدیت / سرپرست ____________________

کلاس ____________ سیکشن ____________

اسکول ____________________

”مطالعہ ٔقرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات“ کے شائع شُدہ حصّوں کی اشاعت کی تفصیلات

- حصّہ اوّل .... طبع اوّل تا دہم — ۲۰۱۰ء تا ۲۰۱۷ء — کل تعداد: ۱۱۵۱۷۵۰
- طبع جدید .... جولائی ۲۰۱۸ء — تعداد: ۵۰۰۰۰
- حصّہ دوم .... طبع اوّل تا نہم — ۲۰۱۱ء تا ۲۰۱۸ء — کل تعداد: ۵۰۲۰۰۰
- طبع جدید .... جولائی ۲۰۱۹ء — تعداد: ۱۰۰۰۰۰
- حصّہ سوم .... طبع اوّل تا ہشتم — ۲۰۱۲ء تا ۲۰۱۸ء — کل تعداد: ۲۴۵۰۰۰
- طبع جدید .... جولائی ۲۰۱۹ء — تعداد: ۱۰۰۰۰۰
- حصّہ چہارم .... طبع اوّل تا ششم — ۲۰۱۳ء تا ۲۰۱۸ء — کل تعداد: ۱۵۵۰۰۰
- طبع جدید .... جولائی ۲۰۱۹ء — تعداد: ۱۰۰۰۰۰
- حصّہ پنجم .... طبع اوّل تا چہارم — ۲۰۱۵ء تا ۲۰۱۸ء — کل تعداد: ۱۲۴۰۰۰
- طبع جدید .... جولائی ۲۰۱۹ء — تعداد: ۸۰۰۰۰
- حصّہ ششم .... طبع اوّل ۲۰۱۸ء — کل تعداد: ۳۵۰۰۰
- طبع جدید .... جولائی ۲۰۱۹ء — تعداد: ۷۰۰۰۰
- حصّہ ہفتم .... طبع اوّل اپریل ۲۰۲۰ء — تعداد: ۷۰۰۰۰

زیرِ اہتمام .... شعبہ تصنیف و تالیف۔ قرآن پروگرام (دی علم فاؤنڈیشن)

پتہ .... ۲۳/۳، بلاک نمبر ۳، دہلی مرکنٹائل کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی،

پوسٹ کوڈ ۷۴۸۰۰، کراچی، پاکستان

فون نمبر .... ۳۴۳۰۴۴۵۰، ۳۴۳۰۴۴۵۱ (۲۱-۹۲+)

موبائل نمبر ۰۳۳۵-۳۳۹۹۹۲۹

ای میل .... tif1430@gmail.com /info@tif.edu.pk

ویب سائٹ .... www.tif.edu.pk

عرضِ ناشر

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل و کرم سے انتہائی ذمہ داری کے ساتھ ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ مطالعۂ قرآنِ حکیم کے نصاب کی تمام تر کوتاہیوں سے پاک بہترین اشاعت کا اہتمام ہو۔ تاہم خدانخواستہ دورانِ طباعت اعراب، جلد بندی یا دیگر کوئی کوتاہی جو سہواً ہوگئی ہو آپ کی نظر سے گزرے تو ادارہ کو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ کی اشاعت میں اسے درست کیا جاسکے۔

یہ کتاب رضائے الٰہی کی خاطر بلا ہدیہ فراہم کی جاتی ہے۔

ابتدائی کلمات

قرآنِ حکیم اللہ ﷻ کی وہ آخری کتاب ہے جو حضرت جبریل امین علیہ السلام لے کر آئے اور ہمارے پیارے نبی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے مبارک دل پر نازل ہوئی۔ وہ ہمارے لئے ہدایت اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ ہمارے لئے قرآنِ حکیم ایک فیصلہ کن کلام کی حیثیت رکھتا ہے جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا "بے شک یہ (قرآن) ایک فیصلہ کن کلام ہے"۔ (سورۃ الطارق ۸۶، آیت:۱۳)

اس دنیا میں ہمارا عروج و زوال قرآنِ حکیم ہی سے وابستہ ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "بے شک اللہ ﷻ اِس قرآن کی بدولت قوموں کو عروج عطا فرمائے گا اور اِس (کو ترک کرنے) کی وجہ سے بہت (سی قوموں) کو ذلیل و رسوا کرے گا۔" (صحیح مسلم)

حضرت سیدنا علی کرّم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب بہت فتنے ہوں گے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ان سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کتاب اللہ (کو پیش نظر رکھو) اس میں تم سے پہلوں کی خبریں ہیں اور جو بعد میں پیش آنے والا ہے اس کی اطلاعات ہیں، جو تمہارے درمیان مسائل ہیں ان کے بارے میں بھی اس میں فیصلے ہیں، یہ قول فیصل ہے، کوئی کھیل مذاق نہیں، جو اسے حقیر جان کر چھوڑے گا اللہ ﷻ اس کا غرور خاک میں ملادے گا، اور جو کسی اور جگہ سے ہدایت و رہنمائی تلاش کرے گا اللہ ﷻ اسے گمراہ کردے گا، یہ قرآنِ حکیم اللہ ﷻ کی عطا کردہ مضبوط رسی ہے، اسی میں بڑی محکم نصیحتیں ہیں اور یہی صراطِ مستقیم ہے۔ (جامع ترمذی، بحار الانوار)

آخرت میں بھی ہماری کامیابی کا دارومدار قرآنِ حکیم کے احکام پر عمل کرنے اور رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع کے ساتھ وابستہ ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قرآن تمہارے حق میں دلیل ہوگا یا تمہارے خلاف۔" (صحیح مسلم)

چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قرآن اور صاحبِ قرآن "حضور نبی کریم ﷺ" کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط بنائیں۔ ان پر دل سے ایمان رکھیں، اور کتاب اللہ کی باقاعدہ تلاوت کریں، اِسے سمجھیں، اِس پر عمل کریں اور اِسے دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔

ابتدائی عمر میں جو بات ذہن میں بٹھادی جاتی ہے اس کے پختہ اور دیرپا اثرات کے بارے میں کوئی دو آراء نہیں ہوسکتیں۔ الحمدللہ ہمارے معاشرے میں ابتدائی عمر میں قرآنِ حکیم کی ناظرہ تعلیم اور حفظِ قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے زندگی بھر قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ اسی طرح اگر ابتدائی عمر ہی سے قرآنِ حکیم کے مفہوم اور معانی سکھانے کی طرف توجہ دی جائے تو اُمید ہے کہ قرآنی تعلیمات کو سمجھنا، یاد رکھنا اور قرآنی ہدایات کے مطابق زندگی گزارنا آسان ہوجائے گا۔

"مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء و طالبات" آسان اور عام فہم انداز میں ابتدائی عمر سے قرآنِ حکیم سے تعلق جوڑنے کی ایک مربوط اور منظّم کوشش ہے۔ قرآنِ حکیم کا یہ نصاب طلباء و طالبات کو ان کی عصری تعلیم ہی کے دوران "اسلامیات" کے عمومی نصاب کے ساتھ ہی پڑھایا جائے گا۔ اُمید ہے کہ اِن شاء اللہ سات سالوں (تقریباً ۳۵۰ گھنٹوں) میں طلباء و طالبات پورے قرآنِ حکیم کے ترجمہ، مختصر تشریح، اہم مضامین اور عملی ہدایات سے واقف ہوجائیں گے۔ اس طرح اُن کے لئے عملی زندگی قرآنی تعلیمات کے مطابق بسر کرنا ممکن ہوسکے گا۔ یوں افراد کی تبدیلی ایک صالح معاشرہ کے قیام کا ذریعہ بن سکے گی۔

اللہ ﷻ سے دعا ہے کہ وہ "مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء و طالبات" کی تکمیل اور تدریس ہمارے لئے آسان فرمائے، ہماری یہ کاوش قبول فرمائے اور جو طلباء و طالبات اس سے استفادہ کریں انہیں ہم سب کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین

"مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" کی خصوصیات

۱- "مکمل قرآنِ حکیم" کا ۷۰ سے زائد معتبر اور معروف تراجم سے انتخاب کر کے "عام فہم اور آسان ترجمہ" مرتب کیا گیا ہے۔

۲- "دو رنگوں کے استعمال" سے ترجمہ کو عربی متن سے ہم آہنگ اور بامحاورہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳- آیات کی تشریح کے حوالے سے "اہم نکات" لکھنے نیز اسباق سے متعلق کوئی تحریری کام کرنے کے لئے "سادہ صفحات" بھی دیئے گئے ہیں۔

۴- حتی الامکان "مشکل اصطلاحات اور ذو معنی الفاظ سے اجتناب" کیا گیا ہے۔

۵- "بچوں کی ذہنی سطح اور دلچسپی" کو مدّ نظر رکھتے ہوئے نصاب مرتب کیا گیا ہے۔ چنانچہ "مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" کے حصّہ اوّل میں قرآن اور صاحبِ قرآن کے عنوان سے حضور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور فضائل و کمالات کے حوالہ سے چند بنیادی باتیں، سورۃ الفاتحہ، آخری دس سورتیں، سورۃ الصّٰٓفّٰت اور چھ رسولوں (حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام) کے قصّے، حصّہ دوم میں تیسویں پارے کی سورتوں (سُوْرَۃُ النَّبَا سے سُوْرَۃُ الْھُمَزَۃ) کے ساتھ ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کے فضائل و مکارم اور معجزات کے حوالہ سے چند آیات مبارکہ اور احادیث، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصّے، حصّہ سوم میں شمائل النبی ﷺ سے متعلق ایک تفصیلی مضمون اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قصّہ اور حصّہ چہارم میں حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت مریم علیہا السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے قصّوں کے ساتھ مکی سورتیں شامل کی گئی ہیں۔ حصّہ پنجم میں واقعہ معراج، تاریخ بنی اسرائیل، اصحاب سبت، اصحابِ کہف، باغ والے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام اور ذوالقرنین کے قصّے شامل کئے گئے ہیں۔ حصّہ ششم اور حصّہ ہفتم میں شامل مدنی سورتوں میں معاشرتی اور سماجی تعلیمات، ریاستی امور، غزواتِ نبوی ﷺ، جہاد اور قتال فی سبیل اللہ اور دیگر اہم موضوعات سے متعلق تفصیلات اور واقعات بیان کئے جائیں گے۔

۶- سورتوں کے مطالعہ سے قبل ان کا "شانِ نزول اور تعارف" بیان کیا گیا ہے۔

۷- آیاتِ قرآنی کی روشنی میں انبیاء کرام علیہم السلام کے قصّے "آسان اور دلچسپ انداز" میں "معتبر مواد" کے ساتھ مرتب کئے گئے ہیں۔

۸- انبیاء کرام علیہم السلام کے قصّے بہتر طور پر سمجھانے کے لئے "نقشوں کا استعمال" بھی کیا گیا ہے تاکہ واقعات کے محل ومقام سے واقفیت حاصل ہو۔

۹- ہر سورت اور قصّہ کے آخر میں سبق آموز نکات "علم و عمل کی باتیں" کے عنوان سے آیاتِ قرآنی کے حوالہ جات کے ساتھ بیان کی گئی ہیں تاکہ قرآنِ حکیم کی فکری اور عملی ہدایات سے آگاہی ہو سکے۔

۱۰- ہر سورت اور قصّہ سے متعلق "سمجھیں اور حل کریں" کے عنوان سے مختلف مشقوں کو شامل کیا گیا ہے تاکہ طلبہ کی قرآن فہمی کا جائزہ لیا جا سکے۔

۱۱- طلبہ کو قرآنِ حکیم کے حوالہ سے عملی مشق کروانے کے لئے "گھریلو سرگرمی" کے عنوان سے دلچسپ سرگرمیاں تجویز کی گئی ہیں تاکہ طلبہ کے گھر والوں کا تعلق بھی قرآنِ حکیم کے ساتھ مزید بڑھ سکے۔

۱۲- طلبہ کی فکری اور عملی رہنمائی کے لئے ہر سبق میں "فرمانِ نبوی ﷺ"، "عملی بات"، "کیا آپ جانتے ہیں؟"، "معلوم کیجیے" اور "سوچیے" کے عنوانات سے اہم معلومات بھی دی گئی ہیں۔

۱۳- طلبہ کی سہولت کے لئے "مشکل الفاظ کے معنی" کتاب کے آخر میں اسباق کی ترتیب کے مطابق حروف تہجی کے لحاظ سے دیئے گئے ہیں۔

۱۴- اساتذہ کی تدریسی معاونت کے لئے ہر حصّہ کے ساتھ ایک جامع "رہنمائے اساتذہ" بھی تیار کیا گیا ہے۔ جس میں ہر آیت کے ضمن میں "تشریحی نکات، علمی اور عملی پہلو، آیاتِ قرآنی کے حوالہ جات اور احادیث مبارکہ" الحمد للہ ۷۰ سے زائد تراجم اور تفاسیر کی روشنی میں مرتب کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں "طریقہ تدریس"، "مقاصدِ مطالعہ" اور "ربطِ سورت" کے ساتھ ساتھ "مشقوں کے جوابات"، "اسباق کی منصوبہ بندی" اور مزید "عملی سرگرمیاں" بھی شامل کی گئی ہیں۔ نیز مطالعۂ قرآنِ حکیم کی تدریس بہتر بنانے کے لئے "عمومی تدریسی ہدایات" بھی مرتب کی گئی ہیں مزید یہ کہ طریقہ تدریس کے عملی مظاہرہ کے لئے "Demo Class" بھی ریکارڈ کرائی گئی ہے۔ "ماڈل پیپر اور عمومی پوچھے جانے والے سوالات (FAQs)" بھی "رہنمائے اساتذہ" میں دیئے گئے ہیں۔

۱۵- "مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" مرتب کرنے میں اس بات کا خصوصی طور پر اہتمام کیا گیا ہے کہ "مسلکی اختلافات کے بیان سے گریز" کیا جائے اور ان ہی اُمور اور تشریحات کو بیان کیا جائے جن پر عموماً سب کا اتفاق پایا جاتا ہے۔

۱۶- اس نصاب کو مرتب کرنے میں علماء کرام، حفاظِ کرام، اساتذہ کرام اور والدین کی "مشاورت اور نظرِ ثانی" سے استفادہ کیا گیا ہے۔

THE ILM FOUNDATION
EXCELLENCE THROUGH EDUCATION

قومی نصاب کونسل وفاقی وزارتِ تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت

تاریخ:۲۸ جنوری ۲۰۲۰ء　　　　السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ　　　　حوالہ نمبر: No.F.1-1/2017-(NCC)

وفاقی وزارتِ تعلیم حکومت پاکستان کی طرف سے قائم کردہ اتحاد تنظیماتِ مدارس پاکستان کی کمیٹی کا دی علم فاؤنڈیشن کے نصاب "مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" کا تصدیق نامہ

اللہ رب العالمین کے لئے تمام تعریفیں ہیں جس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنا کر اپنے پیارے نبی اور رسول حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا اُمتی ہونے کا اعزاز بخشا اور آپ ﷺ کے ذریعے اپنی آخری الہامی کتاب قرآنِ مجید فرقانِ حمید سے نوازا، جو ہماری ہدایت ورہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ یہ بات بارگاہِ الٰہی میں مسلسل شکر بجالانے کے قابل ہے کہ اس نے اپنے خاص فضل سے ہمیں خدمتِ قرآن میں زندگی کے کچھ اوقات صَرف کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائی۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہم سب کو تادمِ آخر اس عظیم خدمت وسعادت سے وابستہ رکھے۔ آمین

خدمتِ قرآنی کے حوالہ سے ادارہ "دی علم فاؤنڈیشن" کراچی نے ملک بھر کے تعلیمی اداروں کے لئے قرآنِ حکیم کے ترجمہ وتشریحات پر مشتمل آسان اور عام فہم نصاب "مطالعہ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" مرتب کیا جو سات حصوں پر مشتمل ہے۔ نصاب کی درسی کتب کے ہر حصہ کے لئے رہنمائے اساتذہ بھی مرتب کیا جارہاہے۔ طلبہ وطالبات تک قرآن حکیم کی تعلیمات پہنچانے کے لئے یہ بہت قابل قدر کاوش ہے جو قرآن فہمی میں معاون ثابت ہوگی اور ان کے لئے عملی زندگی قرآنی تعلیمات کے مطابق بسر کرنا ممکن ہو سکے گا۔ ان شاء اللہ

۲۰۱۷ء میں وفاقی وزارتِ تعلیم کی طرف سے اس نصاب کو وفاقی اور صوبائی اسکولوں میں تدریس کے لئے منظور کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ اس حوالہ سے جہاں مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کرام، ماہرین تعلیم اور دانشوروں کی طرف سے تحسین وتائید حاصل ہوئی وہیں چند ممتاز ومعروف علماء کرام اور اصحابِ علم وفضل کی جانب سے ملک کے عظیم تر مفاد، امتِ مسلمہ میں باہمی وحدت اور اخوّت ومحبت کی فضا پیدا کرنے کے لئے وزارتِ تعلیم کو انتہائی اہم تجاویز پیش کی گئیں۔ اس تناظر میں وفاقی وزارتِ تعلیم کی کاوشوں سے پاکستان کے تمام مکاتبِ فکر کے دینی مدارس وجامعات کی تنظیمات اوروفاقوں پر مشتمل "اتحاد تنظیماتِ مدارس پاکستان" کے معروف علماء کرام پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ تمام معزز اراکین کمیٹی نے اپنی بے پناہ مصروفیات میں سے قیمتی وقت نکال کر اس پورے نصاب پر بہت گہرائی، باریک بینی اور جانفشانی سے نظر ثانی فرمائی اور اصلاح طلب پہلوؤں کی نشاندہی کر کے رہنمائی فرمائی۔ گزشتہ تقریباً ڈھائی سالوں میں مجوزہ نصاب پر حتمی غور وخوض کے لئے وفاقی وزارتِ تعلیم کے نصابی ونگ "قومی نصاب کونسل (NCC)" وفاقی وزارتِ تعلیم وپیشہ ورانہ تربیت، سیکریٹریٹ اسلام آباد میں کمیٹی کے کئی اجلاس منعقد ہوئے جن میں اس نصاب سے متعلق قابلِ تحقیق واصلاح طلب نکات وقتاً فوقتاً زیرِ غور وبحث لائے گئے۔ الحمدللہ اتحاد تنظیماتِ مدارس پاکستان کی اس کمیٹی کے تمام معزز علماء کرام نے نصاب "مطالعہ قرآن حکیم برائے طلباء وطالبات" کی درسی کتب کے تمام حصّوں "اوّل تا ہفتم" پر باہمی غور وفکر اور گفت وشنید کے بعد مکمل اتفاق رائے قائم کیا۔ متفقہ طور پر منظور شدہ تمام نکات "دی علم فاؤنڈیشن" کے صاحبان نے انتہائی محنت، دیانت داری اور پوری ذمہ داری کے ساتھ مطالعۂ قرآنِ حکیم کے نصاب میں شامل کیے۔ بعد ازاں مطالعۂ قرآنِ حکیم کے ان تمام اصلاح شدہ حصّوں کی مذکورہ کمیٹی کے تمام معزز اراکین کی خدمت میں بھیج کر توثیق وتصدیق بھی کرائی گئی۔ اس عظیم کام میں مصروف تمام معزز علماء کرام، وفاقی وزارتِ تعلیم اور دی علم فاؤنڈیشن کے جملہ متعلقین کی پُرخلوص کاوشیں، محنتیں اور معاونتیں انتہائی قابل قدر ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ خدمتِ قرآن کے حوالہ سے تمام حضرات کی جملہ کاوشیں قبول فرما کر ان کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے اور اس عظیم کام میں مصروف تمام احباب کو اپنی اعلیٰ شان کے مطابق بہترین اَجر اور فلاحِ دارین عطا فرمائے۔ آمین

(جاری ہے)۔۔۔۔

وفاقی وزارتِ تعلیم حکومت پاکستان کی طرف سے قائم کردہ اتحاد تنظیماتِ مدارس پاکستان کی کمیٹی کا دی علم فاؤنڈیشن کے نصاب "مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" کا تصدیق نامہ

اس نصاب پر نظرِ ثانی، غور وخوض اور گفت وشنید کے دوران علماء کرام نے جن نکات اور پہلوؤں کو بحیثیتِ مجموعی مدِ نظر رکھا ان میں سے چند نمایاں یہ ہیں:

۱۔ مسلّماتِ دین کالحاظ رکھنا، شعائرِ اسلام اور عقائدِ اسلام کے حوالہ سے کوئی خلافِ واقعہ بات نصاب میں شامل نہ ہونا۔

۲۔ متفقہ امور کا بیان ملحوظِ خاطر رکھنا اور کسی بھی مکتبہ فکر کی دل آزاری والے پہلوؤں سے مکمل اجتناب کرنا۔

۳۔ اللہ ﷻ کی محبت وخشیت اور اطاعت وفرماں برداری کی طرف راغب کرنا، تمام انبیاء کرام علیہم السلام، بالخصوص نبی اکرم ﷺ کی محبت، ادب واحترام، اطاعت اور اتباع کے جذبہ کو اُجاگر کرنا اور ان کی شان وصفات کا جامع تذکرہ کرنا، نیز اہلِ بیتِ اطہار وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگانِ دین کے ادب واحترام اور اُن کے اعلیٰ مقام ومرتبہ کو پیشِ نظر رکھنا۔

۴۔ تمام مکاتبِ فکر کی متفقہ رائے حاصل کرنے کے لئے وسعتِ نظری اور وسعتِ قلبی کا اہتمام کیا جانا۔

۵۔ ریاست کی سطح پر بالخصوص اور امتِ مسلمہ کی سطح پر بالعموم وحدت ویگانگت اور باہمی ایثار واُخوّت کی فضا پیدا کرنے کے لئے نصاب کی جامعیت اور قابلِ قبول ہونے کا خاص خیال رکھنا اور اس بات کا خیال رکھنا کہ تمام مکاتبِ فکر کے طلبہ وطالبات اس سے یکساں مستفید ہوں۔

۶۔ ترجمہ قرآنِ حکیم میں الفاظِ قرآنی، عربی زبان وادب اور لغت کی حتی الوسع رعایت رکھنا۔

۷۔ احادیث اور تاریخی واقعات کے بیان میں حتی الامکان معتبر مواد استعمال کرنا۔

۸۔ زبان وادب کی شائستگی کا خیال رکھتے ہوئے محتاط الفاظ اور تراکیب کا استعمال کرنا۔

۹۔ معروف ومستند تراجم اور تفاسیر کی روشنی میں ترجمہ اور تشریحات کا جائزہ لینا۔

۱۰۔ تمام مکاتبِ فکر کی مفید آراء وتجاویز شامل کر کے بین المسالک ہم آہنگی کو فروغ دینا اور امتِ مسلمہ کی وحدت کا تصور اُجاگر کرنا۔

وفاقی وزارتِ تعلیم اس نصاب پر اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان کے نمائندہ تمام معزز علماء کرام کے اتفاقِ رائے کی روشنی میں دی علم فاؤنڈیشن کراچی کے مرتب کردہ نصاب "مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" کو ملک بھر کے تعلیمی اداروں میں تدریس کے لئے منظور کرتی ہے اور اس بات کی بھرپور سفارش کرتی ہے کہ اسے ایک لازمی مضمون کی حیثیت سے نصاب میں شامل کیا جائے۔ مزید یہ کہ وفاقی وزارتِ تعلیم حکومتِ پاکستان تمام معزز اراکین کو اس بات کی یقین دہانی کراتی ہے کہ:

۱۔ اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان کی کمیٹی کے معزز اراکین کی طرف سے مطالعۂ قرآنِ حکیم کے ان تصدیق شدہ حصّوں میں آئندہ کسی بھی قسم کا اضافہ، ترمیم یا ترتیب میں کوئی تبدیلی اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان کے مجوزہ علماء کرام سے مشاورت کے ذریعہ ہی عمل میں لائی جائے گی۔

۲۔ مطالعہ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات کے نصاب کا دیگر زبانوں میں ترجمہ اصلاح شدہ ایڈیشن کے مطابق کیا جائے گا۔

(جاری ہے)۔۔۔۔۔

اتحاد تنظیماتِ مدارس پاکستان کی کمیٹی کے جملہ اراکین بھی درج بالا تفصیلات سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے دی علم فاؤنڈیشن کے تیار کردہ نصاب "مطالعہ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" کی مکمل تائید، توثیق اور تصدیق کرتے ہوئے تمام اسکولوں میں ایک لازمی مضمون کی حیثیت سے تدریس کے لئے سفارش کرتے ہیں۔

اتحادِ تنظیماتِ مدارس پاکستان کی کمیٹی کے معزز نمائندگان:

۱۔ علامہ سید ارشد سعید کاظمی ---------------- دستخط ---------------- مہر ----------------

(سینئر نائب صدر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان، جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان)

۲۔ مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل ---------------- دستخط ---------------- مہر ----------------

(نمائندہ وفاق المدارس عربیہ پاکستان، جامعہ صدیقیہ کراچی)

۳۔ مولانا نجیب اللہ طارق ---------------- دستخط ---------------- مہر ----------------

(نمائندہ وفاق المدارس السلفیہ پاکستان، جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

۴۔ علامہ شیخ محمد شفا نجفی ---------------- دستخط ---------------- مہر ----------------

(نمائندہ وفاق المدارس شیعہ پاکستان، جامعہ امام جعفر صادق اسلام آباد)

۵۔ مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمان ---------------- دستخط ---------------- مہر ----------------

(ناظم اعلیٰ رابطۃ المدارس الاسلامیہ پاکستان، جامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن مردان)

۶۔ مولانا غلام محمد سیالوی ---------------- دستخط ---------------- مہر ----------------

(چیئرمین قرآن بورڈ پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف قرآن اینڈ سیرت اسٹڈیز۔ لاہور)

نمائندۂ وفاقی وزارتِ تعلیم حکومت پاکستان:

ڈاکٹر داؤد شاہ ---------------- دستخط ---------------- مہر ----------------

(ڈائریکٹر جنرل۔ اکیڈمی آف ایجوکیشنل پلاننگ اینڈ مینجمنٹ وفاقی وزارتِ تعلیم اسلام آباد)

DR. DAWOOD SHAH

نمائندۂ دی علم فاؤنڈیشن کراچی:

شجاع الدین شیخ ---------------- دستخط ---------------- مہر ----------------

(ڈائریکٹر پروگرامز۔ دی علم فاؤنڈیشن کراچی پاکستان)

Shujauddin Shaikh
Programs Director
The ILM Foundation

نصاب ”مطالعۂ قرآنِ حکیم“ کے بارے میں چند معروف علماء کرام اور ماہرین تعلیم کے تاثرات سے اقتباسات

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب (نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی، چیئرمین شریعہ کونسل بحرین)

اس کتاب کا مقصد اسکول کے بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم سے مناسبت پیدا کرنا اور اس کی بنیادی تعلیمات اور واقعات آسان زبان اور اسلوب میں پیش کرنا ہے، کتاب کی ورق گردانی سے اندازہ ہوا کہ بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب اس مقصد میں کامیاب ہے، اور بچوں کی ذہنی سطح کو سامنے رکھتے ہوئے انہیں مفید معلومات آسانی کے ساتھ فراہم کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بچوں کیلئے نافع بنائے۔

مفتی منیب الرحمٰن صاحب (صدر تنظیم المدارس، مہتمم دارالعلوم نعیمیہ کراچی)

ایک ایسا ترجمہ قرآن مجید جو پاکستان میں تمام مسالک کے درمیان متفق علیہ ہو، ہمیشہ سے ملت کی خواہش رہی ہے۔ لیکن ماضی میں اس ہدف کو حاصل کرنے کے لیے نہ کوئی موقع پیدا ہوا اور نہ کوئی پیش رفت ہو سکی۔ ”دی علم فاؤنڈیشن“ نے اسکولوں کے طلبہ وطالبات کے لیے اپنی کوششوں سے ”مطالعۂ قرآنِ حکیم“ کے عنوان سے ایک نصاب مرتب کیا۔ یہ اہل دین اور اہل پاکستان کے لئے ایک گراں قدر تحفہ ہے، یہ سعادت توفیقاتِ الٰہی کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتی تھی۔ ہماری مخلصانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کی علمی کاوش، مساعیٔ جمیلہ اور جُہدِ مسلسل کو اپنی بارگاہ میں مشکور وماجور فرمائے اور حکومت وقت کو اسے تعلیمی اداروں میں نافذ کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

مولانا محمد اسماعیل صاحب (چیئرمین متحدہ علماء بورڈ، چیف خطیب خیبر پختونخوا)

عموماً قرآن کا ترجمہ، تفسیر لکھنا یا بیان کرنا اپنی حساسیت (Sensitivity) کے باوجود نسبتاً آسان کام ہے، لیکن اس سے کورس کی کتاب بنانا اور ٹیکسٹ بک کی شکل دینا بڑا دل گردے کا اور کٹھن کام ہے اور یہی مشکل کام دی علم فاؤنڈیشن کراچی نے انجام دیا ہے کہ پورے قرآن کو مختلف سیریز میں تقسیم کرکے طلبہ کی صلاحیتوں کے مطابق اسے مرتب کیا ہے اور پھر اسے نصاب کی کتاب بنا کر اسکولوں کے طلبہ کے لئے انتہائی آسان کر دیا گیا ہے۔

اس لئے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ نصاب اپنی مثال آپ ہے۔ یہ بات انتہائی اطمینان کا باعث ہے کہ اس کے تیار کرنے میں تمام مکاتبِ فکر کے جیّد علماء اور مفسرین کرام کی کاوشوں سے بھرپور مدد ملی گئی ہے اور یوں اسے تمام مکاتبِ فکر کے لئے قابل قبول بنا دیا گیا ہے۔ اس نصاب کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کہیں بھی فرقہ واریت یا کسی قسم کی عصبیت کی بُو تک نہیں پائی جاتی بلکہ قرآن کی آفاقی دعوت کو محور بنایا گیا ہے۔ اس سے یہ اُمید پیدا ہوگئی ہے کہ ہمارے بچے اور بچیاں اس نصاب کو پڑھ کر ہر قسم کے لسانی، گروہی، نسلی، قومی، علاقائی اور مذہبی فرقہ بندیوں سے آزاد ہو کر خالص قرآن وسنت کے ذریعہ اپنے آفاقی دین ”اسلام“ کا فہم حاصل کر سکیں گے۔ گویا یہ نصاب فرقوں اور گروہوں میں تقسیم اس اُمت کو ایک بار پھر واحد بنانے کے لئے واحد اُمید کی حیثیت رکھتا ہے۔

مولانا محمد مظفر شیرازی صاحب (فاضل اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ، وائس چانسلر جامعہ عمر بن عبدالعزیز الاسلامیہ سیالکوٹ)

یہ نصاب سلیس اور سہل ہے۔ چھوٹی عمر کے طلبہ کے لئے نہایت مفید اور آسان ہے۔ بعض آیات کے ساتھ دیئے ہوئے نقشہ جات کی وجہ سے طلبہ کے لئے انتہائی دلچسپ ہے۔ طلبہ کی ذہنی استعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے ترتیب دیا گیا ہے۔ اللہ ﷻ سے دعا ہے کہ وہ ہستی پاک قرآنِ کریم کے لئے آپ کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور آپ کی اس عمدہ کاوش کو دنیا میں باعث برکت اور آخرت میں باعث نجات بنائے۔ آمین

ڈاکٹر محمد محسن نقوی صاحب (ماہر تعلیم)

الحمد للہ! زیر نظر سلسلۂ کتب ہمارے برادرانِ دینی علماء وفضلاء نے ترتیب دیا ہے۔ جدید اسلوب کے ذریعہ قرآنِ مجید کے مختلف مقامات کا مطالعہ، اس کی زبان و بیان کی تشریح، حلّ مطالب، تمرینات، شگفتہ بیانی نیز تعقید سے پاک اسلوب اس کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اس سلسلۂ کتب کے مصنفین، مرتبین، حسن افزائی کے ذمہ دار حضرات اور ناشرین کی مساعیٔ جمیلہ کو قبول فرمائے اور طالبانِ قرآن کو اس سلسلۂ کتب سے بھرپور استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، شیخ الحدیث ورئیس جامعہ خیر المدارس ملتان)

قرآن کریم کے ترجمہ و تشریحات پر مشتمل آسان اور عام فہم نصاب "مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلبہ و طالبات" (ساتھ حصے مع رہنمائے اساتذہ) قرآن کریم کی خدمت اور علوم قرآنی کے فہم اور ترویج میں ان شاء اللہ ایک نیاباب ثابت ہوگا۔ قرآن کریم کی ابدی تعلیمات سے مزین یہ نصاب ان شاء اللہ العزیز طلبہ و طالبات کی کردار سازی، اخلاق کی اصلاح اور قوم وملت کے لیے انہیں نافع بنانے میں مؤثر کردار ادا کرے گا اور قرآن فہمی میں ان نونہالوں کے لئے سنگ میل ثابت ہوگا۔ امید واثق ہے کہ اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کی تائید، توثیق اور تصدیق کے بعد یہ متفقہ نصاب مطالعۂ قرآن انشاء اللہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی میں مدد معاون ثابت ہوگا اور اس کی مؤثر تشہیر کا ذریعہ بھی بنے گا۔ دعا ہے کہ "دی علم فاؤنڈیشن" کی محنتوں اور کاوشوں کو اللہ جل شانہ اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائیں، اس نصاب کو قبول عام عطافرمائیں اور اسے آپ سب کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

مولانا حکیم محمد مظہر صاحب (مہتمم جامعہ اشرف المدارس کراچی)

اس کتاب میں بچوں کی ذہنی سطح کو سامنے رکھتے ہوئے قرآنی آیات کا ترجمہ عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے، مجموعی لحاظ سے یہ کتاب بہت مفید ہے۔ اس کتاب کا مقصد اسکول کے بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم سے مناسبت پیدا کرنا اور اس کی بنیادی تعلیم سے آگاہ کرنا ہے۔ یہ اپنے مقصد میں کامیاب ثابت ہوگی ان شاء اللہ۔

شیخ الحدیث مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ بہاولپور)

قرآنِ کریم ہی مسلمانوں کی دنیاوی اور اخروی فلاح و بہبود کا واحد ضامن ہے۔ افسوسناک صورتِ حال یہ ہے کہ جس قوم کو یہ کتاب عطا کی گئی وہی آج اس کتاب سے بیگانہ اور انجان نظر آتے ہیں۔ دین بیزاری اور مغربیت کی چکاچوند کے اس دور میں بعض اہلِ دل ایسے بھی ہیں جو قرآنِ کریم کی تعلیمات کو سہل سے سہل انداز میں ڈھال کر گھر گھر پہنچانے کی سعی کر رہے ہیں۔ انہی باہمت لوگوں میں دی علم فاؤنڈیشن کے اصحاب بھی ہیں۔ جنہوں نے ماشاء اللہ علماء کرام کی زیر نگرانی سکول کالج کی درس گاہوں کے لئے انتہائی آسان اور جدید طرزِ تدریس سے ہم آہنگ مطالعۂ قرآنِ حکیم کا نصاب تشکیل دیا ہے۔ مجموعی طور پر نصاب اپنی ترتیب اور انتخابِ مضامین کے لحاظ سے بہترین ہے۔ دی علم فاؤنڈیشن کے تمام رفقاء کار اس خدمت کے لئے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ ﷻ ان حضرات کی مساعی کو قبولیت سے نوازے اور امت کو تا دیر ان سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

جسٹس دوست محمد خان صاحب (جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان)

"مطالعہ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" کا نصاب اسلامی اقدار کی نشو نما میں گراں قدر خدمت ہے جو قابل ستائش ہے کیونکہ قرآنی علوم اوج ثریا اور دل بینا عطا کرتے ہیں۔ علم فاونڈیشن کی طرف سے یہ کوشش دوسرے تدریسی اداروں کو بھی رہنمائی مہیا کرے گی۔ اس کا مطالعہ جاں گداز ہے۔ بصارت کے ساتھ بصیرت کو اجاگر کرنے والا ہے تاکہ قوم کے معماروں کا مستقبل تاریکی سے پرے رہے۔ اللہ آپ کو سلامت اور خوش رکھے۔

مولانا ڈاکٹر قاری محمد ضیاء الرحمٰن صاحب (چیئرمین القرآن ایجوکیشن ٹرسٹ، انچارج فیصل مسجد اسلام آباد)

دی علم فاؤنڈیشن کا مرتب کردہ نصاب مطالعۂ قرآن حکیم برائے طلباء وطالبات پاکستان کے لاکھوں عصری و دینی تعلیمی اداروں کے طلبہ کے علم و عمل، کردار واخلاق اور فکری نشونما کے لئے سنگ میل کا کام دے گا۔ جس کے ذریعہ ہم نہ صرف اپنی کھوئی ہوئی اخلاق قدروں اور گم کردہ قائدانہ مقام سے آشنا ہوں گے بلکہ پورے عالم انسانیت کے لئے مؤثر اور مفید ثابت ہونگے، مطالعۂ قرآن حکیم کورس کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ ہر طرح کی فرقہ ورانہ سوچ سے بلند تر اور اتحاد امت کا ترجمان ہے۔

مولانا محمد سیف البر سکر گاہی صاحب (فاضل وفاق المدارس العربیہ، مرکزی ناظم اعلیٰ ٹرسٹ جمیعت تعلیم القرآن)

دی علم فاؤنڈیشن نے اکابرین کی تفاسیر وتراجم کو سامنے رکھتے ہوئے خاص طور پر اسکولز کے طلبہ کیلئے جو نصاب ترتیب دیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اسباق کا حاصل تمارین اور گھریلو سرگرمیاں وغیرہ متعلمین و متعلمات کیلئے انتہائی مفید ثابت ہونگی ان شاء اللہ۔ امید واثق ہے کہ یہ نصاب فہمِ قرآن حکیم کیلئے انتہائی مؤثر کردار ادا کریگا۔ اس میں سب سے زیادہ خاص بات یہ ہے کہ جملہ نصاب میں ان اُمور اور تشریحات کو بیان کرنے کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے جس میں عموماً سب کا اتفاق پایا جاتا ہے۔ جس سے بچوں کا یہ ذہن بنے گا کہ ہمارا دین اختلافات کا مجموعہ نہیں ہے اس طرح قربتوں کو فروغ ملے گا اور جو فاصلے بلکہ خلیجیں مسلمانوں کے درمیان پیدا ہو گئی ہیں وہ رفتہ رفتہ کم ہو جائیں گی (ان شاء اللہ تعالیٰ) دل و جان سے دعا ہے کہ اللہ ﷻ دی علم فاؤنڈیشن کے جملہ ذمہ داران کی خدمات اور کاوشوں کو قبول فرمائے اور دنیا اور آخرت کی کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے اور ادارے کو خوب ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)

Prof. Dr. Masoom Yasinzai (Rector International Islamic University-Islamabad)

Its very impressive work on Quranic teachings 'Mutalae Quran-e- Hakeem'.I am greatly impressed by the IlM Foundation approach for introducing Quranic teaching with the help of stories of prophets and from the grass root level. Surely, ILM Foundation work will make a sustainable impact on the lives of future generations in their personal lives as practicing Muslims and in the society at large.

دی سیٹیزن فاؤنڈیشن (شعبۂ نصاب)

مختلف رنگوں کا استعمال بچوں کے لئے بہت interactive ہے اور قرآن فہمی میں معاون ہے۔ اس کتاب کی مشقیں بہت اچھی ہیں۔ اس نصاب میں کوئی ایسا مواد نہیں جس سے طلباء و طالبات میں انتہا پسندی پیدا ہو رہی ہو۔ نصابِ قرآن بچوں کی اخلاقی تربیت میں بھی بہت معاون ہے۔ بحیثیت مجموعی بہت اچھی کاوش ہے یقیناً اس کے اچھے نتائج سامنے آئیں گے۔

ونگ کمانڈر ڈاکٹر مولانا ضمیر اختر خان صاحب (ڈائریکٹر شعبہ امورِ دینیہ۔ پاکستان فضائیہ، فاضل علوم اسلامیہ)

دی علم فاؤنڈیشن نے عصری تعلیمی اداروں کے لئے مطالعۂ قرآن حکیم کا نصاب ترتیب دے کر ملت اسلامیہ پاکستان کی خاص طور پر اور امت مسلمہ کی عام طور پر خدمت کا عظیم فریضہ ادا کیا ہے۔ علم فاؤنڈیشن کا بڑا کارنامہ (Herculean Task) پورے قرآن مجید فرقان حمید پر محیط ان کتب کی ترتیب و تدوین ہے۔

مفتی محمد قمر الحسن صاحب (استاد الحدیث جامعہ حمادیہ، شرعیہ ایڈوائزر ٹرسٹ جمعیت تعلیم القرآن، ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

طلباو طالبات میں اسلامی کردار و تشخص اور ایمانی جذبہ و قوت پیدا کرنے کے لئے اس میں جو محنت کی گئی ہے اس کو دیکھ کر بے اختیار زبان سے آفرین کے الفاظ نکل گئے۔ ہر سورت کے شروع میں اس کا مقصد اور جاندار خلاصہ کا پیش کرنا بڑا مفید ہے۔ ''علم و عمل کی باتیں'' کے عنوان قرآنِ حکیم کی فکری اور عملی ہدایت سے آگاہی دلانے کا طریقہ بھی نہایت مؤثر ہے۔ اللہ ﷻ نے اس کتاب کو دین کی اشاعت اور جذبہ ایمانی کا ذریعہ بنادیا ہے۔

قاری سید علی عابد نقوی صاحب (اعزازی مشیر اسلامی نظریاتی کونسل، منتظم اعلیٰ امامیہ دارالتجوید، بین الاقوامی قصر قرآنِ پروجیکٹ اسلام آباد)

مجھے انتہائی خوشی ہوئی کہ ادارہ نے مسلکی اختلافات سے پرہیز کرتے ہوئے طلباء و طالبات میں حقیقی قرآنی روح سے آگاہ کرنے کا بہترین اہتمام کیا ہے۔ میں اس عمل کو قابل تحسین قرار دیتا ہوں۔ وزارتِ مذہبی امور سے چالیس سے مربوط ہوں۔ علم فاؤنڈیشن کے افراد ادارہ میں ملازمت نہیں بلکہ نظریاتی بنیادوں پر کام کر رہے ہیں۔ موجودہ پر اشوب دور میں علم فاؤنڈیشن کا قرآنی حوالے سے کام بہت بلند ہے۔ جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

مفتی محمد منظور علی خان قادری حنفی صاحب (فاضل علوم شرقیہ، خطیب اعلیٰ غوثیہ مسجد، گلشن حدید کراچی)

پانچویں کلاس سے دسویں کلاس کے بچوں کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کے قرآنی واقعات پر مشتمل جو نصاب پیش کیا گیا ہے یہ بچوں کے لئے بہت مفید ثابت ہو گا۔ اس ترجمہ میں کسی مقام پر مجھے کوئی غلطی یا بے ادبی نظر نہیں آئی۔ یہ ترجمہ مسلک اہلسنت کے مطابق بالکل درست ہے۔ اس وقت اس کام کے لئے جو لوگ جانی اور مالی تعاون کر رہے ہیں وہ لائق تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

Muhammad Rafique Tahir (Joint Education Adviser, Ministry of Federal Education Govt of Pakistan)

The ILM Foundation has devised the Holy Quran Urdu translation books / course consists of seven parts. The Ministry of Federal Education & Professional Training has constituted a committee consist of representatives of Ittehad Tanzeemat-ul-Madaris Pakistan to reach consensus regarding translation of Holy Quran and Teachers Guide. The process of review is going on successfully. The council of Islamic Ideology has also highly appreciated this effort and suggested to form an Ulema Committee for providing guidelines.

The Ministry of Federal Education and Professional Training too appreciate the efforts of The ILM Foundation and term it as an excellent support towards the implementation of Compulsory Teaching of the Holy Quran Act 2017.

نوٹ: الحمدللہ مذکورہ بالا علماء کرام اور معزز شخصیات کے علاوہ بھی دیگر تعلیمی اداروں کے سربراہان، علماء کرام اور ماہرین تعلیم نے اپنے قیمتی تاثرات سے نوازا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فہرست مضامین

تلاوت اور ترجمۂ قرآن کے چند آداب

نوٹ: تلاوتِ قرآن، فہم قرآن اور تجوید کی اہمیت مع قرآنِ حکیم کی بنیادی معلومات مطالعہ قرآنِ حکیم حصّہ اوّل میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

۱۔ پاک صاف اور باوضو ہو کر قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنی چاہیئے۔

۲۔ تلاوت شروع کرنے سے پہلے تعوذ (اَعُوذُ بِاللّٰهِ) اور تسمیہ (بِسۡمِ اللّٰهِ) پڑھنی چاہیئے۔

۳۔ تجوید کے ساتھ تلاوت کی کوشش کرنی چاہیئے۔

۴۔ تلاوت کرتے ہوئے رب العالمین اور اس کے کلام کی عظمت بھی دل میں موجود ہونی چاہیئے۔

۵۔ تلاوت آہستہ اور بلند آواز سے کی جاسکتی ہے۔ البتہ یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ بلند آواز تلاوت سے کسی کے کام یا آرام میں خلل نہ ہو۔

۶۔ سجدۂ تلاوت والی آیت پر سجدہ ادا کرنا چاہیئے۔

۷۔ جب کوئی دوسرا تلاوت کر رہا ہو تو اسے خاموشی اور توجہ سے سننا چاہیئے۔

۸۔ ترجمہ اور تشریحات کے مطالعہ کے وقت خوب غور و فکر کرنا چاہیئے تاکہ آیات کا مفہوم اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔

۹۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت و اطاعت کے جذبہ سے سرشار ہو کر احکام دین سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کی نیت سے قرآنِ حکیم کا بغور مطالعہ کرنا چاہیئے۔

۱۰۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت و رفعت اور جنت و خوشخبری والی آیات کا ترجمہ پڑھتے وقت اظہار خوشی اور شکر کے ساتھ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے جنت کی دعا مانگنی چاہیئے۔

۱۱۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے غضب، جہنم اور اس کے عذاب والی آیات کا ترجمہ پڑھتے وقت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے جہنم کے عذاب سے نجات کی دعا مانگنی چاہیئے۔

۱۲۔ تلاوت کے آخر میں اپنی، اپنے والدین، اساتذہ، مرحومین اور پوری امت مسلمہ کی سلامتی، بھلائی اور مغفرت کے لئے دعا مانگنی چاہیئے۔

طلبہ کے لئے اہم ہدایات

تمام طلباء و طالبات اس نصاب کے مطالعہ کے دوران درج ذیل باتوں کو خاص طور پر ذہن نشین رکھیں۔

۱۔ مطالعۂ قرآنِ حکیم کی کتاب کے ادب اور حفاظت کا بھرپور انتظام کریں اور اس کی جلد بندی بھی کروائیں یہ خیال کرتے ہوئے کہ آپ آئندہ بھی اس سے استفادہ کرتے رہیں گے۔

۲۔ مطالعۂ قرآنِ حکیم میں پیش کیئے گئے ترجمہ کا انتخاب بہت سے علماء کرام اور بزرگانِ دین کے معروف تراجم سے کیا گیا ہے۔ اس حوالہ سے ان معزز شخصیات کی عظیم جدوجہد اور بے لوث خدمات کی ہمیں قدر کرنی چاہیئے اور انہیں اپنا محسن سمجھنا چاہیئے اور ان حضرات کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہیئے جنھوں نے اس نصاب کو خوب سے خوب تر بنانے کیلئے محض اخلاص کی بنیاد پر یہ کام کیا۔

۳۔ اس نصاب میں قرآنِ حکیم کے ترجمہ اور اس کی بنیادی تعلیمات سے آگاہی فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ دینی مسائل اور قرآنِ حکیم کے احکامات کی تفصیل جاننے کے لئے علماء کرام سے رجوع کرنا چاہیئے۔

۴۔ اس نصاب کا ایک اہم مقصد قرآنِ حکیم کے بنیادی پیغام اور ہدایات سے طلبہ کو واقف کرانا ہے۔ البتہ اس مطالعہ کے نتیجہ میں اپنے آپ کو اس قابل سمجھنا کہ ہم خود قرآنِ حکیم سے مسائل اور احکامات اخذ کرسکتے ہیں اور ہمیں اہل علم سے کچھ سیکھنے کی ضرورت نہیں، ہرگز صحیح نہیں ہے۔

۵۔ قرآن حکیم کے مطالعہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث مبارکہ اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مطالعہ بھی بہت ضروری ہے کیونکہ قرآنی احکامات اور تعلیمات کی وضاحت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے قول اور عمل کے ذریعہ فرمائی۔ گویا قرآنِ حکیم کی عملی وضاحت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے میسر آئے گی۔ اس سلسلہ میں اپنے اساتذہ کرام اور اہل علم سے رہنمائی لیتے رہیں۔

سبق:۱

سُوۡرَةُ النِّسَآء

تعارف اور وجہ تسمیہ

"نسآء" کا مطلب ہے "عورتیں"۔ کیونکہ اس سورت میں عورتوں کے حقوق اور احکام زیادہ تفصیل سے بیان ہوئے ہیں، اس لئے اسے "سورۃ النسآء" کا نام دیا گیا ہے۔ دورِ جاہلیت میں عورتوں کے کوئی حقوق نہ تھے۔ عورتیں معاشرہ کا انتہائی مظلوم اور محروم طبقہ تھیں۔ بیٹیوں کی پیدائش کو عار سمجھا جاتا اور ان کو زندہ دفن کر دیا جاتا، بیویوں کے بھی کوئی حقوق متعین نہ تھے، ایک مرد کے لئے بیویوں کی تعداد کی کوئی قید نہ تھی، عورتیں مالِ وراثت کی طرح تقسیم کر دی جاتیں، سوتیلے بیٹے ماؤں سے نکاح کر لیتے، کنیزوں کو جسم فروشی پر مجبور کیا جاتا، عورتوں کی عزت و عفت کا کوئی تحفظ نہ تھا۔

قرآن حکیم اور صاحبِ قرآن ﷺ نے عورتوں کو حقوق عطا فرمائے، انہیں عزت و شرف عطا فرمایا، وراثت میں انہیں حصہ دیا، محرمات کی تفصیل بیان فرمائی، "نکاح مقت" جس میں بیٹا اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر لیتا تھا اس نکاح کو حرام قرار دیا، بیویوں کی تعداد مُعیّن فرمائی نیز بیویوں کے درمیان عدل کرنے کا حکم فرمایا، عورتوں کو حق مہر، نان نفقہ، لباس اور رہائش کا حق دیا، ماں کے حقِ خدمت کو والد سے بھی مقدم کیا، ماں کے قدموں تلے یعنی خدمت گزاری اور فرماں برداری میں جنت رکھی، نیک بیوی کو خیر المتاع یعنی بہترین دولت قرار دیا، بیٹیوں، بہنوں، خالاؤں اور پھوپھیوں کی اچھی پرورش اور کفالت کرنے پر جنت کی بشارت دی۔

زمانہ نزول اور پس منظر

یہ مدنی سورت ہے جو نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد نازل ہوئی۔ یہ سورت ایک ہی مرتبہ مکمل نازل نہیں ہوئی بلکہ اس کی آیات مختلف اوقات میں مختلف مواقع پر نازل ہوئیں جنہیں بعد میں یکجا کر دیا گیا۔ اس کا زیادہ تر حصّہ ۳ھ سے ۵ھ تک نازل ہوا۔ مثلاً وراثت کی تقسیم اور یتیموں کے حقوق سے متعلق آیات غزوۂ احد کے بعد نازل ہوئیں جب ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے تھے۔ غزوۂ احد ۳ھ میں ہوا تھا۔ اس سورت میں نمازِ خوف کا ذکر ہے جو غزوۂ ذات الرقاع میں پڑھی گئی جو ۴ھ میں ہوا۔ اسی طرح تیمّم کا بیان ہے جس کی اجازت غزوۂ بنی مصطلق میں دی گئی جو ۵ھ میں پیش آیا۔

خلاصہ کلام

اس زمانہ نزول کے احوال کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت حضور اکرم ﷺ کے سامنے جو دین کا کام تھا اسے تین شعبوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس سورت میں ان تینوں شعبوں سے متعلق آیات نازل فرمائیں اور ان تینوں حوالوں سے مسلمانوں کو رہنمائی عطا فرمائی۔ وہ شعبے یہ ہیں:

۱۔ اس منظم اسلامی معاشرہ کی نشوونما، جو مدینہ طیبہ اور اس کے اطراف میں قائم ہو چکا تھا۔ اس میں جاہلیت کے پرانے طریقے مٹا کر اخلاق، تمدن، معاشرت اور معیشت کے شرعی اصول رائج کئے جا رہے تھے۔

۲۔ اس کشمکش کے حوالہ سے رہنمائی جو مشرکین عرب، یہودی قبائل اور منافقین کے ساتھ جاری تھی۔

۳۔ اسلام کی دعوت کو پھیلانا اور مزید دلوں کو اسلام کی طرف راغب کرنا۔

سورۂ آل عمران سے ربط اور مناسبت

قرآن حکیم کی ترتیب میں سورۃ النسآء سے پہلے سورۃ آل عمران ہے۔ یہ دونوں سورتیں مدنی ہیں اور ان میں باہم ربط و مناسبت ہے۔ گویا سورۃ النسآء سورۃ آل عمران کا تکمیلی حصّہ ہے۔ سورۃ آل عمران کی آخری آیت میں اللہ ﷻ کی نافرمانی سے بچنے کا حکم ہے اور سورۃ النسآء کی پہلی آیت میں تقویٰ کی ہدایت ہے یعنی تقویٰ کے مضمون پر سورۃ آل عمران کا اختتام ہوا اور اسی مضمون سے سورۃ النسآء کا آغاز ہوا ہے۔

سورۃ النسآء کا سابقہ سورتوں سے ربط کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ سورۃ البقرۃ میں زیادہ تر بنی اسرائیل میں سے یہود کے کردار کا ذکر ہے اور سورۃ آل عمران میں عیسائیوں کے کردار پر بحث کی گئی ہے، جبکہ سورۃ النسآء میں مرکزی مضمون مسلمانوں کا کردار ہے اور منافقین کی دورخی، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی سازشوں، حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی اور آپ ﷺ کی اطاعت سے ان کی روگردانی کا ذکر بھی تفصیل سے ہے۔ نیز آخر میں اجمالاً یہود و نصاریٰ کے جرائم اور عقائد فاسدہ کا بیان ہے۔

مرکزی مضمون

اس سورت کا مرکزی مضمون عورتوں کے حقوق، مسلمانوں کے معاشرتی اور اجتماعی زندگی سے متعلق احکام و قوانین اور ساتھ ہی فروغ اسلام کی بھرپور کوشش اور منافقین کی اسلام دشمن سازشوں سے حد درجہ محتاط رہنے کی تاکید ہے۔

اہم مضامین پر ایک نظر

اس سورت میں انفرادی، خاندانی اور اجتماعی زندگی کے شعبوں کے حوالہ سے تفصیلی رہنمائی دی گئی ہے۔ مسلمانوں کی معاشی اور معاشرتی زندگی سے متعلق جن احکام و قوانین کا ذکر ہے ان میں عورتوں کے حقوق کے علاوہ دوسرے بہت سے ایسے احکام بھی ہیں جو اسلامی معاشرہ کے بہترین نظم و ضبط اور تمام افراد کی جان، مال اور آبرو کی حفاظت کی بنیاد ہیں۔ احکامِ وراثت، احکامِ نکاح، توبہ، یتیموں، غلاموں اور کنیزوں کے حقوق، تیمّم کے مسائل، صلوٰۃ القصر، صلوٰۃ الخوف، حرمتِ شراب وجُوا، احکام برائے جہاد و قتال، احکامِ ہجرت، اطاعت رسول ﷺ کی اہمیت و ضرورت کے بیان کے ساتھ ساتھ اہل کتاب کے غلط عقائد اور مشرکین کے غلط مذہبی تصورات و اعمال کا بھی ذکر ہے۔ نیز منافقین کے جرائم میں سے اطاعت رسول ﷺ سے فرار، جہاد و قتال، انفاق فی سبیل اللہ اور راہ الٰہی میں ہجرت سے گریز کا بیان ہے۔

سُوْرَۃُ النِّسَآء (آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ)

آیات: ۱ تا ۱۴
❁ تقویٰ کی تاکید ❁ عورتوں کے حقوق
❁ یتیموں کے حقوق ❁ وراثت کے احکام

آیات: ۱۵ تا ۲۵
❁ ہر قسم کی بدکاری کے ارتکاب پر شدید وعید ❁ توبہ کا بیان ❁ عورتوں سے حسن سلوک ❁ مُحرّماتِ نکاح ❁ کنیزوں سے نکاح کے بارے میں احکام

آیات: ۲۶ تا ۴۲
❁ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کا حکم ❁ زوجین کی ذمہ داریاں
❁ احسان کی تاکید اور بخل کی مذمت ❁ حقوق العباد ❁ رسول اللہ ﷺ کا میدانِ حشر میں سب لوگوں پر شاہد و گواہ ہونے کا بیان

آیات: ۴۳ تا ۵۹
❁ تیمّم کا طریقہ ❁ یہود کی شرارتیں ❁ مومنین پر انعامات ❁ عدل
❁ امانت داری ❁ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم

آیات: ۶۰ تا ۷۶
❁ منافقین کا اطاعت رسول ﷺ سے انکار، طلب دعائے مغفرت و شفاعت کیلئے بارگاہِ رسالت میں حاضری سے روگردانی اور قتال فی سبیل اللہ سے فرار ❁ اطاعت رسول ﷺ کا تاکیدی حکم اور اس کی برکات ❁ قتال فی سبیل اللہ کے احکام

آیات: ۷۷ تا ۹۱
❁ موت کی اٹل حقیقت ❁ قتال فی سبیل اللہ ❁ اطاعت رسول ﷺ
❁ سفارش اور سلام کے بارے میں ہدایات ❁ منافقین پر سخت گرفت

آیات: ۹۲ تا ۱۰۰
❁ مجاہدین کی فضیلت ❁ ہجرت کے مسائل ❁ قتل خطا کے ارتکاب پر دیت کے احکام ❁ قتل عَمَد کے جرم پر سخت سزا کی وعید ❁ جہاد کے احکام

آیات: ۱۰۱ تا ۱۱۲
❁ نماز قصر ❁ نماز خوف ❁ پابندیٔ وقت کے ساتھ اقامتِ صلوٰۃ کا حکم ❁ خائن کی طرف داری کی ممانعت اور توبہ و استغفار کی تلقین

آیات: ۱۱۳ تا ۱۲۶
❁ نبی کریم ﷺ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل و رحمت، آپ ﷺ کو تمام مفید علوم کی خصوصی تعلیم ❁ شرک کی مذمت ❁ شیطان کی چالیں ❁ نیک اعمال کی فضیلت

آیات: ۱۲۷ تا ۱۴۱
❁ یتیم لڑکیوں کا نکاح ❁ زوجین کے درمیان صلح
❁ عدل کا قیام ❁ منافقین کے لئے وعید

آیات: ۱۴۲ تا ۱۶۲
❁ منافقین کی دھوکہ دہی اور ان کے لئے سزا ❁ اہل کتاب کے جرائم اور ان کے لئے سزا ❁ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا

آیات: ۱۶۳ تا ۱۷۶
❁ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ❁ وراثت کے مزید احکام
❁ نصاریٰ کے غلط عقائد کی تردید



سبق: ۲

سُوْرَةُ النِّسَآء

سورۃ النسآء ۴ — رکوع: ۱تا۴ (آیات: ۱تا۲۵)

رکوع: ۱تا۴ کے اہم مضامین

۱۔ تقویٰ کی تاکید
۲۔ عورتوں اور یتیموں کے حقوق کا تحفظ
۳۔ وراثت کے احکام
۴۔ توبہ کی قبولیت اور عدمِ قبولیت
۵۔ عورتوں پر ہونے والے مظالم کی روک تھام
۶۔ محرمات کی تفصیل
۷۔ کنیز سے نکاح کے احکام

رکوع: ۱تا۴ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱تا۱۰)

اللہ ﷻ کی نافرمانی سے ڈرنے اور تقویٰ اختیار کرنے کا حکم ہے۔ رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے کی تاکید اور قطع رحمی کی ممانعت ہے۔ یتیموں کے حقوق کے حوالہ سے احکامات کا بیان ہے۔ اس ضمن میں یتیموں کے سرپرستوں کو ہدایات دی گئی ہیں کہ جب یتیم بچے بالغ اور سمجھ دار ہو جائیں تو ان کا مال دیانت داری سے ان کے سپرد کر دیں، ان کے اچھے مال کو اپنے گھٹیا قسم کے مال سے نہ بدلیں اور ان کے مال کا ذرا سا حصہ بھی بد دیانتی سے اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھائیں۔ یہ بھی حکم دیا گیا کہ اگر کسی کو یہ خوف ہو کہ وہ یتیم لڑکیوں کے معاملے میں انصاف نہ کر سکیں گے، جس کے نتیجے میں خدشہ ہو کہ ان یتیم بچیوں کے مال و دولت اور حسن و جمال سے متاثر ہو کر ان سے نکاح کریں گے اور مال ہتھیانے کے بعد انہیں فارغ کر دیں گے، تو ایسی صورت میں ہدایت دی گئی ہے کہ (دوسری) عورتوں میں سے جو انہیں بھلی لگیں اُن سے نکاح کر لیں۔ عورتوں کے حقوق کے حوالہ سے یہ بھی بتایا گیا کہ اگرچہ مرد کو بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ تمام بیویوں کے درمیان عدل کرے۔ لیکن اگر وہ عدل نہ کر سکے تو ایک بیوی پر ہی اکتفاء کرے۔ مہر عورت کا حق ہے، لہٰذا خاوند کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیوی کو خوشدلی سے حق مہر ادا کرے۔ ایک ہدایت یہ کی گئی ہے کہ مال نا سمجھ یتیم کے حوالے نہ کیا جائے، بلکہ ان کی ضروریات اچھے طریقے سے پوری کی جائیں اور اُن کے مال کی حفاظت کی جائے۔ یتیموں کے سرپرستوں کی ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں کہ وہ یتیموں کے مال کو امانت سمجھ کر احتیاط سے کام لیں اور اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کا مال ایسے وقت میں ان کے حوالے کیا جائے، جب وہ سمجھ دار ہو چکے ہوں۔ اس مقصد کے لئے وقتاً فوقتاً ان کو آزماتے رہیں اور جب یہ محسوس ہو کہ ان میں مال کو صحیح طور پر استعمال کرنے کی اہلیت پیدا ہو گئی ہے تب ان کا مال ان کے حوالے کر دیا جائے۔ یتیم کا مال ناحق کھانے اور ہڑپ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ البتہ اگر یتیم کا سرپرست تنگدست ہو، تو وہ بقدرِ ضرورت یتیم کے مال میں سے استعمال کر سکتا ہے۔ نیز زمانہ جاہلیت کی اس رسم کی تردید کی گئی ہے کہ عورت کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں بلکہ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی وراثت کا حصہ دار بنایا گیا ہے۔ یہ بھی تلقین کی گئی ہے کہ میراث کی تقسیم کے وقت اگر یتیم و مسکین رشتہ دار آجائیں جو میراث کے حقدار تو نہیں ہیں لیکن ازراہ احسان انہیں بھی کچھ نہ کچھ دے دینا چاہیئے تاکہ ان کی دلجوئی ہو جائے۔ ایک نصیحت یہ بھی کی گئی ہے کہ دوسروں کے یتیم بچوں کے ساتھ خیر خواہی اور حسن سلوک

کا معاملہ اس طرح کیا جائے جس طرح ہر کوئی چاہتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے پیچھے رہ جانے والے بے سہارا یتیم بچوں کے ساتھ حسن و سلوک کا معاملہ کیا جائے۔ یتیم کا مال ناحق کھانے والوں کے لئے شدید وعید ہے کہ وہ اپنے پیٹوں میں دوزخ کی آگ بھر رہے ہیں۔

رکوع:۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ: "جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز ہو، اسے صلہ رحمی کرنی چاہیئے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم، بحارالانوار)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: "اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے (تمام مخلوقات کی پیدائش کے بعد) رحم (رشتہ اور ناطہ و تعلق جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پیدا کردہ ایک مخلوق ہے) سے فرمایا، کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ جو تجھے جوڑے (صلہ رحمی کرے) میں بھی اسے جوڑوں اور جو تجھے توڑے (قطع تعلق کرے) میں بھی اسے توڑوں۔" (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔" (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح (ساتھ) ہوں گے پھر آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ یعنی شہادت اور بیچ والی انگلی۔" (یعنی ان لوگوں کو آپ ﷺ کی رفاقت اور قرب نصیب ہو گا) (جامع ترمذی، بحارالانوار)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "۱۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ ۲۔ جادو۔ ۳۔ جس جان کو قتل کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اسے ناحق قتل کرنا۔ ۴۔ سود کھانا۔ ۵۔ یتیم کا مال (ناجائز طریقہ سے) کھانا۔ ۶۔ معرکہ کے دن (میدان جہاد سے بزدلی دکھاتے ہوئے) پیٹھ پھیرنا۔ ۷۔ پاک دامن بھولی بھالی مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس آدمی کے پاس دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان عدل نہ کرے وہ قیامت کے دن فالج زدہ جسم کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور پیش کیا جائے گا۔" (جامع ترمذی)

۷۔ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن ایسے لوگ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے جن کے مونہوں سے آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ (ﷺ)! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: جو لوگ یتیم کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں صرف آگ بھر رہے ہیں۔" (طبرانی، ابن حبان)

رکوع: ۲ (آیات: ۱۱تا۱۴)

وراثت کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ پہلے اولاد کا وراثت میں حصّہ بیان کیا گیا ہے چنانچہ لڑکے کا حصّہ لڑکی سے دوگنا ہوگا۔ اگر صرف دو لڑکیاں ہوں تو ان کا کل حصہ دو تہائی ہوگا اور ہر ایک کو ایک تہائی حصہ ملے گا۔ پھر لڑکیاں دو سے خواہ کتنی ہی زیادہ ہوں، ان کا مجموعی حصّہ ترکے کا دو تہائی ہی رہے گا۔ باقی ایک تہائی دوسرے ورثاء کو ملے گا۔ اگر لڑکی ایک ہی ہو تو کُل ترکے کا نصف حصّہ اسے ملے گا اور باقی آدھے میں دوسرے ورثاء حصّہ دار ہوں گے۔

نوٹ: فقہ جعفریہ کے مطابق تمام جائیداد بیٹیوں میں تقسیم ہوگی البتہ دو تہائی بطور فرض اور ایک تہائی بطور رد۔ باقی مرحوم کے بہن بھائی یا اجداد کی نوبت نہیں آئے گی اسی طرح ایک بیٹی زندہ ہو تو اسے تمام جائداد ملے گی، نصف بطورِ فرض اور نصف بطورِ رد۔

میراث میں ماں باپ کے حصّے کی تین صورتیں ہیں: پہلی صورت یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد ہو تو ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصّہ ملے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی وارث ہوں اور اس کے بہن بھائی بھی نہ ہوں، تو ماں کو ایک تہائی اور باپ کو دو تہائی حصہ ملے گا۔ لیکن اگر دوسری صورت میں میت کے بھائی بہن بھی ہوں، تو ماں کو چھٹا حصّہ اور باقی حصّہ باپ کو ملے گا اور یہ میراث میں ماں باپ کے حصّہ کی تیسری صورت ہوگی۔ اس کے بعد میاں بیوی کا وراثت میں حصّہ مقرر کیا گیا ہے۔ بیوی کے ترکہ میں سے خاوند کو میراث ملنے کی دو صورتیں ہیں۔ اگر بیوی کی کوئی اولاد نہ ہو، تو خاوند کو بیوی کے ترکہ میں سے آدھا حصّہ ملے گا۔ لیکن اگر بیوی کی اولاد ہو، تو خاوند کو بیوی کے ترکہ میں سے ایک چوتھائی حصّہ ملے گا۔ اسی طرح خاوند کے ترکہ میں سے بیوی کو میراث ملنے کی بھی دو ہی صورتیں ہیں۔ اگر خاوند کی اولاد نہ ہو، تو بیوی کو خاوند کے ترکہ میں سے ایک چوتھائی حصہ ملے گا۔ لیکن اگر خاوند کی اولاد ہو، تو بیوی کو آٹھواں حصّہ ملے گا۔

کلالہ کی میراث کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ کلالہ اس مردہ فرد (میت) کو کہتے ہیں خواہ مرد ہو یا عورت جس کے نہ والدین ہوں نہ ہی اولاد، البتہ اس کے بہن بھائی ہوں۔ کلالہ کے بہن بھائی یا تو حقیقی (ماں باپ) شریک ہوں گے یا پھر علّاتی (فقط باپ شریک) یا پھر اَخیافی (فقط ماں شریک) ہوں گے۔ اس مقام پر صرف یہ صورت بیان کی گئی ہے کہ اگر کلالہ کی ایک اخیافی (ماں شریک) بہن اور ایک بھائی ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصّہ ملے گا۔ اور اگر ایک سے زیادہ بہن بھائی ہوں، تو یہ سب ایک تہائی حصّہ میں شریک ہوں گے۔

وراثت کی یہ تمام تقسیم ہمیشہ میت کے قرض کی ادائیگی اور اس کی وصیت پر عمل کرنے کے بعد ہوگی نیز وصیت بھی صرف ایک تہائی مال میں نافذ ہوگی، اس سے زائد میں نہیں اور وصیت کسی ایسے شخص کے لئے نہیں کی جاسکتی جو شرعی طور پر وارث ہے لہٰذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے وراثت کے ان احکام کو حدود اللہ قرار دیا ہے۔ ان احکام پر عمل کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے اور ان احکامات کی نافرمانی کرنے والوں کو جہنم کی آگ میں جلنے اور ذلت والے عذاب سے دوچار ہونے کی وعید سنائی گئی ہے۔

نوٹ: کلالہ کی میراث کی بقیہ صورتیں اسی سورتِ مبارکہ کے آخری رکوع کے خلاصہ میں ذکر کی جائیں گی۔ چونکہ قرآن حکیم میں عموماً احکامات کے بنیادی قوانین ذکر کئے جاتے ہیں اور تفصیلات رسول اللہ ﷺ کی احادیث و آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ملتی ہیں تو احکامِ وراثت کی وضاحت و تفصیلات کے لئے علمائے کرام سے رجوع کرنا چاہیئے۔

رکوع: ۲ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال خطبہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ "بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہر حق دار (وارث) کو اس کا حق عطا فرمادیا ہے، لہٰذا اب کسی وارث کے حق میں کوئی وصیت معتبر نہیں ہے۔" (جامع ترمذی، مسند احمد، سنن ابوداؤد)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "مومن کا معاملہ اس کے قرض سے لٹکا رہتا ہے، جب تک کہ وہ اس کی طرف سے ادا نہ کردیا جائے۔" (جامع ترمذی، مسند احمد)

۳۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں بیمار ہوگیا اور موت کے قریب پہنچ گیا۔ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول (ﷺ)! میرے پاس بہت مال ہے اور میرا کوئی وارث بھی نہیں، سوائے ایک بیٹی کے، تو کیا میں اپنا پورا مال (اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نام پر) دے دوں؟ فرمایا: "نہیں" میں نے عرض کیا، نصف دے دوں؟ فرمایا: "نہیں" میں نے کہا، تہائی دے دوں؟ فرمایا: "تہائی دے دو، لیکن یہ بھی بہت ہے۔ اگر تم اپنی اولاد کے لئے مال چھوڑ جاؤ تو یہ بہتر ہے، بہ نسبت اس کے کہ تم انہیں محتاج چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتے پھریں۔ بے شک جو مال بھی تم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے خرچ کروگے اس پر تمہیں اجر دیا جائے گا، حتیٰ کہ اس نوالے پر بھی تمہیں اجر دیا جائے گا، جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالوگے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم) واضح رہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو اس بیماری کے بعد شفاء کاملہ نصیب فرمائی اور آپ کثیر الاولاد ہوئے۔

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جنت میں ایک درخت ایسا ہوگا کہ سوار یقیناً اس کے سائے میں سو سال تک چلتا رہے گا، پھر بھی وہ اس کو طے نہ کرپائے گا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بے شک عدل کرنے والے جو اپنے فیصلہ میں، اپنے اہل و عیال میں اور رعایا میں عدل کرتے ہیں، وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پاس نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے"۔ (صحیح مسلم)

رکوع: ۳ (آیات: ۱۵تا۲۲)

بعض برائیوں اور مظالم کے سدباب کے لئے احکامات دیئے گئے ہیں۔ بدکاری سے متعلق ابتدائی اور عارضی یہ حکم دیا گیا تھا کہ جب کوئی عورت بدکاری کا ارتکاب کرے اور اس پر چار مرد گواہی بھی دے دیں، تو اسے عمر بھر قید رکھا جائے جب تک کہ وہ فوت نہ ہوجائے یا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کوئی دوسرا حکم نہ دے۔ پھر اس حوالہ سے بعد میں حتمی حکم دیا گیا کہ غیر شادی شدہ زانی مرد و عورت کی سزا سو (۱۰۰) کوڑے اور شادی شدہ زانی مرد و عورت کی سزا رجم ہے یعنی اس جرم کے مرتکب شخص پر پتھر برسائے جائیں یہاں تک کہ موت واقع ہوجائے۔ اسی طرح ایک اور حکم دیا گیا کہ جب دو مرد باہم بدکاری کا ارتکاب کریں تو ان دونوں کو اذیت دی جائے اور اگر وہ توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو ان سے درگزر کردیا جائے۔ اس کے بعد توبہ کی قبولیت اور رَد ہونے کے حوالہ سے بتایا گیا ہے کہ جو کوئی نادانی میں گناہ کا ارتکاب کر بیٹھے اور پھر جلد ہی اس پر نادم ہو اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول ہوجاتی ہے۔ لیکن جو آدمی گناہ کرتا رہے یہاں تک کہ جب موت آنے لگے تو پھر توبہ کرے تو ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح جن لوگوں کو حالت کفر میں موت آجائے، ان کی بھی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ ان دونوں قسم کے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اسلام سے پہلے عورتوں پر ہونے والے ظلم کی روک تھام کے لئے احکام بیان ہوئے ہیں۔ ان مظالم میں سے ایک بڑا ظلم یہ تھا کہ بیوہ کے شوہر کے وارث اس

عورت کو بھی میراث کا حصہ سمجھ کر اس کے مالک بن بیٹھتے پھر یا تو خود اس سے نکاح کر لیتے یا اس کو کہیں اور نکاح کرنے سے اس لئے روکتے کہ یہ اپنا مال باہر نہ لے جائے۔ اس ظلم سے منع کر دیا گیا۔ ایک رسم یہ بھی تھی کہ اگر شوہر اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا، لیکن ساتھ یہ بھی چاہتا کہ جو مہر اس کو دیا ہے وہ واپس مل جائے، تو مہر کی خاطر بیوی کو تنگ کرتا تاکہ مجبور ہو کر وہ خود یہ پیشکش کر دے کہ مہر واپس لے لو اور مجھے آزاد کر دو، اس کو بھی حرام قرار دیا گیا اور بتا دیا گیا کہ نکاح ہو جائے اور زوجین بے حجاب، تنہا مل لیں تو اس کے بعد مہر کی واپسی نہیں ہو گی۔ بیویوں سے ہر طرح سے حسن سلوک کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ ایک غلط رسم یہ تھی کہ باپ کی وفات کے بعد سوتیلا بیٹا باپ کی منکوحہ (سوتیلی ماں) سے نکاح کر لیتا اس کو بھی حرام قرار دے دیا گیا اور کہا گیا کہ یہ بہت ہی بے حیائی کا کام ہے۔

رکوع: ۳ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "اللہ ﷻ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک اس کی جان حلق تک نہ پہنچ جائے۔" (جامع ترمذی)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مومنوں میں ایمان کے لحاظ سے سب سے کامل وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں بہتر ہوں۔" (جامع ترمذی)

۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عورتوں کے بارے میں اللہ ﷻ کی نافرمانی سے ڈرو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ ﷻ کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور اللہ ﷻ کے کلمہ کے ذریعہ (ان سے نکاح کر کے اپنی زوجیت میں لے کر) ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔" (صحیح مسلم، سنن ابو داؤد، ابن ماجہ)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اگر تمہارے گناہوں کا انبار اتنا زیادہ ہو کہ وہ آسمانوں تک پہنچ جائے اس کے بعد بھی اگر تم توبہ کر لو تو اللہ ﷻ تمہیں معاف فرما دے گا۔ ایک اور روایت میں ہے: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔" (سنن ابن ماجہ)

رکوع: ۴ (آیات: ۲۳ تا ۲۵)

جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ایک مرد کے لئے اس کی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، رضاعی ماں، رضاعی بہن، ساس، سوتیلی بیٹی اور بہو سے نکاح حرام ہے۔ دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا بھی حرام ہے۔ وہ تمام شادی شدہ عورتیں جو کسی اور کے نکاح میں ہوں، ان سے نکاح کرنا بھی حرام ہے۔ (مزید بر آں احادیث و سنت سے جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ثابت ہے ان سے بھی نکاح کرنا حرام ہو گا) ان کے علاوہ باقی عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے یہ بات بیان کی گئی ہے کہ مرد و عورت کا تعلق نکاح کی بنیاد پر قائم ہونا چاہیئے جس کا مقصد ایک مضبوط خاندانی نظام کا قیام ہے جس میں مرد اور عورت ایک دوسرے کے حقوق اور ذمہ داریوں کے پابند ہوتے ہیں اور اس رشتے کو عفت و عصمت کے تحفظ اور بقائے نسلِ انسانی کا ذریعہ بناتے ہیں۔ نکاح کے اس رشتہ میں عورت کا حق مہر ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جو شخص محتاجی اور

غربت کی وجہ سے آزاد مسلمان عورت سے شادی نہیں کر سکتا، اسے مسلمان کنیز سے شادی کرنے کی اجازت ہے۔ اس نکاح کے لئے کنیز کے مالک سے اجازت لینا اور دستور کے مطابق اس کا حق مہر ادا کرنا ضروری ہے۔

نوٹ: یاد رہے کنیزوں اور غلاموں کا تصور اسلام کے ابتدائی دور میں تھا۔ البتہ آج عملاً اس کا وجود نہیں ہے اس لئے آج نہ تو کسی آزاد مرد اور عورت کو بیچا جا سکتا ہے اور نہ ہی غلام یا کنیز بنایا جا سکتا ہے اور ایسا کرنا حرام ہے۔

رکوع: ۴ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جن رشتوں کو نسب کی وجہ سے حرام کیا ہے ان کو رضاعت کی وجہ سے بھی حرام کر دیا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی)

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو نکاحوں سے منع فرماتے ہوئے سنا، ایک یہ کہ کوئی شخص بھتیجی اور اس کی پھوپھی اور خالہ اور اس کی بھانجی کو بیک وقت (ایک نکاح میں) جمع کرے۔" (صحیح بخاری، سنن ابن ماجہ)

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "آپس میں دو محبت کرنے والوں (مرد اور عورت) کے درمیان نکاح جیسی (پائیدار اور مضبوط) کوئی چیز نہیں دیکھی گئی"۔ (سنن ابن ماجہ)

۴۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمیں حکم دیا "اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو کوئی نکاح (رکھنے) کی استطاعت رکھتا ہو وہ نکاح کر لے، یہ نگاہ کو زیادہ جھکانے والا اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہے اور جو استطاعت نہیں رکھتا تو وہ روزہ کو لازم کر لے، یہ اس کے لئے خواہش (نفس) کو قابو میں کرنے کا ذریعہ ہے۔" (صحیح مسلم)



سُوْرَةُ النِّسَآءِ

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

اے لوگو! اپنے رب (کی نافرمانی) سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان (آدم علیہ السلام) سے پیدا فرمایا

وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ

اور اُسی سے اُس کی زوجہ (حوا علیہا السلام) کو پیدا فرمایا اور پھیلا دیئے (زمین پر) اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ①

اور اُس اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے (حقوق) مانگتے ہو اور قطع رحمی سے (بچو) بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۗ

اور یتیموں کو اُن کے مال ادا کرو اور (اپنی) ردی چیز کو (اُن کی) عمدہ چیز سے نہ بدلو اور اُن کا مال اپنے مال کے ساتھ (ملا کر) نہ کھاؤ

اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ② وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى

بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے معاملہ میں انصاف نہ کرسکو گے

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ

تو جو (دوسری) عورتیں تمہیں پسند آئیں ان میں سے دو دو تین تین یا چار چار سے نکاح کرو پھر اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو

اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۗ

کہ تم (ان بیویوں کے درمیان) عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی بیوی (پر اکتفا کرو) یا وہ کنیز جن کے تم مالک ہو

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ③ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۗ

یہ زیادہ قریب ہے کہ تم (ناانصافی اور ایک ہی طرف) جھک جانے سے بچ جاؤ اور عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے ادا کرو

فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓــًٔا مَّرِيْٓــًٔا ④

پھر اگر وہ اپنی خوشی سے تمہارے لئے اُس میں سے کچھ حصہ چھوڑ دیں تو اُسے خوشگوار سمجھ کر مزے سے کھاؤ۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا

اور ناسمجھ (یتیموں) کو اپنے وہ مال حوالے نہ کرو جن کو اللہ نے تمہارے لئے (زندگی گزارنے کا) سہارا بنایا ہے

وَّارۡزُقُوۡهُمۡ فِيۡهَا وَاكۡسُوۡهُمۡ وَقُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ۝۵ وَابۡتَلُوا الۡيَتٰمٰى

اور اُنہیں اُس (مال) میں سے کھلاؤ اور اُنہیں پہناؤ اور اُن سے اچھی بات کہو۔ اور یتیموں کو آزماتے رہو

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ ۚ

یہاں تک کہ جب وہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں تو اگر تم اُن میں سمجھ بوجھ پاؤ تو اُنہیں اُن کے مال لوٹا دو

وَلَا تَاۡكُلُوۡهَاۤ اِسۡرَافًا وَّبِدَارًا اَنۡ يَّكۡبَرُوۡا ؕ وَمَنۡ كَانَ غَنِيًّا فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ ۚ

اور ان کے مال فضول خرچی کرتے ہوئے اور جلدی جلدی نہ کھاؤ کہ وہ بڑے ہو جائیں گے اور (یتیم کا) جو (ولی) مالدار ہے تو اُسے چاہیئے کہ بچتا رہے

وَمَنۡ كَانَ فَقِيۡرًا فَلۡيَاۡكُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ فَاِذَا دَفَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ فَاَشۡهِدُوۡا عَلَيۡهِمۡ ؕ

اور جو (ولی) محتاج ہے تو اُسے چاہیئے کہ وہ معروف طریقہ کے مطابق کھائے پھر جب تم اُن کے مال اُن کی طرف لوٹاؤ تو اُن پر گواہ بنالیا کرو

وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيۡبًا ۝۶ لِلرِّجَالِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ ۖ

اور حساب لینے کے لئے اللہ کافی ہے۔ مردوں کے لئے اُس (ترکہ) میں سے حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ گئے

وَلِلنِّسَآءِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ مِمَّا قَلَّ مِنۡهُ اَوۡ كَثُرَ ؕ

اور عورتوں کے لئے بھی اُس میں سے حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ گئے (خواہ) وہ (ترکہ) تھوڑا ہویا زیادہ

نَصِيۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ۝۷ وَاِذَا حَضَرَ الۡقِسۡمَةَ اُولُوا الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنُ

(اللہ کی طرف سے) مقرر کردہ حصہ ہے۔ اور جب (وراثت کی) تقسیم کے وقت حاضر ہوں (غیر وارث) قرابت دار اور یتیم اور محتاج

فَارۡزُقُوۡهُمۡ مِّنۡهُ وَقُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ۝۸ وَلۡيَخۡشَ الَّذِيۡنَ

تو اُنہیں بھی اس میں سے کچھ دے دو اور اُن سے اچھی بات کہو۔ اور چاہیئے کہ لوگ (یتیموں کے معاملہ میں) ڈریں

لَوۡ تَرَكُوۡا مِنۡ خَلۡفِهِمۡ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوۡا عَلَيۡهِمۡ ۖ فَلۡيَتَّقُوا اللّٰهَ

کہ اگر وہ اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑ جاتے تو وہ اُن کے بارے میں (کتنے) فکر مند ہوتے تو اُنہیں چاہیئے کہ اللہ (کی نافرمانی) سے ڈریں

وَلۡيَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا ۝۹ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡيَتٰمٰى ظُلۡمًا اِنَّمَا يَاۡكُلُوۡنَ فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا ؕ

اور چاہیئے کہ سیدھی بات کہیں۔ بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں بے شک وہ اپنے پیٹوں میں آگ (ہی) بھرتے ہیں

ع ۱۰ وَسَيَصۡلَوۡنَ سَعِيۡرًا ۝۱۰ ع يُوۡصِيۡكُمُ اللّٰهُ فِىۡۤ اَوۡلَادِكُمۡ ۖ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَيَيۡنِ ۚ

اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں جھلسیں گے۔ اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی وراثت) کے بارے میں وصیت فرماتا ہے بیٹے کے لئے دو بیٹیوں کے برابر حصہ ہے

فَاِنۡ كُنَّ نِسَآءً فَوۡقَ اثۡنَتَيۡنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنۡ كَانَتۡ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصۡفُ ؕ

پھر اگر صرف دو (یادو) سے زائد بیٹیاں ہوں تو جو (ترکہ میت نے) چھوڑا اُن کے لئے اُس کا دو تہائی ہے اور اگر ایک ہی بیٹی ہو تو اُس کے لئے نصف (ترکہ) ہے

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ

اور (میت کے) ماں باپ دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے اُس میں سے جو (میت نے) چھوڑا اگر اُس (میت) کی اولاد ہے

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ

اور اگر اُس کی کوئی اولاد نہیں ہے اور اُس کے ماں باپ (ہی) اُس کے وارث ہوئے تو اُس کی ماں کا تیسرا حصہ ہے پھر اگر اُس کے کئی بھائی ہیں

فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ

تو اُس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے (یہ تقسیم ہوگی) اس وصیت پر عمل کرنے کے بعد جو (مرنے والا) کر گیا یا (اس کے) قرض ادا کرنے کے بعد

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ ۚ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ

تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے کہ اُن میں سے کون تمہیں نفع پہنچانے کے اعتبار سے زیادہ قریب ہے یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر ہیں

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ

بے شک اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور اُس (ترکہ) میں سے جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں تمہارے لئے نصف ہے اگر اُن کی اولاد نہ ہو

فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ

پھر اگر اُن کی اولاد ہو تو تمہارے لئے چوتھائی ہے اُس میں سے جو وہ چھوڑ جائیں اس وصیت پر عمل کرنے کے بعد جو وہ کر گئیں یا (ان کے) قرض ادا کرنے کے بعد

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ

اور اُن (بیویوں) کے لئے اُس میں سے جو تم چھوڑو چوتھا حصہ ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو پھر اگر تمہاری اولاد ہو

فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ

تو اُن کے لئے اُس میں سے جو تم چھوڑ جاؤ آٹھواں حصہ ہے اس وصیت پر عمل کرنے کے بعد جو تم کر گئے یا (تمہارا) قرض ادا کرنے کے بعد

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ

اور اگر کوئی مرد یا عورت جس کی میراث تقسیم کرنی ہے، کلالہ ہو (نہ اس کے والدین زندہ ہوں نہ اولاد) اور (ماں کی طرف سے) اُس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو

فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ

تو اُن دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے پھر اگر وہ اِس سے زیادہ ہوں تو وہ سب ایک تہائی حصے میں شریک ہوں گے

مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ

اس وصیت پر عمل کرنے کے بعد جو کی گئی یا (اس کے) قرض ادا کرنے کے بعد جبکہ کسی کو نقصان نہ پہنچایا گیا ہو یہ اللہ کی طرف سے حکم ہے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور اللہ خوب جاننے والا نہایت حلم والا ہے۔ یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدود ہیں اور جو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے

يُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِيۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ وَذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۳﴾

وہ (اللہ) اُسے اُن جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

وَمَنۡ يَّعۡصِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوۡدَهٗ يُدۡخِلۡهُ نَارًا

اور جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے تجاوز کرے وہ اُسے آگ میں داخل کرے گا

ع ۲/۴ خَالِدًا فِيۡهَا ۖ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿۱۴﴾ ع وَالّٰتِىۡ يَاۡتِيۡنَ الۡفَاحِشَةَ مِنۡ نِّسَآئِكُمۡ

جس میں (وہ) ہمیشہ رہے گا اور اُس کے لئے ذلت آمیز عذاب ہے۔ اور تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کا ارتکاب کریں

فَاسۡتَشۡهِدُوۡا عَلَيۡهِنَّ اَرۡبَعَةً مِّنۡكُمۡ ۚ فَاِنۡ شَهِدُوۡا فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ فِى الۡبُيُوۡتِ

تو ان پر اپنے (مسلمانوں) میں سے چار مردوں کی گواہی لو پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو اُنہیں گھروں میں روک لو

حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الۡمَوۡتُ اَوۡ يَجۡعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيۡلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ يَاۡتِيٰنِهَا مِنۡكُمۡ

یہاں تک کہ موت ان کا کام تمام کردے یا اللہ اُن (کی رہائی) کے لئے کوئی اور راستہ نکال دے۔ اور تم میں سے جو دو افراد بدکاری کا ارتکاب کریں

فَاٰذُوۡهُمَا ۚ فَاِنۡ تَابَا وَاَصۡلَحَا فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ﴿۱۶﴾

تو اُن دونوں کو اذیت دو پھر اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اور اصلاح کریں تو تم اُن کا پیچھا چھوڑ دو بے شک اللہ بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اِنَّمَا التَّوۡبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ

بے شک وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کرلیا ہے وہ انہی کی ہے جو نادانی میں برائی کر بیٹھتے ہیں

ثُمَّ يَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِيۡبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۱۷﴾

پھر وہ جلد ہی توبہ کرلیتے ہیں تو یہ (ایسے) لوگ ہیں کہ اللہ اِن کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

وَلَيۡسَتِ التَّوۡبَةُ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ

اور ایسے لوگوں کے لئے توبہ (کی قبولیت) نہیں ہے جو بُرے اعمال کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کو موت آجائے

قَالَ اِنِّىۡ تُبۡتُ الۡـٰٔنَ وَلَا الَّذِيۡنَ يَمُوۡتُوۡنَ وَهُمۡ كُفَّارٌ ؕ

(تو) وہ کہے کہ بےشک میں اب توبہ کرتا ہوں اور نہ اُن کے لئے (توبہ کی قبولیت) ہے جو اِس حال میں مرتے ہیں کہ وہ کافر ہوں

اُولٰٓئِكَ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۱۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَحِلُّ لَكُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرۡهًا ؕ

یہ لوگ ہیں ہم نے اُن کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اے ایمان والو! تمہارے لئے حلال نہیں ہے کہ تم عورتوں کے زبردستی وارث بن جاؤ

وَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ

اور اُنہیں اس لئے مت روکو کہ تم اُنہیں جو کچھ دے چکے ہو اُس میں سے کچھ لے لو سوائے اِس کے کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا ﴿۱۹﴾

اوران کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرو پھر اگر تم اُنہیں ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ نے اُس میں کوئی بہت بڑی بھلائی رکھ دی ہو۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْـًٔا ؕ

اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی بدلنا چاہو اور تم اُن میں سے کسی ایک کو ڈھیر مال دے چکے ہو تو اُس میں سے کچھ بھی (واپس) نہ لو

اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۲۰﴾ وَكَیْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ

کیا تم بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کرکے وہ (مال) لوگے۔ اور تم اُسے کیسے لوگے جب کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ صحبت کر چکے ہو

وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ﴿۲۱﴾ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ

اور وہ تم سے ایک پختہ عہد لے چکی ہیں۔ اور اُن عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا تھا مگر جو پہلے ہو چکا

ع ۳ ۸ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِیْلًا ﴿۲۲﴾ ع حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ

بے شک یہ کھلی بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت بُرا راستہ ہے۔ تم پر حرام کر دی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں

وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ

اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور (تمہاری) بھتیجیاں اور (تمہاری) بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے

وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ

اور تمہاری بہنیں جو دودھ شریک ہیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہارے زیرِ تربیت (ان کی) لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں

مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ ۫

تمہاری اُن بیویوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو پھر اگر تم نے اُن سے صحبت نہیں کی تو تم پر (ان کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں) کوئی گناہ نہیں ہے

وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ

اور تمہارے جو بیٹے تمہاری صلب سے ہیں اُن کی بیویاں (بھی تم پر حرام ہیں) اور یہ (بھی حرام ہے) کہ تم (نکاح میں) دو بہنوں کو ایک ساتھ جمع کرو

اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۲۳﴾ ۙ

سوائے اُس کے جو (اس حکم کے نازل ہونے سے) پہلے ہو چکا بے شک اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ۚ

اور (تم پر حرام کی گئیں) وہ عورتیں جو دوسروں کے نکاح میں ہوں مگر (کافروں کی وہ عورتیں) جن کے تم مالک ہو جاؤ یہ تمہارے لئے اللہ کا حکم ہے

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

اور اِن کے علاوہ باقی (عورتیں) تمہارے لئے حلال کر دی گئیں تاکہ تم اپنے اموال (بطور مہر) خرچ کرکے (انہیں نکاح میں لانا) چاہو

مُّحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ ؕ فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهٖ مِنۡهُنَّ

پاک دامن بنتے ہوئے نہ کہ بدکاری کرتے ہوئے پھر جو تم نے اُن سے (نکاح کرکے) اِس (مہر) کے ذریعہ لطفِ (صحبت) اُٹھایا ہے

فَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ فَرِيۡضَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيۡمَا تَرٰضَيۡتُمۡ بِهٖ مِنۡۢ بَعۡدِ الۡفَرِيۡضَةِ ؕ

تو اُنہیں اُن کے طے شدہ مہر ادا کرو اور اُس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے جس (کمی بیشی) پر تم (مہر) مقرر کرنے کے بعد راضی ہو جاؤ

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنۡ لَّمۡ يَسۡتَطِعۡ مِنۡكُمۡ طَوۡلًا اَنۡ يَّنۡكِحَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ

بے شک اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے اور تم میں سے جو (مالی طور) پر طاقت نہ رکھتا ہو کہ آزاد مومن عورتوں سے نکاح کرے

فَمِنۡ مَّا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ مِّنۡ فَتَيٰتِكُمُ الۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِاِيۡمَانِكُمۡ ؕ بَعۡضُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ ۚ

تو وہ اُن مسلمان کنیزوں سے (نکاح کرلے) جن کے تم مالک ہو اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے تم سب آپس میں ایک ہی ہو

فَانۡكِحُوۡهُنَّ بِاِذۡنِ اَهۡلِهِنَّ وَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ مُحۡصَنٰتٍ

پس اُن کے مالکوں کی اجازت سے اُن سے نکاح کرو اور اُن کے مہر اُنہیں معروف طریقہ کے مطابق ادا کرو وہ پاکدامنی اختیار کرنے والی ہوں

غَيۡرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخۡدَانٍ ۚ فَاِذَاۤ اُحۡصِنَّ

نہ کہ بدکاری کرنے والی ہوں اور نہ ہی کوئی چھپی دوستی کرنے والی ہوں تو جب وہ نکاح (کی حفاظت) میں آجائیں

فَاِنۡ اَتَيۡنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيۡهِنَّ نِصۡفُ مَا عَلَى الۡمُحۡصَنٰتِ مِنَ الۡعَذَابِ

پھر اگر وہ بدکاری کا ارتکاب کریں تو جو سزا آزاد عورتوں کے لئے ہے اُن پر اس کی آدھی (سزا) ہے

ذٰلِكَ لِمَنۡ خَشِىَ الۡعَنَتَ مِنۡكُمۡ ؕ

یہ (کنیز سے نکاح کی اجازت) تم میں سے اُس کے لئے ہے جو (نکاح نہ ہونے کی صورت میں) گناہ میں مبتلا ہونے سے ڈرتا ہو

وَاَنۡ تَصۡبِرُوۡا خَيۡرٌ لَّكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۵﴾ ع ۴/۳

اور اگر تم صبر کرو تو تمہارے لئے بہت بہتر ہے اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ اسلام کی رو سے انسانی برادری کی دو مشترکہ بنیادیں ہیں سب کا خالق ایک اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے سب کے اولین ماں باپ ایک (آدم اور حوّا علیہما السلام) ہیں۔ (سورۃ النسآء، آیت:۱)

۲۔ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت:۱)

۳۔ عدل کی شرط کے ساتھ ایک مرد کو بیک وقت چار نکاح کرنے کی اجازت ہے البتہ بے انصافی کرنے کا اندیشہ ہو تو ایک ہی نکاح پر اکتفا کرنا چاہیئے۔ (سورۃ النسآء، آیت:۳)

۴۔ مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنی بیویوں کے حق مہر ضرور ادا کریں۔ (سورۃ النسآء، آیت:۴)

۵۔ کسی کے مالی حق کو ٹھیک ٹھیک ادا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے اس انتظام میں فساد کے مترادف ہے جو اُس نے اپنے بندوں کی رزق رسانی کے لئے کیا ہے۔ لہٰذا یہ انتہائی ضروری ہے کہ لوگوں کے مال کو ضائع ہونے سے بچایا جائے اور اُسے اس کے حق دار تک پہنچانے کا پورا اہتمام کیا جائے۔ یتیم تو معاشرہ کے سب سے کمزور طبقہ سے تعلق رکھتا ہے لہٰذا اس کے مال کی حفاظت اور اس کے معاملہ میں ہر قسم کے ظلم سے اپنے آپ کو بچانا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ (سورۃ النسآء، آیات:۵، ۶)

۶۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے والدین اور قریبی رشتے داروں کی وراثت میں حصہ مقرر فرمایا ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت:۷)

۷۔ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے یتیموں کے مفاد کا اسی طرح خیال رکھیں جس طرح وہ چاہتے ہیں کہ ان کے مرنے کے بعد ان کی کم عمر اور بے بس اولاد کے مفاد کا خیال رکھا جائے۔ (سورۃ النسآء، آیت:۹)

۸۔ یتیموں کا مال ناحق کھانے والے اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۰)

۹۔ تقسیمِ وراثت کے احکامات اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائے ہیں۔ وہ خوب جانتا ہے کہ بندوں کے لئے کیا بات فائدہ مند ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت:۱۱)

۱۰۔ وراثت کے احکام بھی اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ ان کی پاسداری پر جنت کی بشارت اور ان کی خلاف ورزی پر جہنم کی وعید ہے۔ (سورۃ النسآء، آیات:۱۳، ۱۴)

۱۱۔ نادانی میں گناہ کر بیٹھنے والا اگر فوراً توبہ کرے تو ایسی توبہ اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت:۱۷)

۱۲۔ موت کی حالت طاری ہونے کے وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے اور نہ ہی ایمان لانا مفید ہوتا ہے۔ لہٰذا توبہ کرنے میں ہر گز تاخیر نہیں کرنی چاہیئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ گناہوں پر ڈٹے رہنے کی وجہ سے توبہ کی توفیق ہی سلب ہو جائے یا اچانک موت آ جائے۔ (سورۃ النسآء، آیت:۱۸)

۱۳۔ مردوں کو حکم ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ بہترین سلوک کریں، بیویوں کی خامیوں کے بجائے ان کی خوبیوں پہ توجہ دینے کی تلقین کی گئی ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت:۱۹)

۱۴۔ ایک مرد کے لئے یہ بہت بڑا گناہ اور ظلم ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دینے کی صورت میں اسے دیا گیا حق مہر اور تحفے واپس لے لے۔ (سورۃ النسآء، آیت:۲۰)

۱۵۔ نکاح کا اہم مقصد پاکدامن رہنا بھی ہے جب کہ مرد و عورت کی چھپ کر دوستیاں کرنا منع ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت:۲۵)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کیجیے:

(۱) یتیم کا مال کھانے اور اس کے ۔۔۔۔۔۔۔ مال کو اپنے ۔۔۔۔۔۔۔ مال سے ۔۔۔۔۔۔۔ دینے سے منع کیا گیا ہے۔

(۲) یتیموں کا مال ناحق کھانے والوں کے لئے وعید ہے کہ درحقیقت وہ اپنے ۔۔۔۔۔۔۔ میں ۔۔۔۔۔۔۔ بھر رہے ہیں اور آخرت میں وہ جہنم کی آگ میں جھونکے جائیں گے۔

(۳) جب میت کا کوئی لڑکا نہ ہو اور صرف لڑکیاں ہوں پھر اگر دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو انہیں ترکے کا ۔۔۔۔۔۔۔ حصہ دیا جائے گا، اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اسے ترکہ کا ۔۔۔۔۔۔۔ حصّہ دیا جائے گا۔

(۴) اگر شوہر کی اولاد نہ ہو تو اس کی وراثت میں سے اس کی بیوی کا ۔۔۔۔۔۔۔ حصہ ہوگا اور اگر شوہر کی اولاد ہو تو بیوی کا وراثت میں سے ۔۔۔۔۔۔۔ حصہ ہوگا۔

(۵) اللہ ﷻ ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں کرتا جو ۔۔۔۔۔۔۔ کرتے چلے جائیں اور موت طاری ہونے ۔۔۔۔۔۔۔ کے وقت کریں، اور نہ ہی اللہ ﷻ ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو ۔۔۔۔۔۔۔ میں ہی مر جائیں۔

(۶) اللہ ﷻ نے مردوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے طریقے ۔۔۔۔۔۔۔ کریں، اگر وہ انہیں ۔۔۔۔۔۔۔ نہ ہوں تو ہو سکتا ہے ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اسی میں تمہارے لئے بہت سی ۔۔۔۔۔۔۔ رکھ دی ہو۔

(۷) قرآن حکیم کے حکم کے مطابق کسی مرد کے لئے اپنی ماں، ۔۔۔۔۔۔۔، بہن، ۔۔۔۔۔۔۔، خالہ، ۔۔۔۔۔۔۔، بھانجی، رضاعی ۔۔۔۔۔۔۔، رضاعی بہن اور ساس سے ۔۔۔۔۔۔۔ کرنا حرام ہے۔

سوال ۲ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجیے۔

۱۔ آیات: ۱ تا ۱۰ میں یتیموں کے حقوق کے تحفظ کے حوالہ سے کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

۲۔ آیات: ۱۱ تا ۱۴ کی روشنی میں وراثت کے احکام تفصیل سے بیان کریں۔

۳۔ آیات: ۱۷ اور ۱۸ کی روشنی میں یہ بتائیے کہ کن صورتوں میں توبہ قبول ہوتی ہے اور کن صورتوں میں توبہ قبول نہیں ہوتی؟

۴۔ آیات: ۱۹ تا ۲۲ میں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے متعلق کیا احکام دیئے گئے ہیں؟

۵۔ آیات: ۲۳ اور ۲۴ کی روشنی میں بتایئے کہ کن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے؟

۶۔ آیت: ۲۵ میں کنیز سے نکاح کے کیا احکام بیان ہوئے ہیں؟

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے۔

۱۔ تقویٰ کے بارے میں اللہ ﷻ نے کیا حکم دیا ہے؟

۲۔ اسلام میں ایک مرد کے لئے بیک وقت کتنی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت ہے؟

۳۔ حق مہر کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟

۴۔ کیا عورتوں کا وراثت میں حصہ ہے؟ اپنے جواب کی تائید میں دلیل دیجیے۔

۵۔ وراثت کی تقسیم کے وقت وارثوں کے علاوہ کسی اور کو کچھ دیا جاسکتا ہے؟

سوال ۴ اسلام میں عورتوں کے کیا حقوق ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس پر ایک جامع نوٹ تحریر کیجئے۔

سوال ۵ کتاب میں ذکر کردہ فرامین نبوی ﷺ تحریر کیجیے۔

۱۔ صلہ رحمی سے متعلق ۲۔ قرض سے متعلق ۳۔ ایمان کے لحاظ سے سب سے کامل شخص سے متعلق

سوال ۶ سورۃ النسآء کے تعارف میں ذکر کردہ وجہ تسمیہ اور مرکزی مضمون تحریر کیجیے۔

گھریلو سرگرمی

- سورۃ النسآء، آیات: ۱تا۱۰ میں اللہ ﷻ نے یتیموں کے حقوق کے تحفظ کے لئے جو ہدایات دی ہیں ان کی فہرست بنائیں۔ اپنے معاشرہ کا جائزہ لیجیے کہ کیا ہم لوگ یتیموں کے حقوق ادا کررہے ہیں یا نہیں؟ اس حوالہ سے اپنے تاثرات اور اصلاح کے لئے تجاویز دیجیے۔
- سورۃ النسآء، کی آیات: ۱۱، ۱۲ اور ۱۷۶ میں احکامِ وراثت بیان ہوئے ہیں ان آیات کی روشنی میں میت کے ورثاء اور ترکہ میں ان کے حصّوں کی نشاندہی ایک جدول بنا کر کیجیے نیز معاشرہ کا جائزہ لیجئے کہ عورتوں کو وراثت میں حصّہ دینے کے حوالہ سے عمومی طرز عمل کیا ہے؟ عورت کو وراثت میں حصہ نہ دیئے جانے کی وجوہات لکھیں اور اصلاح کے لئے تجاویز دیجیے۔
- سورۃ النسآء، آیات: ۲۳ اور ۲۴ میں اللہ ﷻ نے مُحرّمات کا بیان فرمایا ہے۔ یہ وہ خواتین ہیں جنہیں اللہ ﷻ نے محرم ٹھہرایا اور ان سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ان محرمات کی ایک فہرست بنائیں اور جائزہ لیں کہ آپ کے محرم رشتے کون کون سے ہیں؟

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق:۳

سُوْرَةُ النِّسَآء

سورۃ النسآء ۴ — رکوع:۵تا۸ (آیات:۲۶تا۵۹)

رکوع:۵تا۸ کے اہم مضامین

۱۔ کبیرہ گناہوں سے بچنے کی تلقین ۲۔ جان و مال کا احترام ۳۔ میاں بیوی کے حقوق و فرائض
۴۔ احسان کی تاکید اور بخل کی مذمت ۵۔ حضور نبی کریم ﷺ کا روزِ محشر سب لوگوں پر گواہ ہونا ۶۔ یہود کی شر انگیزیاں اور بد اعمالیاں
۷۔ کفار کی سزا اور اہل ایمان کی جزاء ۸۔ دیانت داری، عدل و انصاف، اطاعت الٰہی اور اطاعتِ رسول ﷺ کا حکم

رکوع:۵تا۸ کے مضامین کے چند نکات

رکوع:۵(آیات:۲۶تا۳۳)

اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو تمام احکامات ان کی بھلائی کے لئے عطا فرمائے ہیں۔ اللہ ﷻ یہ چاہتا ہے کہ انہیں جاہلیت کے طریقوں سے نکال کر صالحین کے طریقۂ زندگی کی طرف گامزن کرے۔ مگر خواہش نفس کی پیروی کرنے والے یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی ان کی طرح ہر حد سے آزاد ہو کر حق سے دور ہٹ جائیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو یہ چاہیئے کہ وہ ان نفس پرستوں کی باتوں میں نہ آئیں اور اللہ ﷻ کے احکام پر عمل کرتے چلے جائیں۔ اسی میں ان کی بھلائی ہے۔ اللہ ﷻ کو انسان کی کمزوری کا خوب علم ہے اس لئے احکام شریعت میں انسان کے لئے نرمی اور رعایت برتی گئی ہے اور اس کی سہولت کا خیال رکھا گیا ہے۔ لوگوں کے مالی اور جانی حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔ ایک دوسرے کا مال ناحق طریقے سے کھانے اور کسی انسان کو ناحق قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن اس منع کرنے کے باوجود بھی جو لوگ ظلم وزیادتی سے باز نہ آئیں اور دوسروں کا مال ناحق طریقے سے کھائیں یا کسی کو ناحق قتل کریں تو ایسے ظالموں کے لئے سخت وعید ہے کہ اللہ ﷻ انہیں دوزخ کی آگ میں جھلسا کر رکھ دے گا۔ کبیرہ گناہوں سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے اور یہ وعدہ فرمایا گیا ہے کہ اگر لوگ بڑے بڑے گناہوں سے اجتناب کریں گے تو اللہ ﷻ ان کے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف فرما دے گا اور انہیں عزت والا مقام عطا فرمائے گا۔ ایک اصول یہ بیان کیا گیا ہے کہ بعض معاملات ایسے ہیں جن میں اللہ ﷻ نے اپنی حکمت کے تحت بعض انسانوں کو دوسرے لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ تقدیر الٰہی کے مطابق یہ خدائی فیصلے ہیں جن میں کسی انسان کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے اور کوئی انسان اپنی کوشش سے انہیں تبدیل نہیں کر سکتا۔ مزید یہ ہدایت کی گئی ہے کہ لوگ ایسے غیر اختیاری معاملات میں اپنی قسمت پر راضی رہیں اور دوسروں کے فضائل و کمالات کی تمنا نہ کریں، مثلاً جس کو اللہ ﷻ نے مرد یا عورت بنایا وہ اس پر راضی رہے اور اللہ ﷻ کے فضل و کرم کے حصول کی کوشش کرے۔ اللہ ﷻ نے میراث میں ہر ایک کا حصہ اپنے علم و حکمت سے مقرر کیا ہے لہٰذا اسی کے مطابق وراثت تقسیم ہونی چاہیئے اور اس میں تبدیلی کی ہرگز کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔

رکوع: ۵ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص (جھوٹی) قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لیتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کے لئے دوزخ واجب کر دیتا ہے اور جنت اس کے لئے حرام ہو جاتی ہے"۔ کسی نے آپ ﷺ سے پوچھا اگرچہ یہ حق تلفی بالکل معمولی قسم کی ہو؟ فرمایا: "اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی کیوں نہ ہو۔" (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے چھری کے ساتھ اپنے آپ کو قتل کیا تو جہنم میں چھری اس کے ہاتھ میں ہو گی اور وہ اس کے ساتھ اپنے پیٹ کو پھاڑے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ میں رہے گا۔ اور جس نے اپنے آپ کو زہر سے قتل کیا تو جہنم میں اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا، جسے وہ تھوڑا تھوڑا کر کے پیئے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ میں رہے گا۔ اور جس نے پہاڑ سے گرا کر اپنے آپ کو قتل کر لیا تو وہ جہنم کی آگ میں گرتا رہے گا اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔" (صحیح مسلم)

۳۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیچنے والا اور خریدنے والا صرف اسی حال میں جدا ہوں کہ وہ ایک دوسرے سے راضی ہوں۔" (جامع ترمذی)

۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "(قیامت کے دن) حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو گی تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ (حضرت نوح علیہ السلام سے) پوچھے گا، کیا تم نے تبلیغ کی تھی؟ حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے اے رب العزت! میں نے تیرا پیغام (حق) پہنچا دیا تھا۔ پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کی امت سے پوچھے گا، کیا (نوح علیہ السلام نے) تمہیں تبلیغ کی تھی؟ وہ جواب دیں گے نہیں، ہمارے پاس تیرا کوئی نبی نہیں آیا۔ اس پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے فرمائے گا، اس کے لئے آپ کی طرف سے کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ عرض کریں گے کہ سیدنا محمد (مصطفیٰ) ﷺ اور ان کی امت (کے لوگ میرے گواہ ہیں) چنانچہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا پیغام اپنی قوم تک پہنچایا تھا۔" (صحیح بخاری)

رکوع: ۶ (آیات: ۳۴ تا ۴۲)

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مرد کو خاندان کی سربراہی کی ذمہ داری سونپی ہے اور اسے گھر کا محافظ، نگران، منتظم، کفیل اور عورتوں کے جملہ معاملات کا ذمہ دار بنایا ہے۔ اپنی خِلقی صفات اور کفالت کی ذمہ داریوں کے لحاظ سے وہی اس ذمہ داری کے لئے موزوں ہے۔ نیک بیویوں کی صفات بیان ہوئی ہیں کہ وہ اپنے شوہروں کی تابعدار، ان کے مال، راز اور ناموس کی حفاظت کرتی ہیں۔ اگر بیوی سرکشی اختیار کرے تو اس کی اصلاح کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ پہلے اسے سمجھایا جائے، نہ سمجھے تو بستر سے علیحدہ کیا جائے، پھر بھی باز نہ آئے تو سرزنش بھی کی جائے۔ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی ہو جائے اور ان کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں اصلاح احوال کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ فریقین کے خاندانوں سے ایک ایک ثالث مقرر کیا جائے جو نیک نیتی سے حالات کو سمجھتے ہوئے صلح کرانے کی کوشش کریں۔ اگر دونوں طرف سے حسن نیت سے صلح کا ارادہ اور کوشش ہو تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ میاں بیوی کے درمیان موافقت پیدا فرما دے گا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور شرک سے منع کیا گیا ہے۔ والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، ہمسایوں، مسافروں، غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور تکبر، بخل اور ریاکاری کی مذمت کی گئی ہے۔ جو لوگ خود بخل کرنے کے ساتھ دوسروں کو بھی بخل کی ترغیب دیتے ہیں اور جو نعمت مال و علم اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا ہے اسے چھپاتے ہیں تاکہ لوگوں کو اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو تو ایسے لوگوں کے لئے وعید ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے لئے رُسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اسی طرح جو لوگ دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں، انہیں تنبیہ کی گئی

ہے کہ در حقیقت ان کا اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور آخرت پر ایمان نہیں ہے اور ان کا ساتھی شیطان ہے جو بہت ہی بُرا ساتھی ہے۔ انہیں اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر یہ لوگ سچے دل سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لے آتے ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو ان کا اپنا ہی فائدہ ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بندوں کو خبر دی ہے کہ وہ قیامت کے دن حساب کے وقت کسی پر ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرے گا بلکہ ایک ایک نیکی کو کئی کئی گنا بڑھائے گا اور اپنے پاس سے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ میدانِ حشر کی کیفیت اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی شانِ عدل کا بیان ہوا ہے۔ اس وقت تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کے اچھے برے اعمال پر گواہی دیں گے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی صداقت اور اپنی امت کے لوگوں پر گواہی دیں گے۔ اس روز کفار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرنے والے لوگ یہ آرزو کریں گے کہ کاش زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائیں تاکہ اپنی نافرمانیوں کے برے نتائج اور عذاب الٰہی سے نجات حاصل کر سکیں لیکن یہ کسی صورت ممکن نہ ہو گا۔

رکوع ۶: کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”مرد اپنے اہل خانہ پر نگران ہے اور اس سے ان کے بارے میں باز پرس ہو گی۔ اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد پر نگران ہے، پس اس سے ان کے متعلق باز پرس ہو گی۔“ (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا، اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا، اللہ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کون شخص؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”وہ شخص جس کی ایذا رسانی سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔“ (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ہر روز جب بندے صبح کرتے ہیں تو اس وقت دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو (خرچ کرنے کے عوض) اور مال دے اور دوسرا فرشتہ کہتا ہے: اے اللہ! بخل کرنے والے کا مال تلف کر دے۔“ (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”حرص و بخل سے بچو کیونکہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ حرص و بخل نے انہیں قطع رحمی پر آمادہ کیا تو انہوں نے قطع رحمی شروع کر دی اور اس نے ان کو گناہوں پر ابھارا تو وہ گناہوں کا ارتکاب کرنے لگے۔“ (مسند احمد، سنن ابو داؤد)

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کسی مومن کے ساتھ ایک نیکی کے معاملے میں بھی ظلم نہیں فرماتا۔ اس کے بدلے اسے دنیا میں بھی عطا کرتا ہے اور آخرت میں بھی اس کی جزا دی جاتی ہے۔ رہا کافر، اسے نیکیوں کے بدلے میں جو اس نے دنیا میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے کی ہوتی ہیں، اسی دنیا میں کھلا (پلا) دیا جاتا ہے حتیٰ کہ جب وہ آخرت میں پہنچتا ہے تو اس کے پاس کوئی نیکی باقی نہیں ہوتی جس کی اسے جزا دی جائے۔“ (صحیح مسلم)

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”بہترین بیوی وہ ہے جب تم اسے دیکھو تو تمہارا جی خوش ہو جائے، جب اسے کسی بات کا حکم دو تو وہ تمہاری اطاعت کرے اور جب تم گھر میں موجود نہ ہو تو وہ تمہارے پیچھے تمہارے مال کی اور اپنے نفس کی حفاظت کرے۔“ (مسند احمد، بیہقی)

رکوع:۷(آیات:۴۳تا۵۰)

نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے کیونکہ اس حالت میں نماز پڑھنے والے کو صحیح طرح معلوم نہیں ہو پاتا کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے۔ البتہ یہ اُس وقت کا حکم ہے جب شراب ابھی پوری طرح حرام نہیں ہوئی تھی۔ بعد میں سورۂ مائدہ آیت ۹۱ میں شراب کو مکمل طور پر حرام کر دیا گیا۔ نماز کے لئے طہارت کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ البتہ جب وضو یا غسل کے لئے پانی میسر نہ ہو، یا کوئی ایسا عذر پیش آجائے کہ پانی استعمال نہ کر سکتا ہو اور طہارت حاصل کرنا بھی ضروری ہو تو ایسی صورت میں پاک صاف مٹی سے تیمّم کر کے نماز ادا کی جائے۔ یہود کی بعض مذموم خصلتیں اور عداوتیں ذکر کی گئی ہیں۔ یہود نے ہدایت کی بجائے گمراہی کو پسند کیا ہے اور اب یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی راہ حق سے گمراہ ہو جائیں جس طرح وہ خود گمراہ ہو چکے ہیں۔ مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے کہ اللہ ﷻ تمہارے دشمنوں سے بے خبر نہیں ہے وہ ان کی چالوں، شرانگیزیوں اور شرارتوں سے خوب واقف ہے۔ تم اللہ ﷻ پر بھروسہ رکھو اور آگے بڑھو، اللہ ﷻ تمہارے ساتھ ہے۔ جس کا حامی و ناصر اللہ ﷻ ہو اس کے لئے اللہ ﷻ کی حمایت و نصرت ہی کافی ہے۔ یہود حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہو کر شرارتیں کرتے اور اپنی زبان کو ٹیڑھا کر کے الفاظ اور ان کے معانی بدل دیتے۔ وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور ساتھ ہی کہہ دیتے تھے کہ ہم نے نافرمانی کی۔ بعض اوقات ایسے مبہم اور ذو معنی الفاظ استعمال کرتے، جن سے اندرونی طور پر بُرے معانی مراد لیتے، جس کا مقصد آپ ﷺ کی گستاخی کرنا تھا (معاذ اللہ)۔ اللہ ﷻ نے انہیں وعید سنائی ہے کہ ان کے اس کفر کی وجہ سے اللہ ﷻ کی ان پر لعنت ہے۔ یہود کو حضور اقدس ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے اور ساتھ ہی بُرے انجام سے ڈرایا گیا ہے۔ انہیں کہا گیا ہے کہ ایمان لے آؤ، قبل اس کے کہ کفر کی وجہ سے تمہاری صورتیں مسخ کر دی جائیں یا تمہیں اصحابِ سبت کی طرح بندر بنا دیا جائے۔ چونکہ یہود شرک کرتے تھے، اس لئے ان پر یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ اور ناقابل معافی جرم ہے یہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہو سکتا۔ یہود اپنے آپ کو مقدس بتلاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اللہ ﷻ کے چہیتے اور جنتی ہیں۔ ان کے اس غلط دعویٰ کی تردید کی گئی ہے کہ یہ اللہ ﷻ پر جھوٹا الزام اور صریح گناہ ہے۔ کیونکہ اپنی پاکبازی کا خود دعویٰ کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا در اصل پاکباز وہ ہے جسے اللہ ﷻ نے پرہیزگاری کی توفیق دی ہے اور یہ اسی کو ملے گی جو اس کا اہل ہوگا۔

رکوع:۷ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے آخر میں (یعنی قیامت کے نزدیک) شکلوں کے بدل جانے، زمین میں دھنس جانے اور پتھروں کے برسنے کے واقعات رونما ہوں گے۔“ (سنن ابن ماجہ)

۲۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ ﷻ سے اس حال میں ملے کہ وہ نہ تو شرک کرتا ہو اور نہ ہی اس نے ناحق خون کیا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔“ (سنن ابن ماجہ)

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”گناہوں میں سب سے بڑے گناہ یہ ہیں کہ اللہ ﷻ کے ساتھ شرک کیا جائے۔ کسی انسان کو (ناحق) قتل کیا جائے اور والدین کی نافرمانی کی جائے اور جھوٹ بولا جائے۔“ (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تین عادتیں ہلاک کرنے والی ہیں اور تین عادتیں نجات دلانے والی ہیں! تین عادتیں ہلاک کرنے والی یہ ہیں: انتہائی بخل، خواہش پرستی، اور خود پسندی اور تین عادتیں نجات دلانے والی یہ ہیں: ظاہر اور پوشیدہ میں اللہ ﷻ کی خشیت، تنگ دستی اور خوشحالی میں میانہ روی، غصہ اور خوشی میں انصاف کرنا۔“ (سنن نسائی)

۵۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "ہمیں لوگوں پر تین چیزوں کی وجہ سے فضیلت ملی: فرشتوں کی صفوں کی طرح ہمیں صفیں بنانے کا حکم ملا، اور پوری زمین ہمارے لئے مسجد بنادی گئی۔ اس کی مٹی کو ہمارے لئے پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بنادیا (مٹی سے تیمّم کر لیتے ہیں) جب پانی نہ ملے۔" (صحیح مسلم)

۶۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعاؤں میں یہ دعا بھی شامل تھی:

اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِی تَقْوَاھَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا. أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا۔

"اے اللہ! میرے نفس کو اس کی پرہیزگاری عطا فرما اور اس کو پاک فرما، کیونکہ تو ہی اس کو بہترین پاک کرنے والا ہے، تو ہی اس کا کارساز اور مالک ہے۔" (صحیح مسلم)

۷۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ فسق وفجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق وفجور کے کام (جہنم کی) آگ کی طرف لے جاتے ہیں۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

رکوع ۸: (آیات: ۵۱تا۵۹)

یہود کی ضد، عداوت اور حسد کا جرم بیان ہوا ہے کہ وہ کفار ومشرکین کو مسلمانوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہود نے مسلمانوں سے عداوت اور حسد کی بناء پر مشرکین مکہ سے معاہدہ کیا اور ان کو اطمینان دلانے کے لئے ان کے کہنے پر بتوں کو بھی سجدہ کیا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان کی اسلام دشمنی اور حسد کی اسی بری حالت کو بیان کیا ہے اور ساتھ ہی انہیں ملعون قرار دیا ہے۔ یہود کے بخل کا حال بیان ہوا ہے کہ بالفرض اگر انہیں بادشاہت مل جائے تو یہ کسی کو حقیر چیز دینے پر بھی آمادہ نہ ہوں۔ یہود کی مسلمانوں سے عداوت کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ یہود یہ چاہتے تھے کہ جس طرح پچھلے بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام بنی اسرائیل سے آئے ہیں، آخری نبی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی انہی کے خاندان سے ہوں۔ لیکن جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں مبعوث فرمائے گئے تو یہ لوگ حسد میں مبتلا ہو گئے اور مسلمانوں کے دشمن بن گئے۔ ان کے اعتراضات اور حسد کا جواب دیا گیا ہے کہ نبوت محض اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فضل ہے اور وہ جس کے لئے چاہتا ہے اسے اپنا یہ فضل عطا فرماتا ہے، اس میں حسد کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت کا سلسلہ جاری رہا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی انہی کی اولاد میں مبعوث فرما کر اسی سلسلہ کی تکمیل کی گئی ہے۔ اب بعض لوگ ایمان لانے والے ہیں اور بعض انکار کرنے والے ہیں جو انکار کرنے والے ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہو گا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی آیات کا انکار کرنے والے کافروں کو جہنم میں اتنا سخت عذاب دیا جائے گا کہ جب ان کی جلد جل جائے گی تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان کو بار بار نئی جلد دے گا یا تبدیل کر دے گا تاکہ عذاب کی تکلیف اور شدت کا تسلسل برقرار رہے۔ ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کی جزا بیان ہوئی ہے کہ جنت میں ٹھنڈی چھاؤں والے باغات ان کا ٹھکانا ہوں گے جن میں نہریں بہتی ہوں گی وہاں ان کے لئے انتہائی خوبصورت اور پاکدامن بیویاں ہوں گی۔ یہ آرام دہ زندگی ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نصیب ہو گی۔ مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ امانت ہمیشہ اہل اور حقدار لوگوں کے حوالے کریں۔ کسی منصب کے لئے رائے دیں تو موزوں شخص کے لئے دیں یا نامزد کریں تو قابل اور اہلیت رکھنے والے شخص کو منصب پر فائز کریں۔ لوگوں کے درمیان عدل وانصاف سے کام لیں اور نظم وضبط کی پابندی کریں۔ جملہ معاملات میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہر حال میں کامل غیر مشروط اطاعت کریں اور اپنے میں سے صاحبِ اختیار ذمہ داروں کی جائز بات بھی مانیں۔ البتہ اگر سب لوگوں کا کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا حل تلاش کریں۔

رکوع: ۸ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۱۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”ہر شخص پر امیر کا حکم سننا اور ماننا لازم ہے خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند جب تک کہ اسے گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔“ (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں اطاعت صرف معروف (نیک) کاموں میں ہے۔“ (صحیح بخاری)

۳۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”جب تمہارے اندر چار خصلتیں ہوں تو تمہیں اس بات کا کوئی نقصان نہیں کہ دنیا کی باقی چیزیں تمہارے پاس نہیں ہیں۔ (۱) امانت کی حفاظت (۲) بات کی سچائی (۳) اخلاق کی خوبی (۴) لقمے کی پاکیزگی۔“ (مسند احمد، بیہقی)

اہم نکات



سُوْرَةُ النِّسَآء

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ
اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے لئے (اپنے احکام کی) وضاحت فرمادے اور تمہیں ان (نیک) لوگوں کے راستوں پر چلائے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں

وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٦﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۣ
اور تم پر (اپنی رحمت سے) توجہ فرمائے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر (اپنی رحمت سے) توجہ فرمائے

وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿٢٧﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ
اور جو لوگ نفسانی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم (راہِ راست سے) ہٹ کر بہت دور جا پڑو۔ اللہ چاہتا ہے کہ تم سے (بوجھ) ہلکا کردے

وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿٢٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ
اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٢٩﴾
سوائے اِس کہ تم میں باہمی رضامندی سے تجارت ہو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾
اور جس کسی نے زیادتی اور ظلم کرتے ہوئے ایسا کیا تو ہم عنقریب اُسے آگ میں جھلسا دیں گے اور یہ بات اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ
اگر تم اُن بڑے گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تمہارے (چھوٹے) گناہ معاف کریں گے

وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ
اور ہم تمہیں عزت والے مقام میں داخل کریں گے۔ اور اس چیز کی تمنا نہ کیا کرو جس میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۭ
مردوں کے لئے اُس میں سے حصہ ہے جو اُنہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے اُس میں سے حصّہ ہے جو اُنہوں نے کمایا

وَسْـَٔــلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٣٢﴾ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ
اور اللہ سے اُس کا فضل مانگتے رہو بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ اور ہم نے ہر ایک کے لئے وارث مقرر کر دیئے ہیں

مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۭ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْھُمْ نَصِيْبَھُمْ ۭ

اُس (مال) میں جو ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں اور وہ لوگ جن سے تمہارا عہد ہو چکا ہے تو اُنہیں اُن کا حصّہ دو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝۳۳ۧ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَھُمْ عَلٰي بَعْضٍ ع ۵ ۸

بے شک اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ مرد عورتوں پر حاکم ہیں اِس لئے کہ اللہ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے

وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ

اور اِس لئے کہ مرد اپنے مالوں میں سے خرچ کرتے ہیں پس نیک عورتیں (اپنے شوہروں کی) فرماں بردار ہوتی ہیں

حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ

(شوہروں کی) غیر حاضری میں (ان حقوق کی) حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جیسے اللہ نے تحفظ چاہا اور وہ عورتیں جن کی سرکشی کا تمہیں اندیشہ ہو

فَعِظُوْھُنَّ وَاهْجُرُوْھُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ

تو (پہلے) اُنہیں نصیحت کرو اور (نہ مانیں تو) اُنہیں بستروں سے الگ کردو اور (پھر بھی نہ مانیں تو) اُنہیں مارو پھر اگر وہ تمہارا کہنا مانیں

فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝۳۴ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا

تو اُن پر (زیادتی کی) کوئی راہ تلاش نہ کرو بے شک اللہ بہت بلند مرتبہ بہت بڑائی والا ہے۔ اور اگر تمہیں اُن دونوں کے درمیان ناچاقی کا اندیشہ ہو

فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَھْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَھْلِھَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا

تو شوہر کے گھر والوں سے ایک فیصلہ کرنے والا اور بیوی کے گھر والوں سے ایک فیصلہ کرنے والا بھیجو اگر وہ دونوں اصلاح کرانا چاہیں گے

يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝۳۵ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ

تو اللہ اُن دونوں کے درمیان موافقت پیدا فرمادے گا بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے نہایت خبر رکھنے والا ہے۔ اور اللہ کی عبادت کرو

وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَـيْـــًٔـا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰي وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى

اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار پڑوسی

وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ

اور اجنبی پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافروں اور جن (غلاموں اور کنیزوں) کے تم مالک ہو (ان کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَۨا ۝۳۶ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ

بے شک اللہ اُسے پسند نہیں فرماتا جو تکبر کرنے والا، فخر کرنے والا ہو۔ جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کی تلقین کرتے ہیں

وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝۳۷ۚ

اور جو اللہ نے اُنہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اُسے چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے رُسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا

اور وہ لوگ جو اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور وہ نہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور نہ آخرت کے دن پر اور شیطان جس کا ساتھی ہو جائے

فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَمَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ

تو وہ بہت برا ساتھی ہے۔ اور اُن کا کیا نقصان ہوتا اگر وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لے آتے اور اللہ نے اُنہیں جو رزق دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے

وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا

اور اللہ اُن کو خوب جاننے والا ہے۔ بے شک اللہ ایک ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اُسے دوگنا کر دیتا ہے

وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ

اور اپنے پاس سے اجرِ عظیم عطا فرماتا ہے۔ تو (اس دن) کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے

وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾ؕ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ

اور (اے نبی ﷺ) ہم آپ کو اِن سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ اس دن وہ آرزو کریں گے جنہوں نے کفر کیا اور رسول (ﷺ) کی نافرمانی کی

ع ٦ ٩ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ؑ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کہ کاش (انہیں مٹی میں دبا کر) زمین اُن پر برابر کر دی جائے اور وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہ سکیں گے۔ اے ایمان والو!

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا

نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو یہاں تک کہ جو تم کہہ رہے ہو اُسے جان لو اور نہ جنابت (ناپاکی) کی حالت میں (نماز کے قریب جاؤ)

اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ

سوائے اِس کے کہ تم راستہ عبور کرنے والے ہو یہاں تک کہ تم غسل کر لو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آئے

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ

یا تم نے بیویوں سے صحبت کی ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کر لیا کرو پس اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کر لیا کرو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ

بے شک اللہ بہت معاف فرمانے والا بڑا ہی بخشنے والا ہے۔ کیا آپ نے ان لوگوں (کے حال) کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب (تورات) کا ایک حصہ دیا گیا تھا

يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ

وہ گمراہی کا سودا کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھے راستہ سے بھٹک جاؤ۔ اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ

اور اللہ ہی کافی ہے (بطور) کارساز اور اللہ ہی کافی ہے (بطور) مددگار۔ یہود میں سے کچھ لوگ ہیں جو کلام کو اُس کے مقام سے بدل دیتے ہیں

وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ

اور وہ زبان سے کہتے ہیں ہم نے سن لیا اور دل میں کہتے ہیں ہم نے نہیں مانا اور (آپ سے کہتے ہیں) سنیئے آپ سنوائے نہ جائیں

وَّرَاعِنَا لَيًّاۢ بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ

اور اپنی زبانوں کو مروڑتے ہوئے رَاعِنا (کہتے ہیں) اور دین میں طعنہ زنی کرتے ہوئے اور اگر وہ (یوں) کہتے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور سنیے

وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ

اور ہم پر نظر (کرم) فرمایئے تو یہ اُن کے حق میں بہت بہتر اور بہت درست ہوتا لیکن اللہ نے اُن کے کفر کی وجہ سے اُن پر لعنت کردی

فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۴۶ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا

پس وہ ایمان نہیں لاتے مگر بہت تھوڑے سے لوگ۔ اے اہل کتاب! اُس (قرآن) پر ایمان لاؤ جو ہم نے نازل کیا ہے

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ

جو تصدیق کرتا ہے اس کی جو تمہارے پاس ہے اِس سے پہلے کہ ہم چہرے مسخ کردیں پھر اُنہیں پیٹھ کی طرف پھیر دیں

اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝۴۷

یا اُن پر لعنت کریں جیسے ہم نے ہفتہ کے دن والوں پر لعنت کی اور اللہ کا حکم پورا ہوکر رہتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ

بے شک اللہ اِس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اُس کے ساتھ شرک کیا جائے اور جو (گناہ) اِس کے علاوہ ہے جس کے لئے چاہے گا معاف فرمادے گا

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝۴۸

اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو یقیناً اُس نے بہت بڑے گناہ کا بہتان باندھا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ

کیا آپ نے ان لوگوں (کے حال) کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو بڑا پاکیزہ ظاہر کرتے ہیں حالانکہ اللہ ہی جسے چاہتا ہے پاکیزگی عطا فرماتا ہے

وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝۴۹ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝۵۰ ع ۸

اور ان پر (کھجور کی گٹھلی کے) دھاگے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ دیکھیے وہ کس طرح اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور واضح گناہ ہونے کے لئے یہی کافی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ

کیا آپ نے ان لوگوں (کے حال) کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب (تورات) میں سے ایک حصّہ دیا گیا تھا وہ بتوں اور شیطان پر ایمان رکھتے ہیں

وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝۵۱ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ

اور جنہوں نے کفر کیا اُن کے لئے کہتے ہیں یہ (کافر) تو ایمان لانے والوں سے زیادہ راہ راست پر ہیں۔ (یہ) وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کردی

وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ

اور جس پر اللہ لعنت کرے پس (اے مخاطب!) تُو ہر گز اس کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔ کیا اُن کا (کائنات کی) بادشاہی میں سے کوئی حصّہ ہے؟

فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ

اگر ایسا ہو تو یہ لوگوں کو تِل کے برابر بھی (کوئی چیز) نہ دیں۔ کیا وہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے اُنہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے

فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾

(اگر ایسا ہے) تو ہم نے ہی (تو) آلِ ابراہیم (علیہ السلام) کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور ہم نے اُنہیں بہت بڑی بادشاہی عطا فرمائی۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾

پھر اُن میں سے کوئی تو اس (کتاب) پر ایمان لایا اور اُن میں سے کسی نے اس سے رُخ پھیر لیا اور (ان کے لئے) جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کافی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ

بے شک جن لوگوں نے ہماری آیات کا انکار کیا ہم عنقریب اُنہیں آگ میں جھلسا دیں گے جب بھی اُن کی کھالیں جل کر پک جائیں گی

بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾

(تو) ہم ان کی کھالوں کو دوسری (کھالوں) سے بدل دیں گے تاکہ وہ (مسلسل) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں بے شک اللہ بہت غالب، بڑی حکمت والا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ہم عنقریب اُنہیں ایسے باغات میں داخل فرمائیں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ

وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کے لئے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور ہم اُنہیں گھنے سائے میں داخل فرمائیں گے۔ بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے

اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ

کہ امانتیں اُن کے حق داروں کو سپرد کرو اور جب بھی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو (تو) عدل کے ساتھ فیصلہ کرو

اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ

بے شک اللہ تمہیں اِس بارے میں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ

اور (اُس کے) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اطاعت کرو اور اُن کی جو تم میں سے صاحبِ اختیار ہیں پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے

ع ۸ ۹ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ ع

تو اُسے اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو یہ (طریقہ) بہتر ہے اور (اس کا) انجام بھی بہت اچھا ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے احکامات کے ذریعہ لوگوں کو راہِ ہدایت کی توفیق دینا چاہتا ہے جب کہ خواہشات نفس کی پیروی کرنے والے اپنے ساتھ دوسروں کو بھی گمراہی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ (سورۃ النسآء، آیات: ۲۶، ۲۷)

۲۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ انسانوں کی فطری کمزوریوں سے خوب واقف ہے اس لئے تمام احکام شریعت میں انسانوں کی سہولت کا خاص خیال رکھا گیا ہے اور ان احکام پر عمل کرنے میں کوئی ایسی سختی نہیں رکھی گئی جس کو وہ برداشت نہ کر سکیں۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۲۸)

۳۔ تجارت اور لین دین کے معاملات میں اگرچہ باہمی رضامندی کی شرط لازم قرار دی گئی ہے۔ لیکن سود خوری، زنا، حرام شے کی خرید و فروخت وغیرہ سے منع کیا گیا ہے اور یہ باہمی رضامندی سے بھی حلال نہیں ہو سکتے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۲۹)

۴۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی شان کریمی ہے کہ بندے کبیرہ گناہوں سے بچتے رہیں تو ان کے صغیرہ گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۳۱)

۵۔ دنیا میں دی گئی نعمتوں کے بارے میں ایک دوسرے سے حسد نہیں کرنا چاہیئے اصل بات اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فضل اور اجر ہے اس کے حصول کے لئے اس سے دعا مانگنے اور نیک کاموں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۳۲)

۶۔ اسلام میں میراث کی بنیاد قرابت پر ہے نہ کہ دوستی کے معاہدوں پر۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۳۳)

۷۔ گھر کا نظام چلانے کے لئے مرد کو خاندان کا سربراہ و منتظم بنایا گیا ہے کیونکہ اس حوالہ سے مرد کو صلاحیتیں بھی عطا کی گئی ہیں اور کفالت کی ذمہ داری بھی اس پر ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۳۴)

۸۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک نیک بیوی وہ ہے جو اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے اور اس کی غیر موجودگی میں اس کے مال، اولاد اور عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۳۴)

۹۔ گھروں کے معاملات بہتر رکھنا بہت ضروری ہے۔ معاشرے کے ذمہ دار لوگوں پر یہ انتہائی اہم ذمہ داری ہے کہ وہ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی کو دور کرنے، گھریلو ماحول کو خوشگوار رکھنے اور اس کی حفاظت کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۳۵)

۱۰۔ پڑوسیوں کی تین اقسام ہیں۔ رشتہ دار پڑوسی، غیر رشتہ دار پڑوسی اور ساتھ رہنے والے یا کام کرنے والے پڑوسی (مثلاً ملازمت کرنے والے، سفر کرنے والے وغیرہ) ان سب کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۳۶)

۱۱۔ روز قیامت تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں کے بارے میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی امت اور پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی صداقت کے بارے میں گواہی دیں گے کہ انہوں نے امت تک پیغام الٰہی پہنچا دیا تھا جبکہ اپنے اچھے یا برے اعمال کے لوگ خود ذمہ دار ہیں۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۴۱)

۱۲۔ پانی سے وضو اور غسل کرنے کے علاوہ بعض حالات میں مثلاً پانی نہ ملنے یا کسی تکلیف یا عذر کے باعث طہارت حاصل کرنے کا ایک طریقہ پاک مٹی سے تیمّم کرنا بھی ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۴۳)

۱۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ لعنت فرماتا ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۴۶)

۱۴۔ خود کو پاکیزہ اور برگزیدہ سمجھنا نامناسب بات ہے، یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی ہے جو بندے کو پاکیزگی عطا فرماتا ہے۔ (سورۃ النسآء، آیات: ۴۹، ۵۰)

۱۵۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہر حال میں اطاعت فرض ہے جب کہ صاحبِ اختیار لوگوں کی بات صرف جائز اُمور میں ہی مانی جائے گی۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۵۹) نوٹ: اہل تشیع کے نزدیک اولی الامر کا مصداق بارہ امام ہیں۔

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کیجیے۔

(۱) اگر مسلمان۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو چھوڑ دیں جن سے اللہ ﷻ نے انہیں منع کیا ہے، تو اللہ ﷻ ان کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو معاف کر دے گا اور انہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی جگہ داخل فرمائے گا۔

(۲) اللہ ﷻ نے حکم دیا ہے کہ اس نے جس چیز میں ایک کو دوسرے پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بخشی ہے اس کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہ کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے لئے ان کی کمائی کے مطابق حصہ ہے اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے لئے ان کی کمائی کے مطابق حصہ ہے۔

(۳) اللہ ﷻ نے ہمیں اپنے والدین۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یتیموں،۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رشتہ دار پڑوسی،۔۔۔۔۔۔۔۔۔، پاس بیٹھنے والوں،۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

(۴) جن لوگوں نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا اور جنہوں نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی نافرمانی کی، قیامت کے دن یہ لوگ تمنا کریں گے کہ زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائیں۔ اس دن وہ اللہ سے اپنی کوئی بات۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہ سکیں گے۔

(۵) اللہ ﷻ نے حکم دیا ہے کہ اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ طریقہ سے نہ کھاؤ سوائے اِس کہ تم میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے تجارت ہو۔

(۶) اللہ ﷻ نے فرمایا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ اللہ ﷻ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ وہ جس گناہ کو چاہے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کر دے گا۔

(۷) اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ان کے حقداروں کے حوالے کر دو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے ساتھ فیصلہ کرو۔

سوال ۲ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱۔ آیات: ۳۴ اور ۳۵ میں خاندانی زندگی میں میاں بیوی کے لئے کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

۲۔ آیات: ۳۷ تا ۴۰ میں کن صفات کے حامل لوگوں کی مذمت کی گئی ہے؟

۳۔ آیات: ۴۴ تا ۵۰ میں یہود کا کیا طرز عمل بیان ہوا ہے؟ نیز اللہ ﷻ نے انہیں کس بات کی دعوت دی ہے؟

۴۔ آیات: ۵۱ تا ۵۵ میں کن لوگوں پر اللہ ﷻ کی طرف سے لعنت کا ذکر ہے؟

۵۔ آیات: ۵۶ اور ۵۷ میں ایمان والوں اور کفار کا کیا انجام بیان ہوا ہے؟

۶۔ آیات: ۵۸ اور ۵۹ میں مسلمانوں کو کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

۱۔ اللہ ﷻ مسلمانوں کے لئے کیا چاہتا ہے؟

۲۔ نفسانی خواہشات کے پیچھے چلنے والے برے لوگ مسلمانوں کے لئے کیا چاہتے ہیں؟

۳۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے شریعت کے احکامات میں لوگوں کے لئے کس بات کالحاظ رکھا ہے؟

۴۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مالی اور جانی حقوق کے تحفظ کے لئے کیا حکم دیا ہے؟

۵۔ آیت: ۳۰میں کیا وعید سنائی گئی ہے؟

سوال ۴ کبیرہ اور صغیرہ گناہ میں کیا فرق ہے؟ نیز قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بتایئے کہ وہ کون سے بڑے بڑے گناہ ہیں جن سے بچنا انتہائی ضروری ہے؟ کم از کم کوئی دس کبیرہ گناہ لکھیے۔

گھریلو سرگرمی

- سورۃ النسآء، آیات:۲۹ تا ۳۳ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حرمتِ جان و مال و عزت اور ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ایک جدول بنا کر والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مساکین، پڑوسیوں، مسافروں اور ماتحت افراد کے ساتھ عملاً حسنِ سلوک کی کوئی دو صورتیں تحریر کیجیے۔
- سورۃ النسآء، آیات:۳۴اور۳۵میں گھریلو زندگی سے متعلق ہدایات دی گئی ہیں، انہیں نکات کی صورت میں تحریر کریں نیز ان آیات کی روشنی میں بتایئے کہ اگر شوہر اور بیوی کے درمیان ناچاقی ہو جائے تو گھر کو آباد رکھنے کے لئے کن ہدایات پر عمل کیا جائے۔
- سورۃ النسآء، آیت:۳۶میں پڑوسیوں کی کیا اقسام بیان فرمائی گئی ہیں۔ ایک جدول بنا کر ان اقسام کو تحریر فرمائیں نیز جائزہ لیجیے کہ ہم اپنے پڑوسیوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں اور اس حوالہ سے کیا بہتری لائی جا سکتی ہے؟ نیز احادیث مبارکہ کی روشنی میں پڑوسیوں کے حقوق تلاش کر کے تحریر کیجیے۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سُوْرَةُ النِّسَآء

سبق: ۴

سورۃ النسآء ۴ — رکوع: ۹ تا ۱۲ (آیات: ۶۰ تا ۹۱)

رکوع: ۹ تا ۱۲ کے اہم مضامین

۱۔ منافقین کا احکامِ دین سے روگردانی

۲۔ طلبِ دعائے مغفرت وشفاعت کے لئے بارگاہِ رسالت میں حاضری کا حکم

۳۔ اطاعتِ رسول ﷺ کی تاکید

۴۔ منافقین کا جہاد فی سبیل اللہ سے فرار

۵۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی ترغیب

۶۔ منافقین کی شرارتیں اور سازشیں

۷۔ سفارش اور سلام کے احکام

۸۔ مختلف قسم کے منافقین سے متعلق مختلف احکام

رکوع: ۹ تا ۱۲ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۹ (آیات: ۶۰ تا ۷۰)

منافقین کی یہ روش بیان ہوئی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے فیصلے اور حکم پر راضی نہیں ہوتے۔ ان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ کسی طاغوت یعنی اسلام کے دشمن سے فیصلہ کروالیا جائے، حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے طاغوت کے انکار اور حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ ان کا حال یہ ہے کہ جب انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ روگردانی کرتے ہیں۔ مگر جب رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ نہ ماننے کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت آتی ہے، تو قسمیں کھا کر اپنی صفائی پیش کرتے ہیں کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ بہتری کی کوئی صورت نکل آئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو تلقین فرمائی ہے کہ آپ ﷺ ان لوگوں سے درگزر سے کام لیں اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ ان کی اصلاح کی کوشش جاری رکھیں۔ ان لوگوں پر واضح کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بے حد ضروری ہے۔ نیز بتایا گیا ہے کہ جب ان منافقین سے یہ گناہ ہو گیا کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے فیصلے کو تسلیم نہ کیا اور اس کی سزا بھی انہیں مل گئی، تو انہیں چاہیئے تھا کہ اپنے اس جرم سے تائب ہو کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے اور آپ ﷺ بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا فرماتے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف کر دیتا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات کی قسم کھا کر یہ فرمادیا کہ کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ تمام امور میں حضور نبی کریم ﷺ کو منصف نہ مان لے اور پھر آپ ﷺ کے تمام فیصلوں کو دل وجان سے تسلیم نہ کرلے اور ان پر دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کرے۔ منافقین کو اخلاص اور ترکِ نفاق کی ترغیب دی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں کوئی مشکل احکام نہیں دیئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں کہا ہو کہ ایک دوسرے کو قتل کرو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں انتہائی آسان اور ان کی خیر خواہی کے احکامات دیئے ہیں اس لئے انہیں چاہیئے کہ دل وجان سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکام کو مانیں اور ان پر عمل کریں۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اجرِ عظیم کے مستحق ہوں گے اور صراطِ مستقیم کی راہ پالیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والوں کو بڑی خوشخبری دی گئی ہے کہ وہ انعام یافتہ لوگوں میں شامل ہوں گے اور انہیں کو آخرت میں انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین کا ساتھ نصیب ہو گا۔ اطاعت گزاروں کو یہ انعام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے ہی عطا ہو گا۔

رکوع ۹: کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "میری ساری امت جنت میں داخل ہو گی، سوائے اس کے جس نے انکار کر دیا۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یارسول ﷺ! ایسا کون ہے جو انکار کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے یقیناً انکار کر دیا۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "بیٹا! اگر تم صبح و شام اس حالت میں کر سکو کہ تمہارے دل میں کسی کے لئے کوئی کینہ (بُغض) نہ ہو۔" پھر فرمایا: "بیٹا! یہ طرزِ عمل میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے محبت کی تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی تو وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔" (جامع ترمذی)

۳۔ "حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہ تین (خصلتیں) جس شخص میں ہوں اس نے ایمان کی مٹھاس کو پالیا جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ تمام کائنات سے زیادہ محبوب ہوں اور اس کی محبت جس شخص سے بھی ہو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے لئے ہو اور اسے کفر میں لوٹنا (اسی طرح) ناپسند ہو جیسا کہ آگ میں ڈالا جانا پسند نہیں کرتا۔" (صحیح بخاری)

رکوع ۱۰: (آیات: ۷۱ تا ۷۶)

مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ دشمن کی جانب سے چوکنے رہیں، مقابلہ کے لئے ہر طرح کا ساز و سامان تیار رکھیں اور موقع اور ضرورت کے مطابق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جہاد و قتال کے لئے فوج لے کر نکل کھڑے ہوں۔ قتال کے دوران منافقین کا کردار بیان کیا گیا ہے کہ وہ جہاد سے جی چراتے ہیں اور حیلے بہانوں سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ پھر اگر قتال میں مسلمانوں کا کوئی نقصان ہو جائے تو یہ منافقین بڑے خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اچھا ہوا ہم شریک نہیں ہوئے ورنہ ہمیں بھی نقصان سے دوچار ہونا پڑتا۔ اگر مسلمانوں کو فتح نصیب ہو اور مالِ غنیمت حاصل ہو، تو یہ منافقین خوش ہونے کے بجائے حسرت کرتے ہیں کہ ہم اس مالِ غنیمت سے محروم رہ گئے اور کہتے ہیں کہ کاش! ہم ان لوگوں کے ساتھ شامل ہوتے تو ہمیں بڑا فائدہ حاصل ہوتا۔ انہیں صرف اپنا مفاد عزیز ہے، اسلام اور مسلمانوں سے انہیں کوئی سروکار اور غرض نہیں۔ مسلمانوں کو آخرت کی کامیابی کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ مسلمان جہاد میں خواہ شہید ہو جائیں یا غازی بن کر واپس آئیں، دونوں صورتوں میں وہ کامیاب ہیں اور ان کے لئے اجرِ عظیم ہے۔ اہل ایمان کو ان مظلوم مسلمانوں کی نصرت و حمایت کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے جو کسی علاقے میں کفار کے ظلم و ستم کا شکار ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مدد مانگ رہے ہیں اور ظلم سے نجات کی دعا کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کے جہاد و قتال اور کفار کی جنگ کے درمیان فرق واضح کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کا جہاد و قتال اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں اور اس کی رضا کے لئے ہوتا ہے۔ جبکہ کفار کی جنگ شیطان کی راہ میں اور اس کے بُرے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ شیطان کی چالیں اور تدبیریں بہت کمزور ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ شیطان کے حمایتیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور ان سے جہاد کریں۔ نتیجے کے طور پر مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہو گی اور شیطان کے سارے منصوبے خاک میں مل کر رہ جائیں گے۔

رکوع: ۱۰ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: کوئی آدمی مالِ غنیمت کے لئے لڑتا ہے، کوئی شہرت اور نام وری کے لئے لڑتا ہے اور کوئی بہادری دکھانے کے لئے لڑتا ہے، تو ان میں سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والا کون ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو، بس وہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں لڑتا ہے۔“ (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں سو درجے ہیں، جن کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھا ہے، ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔“ (صحیح بخاری)

۳۔ عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جان لو کہ جنت تلواروں کے سایوں تلے ہے۔“ (صحیح بخاری)

رکوع: ۱۱ (آیات: ۷۷تا ۸۷)

مکہ مکرمہ میں کفار کے ظلم و ستم کے باوجود مسلمانوں کو قتال فی سبیل اللہ کی اجازت نہ تھی۔ انہیں صبر و تحمل اور نیک اعمال کرنے کی تلقین کی گئی تاکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہو نیز دعوت پھیلانے اور تربیت کرنے کا موقع مل سکے۔ لیکن ہجرت کے بعد جب مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو جہاد و قتال کا حکم دیا گیا تو منافقین نے کمزوری اور پست ہمتی کا مظاہرہ کیا اور لڑائی سے خوفزدہ ہو گئے۔ یہ لوگ تمنا کرنے لگے کہ جہاد کے حکم کو ایک مدت تک کے لئے مؤخر کر دیا جائے۔ انہیں تنبیہ کی گئی ہے کہ جس دنیا کی زندگی اور ساز و سامان کے لئے جہاد سے فرار ہونا چاہتے ہو، وہ آخرت کے مقابلہ میں بہت تھوڑا ہے۔ اور موت سے ڈر کر ایسا کر رہے ہو تو موت تو اپنے وقت پر آکر رہے گی چاہے تم مضبوط قلعوں میں بند ہو کر بیٹھ جاؤ۔ منافقین کی ایک حماقت بیان ہوئی ہے کہ جب کوئی فائدہ یا بھلائی حاصل ہوتی تو کہتے کہ یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے، مگر جب کوئی نقصان یا تکلیف پہنچتی تو اسے حضور اکرم ﷺ کی طرف منسوب کرتے (معاذ اللہ)۔ انہیں جواب دیا گیا ہے کہ فائدہ ہو یا نقصان، سب کچھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے لیکن یہ منافقین سمجھتے نہیں ہیں۔ مزید وضاحت کر دی گئی کہ ان منافقین کے ساتھ جو بُرا ہوتا ہے وہ ان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ اس سے بری ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اہمیت بیان ہوئی ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت ہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ منافقین کی ایک مکاری کا ذکر ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کی اطاعت کا دم بھرتے ہیں لیکن بعد میں آپ ﷺ کے خلاف سازشیں کرتے ہیں۔ قرآن حکیم میں غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے کہ اگر اس میں غور و فکر کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی تعلیمات برحق ہیں۔ منافقین کی ایک شرارت بیان ہوئی ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان امن یا خوف کی مختلف خبریں بلا تحقیق پھیلا دیتے ہیں جس سے کئی طرح کے مفاسد جنم لیتے اور خرابیاں فروغ پاتی ہیں۔ اس بارے میں صحیح طرزِ عمل کی تعلیم دی گئی ہے کہ خبروں کو بلا تحقیق آگے پھیلانے کے بجائے ذمہ دار لوگوں تک پہنچانا چاہیے تاکہ وہ دیکھیں کہ خبر صحیح ہے یا غلط اور اس سے مسلمانوں کا باخبر ہونا مفید ہے یا بے خبر رہنا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو تلقین فرمائی ہے کہ آپ ﷺ خود بھی جہاد کے لئے نکلیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔ اس حق و باطل کی جنگ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کافروں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد فرمائے گا۔ اچھی اور بُری سفارش میں فرق واضح کیا گیا ہے کہ جو شخص کسی آدمی کے لئے اچھی اور جائز سفارش کرتا ہے تو اسے ثواب ملتا ہے اور جو کوئی ناجائز اور بُری سفارش کرتا ہے تو اسے اس کے سبب گناہ ملتا ہے۔ مسلمانوں کو تہذیب اور اخلاق سکھائے گئے ہیں کہ جب تمہیں کوئی سلام کرے تو تم اس سے بہتر انداز میں سلام کا جواب دو، یا کم از کم اسی انداز سے جواب دو۔ آخر میں یہ یقین دلایا گیا ہے کہ قیامت کے دن تمام انسانوں کو ضرور جمع کیا جائے گا اور پھر ان کا حساب لیا جائے گا۔

رکوع: ۱۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے (مقرر کئے ہوئے) امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے (مقرر کردہ) امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: السلام علیکم۔ آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "(اس کے لئے) دس نیکیاں (ہیں)"۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ ﷺ نے اس کے سلام کا بھی جواب دیا اور وہ بھی بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "(اس کے لئے) بیس نیکیاں (ہیں)"۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے یوں کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ ﷺ نے اس کے سلام کا بھی جواب دیا، وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "(اس کے لئے) تیس نیکیاں (ہیں)۔" (مسند احمد، سنن ابوداؤد)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنی خواہشات کو اس کے تابع نہ بنا دے جو میں لے کر آیا ہوں۔" (مشکوٰۃ المصابیح)

۴۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ بہتر اسلام کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کہ تم کھانا کھلاؤ اور تم سلام کرو جسے تم جانتے ہو اور اسے بھی جسے تم نہیں جانتے۔" (صحیح بخاری)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات (بغیر تحقیق کے) آگے بیان کر دے۔" (صحیح مسلم)

رکوع: ۱۲ (آیات: ۸۸تا۹۱)

یہ بتایا گیا ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر راستہ سے واپس آنے والے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ سے بغض و عداوت اور اہل ایمان کے ساتھ نفاق یعنی دوغلے کردار کی وجہ سے منافقین قرار دیا گیا ہے ان منافقین کے بارے میں مسلمانوں کے دو گروہ نہیں ہونے چاہیئے تھے کیونکہ ان کی ساری ہمدردیاں کفار کے ساتھ تھیں، بلکہ ایسے منافقین کے بارے میں ان کی رائے واضح ہونی چاہیئے تھی اس لئے کہ یہ لوگ ایمان سے محروم ہیں اور گمراہ ہو چکے ہیں۔ ان کی یہ خواہش ہے کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں اسی طرح مسلمان بھی کافر ہو جائیں (معاذاللہ)۔ مزید یہ کہ وہ لوگ بھی کسی رعایت کے مستحق نہیں جو مکہ مکرمہ یا کسی اور بستی میں بظاہر مسلمان تو ہو گئے لیکن جہاد وغیرہ کیلئے ہجرت کا حکم ان تک پہنچ جانے کے باوجود وہ ہجرت کر کے مدینہ نہیں آئے اور نا ہی جہاد میں شامل ہوئے۔ مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ ان کے لئے یہ معیار مقرر کیا گیا کہ اگر وہ ہجرت کر کے مسلمانوں کے پاس مدینہ منورہ آ جائیں اور بطیب خاطر جہاد فی سبیل اللہ کے لئے بھی تیار ہوں تو وہ مسلمان ہیں اور اگر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کیلئے ہجرت نہیں کرتے اور اپنے وطن نہیں چھوڑتے جو کہ ان پر فرض کر دیا گیا ہے، تو پھر وہ کافروں کے حکم میں ہیں اور ان کے ساتھ کفار جیسا برتاؤ کیا جائے گا۔ اس صورت میں مسلمانوں کو واضح حکم دیا گیا ہے کہ انہیں اپنا دوست نہ بنائیں اور اگر یہ کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کریں تو انہیں قتل کرنے سے دریغ نہ کیا جائے۔ البتہ قتل کے اس حکم سے دو قسم کے لوگ مستثنیٰ ہیں۔ ایک تو وہ لوگ جو کسی ایسی قوم کے پاس جا کر پناہ لے لیں جن کے ساتھ

مسلمانوں کا صلح اور امن کا معاہدہ ہو، اور دوسرے وہ لوگ جو جنگ سے بالکل بیزار ہیں، نہ وہ مسلمانوں سے جنگ کرنا چاہتے ہیں اور نہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر اپنی قوم سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا مسلمانوں پر احسان ہے کہ اس نے ان لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے سے روک دیا ہے۔ مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان دونوں قسم کے لوگوں کے خلاف کوئی کاروائی نہ کریں۔ آخر میں منافقین کی ایک ایسی قسم کا تذکرہ ہے جو بظاہر پُرامن رہنے کا دعویٰ کرتے تھے۔ لیکن جب موقع ملتا تو مسلمانوں سے دغابازی اور غداری کرتے اور اپنی قوم کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف لڑائی سے باز نہ آتے تھے۔ ان کے بارے میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر وہ لڑائی سے باز نہ آئیں اور صلح کا ہاتھ نہ بڑھائیں، تو قتال کے دوران ان سے کوئی رعایت نہ کی جائے بلکہ انہیں بھی برملا قتل کیا جائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ان چار آیتوں میں تین طرح کے لوگوں کا ذکر فرمایا گیا ہے:

۱۔ جو ہجرت یعنی جہاد فی سبیل اللہ کی قدرت کے باوجود ایمان لانے کے بعد وطن مالوف کی محبت اور اسلام دشمنی کی وجہ سے جہاد کیلئے ہجرت نہ کریں۔ یا اگر میدان میں نکل کر آ بھی جائیں تو پھر دارالاسلام سے نکل کر دارالحرب چلے جائیں۔

۲۔ دوسرے وہ لوگ جو مسلمانوں سے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کرلیں یا ایسا معاہدہ کرنے والوں سے معاہدہ کرلیں۔

۳۔ جو معاملہ کو رفع دفع کرنے کی غرض سے وقتی طور پر صلح کرلیں اور جب مسلمانوں کے خلاف جنگ کی دعوت دی جائے تو اس میں شریک ہو جائیں اور اپنے عہد پر قائم نہ رہیں۔

پہلے فریق کا حکم عام کفار کی طرح ہے۔ دوسرا فریق قتل اور گرفتاری کے حکم سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ یہ مسلمانوں سے معاہدہ کرچکا ہے۔ تیسرا فریق اسی سزا کا مستحق ہے جو پہلے فریق کے لئے تھی۔ لیکن حقیقت میں ان آیتوں میں دو حکم بیان کئے گئے ہیں۔ ایک عدم صلح کی صورت میں قتال اور دوسرا مصالحت کے وقت قتال نہ کرنا۔

رکوع: ۱۲ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۱۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "جو کسی مُعَاہِد (ایسی قوم کا فرد جس سے معاہدہ ہو) کو بغیر کسی وجہ کے قتل کرے گا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس پر جنت حرام کردے گا۔" (سنن ابو داوٗد)

۲۔ حضرت سلیم بن عامر رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "جس آدمی کے اور کسی قوم کے درمیان عہد و پیمان ہو تو جب تک اس کی مدت ختم نہ ہو جائے یا اس عہد کو ان تک برابری کے ساتھ واپس نہ کردے ہرگز عہد نہ توڑے اور نہ نیا عہد کرے۔" (جامع ترمذی)

سُوْرَةُ النِّسَآءِ

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ

کیا آپ نے ان لوگوں (کے حال) کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایمان رکھتے ہیں اس پر جو آپ (ﷺ) کی طرف نازل فرمایا گیا

وَمَآ أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا إِلَى الطَّاغُوْتِ

اور اس پر (بھی) جو آپ (ﷺ) سے پہلے نازل فرمایا گیا وہ چاہتے ہیں کہ (اپنے مقدمات کے) فیصلے کے لئے طاغوت کے پاس جائیں

وَقَدْ أُمِرُوْٓا أَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۗ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ أَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝٦٠

حالانکہ اُنہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ طاغوت کا انکار کریں اور شیطان چاہتا ہے کہ اُنہیں گمراہ کرے بہت دور کی گمراہی میں۔

وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلٰى مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ وَإِلَى الرَّسُوْلِ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اُس (کلام) کی طرف آؤ جو اللہ نے نازل کیا اور رسول (ﷺ) کی طرف آؤ

رَأَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۚ ۝٦١

(تو) اے نبی (ﷺ)! آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ سے روگردانی کرتے ہوئے منہ موڑ لیتے ہیں۔

فَكَيْفَ إِذَآ أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيْهِمْ

تو اس وقت کیا حال ہوتا ہے جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے ان (کرتوتوں) کی وجہ سے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے

ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ إِنْ أَرَدْنَآ إِلَّآ إِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝٦٢

پھر (اے نبی ﷺ) وہ آپ کے پاس آتے ہیں اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے کہ ہم نے تو صرف بھلائی اور موافقت کا ارادہ کیا۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۚ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ

یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہے جو اُن کے دلوں میں ہے تو آپ ان سے درگزر کیجیے اور اُنہیں نصیحت کیجیے

وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ۝٦٣ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ ۗ

اور اُن سے اُن کے دلوں پر اثر کرنے والی بات کہیے اور ہم نے ہر رسول کو صرف اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ

اور اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے (تو اگر) آپ (ﷺ) کے پاس آتے پھر اللہ سے بخشش مانگتے

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾

اور اُن کے لئے رسول (ﷺ) بھی بخشش مانگتے تو ضرور وہ اللہ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا پاتے۔

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

پس (اے نبی ﷺ!) آپ کے رب کی قسم وہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ وہ اپنے باہمی جھگڑوں میں آپ کو منصف بنالیں

ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ

پھر جو فیصلہ آپ کریں وہ اُس سے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور بخوشی تسلیم کرلیں۔ اور اگر ہم اُن پر فرض کردیتے کہ اپنے آپ کو قتل کرو

اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ

یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو ان میں سے بہت تھوڑے لوگ اس پر عمل کرتے اور اگر وہ ایسا کرتے جس کی اُنہیں نصیحت کی جاتی ہے

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿٦٦﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٦٧﴾

تو یہ اُن کے حق میں بہتر ہوتا اور (اللہ کے احکام پر) خوب ثابت قدمی کا باعث ہوتا۔ اور اس صورت میں یقیناً ہم اُنہیں اپنے پاس سے اجرِ عظیم عطا فرماتے۔

وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٦٨﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ

اور یقیناً ہم انہیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت عطا فرماتے۔ اور جو اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرتے ہیں

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾

تو وہ اُن کے ساتھ ہوں گے، جن پر اللہ نے انعام فرمایا (یعنی) انبیاء (علیہم السلام) اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

ع ٩ ١١ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿٧٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ

یہ فضل اللہ کی طرف سے ہے اور کافی ہے اللہ خوب جاننے والا۔ اے ایمان والو! (دشمن سے مقابلہ کے وقت) اپنے بچاؤ کا سامان ساتھ رکھو

فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿٧١﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ

پھر دستوں کی صورت میں یا سب مل کر نکلو اور بے شک تم میں سے وہ بھی ہے جو ضرور دیر لگائے گا پھر اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے

قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿٧٢﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ

تو کہتا ہے واقعی اللہ نے مجھ پر انعام فرمایا جبکہ میں اُن کے ساتھ (قتال میں) حاضر نہیں تھا۔ اور یقیناً اگر تمہیں اللہ کی طرف سے کوئی فضل پہنچے

لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧٣﴾

تو وہ ضرور کہے گا گویا تمہارے اور اُس کے درمیان کوئی دوستی ہی نہ تھی اے کاش! میں بھی اُن کے ساتھ ہوتا تو میں بھی بہت بڑی کامیابی پالیتا۔

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

پس چاہیئے کہ وہ لوگ اللہ کی راہ میں قتال کریں جو دنیا کی زندگی کا آخرت کے بدلہ سودا کرچکے ہیں اور جو کوئی اللہ کی راہ میں قتال کرتا ہے

فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾

پس اگر وہ قتل (شہید) کیا جائے یا غالب آجائے تو (ہر صورت میں) عنقریب ہم اُسے اجرِ عظیم دیں گے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ

اور (اے مسلمانو!) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں قتال نہیں کرتے اور اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کے لئے

الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ

جو عرض کر رہے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی حامی بنادے

وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ

اور ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار بنادے۔ جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ ع

اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں تو (مسلمانو!) تم شیطان کے دوستوں سے قتال کرو بے شک شیطان کا فریب کمزور ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

(اے نبی ﷺ!) کیا آپ نے ان لوگوں (کے حال) کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو (قتال میں جلد بازی نہ کرو) اور نماز قائم کرو

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ

اور زکوٰۃ دو پھر جب اُن پر قتال کرنا لکھ دیا گیا اُس وقت اُن میں سے ایک گروہ لوگوں سے ڈرنے لگا جیسے اللہ سے ڈرا جاتا ہے یا اِس سے بھی بڑھ کر ڈر (نے لگا)

وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ

اور انہوں نے کہا اے ہمارے رب! تونے ہم پر قتال کرنا کیوں فرض کردیا ہمیں ایک قریبی مدت تک مہلت کیوں نہ دی

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ

(اے نبی ﷺ!) آپ فرما دیجئے دنیا کا سامان تو بہت ہی تھوڑا ہے اور آخرت اُس کے لئے بہت بہتر ہے جس نے پرہیز گاری اختیار کی

وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ

اور تم پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آپکڑے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو

وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

اور اگر اُنہیں کوئی سُکھ پہنچے تو وہ کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے اور اگر انہیں کوئی دُکھ پہنچے

يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ

تو وہ کہتے ہیں یہ آپ کی وجہ سے ہے (اے نبی ﷺ!) آپ فرما دیجئے یہ سب اللہ کے پاس سے ہے تو پھر اس قوم کو کیا ہوا ہے

لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ز

کہ کوئی بات سمجھنے کے قریب بھی نہیں آتے۔ (اے مخاطب!) جو سُکھ تجھے پہنچے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے

وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ط وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط

اور جو دُکھ تجھے پہنچے تو وہ تیری طرف سے ہے اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے آپ کو لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج

اور اللہ (آپ ﷺ کی رسالت پر بطور) گواہ کافی ہے۔ جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی تو یقیناً اُسی نے اللہ کی اطاعت کی

وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ ط وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ز

اور جس نے (اطاعت سے) مُنہ پھیرا تو (اے نبی ﷺ) ہم نے آپ کو اُن پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔ اور وہ (منافق آپ کے سامنے تو) اطاعت کا کہتے ہیں

فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ

پھر (اے نبی ﷺ)! جب وہ آپ کے پاس سے (اُٹھ کر) باہر جاتے ہیں تو اُن میں سے ایک گروہ رات کے وقت مشورہ کرتا ہے

غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ط وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ج فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط

اُس کے خلاف جو آپ کہتے ہیں اور جو مشورہ وہ رات کو کرتے ہیں اللہ اُسے لکھ رہا ہے تو آپ اُن کو نظر انداز کریں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ

اور اللہ ہی (بطور) کارساز کافی ہے۔ تو کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا

لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ط

تو یقیناً وہ اِس میں بہت اختلاف پاتے۔ اور جب اُن کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر آتی ہے تو اُسے مشہور کر دیتے ہیں

وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ط

اور اگر وہ اُسے رسول (ﷺ) کی طرف اور اپنے میں سے اصحابِ اختیار تک پہنچا دیتے تو یقیناً اُن میں سے تحقیق کرنے والے اُس (خبر) کی حقیقت کو جان لیتے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾

اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو یقیناً چند ایک کے سوا تم (سب) شیطان کی پیروی کرنے لگ جاتے۔

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ج لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ج

تو (اے نبی ﷺ)! اللہ کی راہ میں قتال کیجیے آپ پر صرف اپنی ذات کی ذمہ داری ڈالی جاتی ہے اور مومنوں کو ترغیب دلایئے

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾

قریب ہے کہ جنھوں نے کفر کیا ہے اللہ اُن کی جنگ کا زور روک دے اور اللہ پکڑ کرنے میں بہت سخت ہے اور سزا دینے میں (بھی) بہت سخت ہے۔

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ

جو اچھی سفارش کرے گا اُس میں سے اُس کا حصہ ہوگا اور جو بری سفارش کرے گا اُس کے لئے اُس میں سے بوجھ ہوگا

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ

اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اُس سلام کا بہتر جواب دو یا اُسی کو لوٹادو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ اللہ (وہی ہے) جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ تمہیں قیامت کے دن ضرور جمع کرے گا

ع ۱۱/۱۱ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ۧ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ

جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں اور کون ہے جو اللہ سے زیادہ بات کا سچا ہو؟ تو پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو

وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ

حالانکہ اللہ نے اُنہیں (کفر کی طرف) الٹا پھیر دیا ہے اُس وجہ سے جو کچھ اُنہوں نے کمایا ہے کیا تم چاہتے ہو؟ کہ اُسے ہدایت دو جسے اللہ نے گمراہ کر دیا

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا

اور جسے اللہ گمراہ کر دے پس (اے مخاطب!) تو اُس کے لئے (ہدایت کا) کوئی راستہ ہر گز نہیں پائے گا۔ وہ (تو) چاہتے ہیں کہ تم بھی کفر کرو جیسے انہوں نے کفر کیا

فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

پھر تم سب (کفر میں) برابر ہو جاؤ تو اُن میں سے (کسی کو) دوست مت بناؤ جب تک وہ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾ۙ

پھر اگر وہ (ہجرت سے) اعراض کریں تو انہیں پکڑو اور انہیں جہاں (بھی) پاؤ قتل کر دو اور اُن میں سے نہ کسی کو اپنا دوست بناؤ اور نہ مددگار۔

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ

مگر اُن لوگوں کو (قتل نہ کرنا) جو ایسی قوم سے جا ملیں کہ تمہارے اور اُن کے درمیان معاہدہ ہے یا وہ تمہارے پاس آئیں

حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ

اس حال میں کہ اُن کے سینے تنگ ہوں کہ وہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں اور اگر اللہ چاہتا تو یقیناً اُنہیں تم پر مسلط کر دیتا تو وہ ضرور تم سے لڑتے

فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾

پس اگر وہ تم سے الگ رہیں اور تم سے نہ لڑیں اور تمہیں صلح کا پیغام دیں تو (پھر) اللہ نے تمہارے لئے اُن کے خلاف (اقدام کی) کوئی راہ نہیں رکھی۔

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ

عنقریب تم کچھ دوسرے لوگوں (منافقوں) کو پاؤ گے وہ چاہتے ہیں کہ تم سے امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں

كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ

لیکن جب بھی کسی فتنہ انگیزی کی طرف پھیرے جاتے ہیں وہ اُس فتنے میں (اوندھے منہ) کو دپڑتے ہیں تو اگر وہ تم سے الگ نہ رہیں اور تمہیں صلح کا پیغام نہ دیں

۱۲ ع
وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾

اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو اُنہیں پکڑلو اور اُنہیں جہاں (بھی) پاؤ قتل کر دو اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے خلاف ہم نے تمہیں کھلا اختیار دیا ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ قرآن و سنت کے بر خلاف کسی اور قانون یا حاکم کے فیصلہ کو ماننا اور اسی کی پیروی کرنا ایمان کے خلاف اور شیطان کی پیروی کرنے کے مترادف ہے۔(سورۃ النسآء، آیت:۶۰)

۲۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حکم ہے کہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی جائے۔(سورۃ النسآء، آیت:۶۴)

۳۔ اپنے حق میں ظلم کر بیٹھنے والے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور یہ لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بخشش مانگیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے لئے بخشش مانگیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔(سورۃ النسآء، آیت:۶۴)

۴۔ صاحب ایمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات اور فیصلوں کو دل و جان سے مانا جائے، ان پر دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کی جائے اور ان پر مکمل طور پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے عمل کیا جائے۔(سورۃ النسآء، آیت:۶۵)

۵۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انسان کو آزمانے کے لئے بعض اوقات مشکل کام کا حکم دیتا ہے جس کی تعمیل میں انسان کے لئے بہت خیر پوشیدہ ہوتی ہے۔لیکن ایسے کسی کام کا حکم نہیں دیتا جو انسان کی طاقت اور قدرت میں نہ ہو۔(سورۃ النسآء، آیت:۶۶)

۶۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنے والے قیامت کے دن انبیاءِ کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صلحاء (رحمۃ اللہ علیہم) کی رفاقت میں ہوں گے۔(سورۃ النسآء، آیت: ۶۹)

۷۔ امت کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ جہاد فی سبیل اللہ میں پیش آنے والی مشکلات و مصائب سے بچنے کو نعمت شمار کرنا انتہائی ناپسندیدہ سوچ ہے۔(سورۃ النسآء، آیات:۷۱، ۷۲)

۸۔ محض دنیاوی نفع کے لئے مسلمانوں کے ساتھ رہنا یا ساتھ رہنے کی تمنا کرنا ایمان والوں کی روش نہیں۔ یہ تو خود غرضی اور منافقانہ طریقہ ہے۔(سورۃ النسآء، آیت:۷۳)

۹۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں، اس کی راہ میں شہادت کا مرتبہ حاصل کرنے والوں اور غازیوں کے لئے عظیم اجر ہے۔(سورۃ النسآء، آیت:۷۴)

۱۰۔ قتال فی سبیل اللہ کا ایک اہم مقصد مظلوم مسلمانوں کی دادرسی بھی ہے۔ کسی خطہ میں اگر دین دشمن کفار مسلمانوں پر ظلم ڈھا رہے ہوں تو دیگر مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان ظالموں سے انہیں نجات دلانے کے لئے قتال کریں۔(سورۃ النسآء، آیت:۷۵)

۱۱۔ مومن استقامت کا پہاڑ ہوتا ہے۔ ظاہری شکست کی صورت میں بھی اخروی کامیابی اس کے حوصلوں کو بلند رکھتی ہے۔ موت کے خوف اور عارضی دنیاوی فائدہ کی خاطر قتال فی سبیل اللہ سے جی نہیں چرانا چاہیئے۔ دنیا کا فائدہ حقیر ہے جب کہ آخرت کا گھر پرہیز گاروں کے لئے بہترین ہے۔(سورۃ النسآء، آیات:۷۷،۷۶)

۱۲۔ کسی خبر اور بالخصوص دوررس نتائج رکھنے والی بات کی تشہیر سے پہلے اچھی طرح تحقیق کر لینی چاہیئے اور اس خبر کو اس معاملہ سے متعلق ذمہ دار لوگوں تک پہنچانا چاہیئے۔(سورۃ النسآء، آیت:۸۳)

۱۳۔ جائز کام کی سفارش اور نیکی کی ترغیب ثواب کا کام ہے جبکہ ناجائز کام کی سفارش اور برائی کی ترغیب گناہ کا کام ہے۔ (سورالنسآء، آیت: ۸۵)

۱۴۔ مسلمانوں کو باہمی الفت و محبت کی تلقین ہے، حکم دیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص سلام کرے تو اس کو سلام کا جواب ضرور دیا جائے اور وہ جواب سلام کرنے والے کے سلام سے بہتر ہو یا کم از کم اس جیسا ہی ہو۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۸۶)

۱۵۔ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے۔ وہ ایسے منافقوں اور کافروں سے قتال کرنے کی اجازت نہیں دیتا جن کے ساتھ مسلمانوں کا بقائے باہمی کا معاہدہ ہو، جو صلح جُو ہوں وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار نہ ہوں۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۹۰)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کیجیے۔

(۱) لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس کے باہمی جھگڑوں میں ــــــــــــــ کو منصف نہ مان لیں، پھر آپ ﷺ کا جو بھی فیصلہ ہو اس سے یہ اپنے دلوں میں کوئی ــــــــــــــ نہ محسوس کریں اور اسے دل و جان سے ــــــــــــــ کر لیں۔

(۲) اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے ــــــــــــــ کی اطاعت کرنے والوں کو خوشخبری دی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں انبیاء کرام علیہم السلام، ــــــــــــــ، شہداء اور ــــــــــــــ کی رفاقت عطا فرمائے گا۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خصوصی ــــــــ ہو گا۔

(۳) مسلمانوں اور کفار کی لڑائی کا مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایمان والے ــــــــــــــ کی راہ میں قتال کرتے ہیں جبکہ کفار ــــــــــــــ کی راہ میں لڑتے ہیں۔

(۴) جو لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے کتراتے ہیں انہیں تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں ــــــــــــــ انہیں آکر ہی رہے گی اگرچہ وہ ــــــــــــــ کے اندر ہی کیوں نہ ہوں۔

(۵) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو ــــــــــــــ میں ــــــــــــــ کی دعوت دی گئی ہے کہ اگر یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو لوگ اس میں بہت زیادہ ــــــــــــــ پاتے۔

(۶) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ــــــــــــــ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ تم سب کو اس ــــــــــــــ کے دن ــــــــــــــ کرے گا جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بڑھ کر ــــــــــــــ بات کس کی ہو سکتی ہے؟

(۷) وہ منافقین جو ظاہری طور پر اسلام کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں اور درحقیقت ــــــــــــــ ہوتے ہیں، وہ یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ خود ــــــــــــــ ہیں اسی طرح اہل ایمان بھی ــــــــــــــ ہو جائیں، تاکہ سب ایک جیسے ہو جائیں۔

سوال ۲ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجیے۔

۱۔ آیات: ۶۰ تا ۷۰ میں منافقین کی کس روش پر گرفت کی گئی ہے؟ نیز انہیں کس بات کی دعوت دی گئی ہے؟

۲۔ آیات: ۷۱ تا ۷۳ میں منافقین کا جہاد کے بارے میں کیا طرز عمل بیان ہوا ہے؟

۳۔ آیات: ۷۴ تا ۷۶ میں مسلمانوں کو جہاد کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟ نیز انہیں اس کے لئے کس طرح ترغیب دی گئی ہے؟

۴۔ آیات: ۸۱ تا ۸۳ کی روشنی میں یہ بتایئے کہ منافقین رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف کس طرح سازشیں کرتے تھے؟
۵۔ آیات: ۸۴ تا ۸۷ میں رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ مسلمانوں کو قتال، سفارش، سلام اور توحید و آخرت کے بارے میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟
۶۔ آیات: ۸۸ تا ۹۱ میں مسلمانوں کو مختلف قسم کے منافقین کے ساتھ معاملہ کرنے کے حوالے سے کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

۱۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں قتال کے حکم سے پہلے مسلمانوں کو کیا حکم دیا گیا تھا؟
۲۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں قتال کی فرضیت کے بعد بعض لوگوں کا رویہ کیسا تھا؟
۳۔ جہاد سے جی چرانے والوں کو کیا تنبیہ کی گئی ہے؟
۴۔ منافقین کا مصیبت اور آسانی کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیسا طرزِ عمل تھا؟
۵۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان منافقین کو کیا جواب دیا ہے؟
۶۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت درحقیقت کس کی اطاعت ہے؟

سوال ۴ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری اور آپ ﷺ کی سنت کی اسلام میں کیا اہمیت ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس پر ایک نوٹ تحریر کیجئے۔

گھریلو سرگرمی

- سورۃ النسآء، آیات: ۶۰ تا ۶۲ کی روشنی میں منافقین کی بری خصلتوں کی نشاندہی کریں اور ان آیات کے حوالہ سے اپنا اور اپنے معاشرہ کا جائزہ لیجئے اور غور کیجئے کہ ان بری خصلتوں میں سے کوئی خصلت ہم میں تو نہیں پائی جاتی؟ اگر کوئی بری خصلت ہم میں پائی جاتی ہے تو اس کی اصلاح کے لئے تجاویز دیں۔
- سورۃ النسآء، آیات: ۶۶ تا ۷۰ کی روشنی میں اطاعتِ رسول ﷺ کی اہمیت بیان کریں اور ساتھ ہی جائزہ لیں کہ ہم اطاعت رسول ﷺ پر کس حد تک عمل پیرا ہیں؟ اور کیا ہم آپ ﷺ کے ہر فیصلہ کو دل و جان سے مانتے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟ کسی صاحب علم کی مدد سے کسی پانچ ایسے اہم امور کی نشاندہی کریں جہاں لوگ اطاعت رسول ﷺ پر عموماً عمل پیرا ہونے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ نیز ان کوتاہیوں کی اصلاح کے لئے تجاویز تحریر کیجئے۔
- سورۃ النسآء، کی آیت: ۸۵ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اچھی سفارش کرنے والے کو بشارت دی ہے اور بری سفارش کرنے والے کو وعید سنائی ہے۔ اپنے معاشرہ کا جائزہ لیتے ہوئے ایک جدول بنا کر اچھی اور بری سفارشوں کی پانچ پانچ مثالیں تحریر کیجئے۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________　　دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق:۵

سُوْرَةُ النِّسَآء

سورۃ النسآء ۴ — رکوع: ۱۳ تا ۱۶ (آیات: ۹۲ تا ۱۱۲)

رکوع: ۱۳ تا ۱۶ کے اہم مضامین

۱۔ قتل خطا کا کفارہ اور قتل عمد کی سزا
۲۔ جہاد کے بعض احکام
۳۔ ہجرت کی ترغیب اور احکام
۴۔ نمازِ قصر اور نمازِ خوف کے احکام
۵۔ بددیانت لوگوں کی حمایت کرنے کی ممانعت
۶۔ گناہوں اور جرائم سے توبہ کی ترغیب

رکوع: ۱۳ تا ۱۶ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱۳ (آیات: ۹۲ تا ۹۶)

ابتدائی دو آیات میں قتل خطا اور قتل عمد کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ قتل خطا یہ ہے کہ قتل کرنے کا ارادہ نہ ہو مگر غلطی سے کوئی قتل ہو جائے۔ کوئی مسلمان اگر غلطی سے قتل ہو جائے تو اس کا کفارہ ایک مسلمان غلام آزاد کرنا اور وارثوں کو خون بہا ادا کرنا ہے۔ خون بہا سو اونٹ یا اس کے برابر قیمت ہے جو مقتول کے ورثا کو ادا کی جائے گی اور اگر وہ چاہیں تو معاف بھی کر سکتے ہیں۔ اگر مقتول مسلمان ہو مگر دشمن قوم سے تعلق رکھتا ہو تو اس کا کفارہ صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا ہے۔ اگر مسلمان مقتول کا تعلق کسی ایسی قوم سے ہو جس کے ساتھ کوئی معاہدہ ہو تو اس کا کفارہ ایک مسلمان غلام آزاد کرنا اور خون بہا ادا کرنا ہے۔ اگر ان صورتوں میں غلام میسر نہ آئے، تو متواتر دو ماہ کے روزے رکھنے ہوں گے۔ قتل خطاء کے کفارہ کے بعد قتل عَمد کے لئے انتہائی سخت وعید بیان ہوئی ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے، اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ مدتوں رہے گا، اس پر اللہ ﷻ کا غضب اور اس کی لعنت ہوگی، اور اس کے لئے اللہ ﷻ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے صرف ایمان کا ظاہری اقرار ہی کافی ہے۔ اس لئے میدان جہاد میں جو اسلام کا اظہار کر دے اس کے قتل سے ہاتھ روک دیا جائے اور شبہ کی بنیاد پر اسے قتل نہ کیا جائے، البتہ تحقیق کی جا سکتی ہے۔ اپنے کسی ذاتی مفاد یا مال غنیمت کے حصول کی خاطر کسی مسلمان کے اسلام کو رد کرتے ہوئے اسے قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ اللہ ﷻ کا احسان ہے کہ اس نے مسلمانوں کو ایمان کی دولت نصیب فرمائی ہے۔ اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ وہ اللہ ﷻ کی نظر میں بہت زیادہ افضل ہیں اور ان کا درجہ جہاد میں شامل نہ ہونے والوں سے بہت زیادہ ہے۔ البتہ ایسے حالات میں جبکہ سب کا جہاد کے لئے نکلنا لازم نہ ہو، اللہ ﷻ کی طرف سے جہاد کرنے اور جہاد نہ کرنے والے، دونوں طرح کے مسلمانوں کے لئے اچھی جزا اور اجر و ثواب کا وعدہ ہے تاہم ان کے درجات میں فرق ہوگا۔

رکوع: ۱۳ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: ”(اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ ﷻ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہیے۔“ (سنن ابن ماجہ، الکافی)

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا: "یاد رکھو! تمہارا سب سے معزز دن آج کا ہے، سب سے معزز مہینہ آج کا مہینہ ہے اور سب سے معزز شہر یہ والا ہے، یاد رکھو! تمہاری جان ومال کی حرمت ایک دوسرے پر اسی طرح ہے جیسے اس دن کی حرمت اس مہینے میں اور اس شہر میں ہے، کیا میں نے پیغام (حق) پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے اللہ! تو گواہ رہنا۔" (مسند احمد)

۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! لوگوں میں افضل کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ مومن جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے راستے میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرے۔" (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جنت میں سو درجے ہیں جنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے راستہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کیا ہے، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان وزمین کے درمیان ہے۔ پس جب تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کرو تو اس سے فردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ جنت کا سب سے بہترین حصہ اور جنت کے بلند ترین درجہ پر ہے اور اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔" (صحیح بخاری)

رکوع: ۱۴ (آیات: ۹۷تا ۱۰۰)

ہجرت کے بعض احکام بیان ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کا حال بیان ہوا ہے جو کسی ایسے علاقے میں رہتے ہیں جہاں کفر کا غلبہ ہے اور ان کے لئے اسلام کے مطابق زندگی گزارنا ممکن نہیں۔ وہ ہجرت کی قدرت رکھتے ہیں کہ اس علاقے کو چھوڑ کر کسی دوسرے علاقے میں چلے جائیں، لیکن وہ ہجرت نہیں کرتے، انہیں اپنے دین وایمان کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی اور وہ گناہ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کی موت کا وقت آ جاتا ہے۔ تب فرشتے ان سے سوال کرتے ہیں کہ یہ تم کس حال میں پڑے رہے؟ ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ ہم تو بے بس اور مجبور تھے۔ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی زمین کشادہ تھی، تم ہجرت کر کے کہیں اور چلے جاتے اور اسلام کے مطابق زندگی بسر کرتے۔ پس ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہوگا جو کہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ البتہ اس حکم سے وہ مرد، عورتیں اور بچے مستثنیٰ ہیں جو اتنے کمزور، مجبور اور بے بس ہوں کہ وہ ہجرت نہ کر سکتے ہوں۔ تو ایسے لوگوں کی مجبوری اور لاچاری کی بنا پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے امید ہے کہ وہ انہیں معاف فرما دے اور ان کو بخش دے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے کی عظمت و فضیلت اور ترغیب بیان کی گئی ہے کہ جو شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے گھر سے ہجرت کی نیت سے نکلتا ہے، تو اسے زمین میں ٹھکانا مل جائے گا اور روزی بھی عطا ہوگی۔ اگر اس شخص کو ہجرت کرتے ہوئے منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے ہی موت آ جائے، تو اسے کامل ہجرت کا ثواب ملے گا۔

رکوع: ۱۴ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی وہ نیت کرے۔ جس کی ہجرت اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہو تو اس کی ہجرت اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی کے لئے ہے۔ اور جس کی ہجرت دنیا کے حصول یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے ہو تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔"
(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۲۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "(اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں) ہجرت کرنا پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔"
(صحیح مسلم)

۳۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مہاجر وہ ہے جو ان تمام کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

رکوع:۱۵ (آیات: ۱۰۱ تا ۱۰۴)

حالت سفر میں نمازِ قصر کی اجازت دی گئی ہے۔ نیز نماز خوف کا طریقہ اور احکام بیان کئے گئے ہیں۔ جنگ کے دوران جب دشمن کے حملے کا خطرہ ہو اور نماز کا وقت ہو جائے، تو نماز خوف ادا کرنے کا حکم ہے۔ نماز خوف کا طریقہ یہ ہے کہ مسلمان فوج دو حصوں میں تقسیم ہو جائے۔ چنانچہ فوج کا ایک حصہ دشمن کے بالمقابل کھڑا رہے اور ایک حصہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے۔ ایک رکعت پڑھنے کے بعد یہ حصّہ چلا جائے اور جا کر پہلے کی جگہ مورچہ زن ہو جائے اور مورچہ زن حصہ نماز کے لئے آ جائے اور ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھے۔ اس طرح امام کی دو رکعتیں اور فوج کے دونوں حصوں کی ایک ایک رکعت ہو جائے گی۔ قرآن حکیم کی ان آیات میں اتنا طریقہ ہی مذکور ہے۔ جبکہ دونوں حصوں کی دوسری رکعت پڑھنے کا طریقہ احادیث میں بیان ہوا ہے کہ پھر دونوں حصے باری باری ایک ایک رکعت بذاتِ خود ادا کر لیں، تو ان کی بھی دو دو رکعتیں ہو جائیں گی۔ نماز خوف کے دوران ساری فوج کو ہتھیاروں سے مسلح رہنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ دشمن غیر مسلح دیکھ کر اچانک حملہ نہ کر سکے۔ البتہ بیماری یا بارش کی صورت میں ہتھیار اتارنے کی اجازت ہے، مگر پھر بھی دشمن سے محتاط و ہوشیار رہنے اور اپنے بچاؤ کا سامان ساتھ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نماز خوف ادا کرنے کے بعد بھی کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جب خوف اور حالتِ جنگ ختم ہو جائے، تو نماز اس طریقے اور آداب کے مطابق ادا کرنے کا حکم ہے جس طرح عام حالات میں ادا کی جاتی ہے۔ نماز مقررہ وقت پر ادا کرنے کی تاکید ہے۔ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ دشمنانِ اسلام کے تعاقب میں ہمت سے کام لیں اور کسی قسم کی کمزوری اور سستی کا مظاہرہ نہ کریں۔ جہاد میں تکلیف اور نقصان پہنچنے سے نہ ڈریں، کیونکہ اگر جنگ میں مسلمانوں کا نقصان ہوتا ہے تو کفار کا بھی تو نقصان ہوتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کو یہ برتری حاصل ہے کہ انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اجر و ثواب اور جنت کی امید اور بشارت ہے جبکہ کفار کو ایسی کوئی امید اور خوشخبری نہیں ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کے لئے کسی بھی صورت میں ناکامی نہیں ہے جبکہ کفار کے لئے دنیا میں بھی ناکامی ہے اور آخرت میں تو یقیناً بہت بڑا خسارہ ہے۔

رکوع:۱۵ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ ”حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو فرماتا ہے ”: اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز میں قصر کرو (یعنی چار رکعت فرض کی بجائے دو رکعت ادا کرو) اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں تکلیف میں مبتلا کر دیں گے۔“ (اب) تو لوگ امن میں آ چکے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے بھی اس بات پر تعجب ہوا تھا جس پر تمہیں تعجب ہوا، تو میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے (سفر میں تخفیف نماز کا) صدقہ (تحفہ عطا) کیا ہے لہٰذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے صدقہ (تحفہ) کو قبول کرو“۔

(صحیح مسلم، مسند احمد، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے وقت پر نماز پڑھنا۔“ (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان بھی فرض نماز کا وقت آنے پر اس کے لئے اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر خوب خشوع کے ساتھ نماز پڑھتا ہے، جس میں رکوع بھی اچھی طرح کرتا ہے، تو جب تک کوئی کبیرہ گناہ نہ کرے یہ نماز اس کے لئے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور نماز کی یہ فضیلت اس کو ہمیشہ حاصل ہوتی رہتی ہے۔“ (صحیح مسلم)

۴۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندہ کی طرف اس وقت تک توجہ فرماتا ہے جب تک وہ نماز میں کسی اور طرف متوجہ نہ ہو۔ جب بندہ اپنی توجہ نماز سے ہٹالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے اپنی توجہ ہٹالیتا ہے۔“ (سنن نسائی)

رکوع: ۱۶ (آیات: ۱۰۵ تا ۱۱۲)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو یہ تلقین فرمائی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو بصیرت آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے اس کے مطابق فیصلہ کریں جو کہ عدل وانصاف پر مبنی ہوگا اور اس میں کسی بد دیانت کی طرف داری نہیں ہوگی۔ مسلمانوں کے لئے یہ رہنمائی ہے کہ وہ ہمیشہ فیصلے قرآن حکیم اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق کریں، عدل وانصاف کریں اور کسی بد دیانت اور خائن کی طرف داری نہ کریں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے واضح فرمادیا ہے کہ وہ خیانت کرنے والے گناہگار لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ منافقین کا حال بیان ہوا ہے کہ وہ لوگوں سے چھپ کر رات کو سازشیں اور تدبیریں کرتے ہیں۔ انہیں تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ لوگوں سے تو اپنے جرائم چھپا سکتے ہیں لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے نہیں چھپا سکتے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر وقت ان کی حرکتوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ کسی خائن، بد دیانت اور مجرم کی طرف داری اور حمایت کرنے والے لوگوں کو ملامت کی گئی ہے کہ اگر اس دنیا میں وہ ان مجرموں کی حمایت کر رہے ہیں، تو قیامت کے دن ان کی حمایت کون کرے گا؟ وہاں تو یہ سب پکڑے جائیں گے۔ گناہ گاروں کو اپنے فعل سے توبہ کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ جب وہ سچے دل سے اپنے گناہوں کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے معافی طلب کریں گے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے گناہ معاف فرمادے گا۔ اور اگر گناہ گار لوگ توبہ نہ کریں تو انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کے گناہوں کا وبال انہیں پر ہوگا اور وہ خود ہی گناہوں کے نتائج سے دوچار ہوں گے۔ اصولی طور پر واضح کیا گیا ہے کہ جو شخص خود جرم کرکے کسی بے قصور پر اپنے گناہ کا الزام لگا دیتا ہے تو وہ اپنے آپ کو دوہرے گناہ کا مجرم بنا دیتا ہے؛ ایک اس کا اپنا گناہ اور دوسرا بہتان لگانے کا گناہ۔ اس لئے اسے سزا بھی اب دوہری ملے گی۔

رکوع: ۱۶ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں سے فرمایا: ”اے لوگو! یقیناً میں تمہارے درمیان ایسی شے چھوڑے جارہا ہوں اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے، یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی سنت۔“ (مستدرک حاکم، بیہقی)

۲۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک روز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان پانی کی جگہ پر خم نامی مقام پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، ہمیں وعظ ونصیحت کی پھر فرمایا: ”لوگو! سنو! میں بھی انسان ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد آئے اور میں اس کی بات قبول کرلوں، میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں، ان دونوں میں سے پہلی چیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت اور نور ہے، تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پکڑو اور اسے مضبوطی سے تھامے رکھو۔“ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب (پر عمل کرنے) پر ابھارا اور اس کے متعلق ترغیب دلائی، پھر فرمایا: ”(دوسری چیز) میرے اہل بیت، میں اپنے اہل بیت کے متعلق تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈراتا ہوں، اپنے اہل بیت

کے متعلق میں تمہیں اللہ ﷻ سے ڈراتا ہوں۔" ایک دوسری روایت میں ہے: "اللہ ﷻ کی کتاب، وہ اللہ ﷻ کی رسی ہے، جس نے اس کی اتباع کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہو گا۔" (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک ایک دیہاتی آیا تو اس نے عرض کیا: قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب امانت ضائع ہو جائے تو پھر قیامت کا انتظار کرو۔" اس نے عرض کیا: اس کا ضائع کرنا کیسے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب معاملات نااہل لوگوں کے سپرد کر دیئے جائیں تو پھر قیامت کا انتظار کرو۔" (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی کے بارے میں ایسی بات کہی جو اس میں حقیقت میں تھی ہی نہیں (گویا تہمت لگائی) تو اللہ ﷻ اسے (تہمت لگانے والے کو) دوزخ کی پیپ میں ڈالے گا (وہ آخرت میں اِسی کا مستحق رہے گا) یہاں تک کہ اگر وہ اپنی اِس حرکت سے (دنیا میں) باز آ جائے" (توبہ کر لے تو پھر نجات ممکن ہے) (مسند احمد، سنن ابو داؤد)

۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ ﷻ کی حدود میں سے کسی حد کو روکنے کی سفارش کی تو گویا اس نے اللہ ﷻ کی مخالفت کی اور جو جانتے ہوئے کسی باطل امر کے لئے جھگڑے تو وہ برابر اللہ ﷻ کی ناراضگی میں رہے گا یہاں تک کہ اس جھگڑے سے دستبردار ہو جائے، اور جس نے کسی مؤمن کے بارے میں کوئی ایسی بات کہی جو اس میں نہیں تھی تو اللہ ﷻ اس کا ٹھکانہ جہنم میں بنائے گا یہاں تک کہ اپنی کہی ہوئی بات سے توبہ کر لے۔" (سنن ابو داؤد)

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس کی سفارش اللہ ﷻ کی حدود میں سے کسی حد کے نفاذ میں رکاوٹ بنی، اس نے اللہ ﷻ کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔" (مسند احمد)



سُوْرَةُ النِّسَآء

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا

اور کسی مومن کے لئے (جائز) نہیں کہ کسی مومن کو قتل کرے مگر غلطی سے (ایسا ہو جائے) اور جس نے کسی مومن کو غلطی سے قتل کیا

فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ

تو (اس کے ذمہ) ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے اور مقتول کے گھر والوں کو خون بہا حوالے کرنا ہے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں

فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ

پھر اگر مقتول کسی ایسی قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے اور وہ مقتول مومن تھا تو ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے

وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ

اور اگر مقتول اُس قوم سے تھا کہ تمہارے اور اُن کے درمیان معاہدہ ہے تو مقتول کے گھر والوں کو خون بہا حوالے کرنا ہے

وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ

اور ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے پھر جو (غلام) نہ پائے تو دو ماہ لگاتار روزے (رکھے) یہ اللہ کی طرف سے (اس گناہ پر) توبہ کا طریقہ ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا

اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اُس کی سزا جہنم ہے وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والا ہے

وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اور اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اُس پر لعنت کرے گا اور اللہ نے اُس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اے ایمان والو!

اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ

جب تم اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) سفر پر نکلو تو خوب تحقیق کر لیا کرو اور جو تمہیں سلام کرے اُسے یہ نہ کہو کہ تم (تو) مومن نہیں ہو

تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ

تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں اس سے پہلے تم بھی اسی طرح تھے

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾

تو اللہ نے تم پر احسان فرمایا (کہ تم مسلمان ہو گئے) تو خوب تحقیق کر لیا کرو بے شک اللہ اُس سے خوب باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ

برابر نہیں ہیں مومنوں میں سے بغیر کسی عذر کے (جہاد سے) بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والے

فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ

اللہ نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر درجہ میں فضیلت بخشی ہے اور اللہ نے سب کے لئے اچھا وعدہ فرمایا ہے

وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ

اور اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اجرِ عظیم کی فضیلت بخشی ہے۔ یہ اس کی طرف سے درجات اور مغفرت اور رحمت ہے

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ ع اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ع ۱۳ ۵

اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ بے شک جن لوگوں کی روح فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے

قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ

فرشتے پوچھتے ہیں کہ تم لوگ کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں ہم تو زمین میں بے بس تھے

قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۙ﴿۹۷﴾

فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اُس میں ہجرت کر جاتے پس یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً

مگر وہ جو (واقعی) بے بس ہیں مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو نہ (ہجرت کی) کسی تدبیر پر قدرت رکھتے ہیں

وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۙ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾

اور نہ (وہاں سے نکلنے کا) کوئی راستہ پاتے ہیں۔ تو یہ وہ لوگ ہیں امید ہے کہ اللہ اُن سے در گزر فرمائے گا اور اللہ بہت معاف فرمانے والا بڑا ہی بخشنے والا ہے۔

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ

اور جو کوئی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے وہ زمین میں پناہ کے لئے بہت سی جگہیں اور وسعت (رزق) پائے گا

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ

اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے پھر اُسے موت آ پکڑے

فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ ع وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ ع ۱۴ ۶

تو اُس کا اجر اللہ (کے ذمّہ کرم) پر ہے اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے

اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖۗ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾

کہ تم نماز میں قصر کر لو اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تمہیں تکلیف پہنچائیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا بے شک کافر تو تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ

اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جب آپ اُن میں موجود ہوں پھر آپ اُن کے لئے نماز (خوف) قائم کریں تو چاہیئے کہ ایک جماعت اُن میں سے آپ کے ساتھ کھڑی ہو

وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۚ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا

اور وہ اپنے ہتھیار لئے رہیں پھر جب وہ سجدہ کر چکیں تو وہ تمہارے پیچھے ہو جائیں اور ایک دوسری جماعت آئے جس نے نماز نہیں پڑھی

فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

پھر وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھیں اور وہ اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لئے رہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا چاہتے ہیں

لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ

کاش کہ تم اپنے اسلحہ اور اپنے سازوسامان سے غافل ہو جاؤ تو وہ تم پر ایک ہی بار حملہ کر کے ٹوٹ پڑیں

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ

اور تم پر (اس بات میں) کوئی گناہ نہیں ہے اگر تمہیں بارش کی وجہ سے کوئی تکلیف ہو یا تم بیمار ہو کہ تم اپنے ہتھیار (اتار کر) رکھ دو

وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝١٠٢ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ

اور اپنے بچاؤ کا سامان لئے رہو بے شک اللہ نے کافروں کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پھر جب تم نماز ادا کر چکو

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ

تو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے ہوئے (ہر حال میں) اللہ کا ذکر کرو پھر جب تم (دشمن کی طرف سے) اطمینان پالو

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝١٠٣

تو (پورے آداب کے ساتھ) نماز قائم کرو بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض ہے۔

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ

اور (مسلمانو!) (دشمن) قوم کا پیچھا کرنے میں کمزوری نہ دکھانا اگر تمہیں تکلیف پہنچتی ہے

فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ

تو انہیں بھی (تو ایسی ہی) تکلیف پہنچتی ہے جیسی تکلیف تمہیں پہنچی ہے اور تم تو اللہ سے اُس (اجر) کی امید رکھتے ہو جس کی وہ امید نہیں رکھتے

ع ۱۵ ۴ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝١٠٤ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) بے شک ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی ہے

لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۝١٠٥ۙ

تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اُس کے ذریعہ فیصلہ فرمائیں جو اللہ نے آپ کو دکھایا ہے اور خیانت کرنے والوں کے طرفدار نہ بنیں

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۱۰۶

اور آپ اللہ سے مغفرت طلب کریں بے شک اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

اور (اے نبی ﷺ!) آپ اُن کی طرف سے بحث نہ کیجیے جو اپنے آپ سے خیانت کرتے ہیں بے شک اللہ اُسے پسند نہیں فرماتا

مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۱۰۷ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ

جو بڑا خیانت کرنے والا (اور) سخت گناہ گار ہو۔ یہ لوگ (اپنی حرکتوں کو) لوگوں سے تو چھپا سکتے ہیں لیکن اللہ سے نہیں چھپا سکتے

وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۭ

حالانکہ وہ اُن کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ رات کو ایسی بات کا مشورہ کرتے ہیں جسے وہ (اللہ) پسند نہیں فرماتا

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۱۰۸ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ

اور جو وہ کر رہے ہیں اللہ اُس کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ (سنو) تم وہ لوگ ہو جو دنیا کی زندگی میں اُن کی طرف سے بحث کرتے ہو

فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۱۰۹ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ

پس قیامت کے دن اللہ سے اُن کے بارے میں کون بحث کرے گا؟ یا کون اُن کا وکیل ہوگا؟ اور جس نے کوئی بُرا کام کیا یا اپنے آپ پر ظلم کیا

ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۱۱۰ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا

پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے تو وہ اللہ کو بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا پائے گا۔ اور جس نے گناہ کمایا

فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰي نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۱۱۱ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗـــــَٔةً اَوْ اِثْمًا

تو بے شک اس نے اپنے ہی نقصان کا کام کیا۔ اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور جو کوئی خطا یا کوئی گناہ کرے

ع ۱۶/۸ ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗـــــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۱۱۲

پھر کسی بے گناہ پر اس کی تہمت لگا دے تو اُس نے ایک بہتان اور ایک واضح گناہ (کا بوجھ) اٹھایا۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرنے والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا اس پر اللہ ﷻ کا غضب اور اس کی لعنت ہوگی اور اس کے لئے بہت بڑا عذاب ہوگا۔(سورۃ النسآء، آیت:۹۳)

۲۔ جو کوئی مسلمان ہونے کا اظہار کرے تو اسے مسلمان تسلیم کیا جائے گا، مگر یہ کہ تحقیق سے اس کا مسلمان نہ ہونا ثابت ہو جائے۔ (سورۃ النسآء، آیت:۹۴)

۳۔ جہاد فرض عین نہ ہونے کی صورت میں گھروں میں بیٹھے رہنے والوں پر اگرچہ کوئی گناہ نہیں ہے۔ البتہ اللہ ﷻ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے گھروں میں بیٹھے رہنے والوں کے مقابلہ میں بہت عظیم درجہ پر ہیں۔(سورۃ النسآء، آیت:۹۵)

۴۔ اللہ ﷻ نے ہر صاحب ایمان کے ساتھ اس کے اخلاص اور اعمال کے مطابق درجات کی بلندی اور جنت کے وعدے فرمائے ہیں۔ (سورۃ النسآء، آیات:۹۵، ۹۶)

۵۔ ایک مسلمان کے لئے کسی خطہ میں ایمان کو خطرہ ہو، اور دین پر مکمل عمل کرنا ممکن نہ ہو تو اسے ایسی جگہ ہجرت کر جانا چاہیئے جہاں وہ اپنے فرائض دینی ادا کر سکے اور اس کے دین و ایمان کی حفاظت ہو۔ البتہ یاد رہے کہ اس ہجرت میں دنیاوی غرض کے بجائے صرف اللہ ﷻ کے دین پر عمل مقصود ہو۔(سورۃ النسآء، آیت:۹۷)

۶۔ ضعیف اور کمزور لوگ جو اپنی بیماری، معذوری یا اسباب اور وسائل کے فقدان وغیرہ کی وجہ سے بوقتِ ضرورت دین کی خاطر ہجرت نہ کر سکیں ان کا یہ عذر بارگاہِ الٰہی میں قابل قبول ہے امید ہے اللہ ﷻ ان کے ساتھ عفوو درگزر کا معاملہ فرمائے گا مگر جو لوگ بلا عذر ہجرت سے فرار اختیار کریں تو وہ ظالم اور مستحق عذاب ہیں۔(سورۃ النسآء، آیات:۹۷تا۹۹)

۷۔ اللہ ﷻ نے سفر کی حالت میں نماز ظہر، عصر اور عشاء کی چار رکعت والی فرض نماز آدھی ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسے قصر کہا جاتا ہے۔ (نماز مغرب اور نماز فجر میں قصر نہیں ہے ان کو سفر میں بھی پورا ہی ادا کرنا فرض ہے)۔(سورۃ النسآء، آیت:۱۰۱)

۸۔ مسلمانوں کو اگر دشمن کی طرف سے کوئی خوف و خدشہ ہو تو ان سے ہوشیار اور محتاط رہنے کے لئے صلوٰۃِ خوف کی اجازت دی گئی ہے تاکہ دشمنوں کو کسی شر انگیزی کا موقع نہ مل سکے۔ اس بات سے نماز کی اہمیت و عظمت اور احکام شریعت میں دی گئی رعایت کا اندازہ ہوتا ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت:۱۰۲)

۹۔ اللہ ﷻ نے فرض نمازوں کے اوقات مقرر فرمائے ہیں جن کا خیال رکھنا ضروری ہے نیز مقررہ اوقات میں نماز ادا کرنے کے بعد بھی چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اور لیٹنے کی حالت میں اللہ ﷻ کا ذکر کرتے رہنا چاہیئے۔(سورۃ النسآء، آیت:۱۰۳)

۱۰۔ اہل ایمان تو اللہ ﷻ کی رضا کے طلب گار ہیں چنانچہ انہیں حق و باطل کے معرکہ میں کفار سے بڑھ کر ایثار اور قربانی پیش کرنی چاہیئے۔ (سورۃ النسآء، آیت:۱۰۴)

۱۱۔ ہمیں خیانت کرنے والوں کی کسی صورت حمایت نہیں کرنا چاہیئے خواہ وہ اپنوں ہی میں سے کیوں نہ ہوں کیوں کہ اللہ ﷻ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔(سورۃ النسآء، آیات:۱۰۵،۱۰۷)

۱۲۔ ہمیں لوگوں سے بڑھ کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے حیا کرنی چاہیئے جو لوگوں کے اعمال سے خوب واقف ہے اور ہم نے بندوں کو نہیں بلکہ اپنے رب کو جواب دینا ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۰۸)

۱۳۔ جو لوگ آج ناحق کسی مجرم کی طرفداری کرتے ہیں انہیں سوچنا چاہیئے کہ کل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عدالت میں پیش ہونا ہے تو کیا کل وہ ان مجرموں کی طرفداری کر سکیں گے؟ اور کون انہیں اور ان مجرموں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پکڑ سے بچا سکے گا۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۰۹)

۱۴۔ دنیا اور آخرت میں گناہ کا وبال گناہ گار پر ہی پڑتا ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۱۱)

۱۵۔ خود گناہ کر کے اس کا الزام کسی بے قصور پر لگانا بہتان اور بہت بڑا گناہ ہے۔ اس بہتان اور جھوٹ سے لوگوں کو دھوکا دیا جا سکتا ہے اور وہ اپنے گناہ اور بہتان کا بوجھ اٹھائیں گے مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں ان کی دھوکہ دہی نہیں چلے گی۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۱۲)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کیجیے۔

(۱) جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر ____________ کرے تو اس کی جزا ____________ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا غضب اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ____________ ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(۲) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ کسی انسان کے مومن ہونے کے لئے صرف ظاہری ____________ ہی کافی ہے جو ____________ کا اظہار کر دے اس سے یہ نہ کہا جائے کہ تم ____________ نہیں ہو۔

(۳) جو شخص اپنے گھر سے ____________ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہجرت کی نیت سے نکل پڑے پھر راستہ ہی میں اسے ____________ آجائے تو اس کا ____________ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذمہ کرم پر ثابت ہو گیا۔

(۴) مسلمان جب سفر پر نکلیں تو ان پر کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ ____________ میں ____________ کر لیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے یہ انہیں رخصت دی گئی ہے۔

(۵) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ نماز سے فارغ ہو جائیں تو ____________، بیٹھے اور ____________ ہر حال میں ____________ کو یاد کرتے رہیں۔

(۶) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے یہ ____________ حق کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نازل کی ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ____________ کے مابین ____________ کریں اس کے مطابق جو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھایا ہے۔

(۷) جو شخص کسی غلطی یا ____________ کا ارتکاب کرتا ہے پھر اس کا الزام کسی ____________ پر لگا دیتا ہے تو وہ اپنے سر بہت بڑے ____________ اور صریح گناہ کا بوجھ لے لیتا ہے۔

سوال ۲ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجیے۔

۱۔ آیات: ۹۲ اور ۹۳ میں قتل خطا کے کفارہ اور دیت کے کیا احکام بیان ہوئے ہیں اور قتل عمد کی کیا سزا بیان ہوئی ہے؟

۲۔ آیات: ۹۴ تا ۹۶ میں جہاد کے کیا احکام بیان ہوئے ہیں؟

۳۔ آیات: ۹۷ تا ۱۰۰ کی روشنی میں ہجرت کی فضیلت، ضرورت اور احکام بیان کریں۔

۴۔ آیات: ۱۰۱ تا ۱۰۳ میں نمازِ قصر اور نمازِ خوف کے کیا احکام بیان ہوئے ہیں؟

۵۔ آیت: ۱۰۴ میں مسلمانوں کو دشمن کفار کے مقابلہ کے لئے کس طرح ہمت دلائی گئی ہے؟

۶۔ آیات: ۱۰۵ تا ۱۰۷ میں مسلمانوں کو کن لوگوں کی حمایت کرنے سے منع کیا گیا ہے؟

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

۱۔ کیا خیانت اور سازشیں کرنے والے اللہ سُبحانہٗ وَتَعَالٰی سے کچھ چھپا سکتے ہیں؟

۲۔ خیانت کرنے والوں کی حمایت کرنے والے لوگوں کو کیا تنبیہ کی گئی ہے؟

۳۔ کیا گناہ گار کی معافی ہو سکتی ہے؟

۴۔ انسان کے گناہوں کا ذمہ دار کون ہو گا؟

۵۔ بہتان سے کیا مراد ہے؟ نیز بہتان لگانے والے کے لئے کیا وعید ہے؟

سوال ۴ خیانت سے کیا مراد ہے، اس کا وسیع مفہوم بیان کریں؟ نیز یہ بتایئے کہ قرآن و حدیث میں اس کی کس طرح مذمت کی گئی ہے؟

گھریلو سرگرمی

- سورۃ النسآء، آیات: ۹۲ تا ۹۴ میں حرمتِ جان کا بیان فرمایا گیا ہے۔ ان آیات کی روشنی میں قتل کی اقسام بیان کریں۔ وضاحت کریں کہ قصاص اور دیت سے کیا مراد ہے؟ قتل خطا کا کفارہ کیا ہے؟ نیز قرآنِ حکیم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں قتل عمد کی مذمت پر ایک نوٹ تحریر کیجئے اور اس کی دنیاوی اور اخروی سزا بیان کیجئے۔
- سورۃ النسآء، آیات: ۹۵ تا ۹۶ میں مجاہدین کی کیا فضیلت بیان فرمائی گئی ہے؟ قرآنِ حکیم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بھی وضاحت کیجئے کہ دین میں جہاد فی سبیل اللہ کی کیا اہمیت ہے؟ نیز کسی صاحبِ علم سے جہاد فی سبیل اللہ کی اقسام بھی معلوم کر کے تحریر کیجئے۔
- سورۃ النسآء، آیات ۱۰۵ تا ۱۱۲ میں خیانت کرنے والوں کی حمایت کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ معاشرہ پر غور کیجئے اور عموماً کی جانے والی خیانت کی کوئی سی پانچ صورتوں کا ذکر کیجئے نیز خیانت کی ان صورتوں کی روک تھام کے لئے تجاویز بھی تحریر کیجئے۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________________

سُوْرَةُ النِّسَآء

سبق:۶

سورۃ النسآء ۴ — رکوع: ۱۷ تا ۲۰ (آیات: ۱۱۳ تا ۱۴۱)

رکوع: ۱۷ تا ۲۰ کے اہم مضامین

۱۔ حضور ﷺ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خصوصی فضل وعنایات
۲۔ حضور نبی کریم ﷺ کی مخالفت پر وعید شدید
۳۔ شرک کی مذمت
۴۔ شیطان کی چالیں اور حربے
۵۔ میاں بیوی کے درمیان صلح اور طلاق کے احکام
۶۔ عدل وانصاف اور سچی گواہی کی تلقین
۷۔ منافقین کے طرزِ عمل پر گرفت

رکوع: ۱۷ تا ۲۰ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱۷ (آیات: ۱۱۳ تا ۱۱۵)

حضور ﷺ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے خاص فضل اور رحمت کا ذکر ہے۔ منافقین کی یہ کوشش تھی کہ وہ آپ ﷺ سے ایک غلط فیصلہ کرائیں (معاذ اللہ) لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی اس سازش سے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بتادیا کہ یہ منافقین آپ ﷺ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، یہ اپنی چالوں اور سازشوں سے اپنا ہی نقصان کررہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ عظیم فضل ہے کہ اس نے آپ ﷺ کو کتاب وحکمت عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ وہ تمام مفید علوم بتادیے جو آپ ﷺ نہیں جانتے تھے۔ منافقین کی منفی سرگرمیوں پر گرفت کی گئی ہے کہ ان کے زیادہ تر مشوروں اور سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں ہوتی۔ اس کے بعد صدقہ وخیرات، بھلائی کے کام اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے جیسے اُمور کے لئے، سرگوشی یا خفیہ مشورہ کرنا جائز اور نیکی قرار دیا گیا ہے اور ایسے نیک کام کرنے والوں کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اجرِ عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ بات واضح کی گئی ہے کہ جس شخص کے سامنے ہدایت ظاہر ہو جائے، اس کے باوجود وہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کا راستہ چھوڑ کر کسی دوسرے راستے کی پیروی کرے تو وہ راہِ راست سے ہٹ جاتا ہے۔ ایسے شخص کے لئے سخت وعید ہے کہ جو غلط راستہ اس نے اختیار کیا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے اسی راستے کی طرف ہی متوجہ کردیتا ہے اور اپنی طرف سے ہدایت عطا نہیں کرتا۔ آخرت میں اس شخص کا ٹھکانا جہنم ہوگا جو کہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

رکوع: ۱۷ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”کسی نیک کام کو حقیر اور معمولی نہ سمجھو، خواہ اپنے بھائی سے خوشگوار کھلے چہرے سے بات کرنا ہی کیوں نہ ہو“۔ (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں روزہ، نماز اور صدقہ کے درجات سے زیادہ فضیلت والے اعمال نہ بتاؤں؟“ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ) کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”آپس کے میل جول اور روابط کو بہتر بنانا۔ (اور اس کے برعکس) آپس کے میل جول اور روابط میں پھوٹ ڈالنا (دین کو) مونڈ دینے (ختم کردینے) والی خصلت ہے۔“ (سنن ابوداؤد)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہر پیر اور جمعرات کو (بارگاہ الٰہی میں) اعمال پیش کئے جاتے ہیں، پس اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر اس شخص کے (صغیرہ) گناہ معاف فرما دیتا ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ سوائے اس شخص کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان دشمنی اور کینہ ہو۔ تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے، ان دونوں کو چھوڑ دو، یہاں تک کہ یہ صلح کرلیں۔" (صحیح مسلم)

۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے "اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، عفت و پاکدامنی اور (لوگوں سے) بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔" (صحیح مسلم)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرائے گا۔ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: "تقویٰ اور حسن اخلاق۔" (جامع ترمذی)

۶۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اس شخص کے لئے جنت میں اعلیٰ محل کا ذمہ دار ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے سے کنارہ کشی اختیار کرلے۔" (صحیح بخاری)

۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ سبحانہ و تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ہاتھ (اس کی مدد و نصرت) جماعت پر ہے، جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں جا گرا۔" (جامع ترمذی)

رکوع: ۱۸ (آیات: ۱۱۶ تا ۱۲۶)

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ شرک کو ہرگز معاف نہ کرے گا سوائے اس کے کہ کوئی سچی توبہ کرلے، اس کے علاوہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ جس گناہ کو چاہے گا معاف فرما دے گا۔ مشرکین کی مذمت کی گئی ہے کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو چھوڑ کر مورتیوں کی پوجا کرتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ لوگ دراصل شیطان کی پیروی کر رہے ہیں کیونکہ شیطان نے انہیں اس کام پر لگا دیا ہے۔ جب شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کردیا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے شیطان کو ملعون قرار دے دیا۔ اس وقت شیطان نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے کہا کہ میں بنی آدم میں سے بہت سے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرلوں گا، میں انہیں گمراہ کروں گا، جھوٹی امیدیں دلاؤں گا، اس بات کی تعلیم دوں گا کہ وہ جانوروں کے کان چیر کر بتوں کے نام پر ان کو چھوڑ دیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی صورتوں، ساخت اور فطرت کی راہ کو بدل دیں۔ یہ شیطان کی وہ چالیں اور حربے ہیں جن کے ذریعہ اس نے مشرکین کو گمراہ کیا اور باقی لوگوں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے صراحت فرمادی ہے کہ شیطان کی دوستی اختیار کرنے والے لوگ بہت بڑے خسارے میں ہیں کیونکہ شیطان انہیں جھوٹے وعدے اور جھوٹی امیدیں دلا کر دھوکے اور فریب میں رکھتا ہے۔ لہٰذا ان سب کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں، ان کا ٹھکانا نعمتوں سے بھرپور جنت ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا برحق اور سچا وعدہ ہے۔ ایک اصول یہ بیان کیا گیا ہے کہ فضیلت اور نجات کا دارومدار صرف دعوؤں اور امیدوں پر نہیں بلکہ ایمان کے ساتھ اچھے اعمال پر ہے۔ اس لئے جو کوئی بُرائی کرے گا وہ اس کا بدلہ پائے گا۔ اور جو کوئی نیک اعمال کرے گا، خواہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ مومن ہو اس کو جنت ملے گی۔ سب سے بہترین دین کا معیار بتایا گیا ہے کہ جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کردے، نیکی کرنے والا ہو اور ملّت ابراہیمی کی پیروی کرے، اس کا دین سب سے بہتر ہے۔ اس معیار کے کامل ترین پیکر و نمونہ حضور اکرم ﷺ ہیں، اس لئے آپ ﷺ کا اختیار کیا ہوا دین ہی سب سے بہتر، صحیح اور سچا دین ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس عظمت کا بھی ذکر ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اپنا خلیل یعنی خاص دوست بنایا۔ پھر یہ بتایا گیا ہے کہ کائنات کی ہر چیز کا مالک اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی ہے اور ہر چیز اسی کے احاطہ میں ہے۔

رکوع ۱۸: کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟" حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "(اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا بندوں پر حق) یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں"۔ (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہوئے مر جائے، وہ دوزخ میں داخل ہو گا"۔ (صحیح بخاری، الکافی)

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ راہ دکھائے تو کوئی اسے گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے گمراہ کر دے تو اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، سب سے سچی بات اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین طریقہ محمد (مصطفیٰ ﷺ) کا طریقہ ہے"۔ (سنن نسائی)

رکوع ۱۹: (آیات: ۱۲۷ تا ۱۳۴)

عورتوں، یتیم بچوں اور بچیوں کے بارے میں انہی احکامات پر عمل پیرا ہونے کی مزید تاکید کی گئی ہے جو اس سورت کے شروع میں بیان ہو چکے ہیں، چنانچہ ان کے لئے مقرر کئے گئے حقوق کی ادائیگی میں عدل و انصاف اور دیانت داری سے کام لینے اور کسی قسم کی سستی نہ کرنے کی ہدایت فرمائی گئی، نیز میاں بیوی کے درمیان صلح کی تعلیم دی گئی ہے۔ اگر بیوی کو محسوس ہو کہ اس کا شوہر اس سے بے رغبتی اور بے رخی اختیار کر کے اسے طلاق دینا چاہتا ہے جبکہ وہ طلاق پر راضی نہیں ہے تو اس صورت میں دونوں آپس میں کچھ شرائط پر صلح کر لیں مثلاً بیوی اپنے بعض حقوق سے دستبردار ہو کر اپنے شوہر سے صلح کر سکتی ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ گھر بسا رہے، میاں بیوی کے درمیان موافقت رہے اور طلاق نہ ہو۔ ایک فطری چیز کی وضاحت کی گئی ہے کہ اگر کسی مرد کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں، تو ان کے درمیان دلی لگاؤ کے لحاظ سے صد فیصد عدل کرنا اس شوہر کے بس میں نہیں ہے۔ اس لئے اسے چاہیئے کہ وہ حتی الامکان عدل کرنے کی کوشش کرے اور جو چیزیں اس کے بس میں نہیں ہیں ان پر اس کی گرفت نہیں ہو گی۔ البتہ وہ ایسا نہ کرے کہ کسی ایک بیوی کی طرف ہی جھک جائے اور دوسری سے بالکل لاتعلقی اختیار کر لے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر میاں بیوی کے درمیان ہر ممکن کوشش کے باوجود صلح نہ ہو سکے اور بالآخر طلاق کی نوبت آجائے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دونوں کے لئے بہتری کی صورت پیدا فرما دے گا اور اس سے اچھے رشتے کے اسباب مہیا فرما دے گا۔ چونکہ شریعت کے ان احکام کی تعمیل میں تقویٰ کا بہت زیادہ کردار ہے، اس لئے تقویٰ اختیار کرنے کی بہت تلقین کی گئی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عظمت اور حاکمیت کا ذکر ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز کا خالق اور مالک اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے اور اس کائنات میں حکمرانی بھی اسی کی ہے لہٰذا جو اس کا حکم نہ مانے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا اس میں کوئی نقصان نہیں ہے، وہ تو غنی اور بے نیاز ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس بات پر پوری طرح قادر ہے کہ انہیں فنا کر کے ان کی جگہ دوسرے لوگوں کو لے آئے یا انہیں زوال میں مبتلا کر کے دوسرے لوگوں کو عروج سے ہمکنار کر دے۔ آخر میں ایک عمومی ہدایت دی گئی ہے کہ ایک مسلمان کو صرف دنیا کی ہی فکر میں نہیں پڑے رہنا چاہیئے بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی مانگنی چاہیئے۔

رکوع:۱۹ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مومن مرد اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے، اگر اس کی کوئی بات بری ہو گی تو دوسری اچھی بھی ہو گی۔“ (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت محارب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”حلال چیزوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسند طلاق ہے“ (سنن ابوداؤد)

۳۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی ازواج مطہرات رَضِیَ اللہُ عَنْہُنَّ کے درمیان (باری) تقسیم کرتے تھے اور عدل فرماتے تھے اور یہ دعا فرمایا کرتے: اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ قِسْمَتِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ ”اے اللہ! یہ میری ان چیزوں میں تقسیم ہے جن کا میں مالک ہوں (یعنی ازواج کے درمیان عدل و مساوات) لہٰذا تو مجھے اس (قلبی میلان) کی تقسیم میں کچھ نہ فرمانا جس کا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں ہوں۔“ (مسند احمد، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی)

۴۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے اپنی بیویوں سے اجازت لی کہ آپ ﷺ کی تیمارداری میرے گھر میں کی جائے چنانچہ تمام بیویوں نے آپ ﷺ کو اجازت دے دی۔ (صحیح بخاری)

۵۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”جس شخص کا مقصود حصولِ دنیا ہو، اللہ تعالیٰ اس کے کام بکھیر دیتا ہے اور اس کا فقر اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور دنیا اسے اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے لئے مقدر ہے اور جس کی نیت آخرت کا حصول ہو، اللہ تعالیٰ اس کے کام مرتب کر دیتا ہے اور اس کے دل میں استغنا پیدا فرما دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے۔“ (سنن ابن ماجہ)

رکوع:۲۰ (آیات:۱۳۵تا۱۴۱)

مسلمانوں کو عدل وانصاف پر قائم رہنے اور سچی گواہی دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ تاکید کی گئی ہے کہ جب گواہی دیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے لئے گواہی دیں، اپنے یا اپنے عزیزوں کے مفادات اس میں حائل نہ ہوں اور نہ ہی کسی کی دولت یا غربت اس میں اثر انداز ہو۔ خواہشاتِ نفس کی بنیاد پر عدل وانصاف اور حق کا راستہ نہ چھوڑا جائے۔ اور نہ ہی کسی ہیر پھیر یا غلط بیانی کی کوشش کی جائے۔ مسلمانوں کو خالص اور سچا ایمان لانے کی تلقین کی گئی ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، اس کے رسول اللہ ﷺ، قرآنِ حکیم اور سابقہ الہامی کتابوں پر صِدق دل سے ایمان لائیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ جو شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یوم آخرت کا انکار کرتا ہے، وہ گمراہی میں مبتلا ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کے لئے اسلام کے ان بنیادی عقائد پر صدقِ دل سے ایمان لانا ضروری ہے۔ منافقین کے ایک گروہ کا ذکر ہے، یہ لوگ کبھی ایمان لاتے ہیں اور کبھی کفر کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ کفر میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسے لوگوں کی بخشش نہیں فرمائے گا اور نہ ہی انہیں ہدایت کی کوئی راہ نصیب فرمائے گا۔ منافقین کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ ان کا معاملہ یہ ہے کہ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے عزت ملے گی، حالانکہ عزت تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ مسلمانوں کو کفار و منافقین کی کسی ایسی مجلس میں بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات اور شعائر دینی کا مذاق اڑایا جا رہا ہو۔ مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر وہ ایسی مجلس میں بیٹھے رہے اور گستاخیاں سنتے رہے تو وہ بھی مذاق اڑانے والوں کی طرح ہو جائیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ کافروں اور منافقین دونوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ منافقین کی یہ دوغلی پالیسی بیان ہوئی ہے کہ وہ مسلمانوں اور کفار دونوں سے تعلق رکھ کر فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کو کامیابی ملے تو انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ

ہیں۔ اگر کفار کو کامیابی حاصل ہو تو پھر کفار کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم تمہاری مسلمانوں سے حفاظت کر رہے تھے، ہم اصل میں تو تمہارے ہی طرف دار ہیں۔ اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) روز قیامت تمام لوگوں کی حقیقت کھول دے گا کہ کون مومن کون منافق اور کون کافر ہے۔ اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کا وعدہ ہے کہ اگر مسلمان صِدق دل سے اپنے دین پر عملاً کاربند رہیں گے تو کفار ان پر غالب نہ آسکیں گے۔

رکوع: ۲۰ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ایسی ہے جیسے عطر فروش اور آگ کی بھٹی دھونکنے والا۔ پس عطر فروش یا تو تمہیں بطور ہدیہ عطر پیش کر دے گا یا تم اس سے خرید لو گے یا (کم از کم) تمہیں اس سے پاکیزہ خوشبو تو نصیب ہو جائے گی اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا، یا پھر تم اس سے بدبو (ضرور) پاؤ گے۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تین دفعہ فرمایا: "کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟" صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا: کیوں نہیں، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا"۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے، پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سیدھے بیٹھ گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مزید فرمایا: "خبردار! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ خبردار! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا"۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مسلسل یہی فرماتے رہے۔ میں نے سوچا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاموش نہیں ہوں گے۔ (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے! اس زمانے کا (یعنی اب سے قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی میرے بارے میں سنے، پھر اس چیز پر ایمان نہ لائے جو میں لے کر آیا ہوں، تو وہ آگ والوں میں سے ہو گا"۔ (صحیح مسلم)

۴۔ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، درگزر کرنے اور معاف کر دینے سے اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) بندہ کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے اور جو کوئی اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کی خاطر تواضع (عاجزی اور انکساری) اختیار کرتا ہے تو اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) اس کو بلندی اور (عظمت) عطا فرماتا ہے۔" (صحیح مسلم)

سُوْرَةُ النِّسَآء

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ

اور (اے نبی ﷺ!) اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو یقیناً اُن میں سے ایک گروہ نے ارادہ کیا کہ آپ کو غلطی میں ڈال دیں

وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

اور وہ صرف اپنے آپ ہی کو گمراہ کرتے ہیں اور وہ آپ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿١١٣﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ

اور آپ کو وہ کچھ سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔ اُن کی بہت سی سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں

اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ

مگر جو صدقہ یا بھلائی کی یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی ترغیب دے اور جس نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا

فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١١٤﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى

تو عنقریب ہم اُسے اجرِ عظیم عطا کریں گے۔ اور جو رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اُس پر ہدایت واضح ہو چکی ہے

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ

اور مومنوں کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستہ پر چلے تو ہم اُسے پھیر دیں گے جدھر وہ (خود) پھرا ہے اور اُسے جہنم میں جھلسا دیں گے

وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿١١٥﴾ؑ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ ع ١٧ ٣

اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔ بے شک اللہ اِس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اُس کے ساتھ شرک کیا جائے

وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿١١٦﴾

اور جو (گناہ) اِس کے علاوہ ہے جس کے لئے چاہے گا معاف فرما دے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو یقیناً وہ دُور کی گمراہی میں جا پڑا۔

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿١١٧﴾ۙ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ

وہ اس (اللہ) کے سوا صرف مؤنث صفت چیزوں کو پوجتے ہیں اور وہ تو بس سرکش شیطان کو پوجتے ہیں۔ اللہ نے اُس (شیطان) پر لعنت کر دی

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿١١٨﴾ۙ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ

اور اُس نے کہا تھا (اے اللہ!) میں تیرے بندوں میں سے ایک مقرر حصّہ ضرور لے کر رہوں گا۔ اور میں اُنہیں ضرور گمراہ کروں گا

وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ

اور میں ضرور اُنہیں جھوٹی امیدیں دلاؤں گا اور میں ضرور اُنہیں حکم دوں گا تو وہ ضرور چوپایوں کے کان چیریں گے اور میں ضرور اُنہیں حکم دوں گا

فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾

تو وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی تخلیق ضرور بدل ڈالیں گے اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بناتا ہے تو وہ کُھلے واضح نقصان میں پڑ گیا۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫

وہ (شیطان) اُن سے وعدہ کرتا ہے اور اُنہیں امیدیں دلاتا ہے اور شیطان اُن سے صرف دھوکہ کا وعدہ کرتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے

وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور وہ اس (جہنم) سے بچ نکلنے کی کوئی جگہ نہیں پائیں گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ

ہم عنقریب اُنہیں ایسے باغات میں داخل فرمائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ کا وعدہ سچا ہے

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ

اور کون ہے جو اللہ سے زیادہ بات کا سچا ہو؟ (نجات کا انحصار) نہ تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہلِ کتاب کی آرزوؤں پر

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾

جو بُرا کام کرے گا اُسے اُس کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ اپنے لئے اللہ کے سوا نہ ہی کوئی حمایتی پائے گا اور نہ ہی کوئی مددگار۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

اور جس نے نیک عمل کیا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے

وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ

اور اُن پر ایک تل کے برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور دین کے لحاظ سے کون اس شخص سے بہتر ہو سکتا ہے جس نے اپنا رخ اللہ کے سامنے جھکا دیا

وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ

اور وہ نیک بھی ہو اور اُس نے ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت کی پیروی کی جو (ہر باطل سے جدا اللہ کے لئے) یکسو تھے

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

اور اللہ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو (خاص) دوست بنالیا۔ اور اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے

ع ۱۸ ۱۱ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾ ع وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ

اور اللہ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا ہے۔ اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) وہ آپ سے عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں

قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ

آپ فرما دیجئے اللہ تمہیں اُن کے بارے میں حکم دیتا ہے اور جو حکم تمہیں (پہلے سے) کتاب میں سے پڑھ کر سنایا جارہا ہے

فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ

وہ (بھی) اُن یتیم لڑکیوں کے بارے میں ہے جنہیں تم وہ (حق) نہیں دیتے جو اُن کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور چاہتے ہو کہ اُن سے نکاح کرلو

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ

اور اُن کے بارے میں (بھی حکم) ہے جو بچوں میں سے نادار ہیں اور یہ (بھی حکم ہے) کہ تم یتیموں کے معاملہ میں انصاف پر قائم رہو

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا

اور تم جو بھلائی بھی کروگے تو بے شک اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔ اگر کسی عورت کو اپنے خاوند سے زیادتی یا بے رغبتی کا خدشہ ہو

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ

تو اُن دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ آپس میں صلح کا سمجھوتا کرلیں اور صلح کرلینا بہتر ہے اور ہر نفس کو بخل کے قریب کردیا گیا ہے

وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾

اور اگر تم حسنِ سلوک کرو اور (اللہ کی نافرمانی سے) بچو تو بے شک جو تم کرتے ہو اللہ اُس سے خوب باخبر ہے۔

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ

اور ہر گز تمہارے بس میں نہیں کہ بیویوں کے درمیان پورا عدل کرسکو اگرچہ تم کتنی ہی خواہش کرو

فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ

تو (ایک ہی کی طرف) پورے میلان کے ساتھ مائل نہ ہوجاؤ کہ تم دوسری کو (درمیان میں) معلق کی طرح چھوڑ دو

وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾

اور اگر تم (اپنے رویہ کی) اصلاح کرتے رہو اور (اللہ کی نافرمانی سے) بچو تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ

اور اگر دونوں (میاں بیوی) علیحدگی اختیار کرلیں تو اللہ اپنی وسعت سے دونوں کو (ایک دوسرے سے) بے نیاز کردے گا

وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

اور اللہ بڑی وسعت والا، بڑی حکمت والا ہے اور اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا

اور ہم نے اُنہیں تاکید فرمائی جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور تمہیں بھی کہ اللہ (کی نافرمانی) سے بچو اور اگر تم نے کفر کیا

فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾

تو بے شک اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اور اللہ بے نیاز بہت تعریفوں والا ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾

اور اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اور اللہ ہی (بطور) کارساز کافی ہے۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾

(لوگو!) اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور دوسروں کو لے آئے اور اللہ ایسا کرنے پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ ع ۱۹ ۸

جو کوئی (فقط) دنیا کے بدلے کا طلب گار ہے تو اللہ کے پاس تو دنیا و آخرت دونوں کا بدلہ ہے اور اللہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ

اے ایمان والو! انصاف قائم کرنے والے ہو جاؤ اللہ کے لئے گواہ بن کر خواہ یہ (گواہی) تمہارے اپنے یا والدین کے یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہو

اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫

اگر (جس کے خلاف گواہی دی جا رہی ہے) کوئی مالدار ہو یا محتاج پس (ہر حال میں) اللہ ان دونوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے

فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا

تو تم خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ تم عدل نہ کرو اور اگر تم بات میں ہیر پھیر کرو یا (گواہی دینے سے) منہ پھیر لو

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

تو بے شک اللہ اُس سے خوب باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ اے ایمان والو! اللہ پر اور اُس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لاؤ

وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ

اور اُس کتاب پر جو اُس نے اپنے رسول (ﷺ) پر نازل فرمائی اور اُن کتابوں پر جو اُس نے پہلے نازل فرمائیں

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اور جو کوئی اللہ کا اور اُس کے فرشتوں کا اور اُس کی کتابوں کا اور اُس کے رسولوں کا اور آخرت کے دن کا انکار کرے

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا

تو یقیناً وہ بھٹک کر بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر اُنہوں نے کفر کیا

ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ

پھر وہ ایمان لائے پھر اُنہوں نے کفر کیا پھر وہ کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ اُنہیں ہرگز نہیں بخشے گا

وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ﴿۱۳۷﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ﴿۱۳۸﴾

اور نہ اُنہیں (ہدایت کا) راستہ دکھائے گا۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!) منافقین کو خوشخبری دے دیجیے کہ اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اِلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ

(یہ منافقین) وہ ہیں جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا وہ اُن کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں؟

فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا

تو بے شک عزت تو سب کی سب اللہ کے لئے ہے۔ اور یقیناً (اللہ نے) تم پر کتاب میں (یہ حکم) نازل فرمایا کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جارہا ہے

وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ

اور اُن کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو اُن (مذاق اڑانے والوں) کے ساتھ مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں مشغول ہوجائیں

اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ﴿۱۴۰﴾

ورنہ تم بھی اُن ہی جیسے ہوجاؤ گے بے شک اللہ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں ایک ساتھ جمع فرمانے والا ہے۔

اِلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ

وہ (منافقین) جو تمہارے (انجام کے) بارے میں انتظار کررہے ہیں پس اگر تمہارے حق میں اللہ کی طرف سے فتح ہو

قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ

تو کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے اور اگر کافروں کے لئے (فتح میں سے) کوئی حصّہ ہو تو کہتے ہیں کیا ہم نے تمہیں گھیر نہ لیا تھا

وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

اور (کیا اس کے باوجود) ہم نے تمہیں مومنوں سے بچایا نہیں تھا تو (اے منافقو!) اللہ تمہارے درمیان قیامت کے دن فیصلہ فرمادے گا

ع ۲۰ ۷

وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾

اور اللہ کافروں کو مومنوں پر (غلبہ کی) کوئی راہ ہر گز نہیں دے گا۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ اللہ ﷻ کی اپنے حبیب مکرم ﷺ پر یہ خاص عنایت ہے کہ اس نے آپ ﷺ کو فضل و رحمت اور کتاب و حکمت کے ساتھ ساتھ وہ تمام مفید علوم بتادیئے جو آپ ﷺ نہیں جانتے تھے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۱۳)

۲۔ کسی کے متعلق سرگوشی کی بات اصلاح اور اچھے کاموں سے متعلق ہونی چاہیۓ۔ مثلاً صدقہ کرنے کی تلقین، نیکی کی نصیحت یا لوگوں کے درمیان صلح کی کوشش وغیرہ۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۱۴)

۳۔ جو شخص ہدایت ظاہر ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے یا اسلام قبول کر کے اس سے پھر جائے یا مومنوں کے متفقہ راستے کو ترک کرکے خود ساختہ راستہ اختیار کرلے تو ایسے شخص کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ ہمیں چاہیۓ کہ قرآن حکیم اور رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ پر مضبوطی سے عمل پیرا رہیں اور ان کے مستحکم اصول و قوانین کے خلاف الگ عقائد و آراء نہ رکھیں۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۱۵)

۴۔ گناہ گار کو اپنے گناہ کے انجام سے خوفزدہ اور اللہ ﷻ کی مغفرت کا امیدوار رہنا چاہیۓ اور توبہ میں تاخیر نہیں کرنی چاہیۓ۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۱۶)

۵۔ بتوں، خواہشاتِ نفس، شہوات اور وہم و گمان کی پیروی کرنے والے حقیقت میں شیطان کے بندے ہیں۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۱۷)

۶۔ شیطان کا سارا کاروبار ہی جھوٹے وعدوں اور امیدوں کے بل پر چلتا ہے۔ وہ لوگوں کو جب کسی غلط راستے کی طرف لے جانا چاہتا ہے تو ان کے بُرے اعمال کو خوشنما بنا کر پیش کرتا ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۱۹)

۷۔ سیدھی راہ سے گمراہ کرنا، بغیر عمل نجات کی امیدیں دلانا، بتوں کی نذر کرنے کے لئے چوپایوں کے کان چیرنا، اللہ ﷻ کی پیدا کی ہوئی فطرت اور صورتوں کو بدل دینا، جھوٹے وعدے کرنا اور آرزو دلانا شیطان کے گمراہ کرنے کے ذرائع ہیں۔ (سورۃ النسآء، آیات: ۱۱۹، ۱۲۰)

۸۔ شیطان کو دوست بنانے سے مراد ایسے کام کرنا ہے جو شیطان کو پسند مگر اللہ ﷻ کو ناپسند ہوں۔ مگر یاد رکھنا چاہیۓ کہ شیطان اور اس کے ساتھیوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ (سورۃ النسآء، آیات: ۱۱۹ تا ۱۲۱)

۹۔ فضیلت اور نجات کا دارومدار صرف دعوؤں اور امیدوں پر نہیں بلکہ ایمان کے ساتھ اچھے اعمال کرنا بھی ضروری ہے۔ (سورۃ النسآء، آیات: ۱۲۳، ۱۲۴)

۱۰۔ اللہ ﷻ نے ایک سے زیادہ بیویاں ہونے کی صورت میں ان کے درمیان اختیاری معاملات مثلاً (وقت، خرچہ، سامان، تحائف وغیرہ میں) عدل کرنے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے ہوئے موافقت و اصلاح کا حکم فرمایا ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۲۹)

۱۱۔ انتہائی ناموافق حالات کی وجہ سے میاں بیوی میں بحالت مجبوری جدائی ہو بھی جائے اور ایسا اگر اصلاح اور تقویٰ کی بنیاد پر ہو تو کچھ بعید نہیں کہ اللہ ﷻ جلد یا بدیر اس کے اچھے نتائج ظاہر فرمادے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۳۰)

۱۲۔ اللہ ﷻ نے ہمیں ہر حال اور ہر معاملہ میں عدل کرنے کا حکم دیا ہے خواہ عدل کی بات خود ہمارے خلاف ہو یا والدین، رشتے دار، دولت مند یا غریب کے خلاف ہو صرف عدالتی معاملات ہی نہیں بلکہ خانہ داری، باہمی معاملات، لین دین، اپنے بیگانے ہر ایک کے ساتھ عدل کرنے کا حکم ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۳۵)

۱۳۔ اللہ ﷻ کے ہاں صاحب ایمان ہونے کے لئے محض زبانی اقرار کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ دل و جان سے اللہ ﷻ، فرشتوں، رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۳۶)

۱۴۔ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستیاں کرنا، آیات الٰہی کا انکار اور استہزا کرنا، مسلمانوں اور کفار میں سے جہاں فائدہ محسوس ہو ان کا ساتھ دینا منافقین کے جرائم ہیں۔ (سورۃ النسآء، آیات: ۱۳۹ تا ۱۴۱)

۱۵۔ جس مجلس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات کا انکار اور دین کا مذاق اُڑایا جارہا ہو اس میں بیٹھنا کفر و استہزاء کا ساتھ دینے کے مترادف ہے ایسی بری مجالس سے ہمیشہ دور رہنا چاہیئے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۴۰)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کیجیے۔

(۱) لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر کوئی ـــــــــــــــ نہیں ہوتی۔ ہاں اگر کوئی پوشیدہ طور پر ـــــــــــــــ یا کسی نیک کام یا ـــــــــــــــ کے درمیان ـــــــــــــــ کرنے کے لئے کسی سے کچھ کہے، تو یہ بھلی بات ہے۔

(۲) جو شخص ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد بھی ـــــــــــــــ کی مخالفت کرے اور ـــــــــــــــ کے راستے سے الگ راستہ اختیار کرے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے ادھر ہی پھیر دے گا جدھر وہ خود پھر گیا اور اسے ـــــــــــــــ میں داخل کرے گا۔

(۳) شیطان لوگوں سے ـــــــــــــــ کرتا ہے اور انہیں طرح طرح کی ـــــــــــــــ دلاتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بتادیا ہے کہ شیطان ان سے جو ـــــــــــــــ کرتا ہے وہ صرف دھوکہ ہے اور اس کے پیچھے چلنے والے لوگوں کا ٹھکانا ـــــــــــــــ ہے۔

(۴) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ جو شخص ـــــــــــــــ عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ ـــــــــــــــ تو ایسے ہی لوگ ـــــــــــــــ میں داخل ہوں گے اور اُن پر ایک تل کے برابر بھی ـــــــــــــــ نہیں کیا جائے گا۔

(۵) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ جو شخص صرف ـــــــــــــــ کے اجر کا طالب ہے، اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ـــــــــــــــ اور ـــــــــــــــ دونوں کا اجر ہے اور اللہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

(۶) ایسے منافقین کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنائی گئی ہے جو اہلِ ایمان کو چھوڑ کر ـــــــــــــــ کو اپنا رفیق بنالیتے ہیں اور ـــــــــــــــ کی تلاش میں ان کے پاس جاتے ہیں حالانکہ ـــــــــــــــ تو ساری کی ساری اللہ کے پاس ہے۔

(۷) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت دی ہے کہ اگر کسی جگہ تم سنو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ـــــــــــــــ کے خلاف ـــــــــــــــ جارہا ہے اور ان کا ـــــــــــــــ اڑایا جارہا ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔

سوال ۲ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجیے۔

۱۔ آیت: ۱۱۳ کی روشنی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خصوصی فضل اور عنایات بیان کریں۔

۲۔ آیات: ۱۱۶ اور ۱۱۷ میں شرک کی کیا مذمت کی گئی ہے؟

۳۔ آیات: ۱۱۷ تا ۱۲۱ میں شیطان کے کیا بُرے عزائم اور چالیں بیان ہوئی ہیں؟ نیز اس کی پیروی کرنے والوں کا کیا انجام ہوگا؟

۴۔ آیات: ۱۲۸ تا ۱۳۰ زوجین کے حوالہ سے صلح، عدل اور طلاق کے ضمن میں کیا احکام بیان ہوئے ہیں؟

۵۔ آیات: ۱۳۷ تا ۱۴۱ میں منافقین کا کیا طرزِ عمل بیان ہوا ہے؟ نیز انہیں کیا وعید سنائی گئی ہے اور مسلمانوں کو ان کے بارے میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

۱۔ برائی کا کیا بدلہ دیا جائے گا؟

۲۔ ایمان اور نیک اعمال کا کیا بدلہ دیا جائے گا؟

۳۔ دین کے اعتبار سے سب سے بہتر کون ہے؟

۴۔ اللہ ﷻ کے خلیل یعنی دوست کون ہیں؟

۵۔ اللہ ﷻ نے مسلمانوں اور اہل کتاب کو کیا وصیت کی ہے؟

۶۔ آیت: ۱۳۳ میں اللہ ﷻ نے لوگوں کو کیا تنبیہ کی ہے؟

۷۔ اللہ ﷻ نے ایمان والوں سے کس قسم کی گواہی کا مطالبہ کیا ہے؟

۸۔ اللہ ﷻ کی نظر میں کون لوگ راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں؟

سوال ۴ شیطان انسان پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے اور ہم اس کے حملوں اور چالوں سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیجئے۔

گھریلو سرگرمی

- سورۃ النسآء، آیت: ۱۱۶ میں آیا ہے کہ "بے شک اللہ اِس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اُس کے ساتھ شرک کیا جائے اور جو (گناہ) اِس کے علاوہ ہے جس کے لئے چاہے گا معاف فرمادے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو یقیناً اُس نے بہت بڑے گناہ کا بہتان باندھا۔" اس سے شرک کی ہلاکت خیزی کا پتہ چلتا ہے۔ مشرک شخص اللہ ﷻ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتا ہے۔ لائبریری جاکر یا کسی صاحب علم سے شرک کی اقسام معلوم کرکے لکھیے۔ نیز یہ بھی معلوم کیجئے کہ مختلف مذاہب کے افراد مثلاً یہود، نصاریٰ، مجوسی، بدھ مت اور ہندو مت کے ماننے والوں نے کیا کیا شرک اختیار کیا؟
- شیطان ہمارا ازلی و ابدی دشمن ہے وہ ہمیں دنیا و آخرت میں برباد کرنا چاہتا ہے شیطان کے وسوسوں سے بچنے کے لئے ہمیں اللہ ﷻ کا ذکر کرتے رہنا چاہیئے اور تعوُّذ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ۔۔۔۔۔ اور مَعَاذَاللہ پڑھ کر اللہ ﷻ کی پناہ میں آنا چاہیئے۔ سورۃ النسآء، آیات: ۱۱۸ تا ۱۲۰ میں انسانوں کے خلاف شیطان کے چھ عزائم کا ذکر فرمایا گیا ہے ان عزائم کو جدول میں لکھیئے اور ان کی مثالیں نیز ان شیطانی حربوں سے بچاؤ کی تدابیر صاحب علم افراد سے معلوم کرکے تحریر کیجئے۔
- جس محفل میں دین کا مذاق اڑایا جارہا ہو یا احکامات الٰہی کے خلاف باتیں کی جارہی ہوں اس محفل میں بیٹھنے کے حوالہ سے ہدایات سورۃ النسآء، آیت: ۱۴۰ اور سورۃ الانعام، آیت: ۶۸ میں دی گئی ہیں۔ ان ہدایات کو سامنے رکھتے ہوئے تحریر کریں کہ محافل کے کیا آداب ہیں، محافل میں کن امور سے اجتناب کیا جائے، کن محافل میں شرکت نہ کی جائے نیز کسی محفل میں جب خلاف دین باتیں کی جارہی ہوں تو کیا رویہ اختیار کیا جائے؟

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق: ۷

سُورَةُ النِّسَآء

سورۃ النسآء ۴ — رکوع: ۲۱ تا ۲۴ (آیات: ۱۴۲ تا ۱۷۶)

رکوع: ۲۱ تا ۲۴ کے اہم مضامین

۱۔ منافقین کی بری صفات ۲۔ ایمان بالرسالت کا صحیح مفہوم ۳۔ اہل کتاب کی نافرمانیاں اور جرائم
۴۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا ۵۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت
۷۔ عیسائیوں کے غلط عقائد کی تردید ۸۔ کلالہ کی وراثت کے احکام

رکوع: ۲۱ تا ۲۴ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۲۱ (آیات: ۱۴۲ تا ۱۵۲)

منافقین کی بری صفات بیان ہوئی ہیں۔ منافقین اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں، لیکن دراصل یہ اپنے منافقانہ طرزِ عمل سے اپنے آپ کو ہی دھوکہ دے رہے ہیں۔ نیز ان کی نماز محض دکھاوے کی ہوتی ہے اور یہ نماز میں کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو برائے نام تھوڑا سا ہی یاد کرتے ہیں۔ یہ منافقین کفر اور اسلام کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں اور تذبذب کا شکار ہیں۔ یہ مفاد پرست لوگ ہیں، صحیح طور پر نہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں اور نہ ہی کافروں کے ساتھ ہیں۔ اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں کیونکہ یہ منافقین کا شیوہ ہے۔ منافقین کا انجام بتایا گیا ہے کہ وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے، جہاں سب سے زیادہ عذاب ہوگا۔ مگر جو نفاق سے سچی توبہ کر لیں، اپنی اصلاح کر لیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن تھام لیں اور اپنے دین کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے خالص کر لیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں معاف فرما دے گا اور اہل ایمان کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے گا۔ منافقین کے لئے تنبیہ ہے کہ ان کا ایمان نہ لانا اور شکر نہ کرنا عذاب کا باعث ہے۔ اور اگر وہ صحیح ایمان لے آئیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے شکر گزار بندے بن جائیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ قدردان ہے، وہ انہیں عذاب کیوں دے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں ہے کہ آدمی اپنی زبان سے بُری باتیں لوگوں کے سامنے بیان کرتا پھرے۔ البتہ مظلوم کو یہ رخصت حاصل ہے کہ وہ ظالم کے خلاف اپنی مظلومیت کا اظہار کرے یا ظالم کے لئے کوئی بددعا کرے۔ لیکن مظلوم کے لئے بھی اس سے بہتر اور افضل طریقہ یہ ہے کہ ظالم کا شکوہ یا اس کے حق میں بددعا کے بجائے عفو و درگزر سے کام لے نیز یہ بات ذہن میں رکھے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بھی تو اپنے بندوں کو بہت زیادہ معاف کرتا ہے حالانکہ وہ سزا دینے پر قادر ہے۔ یہود و نصاریٰ کے نظریات کی تردید کی گئی ہے کہ جو لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسولوں کے درمیان تفریق کرتے ہیں یعنی بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور بعض رسولوں کا انکار کرتے ہیں، وہ پکے کافر ہیں اور ان کے لئے رُسوا کن عذاب تیار کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس صحیح اور سچے اہل ایمان کی شان بیان کی گئی ہے کہ جو لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لاتے ہیں اور ان کے درمیان تفریق نہیں کرتے یہی سچے اور پکے مومن ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو اجر عطا فرمائے گا اور ان کے گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔

رکوع:۲۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "منافقوں پر صبح اور عشاء کی نماز سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں اور اگر لوگ اس ثواب کو جانتے جو ان نمازوں میں ہے تو گھسٹ کر بھی پہنچتے اور میں نے ارادہ کیا کہ مؤذن سے کہوں وہ تکبیر کہے اور کسی کو لوگوں کی امامت کا حکم دوں اور آگ کا شعلہ لیکر ان لوگوں (کے گھروں) کو جلا دوں جو ابھی تک نماز کے لئے نہیں نکلے"۔(صحیح بخاری)

۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان ماری ماری پھرتی ہے۔ کبھی اس ریوڑ کی طرف آتی ہے اور کبھی اس ریوڑ کی طرف اور نہیں جانتی کہ ان دونوں میں سے کس کے ساتھ چلے"۔(صحیح مسلم، سنن نسائی)

۳۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: "اے معاذ! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم، میں تم سے محبت کرتا ہوں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں پھر فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں: ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا کبھی نہ چھوڑنا: (اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ) اے اللہ! اپنے ذکر، شکر اور اپنی بہترین عبادت کے سلسلہ میں میری مدد فرما۔"(سنن ابو داؤد)

۴۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اتنی دیر تک کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے کہ آپ ﷺ کے مبارک قدم یا پنڈلیوں پر ورم آجاتا، جب آپ ﷺ سے اس کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا تو فرماتے "کیا میں اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کا شکر گزار بندہ نہ ہوں"۔(صحیح بخاری)

۵۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ فحش گو، بدکلامی کرنے والے اور بازار میں چیخنے والے نہیں تھے، آپ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتے تھے، بلکہ عفو و درگزر فرما دیتے تھے۔(جامع ترمذی)

رکوع:۲۲ (آیات:۱۵۳تا۱۶۲)

اہل کتاب کی نافرمانیوں اور جرائم کا ذکر ہے۔ یہود نے حضور ﷺ سے ایک مطالبہ کیا کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان سے لکھی ہوئی کتاب لے کر آئے تھے اگر آپ بھی اسی طرح کی کتاب لے آئیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے واضح کر دیا کہ یہ انتہائی بگڑی ہوئی اور نافرمان قوم ہے۔ ان کے بڑوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑا مطالبہ کیا کہ ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کھلم کھلا دیدار کراؤ تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ اس سرکشی کی انہیں یہ سزا ملی کہ ان پر آسمان سے بجلی گری۔ پھر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بڑے معجزات دیکھنے کے باوجود بچھڑے کو معبود بنالیا اور اس کی پوجا شروع کر دی لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں پھر بھی معاف فرما دیا۔ انہیں ایک شہر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور سروں کو جھکاتے ہوئے داخل ہونے کا حکم دیا گیا۔ لیکن انہوں نے تکبر کیا اور اپنی بڑائی جتائی۔ جب انہیں ہفتہ کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت ہی میں مشغول رہنے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے مچھلیاں پکڑنے کے لئے حیلہ بازی سے کام لیا۔ اس کے بعد یہود کے ان جرائم کا ذکر ہے جن کی وجہ سے ان پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی لعنت ہوئی کہ انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو توڑ دیا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات اور معجزات کا انکار کیا، انبیاء کرام علیہم السلام کو ناحق قتل (شہید) کیا، انہوں نے کہا کہ ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں، حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت لگائی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل (شہید) کرنے کا دعویٰ کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے اس دعویٰ کی تردید کی ہے اور واضح فرما دیا ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل (شہید) کیا اور نہ ہی سولی پر چڑھایا۔ جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کیا ہے، دراصل وہ شک و شبہ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ حالت میں اپنی طرف آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے، دجال اور اس کا ساتھ دینے والے یہودیوں کو قتل کر کے اسلام کا بول بالا کریں گے اور اس وقت یہودیوں اور نصرانیوں کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا کر اسلام قبول

کئے بغیر کوئی چارہ نہ ہو گا۔ یہود کے جرائم اور گناہوں کی وجہ سے اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ نے ان پر بعض حلال چیزوں کو حرام کر دیا۔ ان کے مزید گناہوں کا ذکر ہے کہ یہ لوگوں کو اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کے راستہ سے روکتے، سُود کھاتے اور لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے ہڑپ کر جایا کرتے تھے۔ اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ نے انہیں خبر دار کیا ہے کہ جو لوگ ان میں سے کفر پر تھے یا اب کفر پر جمے رہیں گے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے۔ البتہ اہل کتاب میں سے پختہ علم رکھنے والے اور اہل ایمان جو اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ، نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، قرآنِ حکیم، سابقہ الہامی کتابوں اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، ان کے لئے اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کی طرف سے اجرِ عظیم کا وعدہ ہے۔

رکوع: ۲۲ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر اگر وہ گناہ چھوڑ دے استغفار کرے اور توبہ کرلے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ دوبارہ گناہ کرے تو سیاہ نقطہ بڑھ جاتا ہے حتیٰ کہ (جب گناہ بہت زیادہ بڑھ جاتے ہیں تو وہ سیاہ نقطہ) سارے دل پر چھا جاتا ہے"۔ (جامع ترمذی)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ ابن مریم عَلَيْهِمَا السَّلَام تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے، وہ صلیب (نصاریٰ کا مذہبی نشان) کو توڑ دیں گے، خنزیر (سور) کو قتل کر دیں گے اور جزیہ (وہ شرعی محصول جو اسلامی حکومت غیر مسلم رعیت سے اس کی جان و مال کے تحفظ کے عوض میں وصول کرتی ہے) ختم کر دیں گے۔ اس وقت مال کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔ اس وقت کا ایک سجدہ اس دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بڑھ کر ہو گا"۔ (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "میرے اور عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔ یقیناً وہ نازل ہوں گے۔ تم انہیں دیکھو تو پہچان لینا وہ ایک ایسے شخص ہوں گے جن کا قد درمیانہ اور رنگ سرخ سفیدی مائل ہو گا، انہوں نے ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑے پہن رکھے ہوں گے۔ سر سے یوں محسوس ہو گا جیسے پانی کے قطرے گر رہے ہوں حالانکہ وہ گیلا نہیں ہو گا۔ وہ اسلام کے لئے لوگوں سے جہاد کریں گے۔ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے۔ اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے علاوہ تمام ملتوں کو ختم کر دے گا۔ پھر وہ مسیح دجال کو ہلاک کریں گے۔ اس کے بعد دنیا میں چالیس سال تک زندہ رہیں گے، پھر ان کی وفات ہو جائے گی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے"۔ (سنن ابو داؤد)

رکوع: ۲۳ (آیات: ۱۶۳ تا ۱۷۱)

جس طرح نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ پر وحی نازل ہوئی ہے بالکل اسی طرح حضرت نوح عَلَيْهِ السَّلَام اور ان کے بعد دیگر انبیاء کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام پر وحی نازل ہوئی تھی۔ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی نبوت کوئی نئی چیز نہیں ہے، بلکہ سلسلہ نبوت کی تکمیل ہے۔ قرآنِ حکیم میں سب انبیاء کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کی تفصیل موجود نہیں ہے بلکہ ان میں سے صرف بعض انبیاء کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کے نام اور احوال مذکور ہیں۔ کیونکہ قرآنِ حکیم کا مقصد سب انبیاء کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کی تاریخ مرتب کرنا نہیں بلکہ راہ حق و ہدایت واضح کرنا ہے۔

انبیاء کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ وہ ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری سنائیں، کفر اور نافرمانی کرنے والوں کو ان کے بُرے انجام سے ڈرائیں تاکہ کسی کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے کہ اسے تو خبر ہی نہ ہوئی تھی۔

اللہ ﷾ نے قرآنِ حکیم کی سچائی پر گواہی دی ہے کہ اللہ ﷾ نے اپنے کمالِ علم و حکمت سے حضور ﷺ پر قرآنِ حکیم نازل فرمایا ہے۔ اللہ ﷾ کے ساتھ ساتھ اس کے فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے وہ حق ہے۔ اللہ ﷾ نے واضح فرمادیا کہ جنہوں نے خود بھی کفر اختیار کیا اور دوسروں کو بھی اللہ ﷾ کی راہ سے روکتے ہیں وہ گمراہی میں بہت دور نکل گئے ہیں۔ ایسے کافروں اور ظالموں کے لئے وعید ہے کہ ان کی مغفرت نہیں ہوگی اور نہ ہی انہیں ہدایت نصیب ہوگی۔ اللہ ﷾ ان کو جہنم میں ڈال دے گا جس میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ کام اللہ ﷾ کے لئے انتہائی آسان ہے۔ تمام لوگوں کو حضور ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے کہ آپ ﷺ، اللہ ﷾ کی طرف سے دین حق لے کر آئے ہیں اب سب لوگوں کو چاہیئے کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں، اسی میں ان کا بھلا ہے۔ حق واضح ہو جانے کے بعد بھی جو لوگ آپ ﷺ کی رسالت کا انکار کریں گے ان کے لئے تنبیہ ہے کہ وہ اپنے انجام کے لئے تیار ہو جائیں۔ نصاریٰ کو اپنے دین میں غلو کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ غلو کا مطلب ہے کسی چیز کو اس کی حد سے بڑھا دینا۔ نصاریٰ نے اپنے دین میں یہ غلو کیا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ ﷾ کا بیٹا قرار دے دیا اور خدائی میں شریک کر لیا، توحید کے بجائے عقیدۂ تثلیث ایجاد کر لیا کہ خدا تین ہیں (معاذ اللہ)۔ اللہ ﷾ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صحیح بات بیان فرمادی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ ﷾ کے بندے اور رسول ہیں، وہ اللہ ﷾ کے بیٹے نہیں بلکہ حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں، اللہ ﷾ نے ان کو اپنے کلمہ ”کُن“ سے والد کے واسطہ کے بغیر پیدا کیا تھا اور ان کی روح براہِ راست حضرت مریم علیہا السلام کے بطن میں بھیج دی تھی۔ نصاریٰ کو غلط عقائد چھوڑنے اور اللہ ﷾ اور اس کے رسولوں پر صدقِ دل سے ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ آخر میں اللہ ﷾ کی توحید کا ذکر ہے کہ معبود صرف ایک ہی ہے اور وہ اللہ ﷾ ہے، اس کا کوئی بیٹا یا شریک نہیں ہے۔

رکوع: ۲۳ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”دین میں غلو (زیادتی) کرنے سے بچو، اس لئے کہ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو نے ہلاک کر دیا“۔ (سنن نسائی)

۲۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ ﷾ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام، اللہ ﷾ کے بندے، اس کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے مریم علیہا السلام کی طرف بھیجا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں، اور یہ کہ جنت حق ہے اور جہنم بھی حق ہے تو اللہ ﷾ اسے جنت میں داخل فرمادے گا خواہ وہ کیسا ہی عمل کرتا ہو“۔ (یعنی اللہ ﷾ چاہے تو اپنے فضل سے فوراً جنت میں داخل فرمادے یا پھر گناہوں کی سزا دینے کے بعد۔) (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے بغیر چارہ کار نہ ہوتا۔“ (مسند احمد، بیہقی)

رکوع: ۲۴ (آیات: ۱۷۲تا۱۷۶)

نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ ﷾ کا بیٹا بنا لیا اور مشرکین مکہ نے فرشتوں کو اللہ ﷾ کی بیٹیاں قرار دے دیا۔ ان کے غلط عقائد کی تردید کرتے ہوئے اللہ ﷾ نے یہ بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ ﷾ کا بندہ ہونے اور اس کی بندگی کرنے میں کوئی عار نہیں ہے اور نہ ہی اللہ ﷾ کے فرشتوں کو اس میں کوئی عار ہے۔ وہ سب کے سب اللہ ﷾ کے بندے ہیں، ان میں سے کوئی بھی اللہ ﷾ کی اُلوہیت میں شریک نہیں ہے۔ جو کوئی اللہ ﷾ کا بندہ

ہونے سے انکار کرے اور تکبر کرے اس کے لئے تنبیہ ہے کہ اللہ ﷻ آخرت میں اسے دوبارہ زندہ کرے گا اور اس کا محاسبہ کرے گا۔ ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اللہ ﷻ انہیں ان کی نیکیوں کا پورا پورا بدلہ دے گا اور اپنے خزانۂ فضل سے مزید نوازے گا۔ اس کے برعکس اللہ ﷻ کی بندگی سے منہ موڑنے والوں اور تکبر کرنے والوں کے لئے وعید ہے کہ اللہ ﷻ انہیں دردناک عذاب دے گا۔ تمام انسانوں کو دعوت دی گئی ہے کہ تمہارے پاس اللہ ﷻ کے رسول، خاتم الانبیاء سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لا چکے ہیں اور اللہ ﷻ کی آخری کتاب قرآنِ حکیم ان پر نازل ہو چکی ہے۔ اب جو لوگ اللہ ﷻ اور اس کے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں گے اور قرآنِ حکیم کو مضبوطی سے تھام لیں گے، اللہ ﷻ انہیں اپنی رحمت اور فضل سے نوازے گا اور سیدھے راستہ کی ہدایت نصیب فرمائے گا۔ کلالہ کی میراث کے حوالہ سے آیت: ۱۲ میں ماں شریک بہن بھائیوں کا حصہ بیان ہوا تھا۔ جبکہ یہاں سورۃ کی آخری آیت میں کلالہ کی میراث میں سگے حقیقی بہن بھائیوں اور باپ شریک بہن بھائیوں کا حصہ بیان ہوا ہے۔ چنانچہ کلالہ کی میراث کی پہلی صورت یہ ہے کہ کلالہ کی اگر ایک بہن ہے تو اس کے ترکے میں سے آدھا حصہ اسے ملے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کلالہ عورت ہو اور اس کا وارث صرف بھائی ہے، تو بھائی کو بہن کا سارا مال مل جائے گا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ کلالہ کی دو یا دو سے زیادہ بہنیں ہیں، تو ان کو دو تہائی حصہ ملے گا۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ کلالہ کے متعدد بہن بھائی ہیں، تو ان میں وراثت اس طرح تقسیم ہو گی کہ بھائی کو بہن سے دوگنا حصہ ملے گا۔

رکوع: ۲۴ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "نبیوں میں سے ہر نبی کو جو معجزہ دیا گیا اسی کے مطابق لوگ اس پر ایمان لائے اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی ہے جو اللہ ﷻ نے میری طرف کی ہے لہٰذا میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میں پیروکاروں کے لحاظ سے ان انبیاءِ کرام علیہم السلام سے بڑھ جاؤں گا۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(جان لو!) میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں جسے اگر تم نے مضبوطی سے تھام لیا تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے اور وہ ہے کتاب اللہ۔" (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ ﷻ کا فرمان نقل فرمایا کہ: "اللہ ﷻ فرماتا ہے، اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور تمہارے پچھلے، اور تمہارے انسان اور تمہارے جنات سب ایک ایسے آدمی کی طرح ہو جائیں جو سب سے زیادہ متقی ہو تو اس سے میری بادشاہت میں ذرا سا بھی اضافہ نہ ہو گا اور اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور تمہارے پچھلے، اور تمہارے انسان اور تمہارے جنات سب ایک ایسے آدمی کی طرح ہو جائیں جو سب سے زیادہ فاسق ہو تو اس سے میری بادشاہت میں ذرا سی بھی کمی نہیں آئے گی۔" (صحیح مسلم)

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی وارث کے حصہ میراث کو روکا تو اللہ ﷻ قیامت کے دن جنت سے اس کے حصہ کو روک دے گا۔" (سنن ابن ماجہ، بیہقی)

سُوْرَةُ النِّسَآء

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ

بے شک منافقین اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور وہ (اللہ) اُنہیں (ان کے) دھوکے کی سزا دینے والا ہے

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۱۴۲﴾

اور جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سُستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو دکھاوا کرتے ہوئے اور اللہ کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ

وہ اس (کفراور ایمان) کے درمیان تذبذب میں ہیں نہ ان (مسلمانوں) کی طرف ہیں اور نہ ان (کافروں) کی طرف

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

اور جسے اللہ گمراہ کرے پھر آپ اُس کے لئے (ہدایت کا) کوئی راستہ نہیں پائیں گے۔ اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ

اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ

کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کے لئے اپنے خلاف ایک واضح دلیل بنا لو۔ بے شک منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے

وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا

اورتم اُن کے لئے ہر گز کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔ سوائے اُن لوگوں کے جنھوں نے توبہ کی اور (اپنی) اصلاح کرلی

وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

اور اللہ (کے سہارے) کو مضبوطی سے تھام لیا اور اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کرلیا تو ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں

وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ

اور عنقریب اللہ مومنوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔ اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکرادا کرو اورایمان لے آؤ

وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ

اوراللہ بڑا قدردان، خوب جاننے والا ہے۔ اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ (کسی کی) کوئی بُری بات علانیہ کہی جائے سوائے اُس کے کہ جس پر ظلم کیا گیا

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ

اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اگر تم کوئی بھلائی علانیہ کرو یا اُسے پوشیدہ رکھو یا (کسی کی) بُرائی کو معاف کردو

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

تو بے شک اللہ بہت معاف فرمانے والا خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ بے شک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ

اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اُس کے رسولوں کے درمیان فرق کریں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم بعض (رسولوں) پر ایمان لائیں گے اور بعض کا انکار کریں گے

وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا

اور چاہتے ہیں کہ اِس طرح (ایمان و کفر) کے درمیان کوئی راہ نکال لیں۔ یہی لوگ پکے کافر ہیں

وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے

وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ

اور ان میں سے کسی ایک کے درمیان بھی فرق نہیں کیا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ اُن کے اجر جلد عطا فرمائے گا

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ ع ۲۱/۱۱

اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ (اے نبی ﷺ!) آپ سے اہل کتاب مطالبہ کرتے ہیں

اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ

کہ آپ اُن پر آسمان سے ایک کتاب اُتار لائیں پس وہ تو موسیٰ (علیہ السلام) سے اِس سے زیادہ بڑا مطالبہ کر چکے ہیں

فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ

تو ان لوگوں نے (موسیٰ علیہ السلام سے) کہا کہ ہمیں اللہ دکھادو علانیہ طور پر تو اُن کے ظلم کی وجہ سے انہیں کڑک نے آپکڑا

ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ

پھر اُنہوں نے اس کے بعد بھی کہ ان کے پاس واضح دلائل آچکے تھے بچھڑے کو (معبود) بنایا تو ہم نے اِس (سنگین جرم) کو معاف کردیا

وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو واضح غلبہ عطا فرمایا۔ اور ہم نے اُن سے عہد لینے کے لئے اُن پر طور (پہاڑ) بلند کیا

وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ

اور ہم نے اُن سے کہا کہ (شہر کے) دروازے سے سروں کو جھکاتے ہوئے داخل ہونا اور ہم نے اُن سے کہا تھا کہ ہفتہ کے دن کے بارے میں حد سے نہ بڑھنا

وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا۔ تو (ان پر لعنت کی گئی) اُن کے اپنے عہد کو توڑنے پر اور آیات الٰہی سے انکار پر

وَقَتۡلِهِمُ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ وَّقَوۡلِهِمۡ قُلُوۡبُنَا غُلۡفٌ ؕ

اور انبیاء کو ان کے ناحق قتل (شہید) کردینے پر اور اُن کی اس بات پر کہ ہمارے دل غلاف میں (بند) ہیں

بَلۡ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيۡهَا بِكُفۡرِهِمۡ فَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۖ ﴿۱۵۵﴾

(ایسا نہیں ہے) بلکہ اللہ نے اُن کے کفر کی وجہ سے اُن پر مہر لگادی پس چند لوگوں کے سوا وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

وَّبِكُفۡرِهِمۡ وَقَوۡلِهِمۡ عَلٰى مَرۡيَمَ بُهۡتَانًا عَظِيۡمًا ۙ ﴿۱۵۶﴾

اور(ان پر لعنت کی گئی) اُن کے کفر اور ان کے مریم (علیہا السلام) پر بہت بڑے بہتان کی بات کہنے کی وجہ سے۔

وَّقَوۡلِهِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِيۡحَ عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ۚ

اور (اُن پر لعنت کی گئی) اُن کے اس قول کی وجہ سے کہ بے شک ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) (یعنی) اللہ کے رسول کو قتل کیا

وَمَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ وَلٰـكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ ؕ

جبکہ اُنہوں نے قتل نہیں کیا ان کو اور نہ اُنہیں سولی چڑھایا مگر (ہوا یہ کہ) ان کے لئے (کسی کو عیسیٰ علیہ السلام کا) مشابہ بنادیا گیا

وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ ؕ مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ

اور بے شک جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا یقیناً وہ اِس معاملہ میں شک میں مبتلا ہیں انہیں اس کا کچھ علم نہیں

اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوۡهُ يَقِيۡنًا ۢ ۙ ﴿۱۵۷﴾ بَلۡ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا ﴿۱۵۸﴾

سوائے گمان کی پیروی کرنے کے اوراُنہوں نے یقیناً ان کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اُنہیں اپنی طرف اُٹھالیا اور اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔

وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكُوۡنُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا ۚ ﴿۱۵۹﴾

اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں جو ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ (مسیح علیہ السلام) ان پر گواہ ہوں گے۔

فَبِظُلۡمٍ مِّنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا حَرَّمۡنَا عَلَيۡهِمۡ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ لَهُمۡ

تو پھر یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے ہم نے اُن پر وہ پاکیزہ چیزیں حرام کر دی تھیں جو اُن کے لئے حلال کی گئی تھیں

وَبِصَدِّهِمۡ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَثِيۡرًا ۙ ﴿۱۶۰﴾ وَّاَخۡذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ

اور ان کے کثرت سے اللہ کی راہ سے روکنے کی وجہ سے (بھی)۔ اور اُن کے سُود لینے کی وجہ سے (بھی) حالانکہ انہیں اس سے منع کیا گیا تھا

وَاَكۡلِهِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ ؕ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۱۶۱﴾

اور ان کے لوگوں کے مال ناحق کھانے کی وجہ سے اور ہم نے اُن میں سے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

لٰـكِنِ الرّٰسِخُوۡنَ فِى الۡعِلۡمِ مِنۡهُمۡ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ

لیکن اُن میں سے جو علم میں پختہ ہیں اور وہ مومن جو اس پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف نازل فرمایا گیا

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

اور اس پر (بھی) جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے پہلے نازل فرمایا گیا اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور زکوٰۃ دینے والے ہیں

ع ۲۲ / ۱۰ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۱۶۲ؑ

اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم عنقریب اجرِ عظیم دیں گے۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ

(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!) بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی فرمائی جیسے ہم نے نوح (علیہ السلام) اور اُن کے بعد انبیاء کی طرف وحی فرمائی

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ

اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اِسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) اور اُن کی اولاد کی طرف وحی فرمائی

وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۱۶۳ۚ

اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان (علیہم السلام) کی طرف (بھی وحی بھیجی) اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو زبور عطا فرمائی

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ

اور ایسے بھی رسول ہیں یقیناً جن کے حالات (اس سے) پہلے ہم آپ سے بیان کرچکے ہیں اور وہ رسول بھی ہیں جن کے حالات ہم نے آپ سے بیان نہیں کئے

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۱۶۴ۚ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ

اور اللہ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے (خاص طور پر) خوب کلام فرمایا۔ تمام رسول (جنت کی) بشارت دینے والے اور (جہنم کا) ڈر سنانے والے (بنا کر بھیجے گئے) تھے

لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۱۶۵

تاکہ لوگوں کے پاس اللہ کے ہاں کوئی حجت نہ رہے رسولوں کے آنے کے بعد اور اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ

(کافر مانیں یا نہ مانیں) لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ جو اُس نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی طرف نازل فرمایا وہ اپنے علم سے نازل فرمایا ہے

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۱۶۶ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ ہی (بطور) گواہ کافی ہے۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا

قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۱۶۷ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ

یقیناً وہ دور کی گمراہی میں جا پڑے۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا اللہ اُنہیں ہرگز نہیں بخشے گا

وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۱۶۸ۙ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۱۶۹

اور نہ اُنہیں کوئی راستہ دکھائے گا۔ سوائے جہنم کے راستہ کے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تشریف لاچکے ہیں حق کے ساتھ پس ایمان لے آؤ (یہی) تمہارے حق میں بہتر ہے

وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾

اور اگر تم کفر کرو گے تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ

اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ کے بارے میں سوائے حق بات کے کچھ مت کہو

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ

بے شک مسیح عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) تو صرف اللہ کے رسول ہیں اور وہ اُس کا کلمہ ہیں جو اُس نے مریم (علیہا السلام) کی طرف پہنچایا

وَرُوْحٌ مِّنْهُ ؗ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ قف وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ

اور وہ اس (اللہ) کی طرف سے ایک روح ہیں پس اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور مت کہو کہ تین (معبود) ہیں

اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ

(اس سے) باز آجاؤ (یہی) تمہارے لئے بہتر ہے بے شک اللہ ایک ہی معبود ہے وہ (اللہ) اِس سے پاک ہے کہ اُس کا کوئی بیٹا ہو

ع ۲۳ ۹ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ ع لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ

اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اور اللہ ہی (بطور) کارساز کافی ہے۔ ہر گز عار نہیں سمجھیں گے مسیح کہ وہ اللہ کے بندے ہوں

وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ

اور نہ ہی مقرب فرشتے (اسے عار سمجھتے ہیں) اور جو اس (اللہ) کی عبادت کو عار سمجھتا ہے اور تکبر کرتا ہے

فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ

تو عنقریب اللہ ان سب کو (ایک دن) اپنے پاس جمع فرمائے گا۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کئے تو وہ (اللہ) انہیں ان کا اجر پورا پورا عطا فرمائے گا

وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ

اور انہیں اپنے فضل سے اور مزید عطا فرمائے گا اور وہ لوگ جنہوں نے (اللہ کی بندگی سے) عار کیا اور تکبر کیا تو اللہ اُنہیں دردناک عذاب دے گا

وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اور وہ اپنے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔ اے لوگو! یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل آچکی ہے

وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ

اور ہم نے تمہاری طرف واضح نور اتارا ہے۔ تو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اُس (کی رسی) کو مضبوطی سے تھام لیا

فَسَيُدۡخِلُهُمۡ فِيۡ رَحۡمَةٍ مِّنۡهُ وَفَضۡلٍ ۙ وَّيَهۡدِيۡهِمۡ اِلَيۡهِ صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا ﴿۱۷۵﴾ؕ

تو عنقریب وہ اُنہیں اپنی رحمت اور فضل میں داخل فرمائے گا اور اُنہیں اپنی طرف آنے کے سیدھے راستے کی ہدایت عطافرمائے گا۔

يَسۡتَفۡتُوۡنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفۡتِيۡكُمۡ فِى الۡكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امۡرُؤٌا هَلَكَ

(اے نبی ﷺ!) وہ آپ سے پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے اللہ تمہیں کلالہ (کی میراث) کے بارے میں حکم دیتا ہے اگر کوئی (ایسا) مرد وفات پاگیا

لَيۡسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخۡتٌ فَلَهَا نِصۡفُ مَا تَرَكَ ۚ

جس کی کوئی اولاد نہ ہو (اور نہ باپ) اور اُس کی (سگی یا باپ کی طرف سے) ایک بہن ہو تو اس (بہن) کے لئے اُس (ترکہ) کا نصف ہے جو اُس (بھائی) نے چھوڑا

وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنۡ كَانَتَا اثۡنَتَيۡنِ

اور وہ (بھائی) اپنی بہن (کے کل ترکہ) کا وارث ہوگا اگر (بہن وفات پاگئی اور) اُس کی کوئی اولاد نہ ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں

فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنۡ كَانُوۡۤا اِخۡوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً

تو اُن دونوں کا اُس میں سے دو تہائی ہے جو اُس (بھائی) نے چھوڑ دیا اور اگر (مرنے والے کے) کئی بہن بھائی ہوں (یعنی) مرد اور عورتیں

فَلِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَيَيۡنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اَنۡ تَضِلُّوۡا ؕ

تو مرد کے لئے دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے اللہ تمہارے لئے (احکام) کھول کھول کر بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم گمراہ نہ ہو جاؤ

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۱۷۶﴾ ع ۲۴ ع ۵

اور اللہ ہر شے کو خوب جاننے والا ہے۔



علم وعمل کی باتیں

۱۔ سستی کے ساتھ محض لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھنا اور ایمان وکفر کے درمیان ڈولتے رہنا منافقین کا طرزِ عمل ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۴۲)

۲۔ کفار کو دوست بنانا اور ان کی سرپرستی قبول کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کا باعث ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۴۴)

۳۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو بندوں پر عذاب بھیجنا نہیں چاہتا۔ چنانچہ جب تک بندے ایمان اور شکر کے رویہ پر قائم رہیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کے مستحق رہیں گے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۴۷)

۴۔ اگر کوئی شخص مظلوم ہو تو اس کے لئے رخصت ہے کہ وہ ظالم کے ظلم کو لوگوں کے سامنے بیان کرے۔ تاہم مظلوم اگر صبر کر لے اور ظلم کرنے والے کو معاف کر دے تو یہ اس کے حق میں زیادہ بہتر ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ خود پوری قدرت رکھنے کے باوجود بہت معاف فرمانے والا ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ شخص اس طرح ثابت کرے کہ اس کو دنیا کے نقصان سے زیادہ آخرت کے نقصان کی فکر ہے کیونکہ جو شخص کسی بڑے غم میں مبتلا ہو اس کے لئے چھوٹے غم بے حقیقت ہو جاتے ہیں۔ (سورۃ النسآء، آیت ۱۴۹)

۵۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسولوں کے احکامات میں تفریق کرنا اور کچھ رسولوں کو ماننا، کچھ کو نہ ماننا یقینی کفر ہے۔ (سورۃ النسآء، آیات: ۱۵۰، ۱۵۱)

۶۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہود کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کی ناپاک سازش ناکام بنادی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صحیح سالم اپنی طرف اوپر اٹھالیا۔ (سورۃ النسآء، آیات: ۱۵۷، ۱۵۸)

۷۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے راستے سے روکنے، سود اور ناجائز مال کھانے والوں کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ (سورۃ النسآء، آیات: ۱۶۰، ۱۶۱)

۸۔ اہلِ کتاب کے لئے بشارت ہے کہ اگر وہ سابقہ کتابوں کے ساتھ قرآن حکیم پر بھی ایمان لائیں، نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ یوم آخرت پر ایمان لائیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں بڑا اجر عطا فرمائے گا۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۶۲)

۹۔ رسولوں کی بعثت کا ایک مقصد یہ تھا کہ وہ اہل ایمان کو جنت کی خوشخبری دیں اور کفر پر جمے رہنے والوں کو عذابِ جہنم سے ڈرائیں تاکہ اس طرح لوگوں پر اتمام حجت ہو جائے اور وہ روزِ قیامت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں اپنے کفر اور بدعملی کا کوئی عذر پیش نہ کر سکیں۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۶۵)

۱۰۔ تمام نوعِ انسانی کے لئے خیر اور بھلائی اسی میں ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے آخری رسول ﷺ پر ایمان لے آئیں اور آپ ﷺ کی کامل اتباع کریں۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۷۰)

۱۱۔ نصاریٰ کا عقیدۂ تثلیث یعنی تین خدا (خدا باپ، خدا بیٹا اور خدا روح) غلط ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو یکتا ہے اسے کسی بیٹے کی حاجت نہیں۔ وہ تو آسمانوں اور زمینوں کی ہر شے کا تن تنہا مالک ہے۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۷۱)

۱۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کنواری حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ہیں۔ وہ بغیر والد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلمہ کُنْ سے معجزانہ طور پر پیدا ہوئے اس لئے ان کے القاب "کلمۃ اللہ" اور "روح اللہ" ہیں۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۷۱)

۱۳۔ جو بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بندگی کو عار سمجھے اور اس کی بندگی سے تکبر کرے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے دردناک عذاب دے گا۔ (سورۃ النسآء، آیات: ۱۷۲، ۱۷۳)

۱۴۔ نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ مومنوں کے لئے برہان ہے۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس، آپ ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ، آپ ﷺ کے معجزات اور آپ ﷺ پر قرآن حکیم کا نزول آپ ﷺ کی رسالت کے کھلے دلائل ہیں جن کو دیکھنے کے بعد حق بات قبول کر لینے اور اس پر ایمان لانے کے لئے مزید کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ (سورۃ النسآء، آیت: ۱۷۴)

۱۵۔ جو لوگ کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کے ساتھ اپنا مضبوط تعلق قائم کرلیں اور اس پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت اور فضل سے نوازے گا اور اپنی طرف آنے کے سیدھے راستہ کی ہدایت عطا فرما کر اپنی رضا کے مقام جنت میں داخل فرمائے گا۔
(سورۃ النّسآء، آیت: ۱۷۵)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ خالی جگہیں پُر کیجیے۔

(۱) منافقین کی یہ سزا ہے کہ وہ جہنم کے سب سے۔۔۔۔۔۔۔۔میں ہوں گے اور وہاں ان کا کوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہ ہوگا۔
اللہ تعالیٰ۔۔۔۔۔۔۔۔۔بات کے اظہار کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں کرتا سوائے جس پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہوا ہو، اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

(۲) اہل کتاب نے حضرت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ ہمیں کھلم کھلا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو دکھادیں، تو ان کے ظلم کی وجہ سے انہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نے پکڑ لیا۔

(۳) یہود کہتے ہیں کہ ہم نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعویٰ کی تردید کی ہے کہ انہوں نے نہ ہی حضرت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیا اور نہ ہی۔۔۔۔۔۔پر چڑھایا، بلکہ یہ معاملہ ان لوگوں کے لئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کر دیا گیا۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے کہ جو کچھ اس نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر نازل کیا ہے اپنے۔۔۔۔۔۔۔۔۔سے نازل کیا ہے اور اس پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔بھی گواہ ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہونا ہی کافی ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں سے خطاب فرمایا ہے کہ اے لوگو! یہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔لے کر آئے ہیں پس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لے آؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

(۶) حضرت مسیح علیہ السلام کو ہرگز اس سے کوئی عار نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہو کر رہیں اور نہ ہی مقرب۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو عار ہے۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو عار سمجھتا ہے اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اکٹھا کرکے جمع فرمائے گا۔

سوال ۲ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجیے۔

۱۔ آیات: ۱۴۲ تا ۱۴۷ میں منافقین کی کون سی بری عادات بیان ہوئی ہیں؟ نیز انہیں کیا وعید سنائی گئی ہے اور کس بات کی دعوت دی گئی ہے؟

۲۔ آیات: ۱۵۰ تا ۱۵۲ میں رسولوں پر ایمان لانے کا کیا مفہوم بیان ہوا ہے؟ نیز رسولوں کے درمیان تفریق کرنے والوں کے بارے میں کیا ذکر ہوا ہے؟

۳۔ آیات: ۱۵۳ تا ۱۶۲ کی روشنی میں اہل کتاب کی نافرمانیاں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں دی گئی سزائیں بیان کیجیے۔

۴۔ آیات: ۱۶۳ تا ۱۶۵ میں کن انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر ہے؟ نیز انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا کیا مقصد بیان ہوا ہے؟

۵۔ آیات: ۱۶۶ تا ۱۷۰ میں حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے کی کس طرح دعوت دی گئی ہے؟ نیز آپ ﷺ کی دعوت کا انکار کرنے والوں کے لئے کیا وعید اور سزا بیان ہوئی ہے؟

۶۔ آیت: ۱۷۶ میں وراثت کے کیا احکام بیان ہوئے ہیں؟

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے۔

۱۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالہ سے کیا غلو کیا ہے؟

۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صحیح عقیدہ کیا ہے؟

۳۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اولاد کی کوئی حاجت نہیں۔ اس کے لئے کیا دلیل بیان کی گئی ہے؟

۴۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بندگی کے حوالہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا بات ذکر کی گئی ہے؟

۵۔ ایمان لانے اور نیک اعمال کرنے والوں کے لئے کیا جزا ہے؟

۶۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بندگی کو عار سمجھنے اور تکبر کرنے والوں کے لئے کیا سزا ہے؟

۷۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے کیا عطا فرمایا ہے؟

۸۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان لانے اور مضبوطی اختیار کرنے والوں پر کیا انعامات ہوں گے؟

سوال ۴ ظلم کا کیا مفہوم ہے؟ اسلام میں ظلم کی مذمت اور سزاؤں کے حوالہ سے قرآنِ حکیم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں اس پر ایک نوٹ تحریر کیجیے۔

گھریلو سرگرمی

- سورۃ النسآء، کی آیت: ۱۴۸ میں بری بات منہ سے نکالنے کو ناپسند ٹھہرایا گیا ہے یعنی کسی کو گالی دینا، کسی کا عیب ظاہر کرنا یا کسی کے لئے بد دعا کرنا سوائے مظلوم کے سب کے لئے ممنوع ہے۔ معاشرہ کا جائزہ لیتے ہوئے بدزبانی اور بدگوئی کی کوئی سی پانچ مثالیں تلاش کیجیے اور ان کی اصلاح کی تجاویز بھی تحریر کیجیے۔
- سورۃ النسآء، آیات: ۱۵۳ تا ۱۶۱ میں یہود کے پندرہ جرائم بیان کیے گئے ہیں جو یہود پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی لعنت کا سبب بنے۔ ان کی فہرست بنا کر آیات کے نمبر لکھیے۔ یہود کے بڑے جرائم میں ایک سود خوری بھی ہے نیز وہ لوگوں کا مال باطل طریقہ پر کھاجاتے تھے جس سے اسلام نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ کسی صاحب علم سے معلوم کرکے آمدنی کے ۱۰ باطل طریقوں کی نشاندہی کریں جن سے ہمیں ہر حال میں بچنا چاہیے۔ نیز اکلِ حلال کی اہمیت پر دس باتیں بھی تحریر کیجیے۔
- سورۃ النسآء، آیات: ۱۷۱ اور ۱۷۲ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندہ اور رسول ہیں جن کی پیدائش معجزانہ طور پر پاکیزہ اور کنواری حضرت مریم علیہا السلام کے ہاں بغیر باپ کے ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں جنہیں بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اس لئے عیسیٰ علیہ السلام نہ تو خدا ہیں، نہ خدا کے بیٹے ہیں اور نہ ہی تثلیث کا عقیدہ صحیح ہے۔ ہمیں عقیدہ تثلیث رکھنے والوں کو دردمندی کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حقائق سے آگاہ کرنا چاہیے۔ قرآنِ حکیم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صحیح اسلامی عقیدہ کا تذکرہ کئی مقامات پر آیا ہے۔ کوئی پانچ مقامات حوالہ اور ترجمہ کے ساتھ تحریر کریں۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق:۸

سُوۡرَۃُ الۡمَآئِدَۃ

تعارف

سورۃ المآئدہ مدنی سورت ہے۔ اس کا دوسرا نام "سورۃ العقود" بھی ہے کیونکہ اس کی پہلی آیت میں عقود (وعدوں، معاہدوں) کو پورا کرنے کی تاکید ہے۔ یہ مدنی دور کے آخر میں نازل ہونے والی سورت ہے۔ اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تفصیل سے انفرادی اور اجتماعی معاملات اور حلال و حرام کے تکمیلی احکام بیان ہوئے ہیں۔ دوسرا یہ کہ اس میں اللہ ﷻ کی طرف سے دین کی تکمیل اور اسلام کو بطور دین پسند کرنے کا اعلان ہے۔

وجہ تسمیہ

لفظ "مَآئِدَہ" کا معنی "دستر خوان" ہے کیونکہ اس میں ایک معجزانہ دستر خوان کے نزول کا ذکر ہے۔ یہ نام اس سورت کی آیت: ۱۱۲ اور ۱۱۴ سے لیا گیا ہے کہ جب حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آسمان سے مائدہ کے اترنے کا مطالبہ کیا اللہ ﷻ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے آسمان سے مائدہ نازل فرمایا اس مناسبت سے اس سورت کا نام سورۃ المآئدۃ رکھا گیا ہے۔

گزشتہ سورتوں سے ربط

۱۔ قرآنِ حکیم کی چار مدنی سورتیں سورۃ البقرۃ، سورۂ آل عمران، سورۃ النسآء اور سورۃ المآئدۃ بالترتیب ہیں۔ ان کے بنیادی موضوعات یہ ہیں، اہل کتاب پر اتمام حجت اور احکام شریعت پر عمل بالخصوص رسول اللہ ﷺ پر ایمان، آپ ﷺ کی اطاعت و اتباع اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر، جو کہ ایمان کی روح اور دین کی جان ہے۔ ان سورتوں میں ان دونوں موضوعات کا ایک تسلسل ہے جو تدریجاً نظر آتا ہے۔ لہٰذا شریعت اسلامی کا جو ابتدائی خاکہ سورۃ البقرۃ میں ہے، سورۂ آل عمران اور سورۃ النسآء میں ان مذکور اجتماعی معاملات کے احکام تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔

۲۔ سورۃ المائدہ میں انفرادی اور اجتماعی معاملات کے احکامات میں تکمیلی رنگ نمایاں ہے۔ اسی طرح اہل کتاب سے جس خطاب کی ابتدا سورۃ البقرہ میں ہوئی تھی، سورۃ المآئدہ میں وہ بھی فیصلہ کن انداز میں دکھائی دیتا ہے۔ ان تمام سورتوں میں مسلمانوں کو اہل کتاب کے متعلقہ ادوار کے مسائل اور ان کے جرائم سے آگاہ کیا گیا ہے خاص طور پر منافقین کی سازشوں اور کارستانیوں کی جگہ جگہ نشاندہی کی گئی اور ان سے محتاط رہنے کی تاکید کی گئی تاکہ مسلمان اُن سے بچ سکیں۔ مثلاً سورۃ المائدہ میں تکمیل دین کا اعلان اور نفاذ شریعت کے تقاضے بیان ہوئے ہیں۔ اس حوالہ سے اہل کتاب اور منافقین کا نفاذ شریعت سے فرار اختیار کرنا ذکر کیا گیا ہے۔

۳۔ سورۃ البقرہ، سورۃ النساء اور سورۃ المائدہ میں بکثرت احکامات شریعت بیان کئے گئے ہیں۔

۴۔ سورۃ البقرہ اور سورۃ النساء میں شراب کی حرمت کا تمہیدی بیان ہے اور سورۃ المائدہ میں قطعی طور پر شراب کو حرام قرار دیا ہے۔

۵۔ سورۃ النساء میں پاک دامن مسلمان عورتوں سے نکاح کے احکام بیان ہوئے ہیں اور سورۃ المائدہ میں مومنہ عورتوں کے علاوہ پاک دامن اہل کتاب عورتوں سے نکاح کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔

۶۔ جس طرح سورۃ النسآء خواتین کے حقوقِ وراثت کے احکام اور قتلِ خطا کے کفارہ و دیت اور قتلِ عَمَد کی سزا کے بیان میں منفرد ہے اسی طرح سورۃ المائدہ شعائر اللہ کی تعظیم، کھانے پینے، شکار، احرام، چوروں اور ڈاکوؤں وغیرہ پر حد جاری کرنے، قصاص اور قسم کے کفارہ کے احکام میں منفرد ہے۔

شانِ نزول

سورت کے نزول کا آغاز صلح حدیبیہ کے زمانہ میں ہوا اور اس کی تکمیل حجۃ الوداع کے موقعہ پر میدانِ عرفات میں ہوئی۔ حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: میں حج کے لئے گیا اور وہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا "تم سورۂ مائدہ پڑھا کرتے ہو؟" میں نے کہا: جی۔ انہوں نے فرمایا: "سنو! سب سے آخر میں یہی سورت نازل ہوئی ہے۔ اس میں جس چیز کو حلال پاؤ تو اس کو حلال سمجھو اور جس چیز کو حرام پاؤ تو اس کو حرام ہی جانو۔" (مستدرک امام حاکم)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں: "میں رسول ﷺ کی اونٹنی عضباء کی نکیل تھامے ہوئے تھی کہ آپ ﷺ پر سورۃ المآئدہ پوری نازل ہوئی۔ قریب تھا کہ اس (وحی کے) بوجھ سے اونٹنی کے بازو ٹوٹ جائیں۔" (مسند احمد)

نزولِ وحی کے وقت جو غیر معمولی ثقل اور بوجھ ہوا کرتا تھا اس وقت بھی ہوا تھا۔ یہاں تک کہ اونٹنی عاجز ہوگئی تو آپ ﷺ اس سے نیچے اتر آئے۔ یہ سفر بظاہر حجۃ الوداع کا سفر ہے جو ۱۰ ھ میں پیش آیا، بعض دوسری روایات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ سورت نزولِ قرآن کے آخری مراحل میں نازل ہوئی ہے۔

طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے امیر المومنین! اگر یہ آیت:

> اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا (سورۃ المآئدۃ:۳)
>
> "آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا۔"

ہم پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس دن کو بطور عید مناتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں خوب جانتا ہوں یہ آیت کس دن نازل ہوئی، یہ آیت عرفہ کے روز جمعہ کے دن نازل ہوئی۔" (صحیح بخاری)

جب سورۃ المآئدہ کا نزول ہوا اُس وقت مسلمان مضبوط ہو چکے تھے۔ اسلامی ریاست مستحکم ہو چکی تھی۔ لہٰذا اس سورت میں مسلمانوں کے سیاسی، سماجی اور معاشی مسائل سے متعلق بہت سی ہدایات دی گئیں ہیں۔ چونکہ یہ سورت نزولِ قرآن کے آخری دور میں نازل ہوئی اس لئے اس میں مسلمانوں کے لئے دنیا میں زندگی گزارنے کی متعلق ہدایات اور احکامات و قوانین کی تکمیل ہو گئی ہے۔

مرکزی مضمون

اس سورت کا مرکزی مضمون آخری نبی و رسول سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کامل اطاعت و فرماں برداری اور آپ ﷺ پر نازل کردہ شریعت کے تمام احکام پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اس میں عقیدہ، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاقیات اور فوجداری قوانین بھی شامل ہیں، مسلمانوں کو ان احکام پر عمل کرنے اور یہودیوں اور نصرانیوں کے عقائد اور طرزِ عمل سے اجتناب کرنے کی نصیحت ہے۔ یہود و نصاریٰ کو بھی آخری نبی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی شریعت اپنانے کی دعوت ہے۔

اہم مضامین پر ایک نظر

مسلمانوں کو دین سے متعلق مزید احکامات و ہدایات دی گئی ہیں اور ان کی تکمیل فرمائی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں احرام کی حالت میں شکار کے احکام، شعائر اللہ اور بیت اللہ کے زائرین کا احترام اور کھانے پینے کی چیزوں میں حلال و حرام کی قطعی حدود قائم کی گئی ہیں۔ وضو، غسل اور تیمّم کے قاعدے

مقرر کئے گئے ہیں نیز بغاوت، فساد اور چوری کی سزائیں معین کی گئیں ہیں، شراب اور جوے کو قطعی حرام قرار دیا گیا ہے، قسم توڑنے کا کفارہ مقرر کیا گیا اور قانونِ شہادت کے حوالہ سے مزید ہدایات ذکر کی گئی ہیں۔

مسلمانوں کو بار بار نصیحت کی گئی ہے کہ عدل پر قائم رہیں، اہلِ کتاب کی روش سے بچیں، اللہ ﷻ کی اطاعت و فرماں برداری کریں اس کے رسولوں پر ایمان لائیں، ان کی تعظیم و توقیر بجالائیں اور اللہ ﷻ کے احکام کی پیروی کا جو عہد انہوں نے کیا ہے اس پر ثابت قدم رہیں اور یہود و نصاریٰ کی طرح اس کو توڑ کر اس انجام سے دوچار نہ ہوں جس سے وہ دوچار ہوئے۔ اسی طرح اپنے جملہ معاملات کے فیصلوں میں کتابِ الٰہی کے پابند رہیں، رسول اللہ ﷺ کی تعظیم بجالائیں، شریعت کے احکام کے نفاذ کی جدوجہد کریں اور منافقانہ طرزِ عمل سے اجتناب کریں۔

نصاریٰ کو بھی متنبہ کیا گیا ہے اور انہیں راہ راست پر آنے کی دعوت دی گئی ہے خاص طور پر نصاریٰ سے تفصیلی خطاب کر کے ان کے عقائد کی غلطیاں بتائی گئی ہیں اور انہیں آخری نبی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔

سُوْرَۃُ الْمَآئِدَہ (آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ)

آیات: ۱ تا ۵
- ایفائے عہد کی تاکید
- شعائر اللہ کی تعظیم و توقیر بجالانے کا حکم
- حلال و حرام چیزوں کا بیان
- تکمیل دین کا اعلان

آیات: ۶ تا ۱۱
- وضو، غسل اور تیمم کے احکام
- اللہ ﷻ کے عہد کی پابندی کا حکم
- عدل کی تاکید
- اللہ ﷻ کے مسلمانوں پر احسان کا ذکر

آیات: ۱۲ تا ۱۹
- یہود و نصاریٰ کی عہد شکنی اور اس کی سزا
- رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری
- اہل کتاب کو نصیحت اور ان کے غلط عقائد

آیات: ۲۰ تا ۲۶
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بنی اسرائیل کو جہاد و قتال کی دعوت
- قوم کا جہاد و قتال کرنے سے انکار اور اس کی سزا کا بیان

آیات: ۲۷ تا ۴۰
- قصہ ہابیل و قابیل
- جنگی قوانین
- قربت الٰہی کے وسیلے
- چوری کی سزا کا ذکر

آیات: ۴۱ تا ۵۰
- منافقین اور یہود کی مذمت
- تورات کے احکام
- انجیل کا ذکر
- قرآنِ مجید کے مطابق فیصلے کرنے کا حکم

آیات: ۵۱ تا ۵۶
- یہود و نصاریٰ سے دوستی کی ممانعت
- منافقین کا طرزِ عمل اور انجام
- مومنین کے اوصاف کا ذکر

آیات: ۵۷ تا ۶۶
- کفار سے دوستی کی ممانعت
- یہود کے جرائم
- نفاذِ شریعت کی برکات
- اللہ ﷻ کا رسول اللہ ﷺ کے لئے خود محافظ ہونا

آیات: ۶۷ تا ۷۷
- اہل کتاب کو دعوت اصلاح
- دین میں غلو کرنے کی ممانعت
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب غلط عقائد کارد

آیات: ۷۸ تا ۸۶
- بنی اسرائیل کی کفار پر لعنت کی وجہ
- یہود و مشرکین کی عداوت
- اہلِ حق کی تعریف

آیات: ۸۷ تا ۱۰۰
- حلال و حرام چیزوں کا ذکر
- قسم کا کفارہ
- حالت احرام میں شکار کی ممانعت اور احکام
- شراب اور جوے کی حرمت کا قطعی حکم

آیات: ۱۰۱ تا ۱۰۸
- فضول سوالات سے اجتناب کرنے کا حکم
- مشرکین کی مذمت
- موت کے وقت وصیت اور گواہ بنانے کی تاکید

آیات: ۱۰۹ تا ۱۲۰
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ ﷻ کے احسانات
- نزولِ مائدہ کا لوگوں کے لئے باعث عید ہونا
- روزِ قیامت اللہ ﷻ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مکالمہ کا ذکر

سبق:۹

سُوْرَةُ الْمَآئِدَة

سورۃ المائدہ ۵ — رکوع: ۱تا۴ (آیات: ۱تا۲۶)

رکوع: ۱تا۴ کے اہم مضامین

۱۔حلال وحرام کی تفصیل ۲۔تکمیل دین کا اعلان ۳۔وضو اور تیمّم کے احکام ۴۔عدل وانصاف کی تاکید

۵۔یہود ونصاریٰ کی عہد شکنی اور اس کی سزا ۶۔یہود ونصاریٰ کو حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت

۷۔بنی اسرائیل کا جہاد سے انکار کا ایک واقعہ

رکوع: ۱تا۴ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱تا۵)

مسلمانوں کو اپنے معاہدوں (عہد وپیماں) پورے کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ مویشی (اونٹ، گائے، بھینس، بھیڑ اور بکری وغیرہ) حلال کئے گئے ہیں۔ حالتِ احرام میں شکار کی ممانعت ہے نیز جن چیزوں کی حُرمت پامال کرنے سے منع کیا گیا ہے ان کا بیان ہے مثلاً شعائر اللہ (یادِ الٰہی کی خاص علامات مثلاً اذان، نماز)، حرمت والے مہینے (ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، رجب)، ہدی (قربانی کے جانور جو حدودِ حرم میں ذبح کئے جائیں) نیز ایسے جانور جن کے گلے میں قربان کئے جانے کی نشانی ڈال دی جاتی ہے اور حج وعمرہ کرنے والے وغیرہ۔ احرام کھولنے کے بعد شکار کی اجازت دی گئی ہے۔ انصاف سے کام لینے کا حکم ہے، ہر قسم کے ظلم وزیادتی سے منع کیا گیا ہے اور ایک اصولی حکم دیا گیا ہے کہ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیا جائے جبکہ بُرائی اور ظلم وزیادتی میں معاونت نہ کی جائے۔ حرام چیزوں کی تفصیل بتائی گئی ہے کہ مُردار، (ذبیحہ کا بہنے والا) خون، خنزیر کا گوشت، وہ جانور جس پر ذبح کے وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو، وہ جانور جو بُتوں کی قربان گاہ پر ذبح کیا گیا ہو اور جوئے کے تیروں کے ذریعہ گوشت وغیرہ تقسیم کرنا حرام ہے۔ مردار کی وضاحت کی گئی ہے کہ جو جانور گلا گھٹنے سے، چوٹ لگنے سے، گر کر، کسی جانور کے سینگ یا ٹکر سے مر جائے اور جسے کسی درندے نے کھایا ہو، وہ سب حرام ہیں۔ ہاں البتہ ان میں سے اگر کسی کو زندہ حالت میں پا کر ذبح کر لیا جائے تو وہ حلال ہے۔ مسلمانوں کے لئے دین اسلام کی تکمیل اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے اسلام کو بطور دین پسند کرنے کی خوشخبری دی گئی ہے۔ بھوک کی اضطراری کیفیت میں (بے اختیار ہو کر) جان بچانے کی خاطر حرام چیزوں میں سے صرف انتہائی ضرورت کی حد تک کہ جس سے جان بچ سکے کھانے کی اجازت ہے۔ نیز حلت وحرمت کے حوالہ سے ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ وہ تمام پاکیزہ اور صاف ستھری چیزیں مسلمانوں کے لئے حلال ہیں جن کو اسلامی شریعت نے حرام نہ ٹھہرایا ہو۔ شکار کے متعلق حکم بیان ہوا ہے کہ سُدھائے ہوئے تربیت یافتہ شکاری جانور کا شکار حلال ہے بشرطیکہ وہ اپنے مالک کے لئے شکار پکڑے رکھے اور اس شکاری جانور کو چھوڑتے ہوئے اس شکاری جانور پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نام لیا گیا ہو اہل کتاب کا وہ کھانا جس میں کوئی حرام چیز (مثلاً شراب، سور کا گوشت وغیرہ) شامل نہ ہو، مسلمانوں کے لئے حلال ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کا کھانا اہل کتاب کے لئے حلال ہے۔ مسلمان مَردوں کو صحیح عقائد کے حامل اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی ہے بشرطیکہ ان کا حق مہر ادا کر دیا جائے اور نکاح کا مقصد گھر بسانا اور عفت حاصل کرنا ہو۔ جبکہ نکاح کے بندھن کے بغیر جنسی تسکین کے لئے جو تعلقات قائم کئے جائیں خواہ وہ کھلم کھلا ہوں یا چوری چھپے وہ ممنوع ہیں۔ کفر وشرک میں مبتلا عورتوں سے شادی

کرنے کا یہ شدید نقصان بیان کیا گیا ہے کہ کہیں ان کے دامِ محبت میں پھنس کر ایک مسلمان اپنے ایمان کی دولت سے محروم ہو کر آخرت کے عذاب کا مستحق نہ ہو جائے۔

رکوع: ۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر (نوکدار دانتوں والے) درندے اور ہر پنجے (میں پکڑ کر کھانے) والے پرندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۲۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم اپنے کتے کو (شکار پر) بھیجو تو اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نام لو اور اگر وہ تمہارے لئے پکڑے اور تم اسے زندہ پالو تو اسے ذبح کر لو اور اگر تم اسے پاؤ کہ اس نے اسے قتل کر دیا ہے لیکن اسے خود نہیں کھایا تو پھر تم اسے کھالو، کیونکہ کتے کا اسے پکڑنا ہی اسے ذبح کرنا ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہمارے لئے دو خون اور دو مردار حلال قرار دے دیئے گئے ہیں، دو مُرداروں سے مراد مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خونوں سے مراد جگر اور کلیجی ہیں۔" (مسند احمد)

۴۔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے راستہ میں کسی جہاد کرنے والے کو جہاد کا سامان تیار کر کے دیا، بلاشبہ اس نے خود جہاد کیا اور جو شخص جہاد کرنے والے کا اس کے گھر میں بھلائی کے ساتھ اس کا جانشین بنا، یقیناً اس نے (بھی) جہاد کیا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اس زمانہ کا (یعنی اب سے قیامت تک) کوئی یہودی ہو یا نصرانی (یا کوئی اور دین والا) میرے متعلق سنے اور میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائے بغیر مر جائے، تو وہ دوزخی ہے۔" (صحیح مسلم)

رکوع: ۲ (آیات: ۶ تا ۱۱)

جسم کی طہارت کے لئے وضو، غسل اور تیمّم کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ وضو کے چار فرائض: چہرہ دھونے، کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونے، سر کا مسح کرنے اور دونوں پاؤں دھونے کا ذکر ہے (فقہ جعفریہ کے مطابق پاؤں کا مسح لازمی ہے)۔ جنابت کی حالت میں لازمی غسل کرنے کا حکم ہے البتہ جب وضو یا غسل کے لئے پانی میسر نہ ہو یا کوئی ایسا عذر پیش آ جائے کہ پانی استعمال نہ کر سکتا ہو اور طہارت حاصل کرنا بھی ضروری ہو تو ایسی صورت میں پاک صاف مٹی سے تیمّم کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ طہارت کے ان احکام کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان پاکیزگی حاصل کریں اس طرح وہ ہر ظاہری و باطنی گندگیوں اور بیماریوں سے محفوظ رہیں گے۔ مسلمانوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں کی یاددہانی کرائی گئی ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کئے ہوئے عہد و پیمان کی پابندی کرنے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ نیز عدل و انصاف کی تلقین کی گئی ہے کہ ہر حال میں انصاف پر قائم رہیں اور انصاف کے ساتھ گواہی دیں۔ کسی قوم کی دشمنی انہیں ناانصافی پر آمادہ نہ کرے۔ عدل و انصاف سے کام لینا صحیح راستہ ہے اور یہی تقویٰ کے بھی زیادہ قریب ہے۔ ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے۔ اس کے برعکس کفار اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات کی

تکذیب کرنے والوں کے لئے دوزخ کے عذاب کی وعید ہے۔ مسلمانوں پر اللہ ﷻ کے ایک احسان کا تذکرہ ہے کہ اللہ ﷻ نے انہیں دشمن کے مقابلہ میں تحفظ فراہم کیا۔ مزید بر آں مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ ﷻ پر بھروسہ رکھیں۔

رکوع ۲ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری اُمّت کے لوگوں کو قیامت کے دن اس حال میں پکارا جائے گا کہ وضو کی وجہ سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے، سو تم میں سے جو شخص اپنی یہ روشنی بڑھانے کی استطاعت رکھتا ہو تو وہ ضرور ایسا کرے۔ (یعنی وضو اچھی طرح کرے اور باوضو رہے)۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۲۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟" ہم نے عرض کیا: جی ہاں، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ ﷻ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔" یہ فرما کر آپ ﷺ سیدھے بیٹھ گئے، حالانکہ اس سے پہلے آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "خبردار! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا، خبردار! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔" پھر آپ ﷺ برابر ان الفاظ کو دہراتے رہے، یہاں تک کہ میں نے (اپنے دل میں) کہا، شاید آپ ﷺ خاموش نہیں ہوں گے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

رکوع ۳ (آیات: ۱۲ تا ۱۹)

بنی اسرائیل سے ایک عہد لینے اور ان میں بارہ نقیب بنانے کا ذکر ہے۔ اللہ ﷻ نے ان سے عہد لیا کہ یقیناً میری معیت تمہیں حاصل ہوگی اگر تم نماز قائم کرو گے، زکوٰۃ دو گے، میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے اور تعظیم کے ساتھ ان کی نصرت کرتے رہو گے اور اللہ ﷻ کے دین کی نصرت کے لئے مال خرچ کرو گے تو میں تمہارے گناہ معاف کر دوں گا اور تمہیں جنت کے باغات میں داخل کروں گا۔ لیکن بنی اسرائیل نے اس عہد کو توڑ دیا۔ اس عہد شکنی کی انہیں یہ سزا ملی کہ اللہ ﷻ نے ان پر لعنت فرمائی اور ان کے دل سخت بنا دیئے۔ انہوں نے اللہ ﷻ کے کلام کو بدل دیا یعنی ایک تو اپنی کتابوں میں موجود رسول اللہ ﷺ کے اوصاف و کمالات کو یکسر بدل کر بیان کیا کرتے اور دوسرا اپنی مطلب براری کی خاطر اللہ ﷻ کے احکامات میں ردوبدل کرتے اور انہوں نے اللہ ﷻ کی طرف سے دی گئی ہدایات کو بھلا دیا۔ ان کا حال یہ ہے کہ خیانت ان کے مزاج میں داخل ہو چکی ہے اور وہ برابر خیانتیں کرتے رہیں گے۔ یہود کے بعد نصاریٰ کی عہد شکنی کا تذکرہ ہے۔ اللہ ﷻ نے ان سے بھی توحید و رسالت اور دیگر احکام کی بجا آوری کا عہد لیا لیکن انہوں نے اس عہد کو توڑ دیا اور احکامِ الٰہی کو فراموش کر دیا جس کے نتیجہ میں اللہ ﷻ نے انہیں یہ سزا دی کہ قیامت تک آپس میں دشمن ہی رہیں گے اور ایک دوسرے سے بغض رکھیں گے۔ اہلِ کتاب کو دعوت دی گئی ہے کہ تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ آ چکے ہیں جو ان باتوں کو واضح کر رہے ہیں جو تم نے اپنی کتابوں کی تعلیمات میں سے چھپا دی تھیں۔ دیکھو! تمہارے پاس آ چکا اللہ ﷻ کی طرف سے نور اور روشن کتاب جس کے ذریعہ اللہ ﷻ اپنی رضا کے طلب گاروں کو سلامتی کے راستوں کی طرف ہدایت دیتا ہے، انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور سیدھے راستے پر گامزن کرتا ہے۔ لہٰذا تمہیں چاہیئے کہ اللہ ﷻ کے رسول حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لے آؤ، اسی میں تمہاری بھلائی ہے نصاریٰ کا ایک غلط عقیدہ یہ ہے کہ مسیح ابن مریم (علیہما السلام) ہی اللہ ہے (معاذ اللہ)۔ اس غلط عقیدہ کو کفر قرار دیا گیا ہے اور اس کی تردید کی گئی ہے۔ غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے کہ اگر اللہ ﷻ حضرت مسیح علیہ السلام، ان کی ماں اور سارے جہاں والوں کو ہلاک کر دینے کا فیصلہ کر لے، تو اسے کوئی روک نہیں سکتا۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام معبود نہیں ہیں، بلکہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندے ہیں، معبود صرف ایک ہی ہے اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ یہود ونصاریٰ کی ایک اور گمراہی بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے خواص اور محبوب ہونے کی وجہ سے گویا اولاد ہی جیسے ہیں۔ ان کے اس نظریہ کی تردید کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ ان کے گناہوں کی پاداش میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں سزا دیتا رہا ہے، اگر یہ واقعی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے محبوب اور چہیتے ہوتے تو وہ انہیں سزا نہ دیتا۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ لوگ بھی باقی لوگوں کی طرح عام انسان ہی ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات کے پابند ہیں۔ آخر میں اہل کتاب پر ایک حجت قائم کی گئی ہے کہ ان کے پاس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے آخری نبی اور رسول سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ چکے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیک لوگوں کو خوشخبری دینے والے اور بُرے لوگوں کو جہنم کے عذاب سے ڈرانے والے ہیں۔ اہل کتاب کو چاہیئے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور اپنی اصلاح کر لیں، کیونکہ اب ان کے پاس ایمان نہ لانے کا کوئی عذر باقی نہیں ہے۔

رکوع:۳ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا اور مسلمانوں میں سے ایک جماعت اس (دین کی حفاظت) کے لئے قیامت تک لڑتی رہے گی۔" (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے ڈال دیا اس کا نسب اس کو آگے نہیں بڑھا سکے گا۔" (گویا نجات کے لئے ایمان اور اعمال صالحہ پر کاربند رہنا بھی ضروری ہے۔ بغیر ایمان و عمل محض نسب کافی نہیں)۔ (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمام لوگوں کی نسبت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے سب سے زیادہ قریب ہوں، انبیاء کرام علیہم السلام آپس میں علاتی (باپ شریک) بھائی ہیں۔ (یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کا دین ایک تھا اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ کار یعنی شریعتیں مختلف تھیں۔ میرے اور ان (عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان اور کوئی نبی (علیہ السلام) نہیں ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

رکوع:۴ (آیات:۲۰تا۲۶)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آنے والا ایک واقعہ مذکور ہے۔ جب بنی اسرائیل کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرعون کی غلامی سے نجات دلوائی تو وہ مصر سے نکل کر شام کی طرف آئے۔ اب انہیں فلسطین کی مقدس سرزمین میں جانا تھا جہاں پر ایک سخت جابر قوم کا قبضہ تھا۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو جہاد کا حکم دیا لیکن انہوں نے جہاد سے انکار کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے انعامات یاد دلائے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تم میں انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے، تمہیں بادشاہت بھی دی اور تمہیں ایسی نعمتوں سے نوازا جو تمہارے دور کی کسی دوسری قوم کو نہیں ملیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں بتایا کہ یہ سرزمین تمہارے مقدر میں لکھ دی گئی ہے لہٰذا جہاد کے نتیجہ میں تمہیں فتح حاصل ہو گی۔ ساتھ ہی انہیں تنبیہ کی کہ پیچھے نہ ہٹنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ لیکن بنی اسرائیل نے یہ بات نہ مانی اور بزدلی کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا کہ اس شہر میں تو بڑے طاقتور لوگ ہیں، ہم ہرگز وہاں داخل نہیں ہوں گے۔ ہاں اگر وہ وہاں سے خود بخود نکل جائیں تو پھر ہم داخل ہو جائیں گے۔ بنی اسرائیل میں سے دو آدمیوں نے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرنے والے تھے اور جن پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل تھا اپنی قوم کو ہمت اور حوصلہ دلایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ رکھو آگے بڑھو اور شہر کے دروازے میں داخل ہو جاؤ تو تمہیں غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ لیکن قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے برملا کہہ دیا کہ جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں ہم ہرگز شہر میں داخل نہیں ہوں گے، تم اور تمہارا رب جا کر ان سے جنگ کرو ہم تو یہیں رہیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان

کے اس رویہ سے انتہائی صدمہ پہنچا اور ان سے اعلان برأت کرتے ہوئے اللہ ﷻ سے دعا کی کہ "اے میرے رب! بے شک میں اپنی ذات اور اپنے بھائی کے سوا (کسی اور پر) کچھ اختیار نہیں رکھتا پس ہمارے اور اِس نافرمان قوم کے درمیان جدائی ڈال دے"۔ اللہ ﷻ نے اس بزدل اور نافرمان قوم کو یہ سزا سنائی کہ یہ لوگ چالیس سال تک مقدس سرزمین میں داخلہ سے محروم رہیں گے اور اس مدت کے دوران یہ صحرائے سینا میں مارے مارے پھرتے رہیں گے۔ آخر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ ان فاسق لوگوں کے انجام پر افسوس نہ کریں یہ لوگ اسی انجام کے لائق ہیں۔

رکوع: ۴ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ثوبان! اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب دوسری قومیں تم پر یوں ٹوٹ پڑیں گی جیسے تم کھانے کے پیالے پر ٹوٹ پڑتے ہو؟ انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، کیا ہماری کم تعداد کی وجہ سے ایسے ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، تم اس وقت بہت زیادہ ہو گے لیکن تمہارے دلوں میں وَہَن ڈال دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! وَہَن کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا دنیا سے محبت کرنا اور موت کو ناپسند کرنا۔" (مسند احمد)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قوی مومن، ضعیف مومن سے بہتر اور اللہ ﷻ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اور سب (مومنوں) میں خیر ہے، تو اپنے لئے نفع بخش چیز کے لئے محنت و کوشش کرو اور اللہ ﷻ سے مدد طلب کرو اور کمزور نہ پڑو اور اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچے تو ایسے نہ کہو: اگر میں (اس طرح، اس طرح) کرتا تو اس طرح، اس طرح ہوتا، بلکہ ایسے کہو: اللہ ﷻ نے مقدر کیا اور جو اس نے چاہا پس کیا، کیونکہ (لفظ) "اگر" عمل شیطان کھولتا ہے۔" (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ ﷺ سے اس طرح نہیں کہیں گے جس طرح بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا (کہ) "آپ اور آپ کا رب جائیں اور لڑیں ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔" بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ چلیے ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک فرطِ مسرت (خوشی) سے جگمگا اٹھا۔ (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن اللہ ﷻ جنّت کو بلائے گا، چنانچہ وہ اپنی تمام آرائشوں اور زینتوں کے ساتھ آئے گی، پھر اللہ ﷻ کہے گا: اے میرے وہ بندو! جنہوں نے میری راہ میں قتال کیا اور مارے (شہید کئے) گئے اور میری راہ میں جن کو ستایا گیا اور جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا، جنت میں داخل ہو جاؤ، چنانچہ وہ حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔" (مسند احمد)

سُوْرَةُ الْمَآئِدَه

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ
اے ایمان والو! (اپنے) عہد پورے کرو تمہارے لئے چرنے والے مویشی حلال کر دیئے گئے ہیں

اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ
سوائے ان کے جن کے بارے میں تمہیں (حکم) پڑھ کر سنایا جائے گا (لیکن جب) تم احرام کی حالت میں (ہوتو) شکار کو حلال نہ سمجھنا

اِنَّ اللهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝۱ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ
بے شک اللہ جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ ہی حرمت والے مہینہ کی

وَلَا الْهَدْىَ وَلَا الْقَلَآئِدَ
اور نہ ہی (حرم کو) بھیجی ہوئی قربانیوں کی اور نہ ہی اُن جانوروں کی جن کے گلوں میں (قربانی کی نشانی کے لئے) پٹے بندھے ہوئے ہیں

وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ
اور نہ ہی بیت الحرام کا ارادہ کرنے والوں کی جو اپنے رب کا فضل اور رضامندی تلاش کرتے ہیں

وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ
اور جب احرام کھول دو تو تم شکار کرسکتے ہو اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی (اس بات پر) آمادہ نہ کرے

اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ
کہ انہوں نے تمہیں مسجدِ حرام سے روکا کہ تم زیادتی کرو اور نیکی اور پرہیزگاری کے کام میں باہم تعاون کرو

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللهَ ؕ اِنَّ اللهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۲
اور گناہ اور زیادتی (کے کام) میں باہم تعاون نہ کرو اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو بے شک اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهٖ
تم پر حرام کر دیا گیا ہے مُردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر (ذبح کے وقت) اللہ کے سوا کسی اور کا نام پُکارا جائے

وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ
اور گلا گھٹنے سے مرنے والا اور چوٹ لگنے سے مرنے والا اور اوپر سے گر کر مرنے والا اور سینگ لگنے سے مرنے والا

وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ

اور جسے کھالیا ہو کسی درندے نے سوائے اُس کے جسے تم (اس کے مرنے سے پہلے) ذبح کرلو اور جسے بُتوں کی قربان گاہ پر ذبح کیا گیا ہو

وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ

اور یہ کہ تم جُوے کے تیروں سے (گوشت وغیرہ) تقسیم کرو (یہ بھی حرام ہے) یہ سخت گناہ کے کام ہیں

اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ

آج وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے تمہارے دین (کے مغلوب ہونے) سے ناامید ہوگئے تو (مسلمانو!) اُن سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی ہے اور تمہارے لئے اسلام بطورِ دین پسند کرلیا

فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ

پھر جو شدتِ بھوک سے مجبور ہو جائے گناہ کی طرف مائل ہونے والا نہ ہو (اور مجبوراً حرام میں سے جان بچانے کے بقدر کچھ کھالے)

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳ يَسْــَٔـلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ

تو بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سوال کرتے ہیں اُن کے لئے کیا حلال کیا گیا ہے؟

قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما دیجیے کہ تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور وہ شکاری جانور جنہیں تم نے شکار پر دوڑاتے ہوئے سُدھا لیا ہے

تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ

تم انہیں (شکار کے وہ طریقے) سکھاتے ہو جو تمہیں اللہ نے سکھائے ہیں تو اُس میں سے (بھی) کھاؤ جو وہ تمہارے لئے پکڑ رکھیں

وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۴

اور (شکاری جانور کو چھوڑتے وقت) اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ

آج تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کردی گئی ہیں اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کے لئے حلال ہے

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اور ایمان والیوں میں سے پاک دامن عورتیں اور اُن لوگوں کی پاک دامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی (حلال ہیں)

اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ

جبکہ تم نے ان کو (نکاح کی) حفاظت میں لانے کے لئے ان کے مہر دے دیئے ہوں نہ کہ (کھلم کھلا) بدکاری کرنے والے ہو

ع ۱ ۵ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۵ ع

اور نہ ہی کوئی چھپی دوستی کرنے والے اور جو ایمان سے انکار کرے تو یقیناً اس کا عمل ضائع ہو گیا اور وہ آخرت میں خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے چہرے اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھو لیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کر لیا کرو

وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ

اور اپنے پاؤں (بھی) ٹخنوں تک (دھو لیا کرو) اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو پھر (غسل کر کے) خوب پاک ہو جاؤ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو

اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آئے یا تم نے بیویوں سے صحبت کی ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کر لیا کرو

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ

پس اس (مٹی) سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کر لیا کرو اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی رکھے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کر دے

وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۶ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ

اور وہ تم پر اپنی نعمت پوری فرمائے تاکہ تم شکر ادا کرو۔ اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو اور اُس کے پختہ عہد کو (یاد رکھو) جو اس نے تم سے لیا تھا

اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷

جب تم نے کہا کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو بے شک اللہ سینوں کے رازوں کو (بھی) خوب جاننے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ

اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے مضبوطی سے قائم رہنے والے ہو جاؤ اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی ہرگز آمادہ نہ کرے

عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۸

اِس پر کہ تم عدل نہ کرو عدل کیا کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو بے شک اللہ خوب واقف ہے اُس سے جو تم کرتے ہو۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۹ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اللہ نے اُن لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ان کے لئے بخشش اور اجرِ عظیم ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝۱۰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ

اور ہماری آیات کو جھٹلایا یہ لوگ جہنم والے ہیں۔ اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو جب ایک گروہ نے ارادہ کیا

ع ۲ ۶ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱ ع

کہ تم پر دست درازی کرے تو اللہ نے اُن کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ۭ

اور یقیناً اللہ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا اور ہم نے اُن میں سے بارہ نگران مقرر کئے اور اللہ نے فرمایا کہ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں

لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ

اگر تم نماز قائم کرتے رہے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہے اور میرے رسولوں پر ایمان لائے اور تعظیم کے ساتھ ان کی نصرت کرتے رہے

وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ

اور اللہ کو قرضِ حسنہ دیتے رہے تو میں ضرور تم سے تمہاری بُرائیاں دُور کردوں گا اور ضرور تمہیں ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں

فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۱۲ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ

پھر تم میں سے جس نے اِس کے بعد کفر کیا تو یقیناً وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔ تو اُن کے اپنا پختہ عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی

وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ

اور ہم نے ان کے دلوں کو سخت بنا دیا وہ (کتاب الٰہی کے) کلمات کو ان کے (اصل) موقع محل سے بدل دیتے ہیں

وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ

اور جس بات کی اُنہیں نصیحت کی گئی تھی اُنہوں نے اُس میں سے ایک بڑا حصہ بُھلادیا اور آئے دن آپ ان کی کسی نہ کسی خیانت پر آگاہ ہوتے رہیں گے

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۳

سوائے ان میں سے تھوڑے لوگوں کے تو آپ اُنہیں معاف کیجیے اور درگزر کیجیے بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ

اور ان لوگوں سے جنہوں نے کہا بے شک ہم نصارٰی ہیں ہم نے اُن سے (بھی) پختہ عہد لیا

فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ

تو انہوں نے اُس میں سے ایک بڑا حصہ بُھلادیا جس بات کی اُنہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے اُن کے درمیان روزِ قیامت تک دشمنی اور بغض ڈال دیا

وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝۱۴ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا

اور عنقریب اللہ اُنہیں بتادے گا جو کچھ وہ کرتے تھے۔ اے اہلِ کتاب! تمہارے پاس ہمارے (یہ) رسول (ﷺ) آچکے ہیں

يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ڛ

جو تم پر کتاب میں سے بہت سی وہ باتیں کھول کھول کر بیان فرماتے ہیں جنہیں تم چھپا رہے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر فرماتے ہیں

قَدْ جَاۗءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۵ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ

یقیناً اللہ کی طرف سے تمہارے پاس آیا نور اور روشن کتاب۔ جس کے ذریعہ اللہ ان لوگوں کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے جو اس کی خوشنودی کے طالب ہیں

وَيُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ بِاِذۡنِهٖ وَيَهۡدِيۡهِمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۱۶﴾

اور وہ اُن کو اپنی توفیق سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے اور انہیں سیدھے راستہ کی طرف ہدایت عطا فرماتا ہے۔

لَقَدۡ كَفَرَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ ؕ قُلۡ فَمَنۡ يَّمۡلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيۡـئًا

یقیناً اُن لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا بے شک اللہ مسیح ابن مریم (علیہما السلام) ہی ہے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما دیجئے کون ہے جو اللہ کے سامنے کچھ بھی اختیار رکھتا ہے

اِنۡ اَرَادَ اَنۡ يُّهۡلِكَ الۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا ؕ

اگر اللہ ارادہ کرے کہ مسیح ابن مریم (علیہما السلام) اور اُن کی والدہ اور سب زمین والوں کو ہلاک کر دے (تو اللہ کو کوئی نہیں روک سکتا)

وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا ؕ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ

اور اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے اور اُس کی بھی جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا فرما دیتا ہے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۷﴾ وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ وَالنَّصٰرٰى نَحۡنُ اَبۡنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ

اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور یہود اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اُس کے بڑے محبوب ہیں

قُلۡ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمۡ بِذُنُوۡبِكُمۡ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ بَشَرٌ مِّمَّنۡ خَلَقَ ؕ

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما دیجئے کہ پھر کیوں وہ تمہیں تمہارے گناہوں کی وجہ سے عذاب دیتا ہے بلکہ تم بھی بشر ہو اس (مخلوق) میں سے جسے اس نے پیدا فرمایا

يَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

وہ جسے چاہے گا معاف فرما دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے

وَمَا بَيۡنَهُمَا ۫ وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۸﴾ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ

اور اُس کی بھی جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور اسی کی طرف پلٹنا ہے۔ اے اہل کتاب!

قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمۡ

تمہارے پاس ہمارے (یہ) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آ چکے ہیں وہ تم پر (احکام شریعت) کھول کھول کر بیان فرماتے ہیں

عَلٰى فَتۡرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا جَآءَنَا مِنۡۢ بَشِيۡرٍ وَّلَا نَذِيۡرٍ ۫

بعد اس کے کہ رسولوں کی آمد ایک مدت تک رُکی رہی تھی کہ کہیں تم یہ نہ کہہ سکو ہمارے پاس نہ خوشخبری دینے والا آیا اور نہ ہی ڈرانے والا

فَقَدۡ جَآءَكُمۡ بَشِيۡرٌ وَّنَذِيۡرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۹﴾ ع ۳ ۸

تو یقیناً تمہارے پاس خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے (رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آ چکے ہیں اور اللہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔

وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰى لِقَوۡمِهٖ يٰقَوۡمِ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ جَعَلَ فِيۡكُمۡ اَنۡۢبِيَآءَ

اور (یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا اے میری قوم! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تم میں انبیاء (علیہم السلام) پیدا فرمائے

وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾

اور تمہیں بادشاہ بنایا اور اس نے تمہیں وہ کچھ عطا فرمایا جو (تم سے پہلے) تمام دنیا جہان میں کسی کو نہیں دیا تھا۔

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ

اے میری قوم! اِس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے اور اپنی پیٹھ پھیرتے ہوئے پیچھے نہ ہٹنا

فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ

ورنہ تم خسارہ اُٹھانے والے ہو کر پلٹو گے۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! بے شک اِس بستی میں تو سخت جابر لوگ آباد ہیں

وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور ہم ہرگز اِس میں داخل نہ ہوں گے یہاں تک کہ وہ اِس سے نکل جائیں پھر اگر وہ اِس سے نکل جائیں تو بے شک ہم داخل ہوں گے۔

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا

(اللہ سے) ڈرنے والوں میں سے دو مردوں نے کہا جن دونوں پر اللہ نے انعام فرمایا تھا

ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۬ۚ

کہ تم ان پر (حملہ کرتے ہوئے شہر کے) دروازے میں داخل ہو جاؤ۔ پس جب تم اس میں داخل ہو جاؤ گے تو بے شک تم ہی غالب رہو گے

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا

اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اگر تم مومن ہو۔ اُنھوں نے کہا اے موسیٰ (علیہ السلام)! بے شک ہم ہرگز اِس (سرزمین) میں کبھی بھی داخل نہ ہوں گے

مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾

جب تک وہ اِس میں موجود ہیں پس تم اور تمہارا رب جاؤ پھر دونوں لڑو بے شک ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ

موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کیا: اے میرے رب! بے شک میں اپنی ذات اور اپنے بھائی کے سوا (کسی اور پر) کچھ اختیار نہیں رکھتا

فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ

پس ہمارے اور اِس نافرمان قوم کے درمیان جدائی ڈال دے۔ (اللہ نے) فرمایا تو بے شک وہ سرزمین اِن پر چالیس سال تک حرام کر دی گئی ہے

يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ ع

یہ لوگ (اس دوران) زمین میں بھٹکتے پھریں گے تو اِس فاسق قوم (کے انجام) پر افسوس نہ کرو۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شعائر اللہ یعنی اس کی نشانیوں (مثلاً بیت اللہ، صفا اور مروہ)، حرمت والے مہینوں نیز قربانی کے جانوروں اور حج اور عمرہ کرنے والوں کی تعظیم کرنے کا حکم فرمایا ہے لہٰذا ان کی بے حرمتی کرنا یا انہیں نقصان پہنچانا حرام ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۲)

۲۔ ظلم اور زیادتی کسی کے ساتھ جائز نہیں یہاں تک کہ کافر و مشرک کے ساتھ بھی جائز نہیں۔ گناہ اور زیادتی کرنے والوں کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہیے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۲)

۳۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام دین اسلام ہی کی تعلیمات لائے البتہ دین کی تکمیل کا اعلان خاتم الانبیاء سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کیا گیا اور آپ ﷺ کے ذریعہ زندگی کے تمام گوشوں کے لئے جامع رہنمائی اور ہدایات عطا کر دی گئیں۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۳)

۴۔ مردار اور اسی طرح وہ حلال جانور جو شریعت اسلامی کے طریقہ کے مطابق ذبح نہ کیا جائے اس کا کھانا حرام ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۳)

۵۔ اہل کتاب کا کھانا مسلمانوں کے لئے اور مسلمانوں کا کھانا ان کے لئے حلال ہے۔ البتہ شریعت اسلامی کی مقرر کردہ حلال و طیب کی شرائط کی پاسداری ضروری ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۵)

۶۔ نکاح کے بندھن کو چھوڑ کر مَردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مَردوں سے باہم خفیہ تعلقات اور دوستیاں رکھنا حرام ہے۔ ایسے تعلقات بے حیائی اور معاشرتی بگاڑ کا ذریعہ بنتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے معاشرے میں کئی بڑی بڑی بُرائیاں جنم لیتی ہیں۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۵)

۷۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں انسانوں سے کچھ ذمہ داریوں کا تقاضا کرتی ہیں جن سے عہدہ برا ہونے میں ہی دنیا اور آخرت کی نجات موقوف ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۷)

۸۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل ایمان کو ہر معاملہ میں عدل و انصاف پر کاربند رہنے اور عدل قائم کرنے کا حکم دیا ہے خواہ معاملہ اپنوں کا ہو یا غیروں اور دشمنوں سے متعلق۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۸)

۹۔ مجرمین کو عذاب جہنم سے ڈرانا ایک بنیادی قرآنی اسلوب ہے تاکہ لوگ کفر و شرک اور گناہوں سے باز آئیں۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۱۰)

۱۰۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خوف اور اس پر توکل نعمتوں کی بقا کا ذریعہ ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۱۱)

۱۱۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے بندوں کی خاص مدد و نصرت اس بات سے مشروط ہے کہ وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں خاص کر انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لائیں اور ان کی تعظیم و توقیر کے ساتھ ان کی مدد و نصرت کریں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کئے گئے عہد و پیمان کے تقاضے پورے کریں۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۱۲)

۱۲۔ عہد شکنی اور گناہوں کی وجہ سے بندہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے، دل سخت ہو جاتا ہے اور گناہوں کی طرف میلان بڑھ جاتا ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۱۳)

۱۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُلوہیت کے حوالہ سے نصاریٰ کے غلط عقیدہ کا رد کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اپنی پیدائش، زندگی اور موت کے معاملہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں تو پھر وہ خود خدا کیسے ہو سکتے ہیں؟ (سورۃ المآئدہ، آیت:۱۷)

۱۴۔ یہود و نصاریٰ کے اس باطل تصوّر کی نفی کی گئی ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لاڈلے اور چہیتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں کوئی عذاب نہیں دے گا۔ جبکہ ان کی سرکشیوں کی وجہ سے تو ان پر کئی مرتبہ عذاب نازل کئے گئے ہیں۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۱۸)

۱۵۔ جس کے دل میں اللہ ﷻ کا خوف ہوتا ہے اس کے دل سے مخلوق کا خوف نکل جاتا ہے نیز یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ ﷻ کے ڈر اور خوف سمیت جتنے بھی ظاہری و باطنی پسندیدہ اوصاف ہیں یہ سب اللہ ﷻ کا انعام اور اس کی عطا ہوتے ہیں۔ (سورۃ المائدہ، آیت: ۲۳)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

۱۔ سورۂ مائدہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

۲۔ سورۂ مائدہ کا مرکزی مضمون بیان کیجئے۔

۳۔ آیات ۱ تا ۵ کی آیات کے اہم موضوعات لکھیے۔

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کیجئے۔

(۱) اللہ ﷻ نے اہل ایمان کو ــــــــــــ اور پرہیز گاری کے کاموں میں ــــــــــــ کرنے کا حکم دیا ہے اور انہیں ــــــــــــ اور ظلم وزیادتی کے کاموں میں تعاون کرنے سے منع کیا ہے۔

(۲) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا ــــــــــــ مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی ــــــــــــ مکمل کر دی ہے اور تمہارے لئے ــــــــــــ کو بطورِ ــــــــــــ پسند کر لیا ہے۔

(۳) مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ کسی قوم کی دشمنی کی وجہ سے ــــــــــــ نہ چھوڑ دیں، بلکہ ــــــــــــ کریں، یہ ــــــــــــ کے زیادہ قریب ہے۔

(۴) بنی اسرائیل نے اللہ ﷻ سے ــــــــــــ کی جس کی وجہ سے اللہ ﷻ نے ان پر ــــــــــــ کی اور ان کے ــــــــــــ کو ــــــــــــ بنا دیا۔

(۵) اللہ ﷻ نے فرمایا کہ اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارے ایک ــــــــــــ آئے ہیں، وہ سب باتیں وہ بیان کر رہے ہیں جو تم اپنی ــــــــــــ میں سے ــــــــــــ رہے ہو، اور بہت سی باتوں کے بارے میں وہ ــــــــــــ سے کام لیتے ہیں یقیناً اللہ ﷻ کی طرف سے تمہارے پاس آیا نور اور روشن کتاب۔

(۶) یہود و نصاریٰ نے دعویٰ کیا کہ ہم اللہ ﷻ کے ــــــــــــ اور اس کے بڑے محبوب ہیں۔ اس پر اللہ ﷻ نے یوں جواب ارشاد فرمایا کہ ان سے پوچھیے کہ اللہ ﷻ کیوں تمہیں تمہارے ــــــــــــ کی وجہ سے عذاب دیتا ہے بلکہ تم بھی ــــــــــــ ہو اس مخلوق میں سے جسے اس نے پیدا فرمایا۔

(۷) اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل کو یہ سزا سنائی کہ یہ لوگ ــــــــــــ سال تک مقدس سرزمین میں داخلہ سے محروم رہیں گے اور اس مدت کے دوران یہ ــــــــــــ میں مارے مارے پھرتے رہیں گے۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱- آیات: ۱ تا ۲ میں اہل ایمان کو کیا ہدایات اور شرعی احکام دیئے گئے ہیں؟

۲- آیات: ۳ تا ۵ میں کیا چیزیں حرام اور کیا چیزیں حلال کی گئی ہیں؟

۳- آیات: ۷تا۱۱ میں مسلمانوں کو کیا نصیحتیں کی گئی ہیں؟

۴- آیات: ۱۲تا۱۳ کی روشنی میں یہ بتایئے کہ اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل سے کیا عہد لیا؟ نیز اس عہد شکنی پر اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل کو کیا سزا دی؟

۵- آیات: ۱۴تا۱۹ میں یہود و نصاریٰ کے کون سے غلط عقائد اور طرزِ عمل کی تردید کی گئی ہے؟ نیز اللہ ﷻ نے انہیں کس بات کی دعوت دی ہے؟

سوال ۴ درج ذیل سوالات کے جوابات مختصراً تحریر کیجئے۔

۱۔ بنی اسرائیل پر اللہ ﷻ نے کیا احسانات کیئے؟

۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو کیا حکم دیا؟

۳۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارضِ مقدس پر قابض قوم کے بارے میں کیا کہا؟

۴۔ ارضِ مقدس میں داخلہ کے حوالہ سے دو نیک آدمیوں نے بنی اسرائیل سے کیا کہا؟

۵۔ بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف سے کیا حتمی جواب دیا؟

۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے حتمی جواب کے بعد اللہ ﷻ سے کیا التجا کی؟

۷۔ اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل کو کیا سزا دی؟

۸۔ اس واقعہ میں ہمارے لئے کیا سبق ہے؟

سوال ۵ اسلام میں حلال و حرام کا کیا تصوّر ہے؟ قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں اس پر ایک مضمون تحریر کیجئے۔

سوال ۶ درسی کتاب میں دی گئی احادیث مبارکہ کا بغور مطالعہ کیجئے اور درج ذیل سوالوں کے جوابات دیجئے۔

۱۔ آپ ﷺ نے کون سے دو خون اور دو مُردار حلال قرار دیئے ہیں؟

۲۔ آپ ﷺ نے کون کون سے کبیرہ گناہ بتائے اور ان میں کس بات کو بار بار دہراتے رہے؟

۳۔ یہود کا یہ طرزِ عمل رہا ہے کہ وہ اللہ ﷻ کے احکامات میں حق بات کو اکثر چھپاتے رہتے تھے۔ اس سلسلہ میں احادیث مبارکہ سے کوئی مثال بیان کیجئے۔

۴۔ مجاہدین کے اعزاز و اکرام کے لئے اللہ ﷻ جنت کو بلا کر مجاہدین سے کیا فرمائے گا؟

گھریلو سرگرمی

- دینِ اسلام نے کھانے پینے کی بعض چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جیسا کہ سورۃ المآئدہ، آیت: ۳ میں بھی کچھ حرام اشیاء کا ذکر ہے۔ کسی صاحب علم سے گفتگو کرکے حرام جانوروں، پرندوں اور پینے کی حرام چیزوں کے حوالہ سے ۱۰ چیزوں کی فہرست بنائیں۔ نیز حرام اشیاء کے استعمال کے جسمانی اور روحانی نقصانات بھی تحریر کیجیے۔
- دینِ اسلام نے جسم کی طہارت اور پاکی کے لئے غسل، وضو اور تیمم کا طریقہ سکھایا ہے۔ سورۃ المآئدہ، آیت: ۶ کے حوالہ سے وضو کے فرائض تحریر کیجیے نیز یہ بھی تحریر کیجئے کہ کن حالات میں تیمم کیا جاسکتا ہے اور تیمم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟
- سورۃ المآئدہ، آیات: ۱۲تا۱۴ میں بنی اسرائیل کی عہد شکنی کی مثال بیان کی گئی ہے۔ تحریر کیجئے کہ ایفائے عہد کرنے والوں کے لئے کیا انعام بیان فرمایا گیا ہے اور عہد شکنی کرنے والوں کا کیا بُرا انجام بیان کیا گیا ہے؟ نیز عہد شکنی کرنے والوں پر اللہ ﷻ کی لعنت کے چار اسباب بھی تحریر کیجیے؟

دستخط استاد مع تاریخ: ____________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق:۱۰

قصہ ہابیل و قابیل

تعارف

ہابیل و قابیل کا واقعہ قرآن مجید میں سورۂ مائدہ، آیات: ۲۷ تا ۳۱ میں بیان ہوا ہے۔ یہ دونوں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام ہابیل اور دوسرے کا قابیل تھا۔ قابیل عمر میں بڑا تھا اور کھیتی باڑی کیا کرتا تھا۔ یہ مزاج کے اعتبار سے تیز اور برائی کی جانب راغب تھا۔ اس کے برعکس چھوٹا بھائی ہابیل نیک صفت، متقی، اصول پسند اور متواضع شخص تھا۔ اس کا پیشہ بھیڑ بکریاں چرانا تھا۔

دونوں بھائیوں کا باہمی تنازعہ اور ہابیل کا حق پر ہونا

ان دونوں بھائیوں کا باہمی کسی بات پر تنازع ہوا جس میں ہابیل حق پر تھا لیکن قابیل اپنے ناحق مطالبہ پر مُصِر تھا، تنازع کس بات پر تھا اس کی وضاحت ہمیں قرآن حکیم اور صحیح احادیث مبارکہ میں تو نہیں ملتی تاہم مشہور تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے حوالہ سے تنازع تھا۔ واقعہ یہ کہ جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہا السلام دنیا میں آئے اور ان کے ذریعہ نسل انسانی کا سلسلہ شروع ہوا تو ہر ایک حمل سے ان کے دو بچے پیدا ہوتے، ایک لڑکا اور دوسری لڑکی، اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے مطابق نسل انسانی کا سلسلہ آگے بڑھانے اور اس وقت کی ضرورت کے لحاظ سے شریعتِ آدم علیہ السلام میں یہ خصوصی حکم جاری فرمادیا تھا کہ ایک حمل سے جو لڑکا اور لڑکی پیدا ہوں وہ تو آپس میں حقیقی بہن بھائی سمجھے جائیں اور ان کے درمیان نکاح حرام قرار پائے، لیکن دوسرے حمل سے پیدا ہونے والے لڑکے کے لئے پہلے حمل سے پیدا ہونے والی لڑکی حقیقی بہن کے حکم میں نہیں ہوگی، بلکہ ان کے درمیان رشتہ نکاح جائز ہوگا۔

ہوا یہ کہ پہلے لڑکے قابیل کے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی وہ حسین و جمیل تھی اور دوسرے لڑکے ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی عام سی شکل وصورت کی تھی، جب نکاح کا وقت آیا تو حسب ضابطہ ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی قابیل کے حصہ میں آئی اس پر قابیل ناراض ہو کر ہابیل کا دشمن ہو گیا اور اس پر اصرار کرنے لگا کہ میرے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی ہے وہی میرے نکاح میں دی جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام جانتے تھے کہ ہابیل حق پر ہے اس لئے انہوں نے قابیل کو بہت سمجھایا لیکن وہ نہ سمجھا نتیجہ یہ ہوا کہ قابیل ہابیل سے حسد کا شکار ہو گیا۔

تنازعہ کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کا حکم

حضرت آدم علیہ السلام نے اس تنازع کے حل کے لئے ہابیل اور قابیل سے کہا وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کریں جو اس معاملہ میں حق پر ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کی قربانی قبول فرمالے گا اس طرح قابیل کی بہن کا نکاح اس سے کردیا جائے گا۔ ہابیل یوں بھی نیک سیرت اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا انسان تھا۔ ہابیل کے پاس چونکہ بھیڑ بکریاں تھیں، چنانچہ اس نے نیک نیتی کے ساتھ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نہایت عمدہ اور صحت مند دنبہ اللہ تعالیٰ کے حضور قربان کرکے پیش کیا۔ دوسری جانب قابیل چونکہ کاشت کاری کرتا تھا اس لئے اس نے بے دلی اور بے رغبتی سے ناقص اور ردی قسم کی کچھ معمولی زرعی پیداوار قربانی کے لئے پیش کی۔ چنانچہ اس طرح دونوں بھائیوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی طرف سے قربانی پیش کی۔

قربانی کی قبولیت کی علامت اور ہابیل کی قربانی کی قبولیت

اس دور میں قربانی کی قبولیت کی علامت یہ ہوتی تھی کہ جس کی قربانی کو آسمان سے ایک آگ آکر کھا جاتی اس کی قربانی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول ہوجاتی اور جس کی قربانی کو آسمانی آگ نہ کھاتی وہ نامقبول سمجھی جاتی۔ چنانچہ آسمان سے ایک آگ آئی اور اس نے ہابیل کی پیش کی گئی قربانی کو کھالیا اور

قابیل کی پیش کی گئی قربانی کو چھوڑ دیا۔ چونکہ ہابیل نیک سیرت تھا اور اس نے خالصتاً رضائے الٰہی کی نیت سے قربانی پیش کی تھی لہٰذا اس کی قربانی قبول ہوئی جبکہ قابیل اچھے کردار کا مالک نہ تھا اور اس نے قربانی میں معمولی شے پیش کی تھی اور اس کے اس عمل میں تقویٰ شامل نہ تھا اس لئے اس کی قربانی قبول نہ ہوئی بلکہ اس کی قربانی جوں کی توں پڑی رہ گئی۔

قابیل کی ہابیل کو قتل کی دھمکی

جب ہابیل کی قربانی قبول ہوئی اور قابیل کی قربانی رد ہوگئی تو اس سے قابیل کے دل میں حسد پیدا ہوا۔ اس کا غم و غصہ انتقام میں بدل گیا اور اس نے علی الاعلان اپنے بھائی ہابیل کو جان سے مارنے کی دھمکی دے دی۔

ہابیل کا صبر و تحمل اور اللہ ﷻ کا خوف

قتل کی دھمکی سن کر ہابیل نے قابیل کو جواب دیا کہ اگر تمہاری قربانی قبول نہیں ہوئی تو بھائی میرا اس میں کیا قصور ہے؟ قربانی قبول کرنا اللہ ﷻ کا اختیار ہے اور وہ متقی لوگوں کی قربانی قبول فرماتا ہے اور اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھائے گا تو میں تیری طرف تجھے قتل کرنے کے لئے ہرگز ہاتھ نہ بڑھاؤں گا۔ میں تو اللہ ﷻ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ساتھ ہی اسے یہ بھی بتلا دیا کہ اگر تم نے میرے قتل کا ارتکاب کیا تو سارا گناہ تم پر ہی ہوگا۔ میں اس معاملہ میں بالکل بری ہوں کیونکہ میں تو تم پر ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔ بہرحال ہابیل نے اس سارے معاملہ میں صبر و تحمل سے کام لیا اور اللہ ﷻ کا خوف دل میں قائم رکھا۔

ہابیل کا قتل

قابیل نے اپنے بھائی کی باتیں سنیں تو کچھ وقت ان پر غور کرتا رہا لیکن بالآخر اس کے نفس اور شیطان نے سبز باغ دکھا کر اُسے اس بات پر آمادہ کر ہی لیا کہ وہ اپنے بھائی کا قصہ تمام کردے اور اپنی حسد کی آگ کو ٹھنڈا کرے۔ پھر ایک دن موقع پا کر قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔

روئے زمین پر پہلا انسانی قتل اور اس کا گناہ

یہ روئے زمین پر پہلا انسانی قتل تھا۔ اس کا گناہ اتنا زیادہ ہے کہ بعد میں ہونے والے ہر ناحق قتل کا گناہ پہلے قاتل قابیل کو بھی ملتا رہے گا۔ ایک حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روئے زمین پر جو ناحق قتل ہوتا ہے اس کے خون ناحق کا گناہ اور بوجھ آدم (علیہ السلام) کے پہلے بیٹے (قابیل) پر بھی ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اسی نے سب سے پہلے قتل کا کام کیا تھا۔“ (صحیح بخاری)

لاش کو دفن کرنے کا معاملہ

قابیل نے جب اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تو اُسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اِس لاش کا کیا کرے اور اسے کہاں چھپائے۔ وہ اس معاملہ میں بہت زیادہ پریشان ہو گیا لیکن اس کے پاس کوئی حل نہ تھا۔ اسی دوران ایک کوّا آیا اور اس نے زمین کو کریدنا شروع کر دیا۔ بعض مفسرین کرام نے بیان کیا ہے کہ دو کوّے آئے اور آپس میں لڑنے لگے۔ ایک کوّے نے دوسرے کو مار دیا، پھر اس قاتل کوّے نے مقتول کوّے کے لئے گڑھا کھودا اور اسے دفن کر دیا۔

قابیل کی حسرت و یاس کا منظر

قابیل یہ سارا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ اس وقت وہ سوچنے لگا کہ مجھ میں اس کوّے جتنی بھی عقل نہیں۔ ایک پرندے کو تو دفن کرنے کا طریقہ معلوم ہے لیکن اسے انسان ہونے کے باوجود بھی اپنے بھائی کی لاش کو دفنانے کا طریقہ معلوم نہیں۔ اپنی اس حماقت پر اسے بہت زیادہ حسرت ہوئی۔ جب وہ اُسے دفن کر چکا تو اب اس کا نفس اسے ملامت کرنے لگا کہ ایک نیک سیرت اور مہربان بھائی اس سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا اور اس بات پر بھی اسے حسرت ہوئی کہ اس نے اپنے بھائی کو قتل کر کے انتہائی وحشیانہ حرکت کا ارتکاب کیا ہے۔

اس قصّہ میں ہمارے لئے اسباق اور عبرتیں

۱۔ اپنی اصلاح کی فکر اور حسد کی تباہ کاریاں

اس واقعہ میں ایک بہت اہم حقیقت کی طرف نشاندہی کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ انسانی رویئے یا انسانی معاملات کی ساری خرابی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ آدمی اپنی کمزوری کو سمجھنے کے بجائے اس کا ذمہ دار دوسرے کی نیک نامی کو ٹھہرائے اور بجائے اپنی اصلاح کرنے کے حسد و جلن کے مرض میں مبتلا ہو جائے۔ اگر یہ کیفیت کسی بھی آدمی میں پیدا ہوتی ہے تو کبھی بھی اس کی اصلاح کی امید نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسا بخار ہے کہ جب کسی بھی انسان یا کسی بھی قوم کے دماغ کو چڑھتا ہے تو عدل اور احسان کا خون کئے بغیر نہیں اترتا اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ اس حسد کے نتیجہ میں ایک طرف دوسرا شخص تو ظلم کا شکار ہوتا ہے لیکن حسد کے مریض کو اس سے کوئی آسودگی اور راحت نہیں ملتی اور نہ ہی دلی اطمینان حاصل ہوتا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ حسد ایسا بے لذّت اور لایعنی گناہ ہے جو انسان کی تمام نیکیوں کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حسد سے بچو کیوں کہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔" (سنن ابی داوٗد)

۲۔ حسد سب سے پہلا اور بڑا ہولناک جرم و گناہ

اس واقعہ کے ذریعہ واضح فرما دیا گیا کہ حسد وہ پہلا جرم و گناہ ہے جس کا اولادِ آدم میں ارتکاب کیا گیا۔ قابیل نے حسد کی بنا پر اپنے بھائی سے کہا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ یہی حال انسان کا آج بھی ہے کہ وہ اپنی کمزوری دیکھنے کے بجائے دوسرے پر تنقید کرتا ہے، اس پر جلتا اور حسد کرتا ہے اور اس کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح وہ دوسروں کی تکلیف و ایذارسانی سے پہلے خود حسد کی آگ میں جلتا ہے۔

۳۔ نیکی اور بدی کے دو رویّوں کی نشاندہی

مزید غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اگرچہ ان دو بھائیوں میں سے ایک بھائی میں اس مرض کی نشاندہی کی گئی ہے مگر فی الحقیقت تمام افرادِ انسانی یا تمام اقوامِ عالم اسی مرض کا شکار ہیں۔ دنیا میں ہمیشہ انسانوں کے دو ہی گروہ رہے ہیں ایک وہ گروہ جس کی زندگی نیکی اور بھلائی سے عبارت ہے اور وہ دوسرے کی برائی کو بھی حتی الامکان نظر انداز کرنے کی کوشش کرتا ہے اور دوسرے کے ظلم کو بھی اس وقت تک برداشت کرتا ہے جب تک وہ دوسرے مظالم کا پیش خیمہ نہیں بن جاتا۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو ہمیشہ دوسروں کی خوبیوں سے جلتا اور اپنی اصلاح کے بجائے دوسروں کی خوبیوں کو اپنی محرومیوں کا سبب سمجھتا ہے۔ یہی دو گروہ ہمیشہ خیر و شر کی علامت رہے ہیں۔ چونکہ ان دونوں کا آغاز ہابیل اور قابیل کے رویہ سے ہوا ہے اس لئے قرآن کریم نے اسے ایک بہت اہم واقعہ قرار دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو انسانی رویئے اتنے ہی قدیم ہیں جتنی کہ خود انسان کی تاریخ۔

۴۔ قتلِ انسانی اور ثواب و عذاب کا قانون

ہابیل اور قابیل کے قصہ میں ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کسی انسانی جان کا قتل بہت بڑا جرم ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی شدید نافرمانی اور ناراضگی ہے۔ حسد کی آگ انسان کو اندر ہی اندر سے جلا دیتی ہے اور اُسے دنیا و آخرت میں رسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ انسان کو اپنی زندگی میں ہرگز کسی گناہ کو جاری اور رائج نہیں کرنا چاہیئے ورنہ نتیجہ یہ ہوگا کہ آئندہ جو شخص بھی اس گناہ کا ارتکاب کرے گا تو گناہ کو جاری اور رائج کرنے والا بھی برابر اس گناہ کا حصہ دار بنتا رہے گا۔ جیسا کہ ایک حدیث شریف میں بھی عذاب و ثواب کا یہی قانون بیان کیا گیا ہے کہ ”جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کیا پھر اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو اس کے لئے اس عمل کرنے والوں کے برابر ثواب لکھا جائے گا اور ان کے ثواب میں سے کچھ کمی نہ کی جائے گی اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ رائج کیا پھر اس پر عمل کیا گیا تو اس پر اس عمل کرنے والوں کے گناہ کے برابر گناہ کا بوجھ لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔“ (صحیح مسلم)

لہٰذا اہل ایمان کو چاہیئے کہ خیر کی دعوت دینے، رواج دینے اور ہمیشہ خیر پھیلانے والے بنیں نہ کہ گناہوں کو پھیلانے کا سبب بنیں۔

۵۔ انسانی جان کی اہمیت

اس واقعہ میں اہم ترین بات انسانی جان کی اہمیت اجاگر کرنا ہے۔ کسی انسان کو ناحق قتل کرنا جائز نہیں یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں انسانی جان کی اہمیت یوں بیان فرمائی ہے کہ ”جس نے کسی جان کو بغیر کسی جان (کے بدلہ) یا زمین میں بغیر فساد مچانے کے قتل کیا تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک جان کو بچایا تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو بچا لیا۔“ (سورۃ المآئدہ، آیت:۳۲)

لہٰذا ہمیں انسانی جان کی قدر کرنی چاہیئے اور اسے بچانے کی فکر اور کوشش کرنی چاہیئے۔ ہم کوئی ایسا کام نہ کریں جو کسی کی جان لینے کا باعث بنے۔ ایک انسان کو بچانا تمام انسانیت کو بچانا ہے اور ایک انسان کا ناحق قتل تمام انسانوں کے قتل کے مترادف ہے۔

ایک حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم میں مفلس وہ آدمی ہے کہ جس کے پاس مال اسباب نہ ہو آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میری امت کا مفلس وہ آدمی ہوگا کہ جو نماز، روزے، زکوٰۃ وغیرہ سب کچھ لے کر آئے گا لیکن اس آدمی نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا تو ان سب لوگوں کو اس آدمی کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ان کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے ہی ختم ہو گئیں تو ان لوگوں کے گناہ اس آدمی پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اس آدمی کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔“ (صحیح مسلم)

۶۔ تقویٰ اور اخلاص نیت۔۔۔۔۔ قبولیتِ اعمال کی اولین اساس

اس قصہ سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ ہم جب بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی یا کوئی اور چیز پیش کریں تو خلوص دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پیش کریں۔ ہم متقی اور نیک بنیں کیونکہ اللہ تعالیٰ متقی اور پرہیزگار لوگوں کے نیک اعمال قبول فرماتا ہے۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف دل میں بسا رہے تاکہ انسان گناہوں کے ارتکاب سے بچ سکے۔ اپنے نفس اور شیطان سے محتاط رہیں اور ان کے شرور سے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتے رہیں کیونکہ یہ دونوں انسان کو گناہ اور جرائم پر آمادہ کرتے ہیں ورنہ فطرتاً انسان گناہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

ایک سبق یہ بھی ملتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں قربانی، صدقہ و خیرات کرتے وقت کوئی گھٹیا، معمولی اور بے کار شے نہ دی جائے اور نہ ہی کنجوسی کا مظاہرہ کیا جائے بلکہ اپنی حیثیت اور وسعت کے مطابق اعلیٰ سے اعلیٰ شے کشادہ دلی سے انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں پیش کرنا چاہیئے۔

اس واقعہ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ تقویٰ اور نیت کا صدق و اخلاص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں اعمال کی قبولیت کے لئے اولین اساس ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مخلص بندے شیطان کے حملوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ جیسا کہ اس بات کا ذکر قرآنِ حکیم میں دوسرے مقام پر کیا گیا ہے کہ جب شیطان مردود ہوا اور وہاں سے نکالا گیا تو اس نے کہا: "قسم ہے تیری عزت و جلال کی! میں یقیناً ضرور ان (اولادِ آدم) کو گمراہ کروں گا، مگر جو ان میں سے تیرے مخلص بندے ہیں (وہ محفوظ رہیں گے)۔" (سورۃ صٓ ۳۸، آیات: ۸۲، ۸۳) اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کے شر سے بچنے کے لئے حُسنِ نیت اور اخلاص بہت اہم ذریعہ ہے۔ چنانچہ ہر کام اور ہر موقع پر تقویٰ اور اخلاص نیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو یہی مطلوب و مقصود ہے۔ اس لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے تقویٰ، حُسنِ نیت اور اخلاص کے ساتھ اعمال صالحہ کے لئے توفیق کی دعا مانگتے رہنا چاہیئے کیونکہ تقویٰ اور صدقِ نیت کی دولت ہی اصل اور حقیقی دولت ہے جو انسان کو دونوں جہانوں میں کام آنے والی ہے۔

سُوْرَةُ الْمَآئِدَہ

سبق:۱۱

سورۃ المائدہ ۵ — رکوع: ۵تا۸ (آیات: ۲۷تا۵۶)

رکوع: ۵تا۸ کے اہم مضامین

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا قصہ
۲۔ انسانی جان کی اہمیت
۳۔ چوری کی سزا
۴۔ منافقین اور یہود کی مذمت
۵۔ تورات، انجیل اور قرآن حکیم کی خصوصیات
۶۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نازل کردہ احکام و قوانین کے مطابق فیصلے کرنے کا حکم
۷۔ یہود و نصاریٰ سے دوستی کی ممانعت

رکوع: ۵تا۸ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۵ (آیات: ۲۷تا۳۴)

حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ ان دونوں کے درمیان کسی بات پر تنازعہ ہو گیا تھا جس کے حل کے لئے دونوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں قربانی پیش کی۔ ہابیل کی قربانی قبول ہوئی جبکہ قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی۔ اس سے قابیل کے دل میں اپنے بھائی ہابیل کے لئے حسد پیدا ہو گیا۔ اس کا حسد اور غصہ انتقام میں بدل گیا اور اس نے اپنے بھائی ہابیل کو جان سے مارنے کی دھمکی دے دی۔ ہابیل نے صبر و تحمل سے کام لیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خوف نہ چھوڑا۔ اس نے قابیل کو جواب دیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ متقی لوگوں کی قربانی قبول فرماتا ہے، اگر تم مجھے مارنے پر ہی تلے ہوئے ہو تو میرا ایسا قطعاً کوئی ارادہ نہیں ہے، میں تم پر ہاتھ بھی نہیں اٹھاؤں گا۔ ہابیل نے قابیل پر واضح کر دیا کہ اگر تم نے میرے قتل کا ارتکاب کیا تو سارا گناہ تم پر ہی ہو گا اور اس ظلم کی سزا کے طور پر تم دوزخ میں جاؤ گے۔ قابیل نے بھائی کی باتیں سن کر کچھ وقت اس پر غور کیا۔ لیکن آخر کار اس کے نفس اور شیطان نے اسے اپنے بھائی کے قتل کے لئے آمادہ کر ہی لیا۔ چنانچہ ایک دن موقع پا کر قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا اور ہمیشہ کے خسارہ سے دوچار ہو گیا۔ اس کے بعد قابیل کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اس لاش کا کیا کرے اور کہاں چھپائے؟ اسی اثنا میں اس نے دیکھا کہ ایک کوّا زمین کو کرید کر ایک گڑھا سا بنا رہا ہے۔ اس وقت قابیل سوچنے لگا کہ مجھ میں اس کوّے جتنی بھی عقل نہیں کہ مجھے اپنے بھائی کی لاش کو دفنانے کا طریقہ معلوم ہوتا۔ اپنی اس حماقت پر اسے بہت زیادہ ندامت ہوئی۔ بہر حال اس نے زمین میں گڑھا کھود کر ہابیل کی لاش کو دفن کر دیا۔ اس واقعہ کو ذکر کرنے کا مقصد حسد کی تباہ کاریاں اور انسانی جان کی اہمیت واضح کرنا اور یہ بتانا ہے کہ کسی انسان کو ناحق قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ ایک ابدی قاعدہ و قانون یہ بیان ہوا ہے کہ جو کسی جان کو ناحق قتل کرے گا وہ پوری انسانیت کا قاتل قرار پائے گا اور جو کسی جان کی حفاظت کرے گا وہ پوری نوع انسانی کا محافظ سمجھا جائے گا۔ ایسے لوگوں کی سزا بیان ہوئی ہے جو ڈاکے ڈالتے، لوٹ مار کرتے، اسلامی ریاست میں فساد پھیلاتے اور قتل و غارت کا بازار گرم کرتے ہیں۔ جرم کی نوعیت کے اعتبار سے چار سزائیں بیان ہوئی ہیں کہ انہیں قتل کیا جائے، یا سولی پر لٹکایا جائے، یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے۔ یہ دنیا میں ان کی سزا ہے اور آخرت میں انہیں بہت بڑا عذاب ہو گا۔ البتہ اگر یہ لوگ گرفتار ہونے سے پہلے اپنے جرائم سے توبہ کر لیں اور اپنے آپ کو قانون کے حوالہ کر دیں تو انہیں مذکورہ سزائیں نہیں دی جائیں گی۔ البتہ چونکہ بندوں کے حقوق صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے اس لئے اگر انہوں نے مال لوٹا ہے تو وہ اس کے مالک کو لوٹانا ہو گا اور اگر کسی کو کوئی زخم یا نقصان پہنچایا ہے تو متاثرہ شخص کو یا پھر قتل کی صورت میں اس کے وارثوں کو قصاص لینے کا حق حاصل ہو گا۔

رکوع: ۵ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول معظم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے، جو کوئی اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے، جو کوئی اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے اور جو کوئی اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔“ (جامع ترمذی)

۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بھی کسی انسان کو ظلم سے قتل کیا جائے گا تو آدم علیہ السلام کے اس پہلے بیٹے کے ذمے بھی اس کے خون کا بوجھ ہوگا کیونکہ وہ سب سے پہلا شخص تھا جس نے قتل کو جاری کیا۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟“ لوگوں نے عرض کیا: کہ ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ پیسہ اور اسباب نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مفلس میری امت میں قیامت کے دن وہ ہوگا جو نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا لیکن اس نے دنیا میں ایک کو گالی دی ہوگی، دوسرے پر بدکاری کی تہمت لگائی ہوگی، تیسرے کا مال کھالیا ہوگا، چوتھے کا خون کیا ہوگا، پانچویں کو مارا ہوگا، پھر ان لوگوں کو (یعنی جن کو اس نے دنیا میں ستایا) اس کی نیکیاں مل جائیں گی اور جب اس کی نیکیاں اس کے گناہ ادا ہونے سے پہلے ختم ہو جائیں گی تو ان لوگوں کی بُرائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی، آخر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔“ (صحیح مسلم)

رکوع ۶: (آیات: ۳۵تا۴۳)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے تقویٰ اختیار کرنے، اس کے قرب کے لئے وسیلہ تلاش کرنے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ یہ سب کرنے پر کامیابی کی ضمانت دی گئی ہے۔ اہل کفر کے بارے میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ اگر بالفرض ان کے پاس ساری زمین کا مال و دولت اور اس کے ساتھ اتنے اسباب اور بھی ہوں اور یہ سب کچھ دے کر قیامت کے دن عذاب سے جان چھڑانا چاہیں تو ان کا فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا اور انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔ ان کے لئے یہ دائمی عذاب ہوگا جو کہ نہ کبھی ختم ہوگا اور نہ اس سے نکلنے کی کوئی صورت ممکن ہوگی۔ چوری کی سزا بیان ہوئی ہے کہ چوری کرنے والا خواہ مرد ہو یا عورت اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ یہ اس کے کرتوت کی سزا ہے اور اس میں لوگوں کے لئے عبرت بھی ہے۔ گناہوں اور جرائم سے توبہ کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ جو شخص ظلم اور گناہ کے بعد سچے دل سے توبہ کرتا ہے اور اپنی اصلاح بھی کرلیتا ہے، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ مزید یہ ذکر ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے لئے ہے، وہ جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب سے بچا لیتا ہے، وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو تسلّی دی ہے کہ آپ ﷺ منافقین اور یہود کے گٹھ جوڑ اور سازشوں سے افسردہ نہ ہوں۔ منافقین کا حال یہ ہے کہ صرف زبان سے ایمان کا اقرار کرتے ہیں اور ان کے دل پرانے کفر میں مبتلا ہیں۔ یہود کی چند بُری خصلتیں بیان ہوئی ہیں کہ یہ لوگ جھوٹی اور غلط باتیں سننے کے عادی ہیں، مسلمانوں کے پاس جاسوس بن کر آتے ہیں کہ کوئی راز کی بات کان میں پڑے تو اسے مسلمانوں کے دشمنوں تک پہنچائیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب میں تحریف کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے اوصاف و کمالات کو چھپاتے ہیں اور دین کو اپنی خواہشات نفس کے مطابق ڈھالنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے وعید ہے کہ ان کی بدنیتی اور بری خصلتوں کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں فتنہ میں مبتلا کر دیا ہے اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے لہٰذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے دلوں کو باطل عقائد کی غلاظت اور گمراہی کے تعفّن سے پاک نہیں کرے گا، ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔ یہود کی مزید ایک بری خصلت یہ ہے کہ وہ حرام کھانے والے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ اختیار دیا ہے کہ آپ ﷺ چاہیں تو ان یہود کا مقدمہ سنیں اور فیصلہ

کر دیں اور چاہیں تو مقدمہ لینے سے ہی انکار کر دیں کیونکہ ان یہود کی نیت درست نہیں ہے۔ البتہ اگر آپ ﷺ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو انصاف سے فیصلہ کریں۔ زنا کی حد کے ایک مقدمہ کے پس منظر میں یہود پر گرفت کی گئی ہے جب کہ اس کا حکم تورات میں موجود تھا کہ زنا کرنے والے شادی شدہ افراد کو رجم یعنی پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے جسے سنگسار کرنا بھی کہا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ آپ ﷺ کے پاس یہ مقدمہ لاتے ہیں کہ شاید آپ ﷺ کا فیصلہ تورات کی بہ نسبت کچھ ہلکا ہو اور انہیں من چاہا فیصلہ مل جائے۔ لیکن جب آپ ﷺ کا فیصلہ بھی وہی ہوتا ہے جو تورات میں مذکور تھا، تو اسے ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں بلکہ خواہشات کے پجاری ہیں۔

رکوع:٦ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ سبحانہ و تعالیٰ (قیامت کے دن) جہنمیوں میں سے سب سے کم عذاب والے شخص سے فرمائے گا کہ اگر تیرے پاس ساری زمین بھر سونا ہو تو کیا تو اسے (عذاب سے چھٹکارے کے لئے) بطور فدیہ دینے کے لئے تیار ہے؟ وہ جواب دے گا: جی ہاں! اس پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تجھ سے اس کی نسبت کہیں زیادہ آسان چیز کا مطالبہ کیا تھا جب تو ابھی صُلب (پیٹھ) میں تھا کہ میرے ساتھ شرک نہ کرنا تو میں تجھے آگ میں داخل نہیں کروں گا۔ لیکن تو نے انکار کیا اور شرک ہی کیا۔“ (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چور کے متعلق فرمایا: ”اس کو لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو، پھر اس کو داغ دو، پھر میرے پاس لاؤ۔“ الغرض، اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے توبہ کرو“ اس نے کہا، میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تیری توبہ قبول فرمائے۔“ (مستدرک حاکم)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بھی کوئی چوری کرنے والا چوری کرتا ہے تو وہ اس وقت مومن نہیں رہتا۔“ (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی مرد اور عورت کو لایا گیا، وہ زنا کر بیٹھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”تم اپنی کتاب میں اس ضمن میں کیا حکم پاتے ہو؟“ انہوں نے کہا کہ ہمارے علماء نے یہ طریقہ نکال رکھا ہے کہ وہ مرتکبین کا منہ کالا کرتے ہیں اور انہیں گدھے پر بٹھا کر گشت کراتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا، یارسول اللہ (ﷺ)! ان کے علماء کو مع تورات کے بلایئے، چنانچہ تورات لائی گئی تو ان میں سے ایک (عالم) نے رجم کی آیت پر ہاتھ رکھ کر آگے پیچھے سے پڑھنا شروع کر دیا۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا اپنا ہاتھ اٹھایئے۔ اس نے ہاتھ اٹھایا تو اس کے نیچے سے رجم کی آیت نکلی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور وہ دونوں سنگسار کر دیئے گئے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

رکوع:۷ (آیات:۴۴تا۵۰)

تورات کی چند خصوصیات بیان ہوئی ہیں کہ اسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا اور اس میں لوگوں کے لئے ہدایت اور روشنی تھی۔ انبیاء کرام علیہم السلام، اہل کتاب کے درویش اور علماء بھی اپنے دور میں اسی کتاب تورات کے مطابق یہود کے معاملات کے فیصلے کیا کرتے تھے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تورات کی حفاظت اور نگرانی کا ذمہ انہی کے سپرد کر رکھا تھا۔ یہود کو تنبیہ کی گئی ہے کہ لوگوں سے ڈرنے کے بجائے صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈریں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے احکام کو دنیا کے حقیر مال کے بدلہ مت بیچیں۔ چنانچہ جو لوگ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نازل کردہ حکم و قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے انہیں کافر قرار دیا گیا ہے۔ قصاص کا جو

قانون تورات میں تھا وہی قرآنِ حکیم میں بھی بیان ہوا ہے کہ جان کے بدلہ جان، آنکھ کے بدلہ آنکھ، ناک کے بدلہ ناک، کان کے بدلہ کان، دانت کے بدلہ دانت اور زخموں کا بھی اسی طرح بدلہ لیا جائے۔ البتہ اگر کوئی قصاص کو معاف کر دے تو یہ اس کے گناہوں کے کفارہ کا سبب بنے گا۔ جو لوگ اللہ ﷻ کے نازل کردہ حکم و قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے انہیں ظالم قرار دیا گیا ہے۔ اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لئے بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے اور ان سب کے نقش قدم پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے اپنے سے پہلے نازل شدہ کتاب تورات کی تصدیق کی۔ انجیل کی بعض خصوصیات ذکر کی گئی ہیں کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، ہدایت اور روشنی کا سرچشمہ تھی، تورات کی تصدیق کرنے والی تھی اور اس میں متقیوں کے لئے رہنمائی اور نصیحت تھی۔ اہل انجیل کو حکم دیا گیا کہ وہ ان تعلیمات پر عمل کریں جو اللہ ﷻ نے انجیل میں نازل فرمائی تھیں۔ اللہ ﷻ کی طرف سے نازل شدہ حکم و قانون کے مطابق فیصلے نہ کرنے والوں کو فاسق قرار دیا گیا ہے۔ تورات اور انجیل کے بعد قرآن مجید کی چند خصوصیات بیان ہوئی ہیں۔ اللہ ﷻ نے قرآن مجید کو سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ پر نازل فرمایا، یہ برحق اور سچی کتاب ہے، سابقہ الہامی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان کے احکام و مضامین کی محافظ ہے۔ تمام فیصلے اللہ ﷻ کے نازل کردہ احکام و قوانین کے مطابق کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور حق سے ہٹ کر لوگوں کی خواہشات کے مطابق فیصلے کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ بات واضح کی گئی ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا دین ایک ہی ہے مگر ہر ایک امت کے لئے ان کے زمانہ کے حالات اور ان کی ضروریات کے مطابق ایک علیحدہ شریعت مقرر کی گئی۔ اگر اللہ ﷻ چاہتا تو سب کو جبراً ایک ہی امت بنا دیتا مگر یہ اختلاف اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ انسان کا امتحان ہو سکے۔ اب آخری نبی حضرت سیدنا محمد مصطفی ﷺ کی شریعت ہر لحاظ سے مکمل اور قیامت تک کے لئے ہے۔ اس لئے اب اسی شریعت کے مطابق نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جائے۔ اللہ ﷻ نے اپنے رسول ﷺ کو تلقین فرمائی ہے کہ اگر کسی وقت اہل کتاب آپ ﷺ کو اپنے کسی معاملہ میں مُنصِف بنائیں، تو آپ ﷺ اللہ ﷻ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے کریں۔ پھر اگر یہ لوگ اس فیصلہ سے اعراض کریں تو آپ ﷺ جان لیں کہ اللہ ﷻ کو ان کے بعض گناہوں کی سزا دنیا میں دینا منظور ہے۔ اہل کتاب پر گرفت کی گئی ہے کہ اللہ ﷻ کی نازل کردہ شریعت کو چھوڑ کر جاہلیت کے فیصلے پسند کرتے ہیں حالانکہ اللہ ﷻ کے حکم و فیصلہ سے بڑھ کر اچھا حکم و فیصلہ ہرگز کسی اور کا نہیں ہو سکتا۔

رکوع: ۷ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لونڈی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا، اس سے پوچھا گیا: تمہارے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا؟ کیا فلاں نے کیا؟ کیا فلاں نے؟ حتیٰ کہ اس یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے سر کے اشارے سے کہا: ہاں۔ اس یہودی کو پیش کیا گیا تو اس نے اعتراف کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم فرمایا تو اس کے سر کو پتھر کے ساتھ اسی طرح کچل دیا گیا۔ (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جس شخص کے جسم کا کوئی حصہ زخمی کر دیا جائے، پھر وہ اسے صدقہ (معاف) کر دے تو جتنا اس نے صدقہ (معاف) کیا، اللہ ﷻ اتنا ہی اس چیز کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دے گا۔" (مسند احمد)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(ہم) انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت علاتی بھائی ہیں، جن کی مائیں (یعنی شریعتیں) الگ الگ اور ان کا دین ایک ہے۔" (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ ﷻ کے ہاں لوگوں میں سے ناپسندیدہ ترین شخص وہ ہے جو اسلام میں جاہلیت کے طریقے کا خواہش مند ہو نیز وہ بھی جو کسی انسان کا ناحق خون بہائے۔" (صحیح بخاری)

رکوع: ۸ (آیات: ۵۱ تا ۵۶)

مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ سے دوستی کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں لیکن مسلمانوں کے قطعاً خیر خواہ نہیں ہیں۔ خبردار کیا گیا ہے کہ مسلمانوں میں سے جو یہود و نصاریٰ سے دوستی کرے گا وہ ان ہی میں شمار ہو گا۔ منافقین کا یہ حال ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ سے دوستی کرتے ہیں اور دوڑ دوڑ کر ان کے پاس جاتے ہیں تا کہ برے وقت میں یہ لوگ ان کے کام آ سکیں۔ ان منافقین کو تنبیہ کی گئی ہے کہ عین ممکن ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کر دے اور کفار پر غلبہ عطا فرما دے، تب یہ منافقین اپنے آپ پر سخت ندامت کریں گے، مگر اس وقت سوائے حسرت کے اور کوئی چارہ نہ ہو گا۔ جب منافقین کا نفاق کھل کر سب کے سامنے آ جائے گا تو مسلمان ان پر تعجب کریں گے کہ یہ لوگ تو قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ منافقین کے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور آخر کار یہ ناکام و نامراد ہوں گے۔ مسلمانوں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر تم میں سے کوئی دین سے پھر جائے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ذرہ برابر بھی فرق نہیں پڑتا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو ایمان کی دولت عطا فرما دے گا جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے محبت کریں گے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے محبت کرے گا، وہ مومنوں کے حق میں نرم دل اور کافروں کے لئے انتہائی سخت ہوں گے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔ مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ ان کے دوست اور حمایتی صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ، اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مخلص ایمان والے ہیں۔ ان مخلص ایمان والوں کی یہ صفات ہیں کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی فرماں برداری کے لئے جھکنے والے ہیں۔ یہ نوید سنائی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ایمان والوں کو دوست اور حمایتی بنانے والے لوگ حزب اللہ (یعنی اللہ کی جماعت) میں شامل ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی جماعت ہے جو غالب آنے والی ہے۔

رکوع: ۸ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے، پس تو بھی اس سے محبت کر، چنانچہ جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر جبریل علیہ السلام آسمان والوں (فرشتوں) میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمانوں والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر اس شخص کے لئے زمین میں بھی قبولیتِ عامہ رکھ دی جاتی ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۲۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت و محبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لطف و نرم خوئی میں ایک جسم کی مانند پاؤ گے کہ جب جسم کا کوئی ایک حصہ تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے، اس طرح کہ نیند اڑ جاتی ہے اور جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں کی ہیبت میں آ کر حق گوئی سے نہ رکنا، یاد رکھو نہ تو کوئی موت کو قریب کر سکتا ہے، نہ رزق کو دور کر سکتا ہے۔" (مسند احمد)

۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "خلاف شرع امر دیکھ کر، سن کر اپنے تئیں کمزور جان کر، خاموش نہ ہو جانا۔ ورنہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں اس کی بازپرس ہو گی، اس وقت انسان جواب دے گا کہ میں لوگوں کے ڈر سے چپ ہو گیا تو جناب باری تعالیٰ فرمائے گا، میں اس کا زیادہ حقدار تھا کہ تو مجھ سے ڈرتا۔" (مسند احمد، سنن ابن ماجہ)

سُوْرَۃُ الْمَآئِدَہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا

اور آپ (ﷺ) ان لوگوں کو آدم (علیہ السلام) کے دونوں بیٹوں کا واقعہ صحیح طور پر پڑھ کر سنا دیجئے۔ جب اُن دونوں نے قربانی پیش کی

فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ

تو دونوں میں سے ایک (ہابیل) کی طرف سے قبول کی گئی اور دوسرے (قابیل) کی طرف سے قبول نہیں کی گئی (قابیل نے) کہا میں ضرور تجھے قتل کر دوں گا

قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝27 لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ

(ہابیل نے) کہا بے شک اللہ پرہیزگاروں کی طرف سے قبول فرماتا ہے۔ اگر تو نے میری طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ تو مجھے قتل کر دے

مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝28

(تب بھی) میں اپنا ہاتھ تیری طرف بڑھانے والا نہیں ہوں کہ تجھے قتل کر دوں بے شک میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْۗاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝29

بے شک میں تو چاہتا ہوں کہ تُو میرا گناہ اور اپنا گناہ اٹھالے پھر تُو جہنم والوں میں سے ہو جائے اور ظالموں کا یہی بدلہ ہے۔

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝30

پھر (قابیل) کو اس کے نفس نے اپنے بھائی (ہابیل) کے قتل پر آمادہ کر لیا تو اُس نے اس (بھائی) کو قتل کر دیا پس وہ خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہو گیا

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ

پھر اللہ نے ایک کوّے کو بھیجا جو زمین کھودنے لگا تاکہ اس (قابیل) کو دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کیسے چُھپائے

قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ

اس (قابیل) نے کہا ہائے افسوس مجھ پر! کیا میں اس سے بھی عاجز ہوا کہ میں اس کوّے جیسا ہوتا تو اپنے بھائی کی لاش چُھپا دیتا

فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝31 مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

پھر وہ پچھتانے والوں میں سے ہو گیا۔ اس وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر فرض کر دیا

اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا

کہ جس نے کسی جان کو بغیر کسی جان (کے بدلہ) یا زمین میں بغیر فساد مچانے کے قتل کیا تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک جان کو بچایا

فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ

تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو بچا لیا اور یقیناً ان کے پاس ہمارے رسول واضح نشانیوں کے ساتھ آچکے

ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۳۲

پھر بے شک اُن میں سے اکثر اِس کے بعد بھی زمین میں ضرور حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

اِنَّمَا جَزٰۗؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا

بے شک اُن کی سزا یہ ہے جو اللہ اور اُس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اُنہیں بُری طرح قتل کیا جائے

اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا

یا اُنہیں سولی پر لٹکا دیا جائے یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹے جائیں یا اُنہیں جلاوطن کر دیا جائے یہ (تو) اُن کے لئے دنیا میں رُسوائی ہے

وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۳۳ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ

اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ سوائے اُن کے جنھوں نے توبہ کرلی اِس سے پہلے کہ تم اُن پر قابو پاؤ

ع ۵ ۸ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۳۴ ۧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

تو جان لو بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور اُس کی طرف وسیلہ تلاش کرو

وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۳۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

اور اُس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اگر واقعی اُن کے لئے وہ سب کا سب ہو جو زمین میں ہے

وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ

اور اُس کے ساتھ اُس جیسا اور بھی ہو تاکہ وہ روزِ قیامت کے عذاب کے بدلہ اسے فدیہ میں دینا چاہیں (تو) اُن کی طرف سے نہیں قبول کیا جائے گا

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۳۶ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۡ

اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ وہ چاہیں گے کہ آگ سے نکلیں اور وہ اس سے نکل نہ پائیں گے

وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۳۷ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا

اور اُن کے لئے (ہمیشہ) قائم رہنے والا عذاب ہے۔ اور چور مرد اور چور عورت، تو اُن دونوں کے ہاتھ کاٹ دو

جَزَاۗءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۳۸

اُس (جرم) کی سزا میں جو اُن دونوں نے کمایا یہ اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا ہے اور اللہ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔

فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ

پھر جس نے اپنے (اس) ظلم کے بعد توبہ کی اور (اپنی) اصلاح کرلی تو بے شک اللہ اُس کی توبہ قبول فرمائے گا

إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٩﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ط

بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤٠﴾ يٰٓأَيُّهَا الرَّسُوْلُ

جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ اے رسول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم)!

لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ

آپ کو وہ لوگ غمگین نہ کریں جو کفر میں تیزی دکھاتے ہیں اُن میں سے جنھوں نے اپنے منہ سے کہا ہم ایمان لائے

وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ

حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے اور اُن لوگوں میں سے جو یہودی ہوئے، جھوٹی باتیں بنانے کے لئے وہ (آپ کی باتوں کو) خوب سنتے ہیں

سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لا لَمْ يَأْتُوْكَ ط

(حقیقت میں) وہ دوسروں کے لئے (جاسوسی کی خاطر) بہت سننے والے ہیں جو (ابھی تک) آپ کے پاس نہیں آئے

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ج يَقُوْلُوْنَ إِنْ أُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ

جو کلام کو اُس کے مقام سے بدل دیتے ہیں وہ کہتے ہیں اگر تمہیں یہ (من پسند) حکم دیا جائے تو اِسے قبول کرنا

وَإِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ط وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ط

اور اگر تمہیں یہ (حکم) نہ دیا جائے تو بچ کر رہنا اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے تو (اے مخاطب!) تو اس کو اللہ سے (بچانے کا) ہرگز کوئی اختیار نہیں رکھتا

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ أَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ط لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ صلے

یہ وہ لوگ ہیں کہ (ان کی نافرمانی کی وجہ سے) اللہ نے ان کے دلوں کو پاک کرنے کا ارادہ نہیں کیا اُن کے لئے دنیا میں رسوائی ہے

وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٤١﴾ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ أَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ط

اور آخرت میں اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔ جھوٹی باتیں بنانے کے لئے وہ (آپ کی باتوں کو) خوب سنتے ہیں بہت زیادہ حرام کھانے والے ہیں

فَإِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ ج

تو اگر وہ آپ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) کے پاس (کوئی مقدمہ لے کر) آئیں تو آپ (کو اختیار ہے کہ) چاہے اِن کے درمیان فیصلہ فرمادیں یا ان سے منہ پھیر لیں

وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا ط وَإِنْ حَكَمْتَ

اور اگر آپ ان سے منہ پھیر لیں تو یہ ہرگز آپ کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکیں گے اور اگر آپ فیصلہ فرمائیں

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ط إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ

تو اِن کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمادیجئے بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ اور یہ کیسے آپ سے فیصلہ کرائیں گے

وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ

حالانکہ اِن کے پاس تورات ہے جس میں اللہ کا حکم (موجود) ہے پھر یہ اُس کے بعد (بھی) منہ موڑتے ہیں

وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾ ع ٦ ٩ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ

اور یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ بے شک ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور نور تھا

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا

اس کے مطابق انبیاء (علیہم السلام) جو (اللہ کے) فرماں بردار (بندے) تھے یہودیوں کے (معاملات کے) فیصلے کرتے تھے

وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ

اور اللہ والے اور (ان کے) علماء (اُسی کے مطابق فیصلے کرتے تھے) اِس لئے کہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ بنائے گئے تھے اور وہ اِس پر گواہ تھے

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ

پس (اے یہودیو!) تم (احکامِ الٰہی کے نفاذ کے معاملہ میں) لوگوں سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور نہ لو میری آیت کے عوض حقیر معاوضہ

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ

اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی کافر لوگ ہیں۔ اور ہم نے ان (یہود) پر تورات میں فرض کر دیا کہ جان کے بدلہ جان ہوگی

وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ

اور آنکھ کے بدلہ آنکھ اور ناک کے بدلہ ناک اور کان کے بدلہ کان اور دانت کے بدلہ دانت اور زخموں کا بھی بدلہ لیا جائے گا

فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

تو جس نے اس (قصاص) کو معاف کر دیا تو یہ اُس کے لئے (گناہوں کا) کفارہ ہے اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ

تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ اور ہم نے (اُن پیغمبروں کے بعد) ان کے نقشِ قدم پر بھیجا عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) کو

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ

جو اپنے سے پہلے کی (کتاب) تورات کی تصدیق کرنے والے تھے اور ہم نے اُنہیں انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور تھا

وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾

اور (یہ انجیل بھی) اپنے سے پہلے کی (کتاب) تورات کی تصدیق کرنے والی (تھی) اور ہدایت اور نصیحت تھی پرہیز گاروں کے لئے۔

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

اور چاہیئے کہ انجیل والے اُس کے مطابق فیصلہ کریں جو کچھ اللہ نے اِس میں نازل فرمایا ہے اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ

تو وہی لوگ فاسق ہیں۔ اور ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلے کی کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے

وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

اور اُس پر نگران ہے پس اُن کے درمیان اُسی (حکم) کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ نے نازل فرمایا ہے

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ

اور جو حق بات آپ کے پاس آگئی ہے اسے چھوڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً

ہم نے تم میں سے ہر ایک (امت) کے لئے (الگ) شریعت اور طریقہ مقرر کیا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو یقیناً تمہیں ایک ہی امت بنا دیتا

وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ

لیکن جو کچھ (حکم) اس نے تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمانا چاہتا ہے لہذا نیکیوں میں (ایک دوسرے سے) سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ﴿٤٨﴾

تم سب کو اللہ کی طرف پلٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں وہ باتیں بتائے گا جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ

اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن کے درمیان اُسی (حکم) کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور اُن کی خواہشات کی پیروی نہ کریں

وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا

اور اُن سے ہوشیار رہیں کہیں وہ آپ کو ہٹا نہ دیں اُس (حکم) کے کچھ حصہ سے جو اللہ نے آپ کی طرف نازل فرمایا ہے پھر اگر وہ رخ پھیر لیں

فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿٤٩﴾

تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جان لیں کہ اللہ چاہتا ہے کہ اُنہیں اُن کے بعض گناہوں کی سزا پہنچائے اور یقیناً اکثر لوگ نافرمان ہیں۔

ع اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿٥٠﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بھلا کیا یہ جاہلیت کا فیصلہ حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اور فیصلہ کرنے میں اللہ سے زیادہ بہتر کون ہے اُن لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں۔ اے ایمان والو!

لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ؕ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ

یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جس نے اُنہیں دوست بنایا

فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

تو بے شک وہ اُنہی میں سے ہے بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ چنانچہ آپ اُنہیں دیکھتے ہیں کہ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے

يُسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ

وہ لپک لپک کر ان (یہود و نصاریٰ) میں گھستے ہیں کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی مصیبت کا چکر آ پڑے

فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ

تو قریب ہے کہ اللہ (مسلمانوں کو) فتح عطا فرما دے یا اپنی طرف سے کوئی اور بات ظاہر فرما دے

فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

پھر اس وقت یہ لوگ اس (بات) پر پچھتانے والے ہو جائیں جو انہوں نے اپنے دلوں میں چھپا رکھی تھی۔ اور (اس وقت) وہ لوگ جو ایمان لائے کہیں گے

اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

کیا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی بڑی پختہ قسمیں کھائی تھیں کہ وہ یقیناً تمہارے ساتھ ہیں پس ان کے اعمال برباد ہوگئے

فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ

پھر وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگئے۔ اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے

فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ

تو اللہ جلد ایک ایسی قوم کو لے آئے گا کہ اللہ اُن سے محبت کرے گا اور وہ اُس سے محبت کریں گے مومنوں پر نرم ہوں گے کافروں پر سخت ہوں گے

يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے یہ اللہ کا فضل ہے وہ اسے عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

اور اللہ بڑی وسعت والا خوب جاننے والا ہے۔ بے شک تمہارے دوست تو اللہ اور اُس کے رسول ہیں

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾

اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ (ہر حال میں اللہ کے حضور) جھکنے والے ہیں۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ ع ۸/۶

اور جو اللہ اور اُس کے رسول اور ایمان والوں کو دوست بنائے تو بے شک اللہ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نام پر جان ومال کا نذرانہ پیش کرنا عبادت کے اظہار کا ایک طریقہ اور اس کے قُرب کا ذریعہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے جاری ہے اور جس کی قبولیت کی شرط تقویٰ اور اخلاص ہے۔(سورۃ المآئدہ، آیت:۲۷)

۲۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اخلاص کے ساتھ کئے گئے اعمال قبول فرماتا ہے لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ اخلاصِ نیت کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں تقویٰ کی روش پر قائم رہیں۔(سورۃ المآئدہ، آیت:۲۷)

۳۔ حسد اور عداوت ایسی تباہ کن بُرائیاں ہیں جو ایک شخص کو سگے بھائی کے قتل تک آمادہ کرسکتی ہیں۔(سورۃ المآئدہ، آیت:۳۰)

۴۔ جو شخص ناحق کسی کی جان لیتا ہے وہ صرف ایک فرد ہی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ اس کا دل انسانیت کے احترام اور ہمدردی کے جذبہ سے خالی ہے، لہٰذا وہ پوری انسانیت کا دشمن ہے۔(سورۃ المآئدہ، آیت:۳۲)

۵۔ مفسدین سے روئے زمین کو پاک کرنا، نیز شاہراہوں کو قتل و غارت، لوٹ مار اور خوف و دہشت سے محفوظ رکھنا بہت ضروری اور بڑی بھلائی ہے۔ لہٰذا معاشرہ کو بے سکونی، خوف، دہشت اور فساد سے بچانے اور پُر امن رکھنے کے لئے مجرموں کو قرار واقعی سزا دینا ضروری ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیات:۳۳،۳۸)

۶۔ توبہ محض زبانی و لفظی طور پر کافی نہیں ہے بلکہ سچی توبہ کے لئے اصلاحِ احوال کی عملی صورتوں کا بھی اظہار کرنا ضروری ہے یعنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نافرمانی کے کاموں کو ترک کرکے اطاعت کی روش اختیار کرنی چاہیئے۔(سورۃ المآئدہ، آیت:۳۴)

۷۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرنا، اس کے حصولِ قرب کے لئے وسیلہ تلاش کرنا اور اس کی راہ میں جہاد و مجاہدہ کرنا فلاح و نجات حاصل کرنے کا سبب ہے۔(سورۃ المآئدہ، آیت:۳۵)

۸۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے کافر، ظالم اور فاسق ہیں۔ لہٰذا ہمیں مقدور بھر کوشش کرنی چاہیئے کہ انفرادی زندگی میں احکامِ شریعت پر مکمل طور پر عمل کریں اور اجتماعی معاملاتِ زندگی میں ان کے نفاذ کی عملی جدوجہد کریں۔ (سورۃ المآئدہ، آیات:۴۴،۴۵،۴۷)

۹۔ قانونِ قصاص میں مجروح (زخمی شخص) یا مقتول کے ورثاء بدلہ اور خون بہا بھی لے سکتے ہیں اور مجرم کو معاف بھی کرسکتے ہیں، معاف کردینے کا عمل معاف کردینے والے کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا۔(سورۃ المآئدہ، آیت:۴۵)

۱۰۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن حکیم کو سابقہ تمام آسمانی کتب کا محافظ بنایا ہے نیز گزشتہ الہامی کتابوں کی بنیادی تعلیمات بھی قرآن حکیم میں بیان ہوگئی ہیں۔ لہٰذا اب جو بات سابقہ کتابوں میں قرآنِ حکیم کے مطابق ہے وہ درست ہے اور جو قرآنِ حکیم کے خلاف ہے وہ تحریف شدہ اور غلط ہے۔(سورۃ المآئدہ، آیت:۴۸)

۱۱۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہر امت کے لئے ان کے زمانہ کے حالات اور لوگوں کی ضروریات کے مطابق بطور آزمائش الگ الگ شریعت مقرر فرمائی ہے۔ ہمیں شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق عمل کرتے ہوئے نیک اعمال میں سبقت کرنی چاہیئے۔(سورۃ المآئدہ، آیت:۴۸)

۱۲۔ نفاذِ شریعت کے معاملہ میں لوگوں کی خواہشات کی پیروی سے بچنا اور اس بات سے چوکنّا رہنا ضروری ہے کہ کہیں مادی اور دنیاوی مفادات نفاذِ شریعت کی راہ میں رکاوٹ نہ بنیں۔ (سورۃ المآئدہ، آیت: ۴۹)

۱۳۔ جاہلیت ایسی فکر، طرزِ عمل اور نظامِ حیات کو کہتے ہیں کہ جس میں اللہ ﷻ کو حاکم اور قانون ساز اور وحیِ الٰہی کو معیار ماننے کے بجائے انسانی ناقص علم، خواہشاتِ نفسانی اور انسانی عقل کو ہی معیارِ اصلی بنالیا جائے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت: ۵۰)

۱۴۔ یہود و نصاریٰ سے دلی دوستی منع ہے ان سے ایسا تعلق بھی جائز نہیں جس سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ نیز مستقبل کے خطرات کے پیشِ نظر ڈر سے کفار سے دوستی رکھنے والا انہی میں شمار ہوگا۔ (سورۃ المآئدہ، آیت: ۵۱)

۱۵۔ اللہ ﷻ کے محبوب بندوں کی صفات یہ ہیں کہ اللہ ﷻ ان سے محبت فرماتا ہے اور وہ اللہ ﷻ سے محبت کرنے والے، ایمان والوں کے لئے نرم، کفار کے لئے نہایت سخت، اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ (سورۃ المآئدہ، آیت: ۵۴)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

۱۔ سورۃ المآئدہ کے اہم مضامین بیان کیجئے۔

۲۔ قرآنِ حکیم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں انسانی جان کی اہمیت بیان کیجئے؟

۳۔ واقعہ ہابیل اور قابیل سے حاصل ہونے والے اسباق لکھیے؟

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کیجئے۔

(۱) حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ــــــــــــ کی قربانی اللہ ﷻ کے ہاں ــــــــــ ہوئی جبکہ ــــــــــــ کی قربانی قبول نہ ہوئی۔ چنانچہ حسد کی بناء پر ــــــــــ نے ــــــــــ کو قتل کردیا۔

(۲) اللہ ﷻ نے ہم پر انسانی جان کی اہمیت واضح کردی ہے کہ جس نے ایک انسان کو ناحق ــــــــــ کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو ــــــــــ کردیا اور جس نے ایک انسان کی ــــــــــ بچائی تو گویا اس نے تمام انسانوں کی ــــــــــ بچالی۔

(۳) اگر کفار کے پاس ساری ــــــــــ کی دولت ہو، اتنی ہی اور اس کے ساتھ ہو، اور وہ یہ ساری دولت ــــــــــ کے طور پر دے کر قیامت کے ــــــــــ سے بچنا چاہیں تو وہ ــــــــــ ان سے قبول نہ کیا جائے گا اور انہیں دردناک سزا مل کر رہے گی۔

(۴) یہود کی یہ خصلتیں بیان ہوئی ہیں کہ وہ لوگ ــــــــــ کو خوب سننے والے ہیں اور خوب ــــــــــ کھانے والے ہیں۔ اللہ ﷻ نے واضح کردیا کہ یہ لوگ ــــــــــ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

(۵) اللہ ﷻ نے یہودیوں سے کہا کہ میری ــــــــــ کو حقیر سا معاوضہ لے کر بیچنا چھوڑ دو۔ اور جو لوگ اللہ ﷻ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق ــــــــــ نہ کریں، وہ لوگ ــــــــــ ہیں۔

(۶) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہلِ ایمان کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو اپنا دلی دوست بنانے سے منع کیا ہے اور تنبیہ کی ہے کہ جو انہیں اپنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بنائے گا وہ ان ہی میں سے ہو گا۔

(۷) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو بتا دیا ہے کہ ان کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اصل میں صرف۔۔۔۔۔۔۔۔۔، ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ادا کرتے ہیں اور وہ ہر حال میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور جھکے ہوئے رہتے ہیں۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱۔ آیات: ۴۱ تا ۴۳ میں منافقین اور یہود کا کیا طرزِ عمل بیان ہوا ہے؟ نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے حوالہ سے کیا اختیار عطا فرمایا ہے؟

۲۔ آیات: ۴۴ تا ۴۵ کی روشنی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب تورات کی چند خصوصیات اور احکام بیان کیجئے۔

۳۔ آیات: ۵۱ تا ۵۳ کی روشنی میں یہ بتائیے کہ ایمان والوں کا یہود و نصاریٰ سے کیسا تعلق ہونا چاہئے؟

۴۔ آیات: ۵۴ تا ۵۶ میں مسلمانوں کو کیا تنبیہ کی گئی ہے؟ نیز انہیں کس بات کی تسلی دی گئی ہے؟

سوال ۴ درج ذیل سوالات کے جوابات مختصراً تحریر کیجئے۔

۱۔ انجیل کس رسول علیہ السلام پر نازل ہوئی؟

۲۔ انجیل کی چند خصوصیات مختصراً تحریر کیجئے۔

۳۔ انجیل نے کس کتاب کی تصدیق کی؟

۴۔ کن لوگوں کو فاسق کہا گیا ہے؟

۵۔ قرآن مجید کی چند خصوصیات مختصراً تحریر کیجئے۔

۶۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا ہے؟

۷۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس چیز کی پیروی سے منع فرمایا ہے؟

۸۔ مسلمانوں کو کس چیز سے چوکنّا رہنا چاہیئے؟

۹۔ مسلمانوں کو کس قانون اور حکم کے مطابق فیصلے کرنے چاہیئے؟

سوال ۵ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے کرنے سے کیا مراد ہے؟ نیز عصرِ حاضر میں اس کی ضرورت و اہمیت پر قرآنِ حکیم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں ایک نوٹ تحریر کیجئے۔

سوال ۶ درسی کتاب میں دی گئی احادیث مبارکہ کا بغور مطالعہ کیجئے اور درج ذیل سوالوں کے جوابات دیجئے۔

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کن کن لوگوں کو شہید قرار دیا؟

۲۔ چور کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا؟

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ شخص کسے قرار دیا؟

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومنوں کو آپس میں کس بات میں ایک جسم کی مانند قرار دیا ہے اور اس کی وجہ کیا فرمائی ہے؟

گھریلو سرگرمی

- سورۃ المآئدہ، آیات:۲۷تا۳۱ میں اللہ ﷻ نے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا قصّہ بیان فرمایا ہے جس میں قابیل نے اپنے بھائی ہابیل سے حسد کیا اور اسے قتل کر دیا۔ آپ لغت سے حسد کی تعریف اور حسد کے حوالہ سے کوئی حدیث شریف تلاش کیجیے۔ نیز کسی صاحب علم سے معلوم کریں کہ حاسد حسد کیوں کرتا ہے؟ حاسد کا انجام کیا ہوتا ہے؟ حسد سے بچاؤ کیسے ممکن ہے؟ نیز دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق کن چیزوں پر حسد (رشک) کرنا جائز ہے؟
- سورۃ المآئدہ، آیت:۳۲ میں اللہ ﷻ نے انسانی جان کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے۔ دینِ اسلام میں انسانی جان کی کیا اہمیت ہے قرآنِ حکیم اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں واضح کریں؟ نیز انسانی جان کی حفاظت کے حوالہ سے دینِ اسلام نے ناحق قتل پر وعیدیں بھی بیان کی ہیں اور قانونِ قصاص اور سزاؤں کی صورت میں بھی احکامات عطا کئے ہیں، اس حوالہ سے تحقیق کر کے ایک نوٹ تحریر کیجیے۔
- کسی صاحب علم سے گفتگو کر کے دین اسلام کے قانونِ قصاص، حدود اور تعزیرات کی تعریف اور مثالیں معلوم کر کے تحریر کیجیے۔ نیز سورۃ المآئدہ، آیات:۲۷تا۳۹ اور ۴۴تا۴۷ میں بیان کردہ جرائم کی اقسام، آیت کا حوالہ دے کر نشاندہی کریں اور یہ بھی تحریر کریں کہ اللہ ﷻ کے نازل کردہ احکام و قوانین کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والوں کے بارے میں اللہ ﷻ نے کیا وعیدیں بیان فرمائی ہیں؟

دستخط استاد مع تاریخ: ____________________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________________

سبق: ۱۲

سُورَةُ الْمَآئِدَة

سورۃ المائدہ ۵ — رکوع: ۹ تا ۱۲ (آیات: ۵۷ تا ۹۳)

رکوع: ۹ تا ۱۲ کے اہم مضامین

۱۔ اہل کتاب کے بُرے کردار پر تنقید
۲۔ نفاذِ شریعت کی برکات
۳۔ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے حفاظتِ ربانی
۴۔ اہل کتاب کو دعوت اصلاح
۵۔ نصاریٰ کے غلط عقائد کی تردید
۶۔ نیک صفت نصاریٰ کی تعریف اور جزا
۷۔ حلال چیزیں کھانے کی ترغیب
۸۔ شراب اور جوے کی حرمت کے حتمی احکامات

رکوع: ۹ تا ۱۲ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۹ (آیات: ۵۷ تا ۶۶)

مسلمانوں کو ایسے لوگوں کے ساتھ دوستی رکھنے سے منع کیا گیا ہے جو دینِ اسلام اور اس کی تعلیمات کا مذاق اڑاتے ہیں، خواہ وہ اہل کتاب میں سے ہوں یا دوسرے کفار ہوں۔ ان کی حماقت اور کم عقلی کا یہ عالم ہے کہ یہ لوگ اذان اور نماز جیسے شعائرِ اسلام کے ساتھ بھی ہنسی اور کھیل کرتے ہیں۔ اہل کتاب کے دلوں پر ایک دستک دی گئی ہے کہ مسلمانوں کی تمہارے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی تو نہیں ہے، بلکہ تم صرف اس بات کا غصہ نکال رہے ہو کہ مسلمان اللہ سبحانہ وتعالیٰ، قرآن حکیم اور سابقہ الہامی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔ ان پر ایمان لانے میں تو کوئی بُرائی نہیں ہے، لیکن اصل بات یہ ہے کہ تم میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں اس لئے حق بات کو قبول کرنے کی بجائے مسلمانوں سے عداوت رکھتے ہیں۔ اہل کتاب کو آئینہ دکھایا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک انجام کے لحاظ سے سب سے برے وہ لوگ ہیں جن پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی لعنت اور غضب ہوا، جن میں سے بعض کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بندر اور سُور بنا دیا اور جنہوں نے شیطان کی عبادت کی۔ ایسے ہی لوگ سب سے بدتر ہیں اور سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ اہل کتاب میں سے منافقین کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ صرف زبانی طور پر اسلام لانے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ کافر ہی ہیں اور انہیں ایک لمحہ کے لئے بھی ایمان نصیب نہیں ہوا۔ اہل کتاب میں سے بہت سے لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ گناہ، ظلم وزیادتی اور حرام مال کھانے میں بھاگ دوڑ کرتے ہیں۔ ان کے علماء اور مشائخ کو جھنجھوڑا گیا ہے کہ وہ انہیں برائیوں اور حرام خوریوں سے کیوں نہیں روکتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شان میں یہود کی ایک گستاخی کا تذکرہ ہے۔ جب مدینہ منورہ کے یہودیوں نے آنحضرت ﷺ کی دعوت کو قبول نہیں کیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو تنبیہ کے طور پر کچھ عرصہ کے لئے معاشی تنگی میں مبتلا کر دیا تو یہود نے کہا کہ اللہ بخیل ہے (معاذ اللہ)۔ بخیل سے ان کی مراد یہ تھی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر عطا کرنے اور خرچ کرنے کے دروازے بند کئے ہوئے ہیں اور ان کو رزق نہیں دے رہا۔ انہیں جواب دیا گیا ہے کہ یہ لوگ خود بخیل ہیں اور ان کے اس گستاخانہ قول کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو سخی ہے اور اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ یہود میں سے اکثر لوگ تعصب میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ قرآن مجید سے ہدایت حاصل کرنے کے بجائے ان کی گمراہی اور سرکشی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُن کی اِسی سرکشی اور تعصب کی وجہ سے اُن کے درمیان قیامت تک کے لئے دشمنی اور بغض ڈال دیا ہے۔ یہود مسلمانوں کے خلاف جنگ کی آگ بھڑکانے کے لئے سازشیں کرتے ہیں۔ لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ

نے ہر موقع پر ان کی سازشوں کو ناکام بنایا۔ یہ لوگ زمین میں فساد برپا کرنے کی کوششیں کرتے ہیں جبکہ اللہ ﷻ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اہلِ کتاب اگر نافرمانیاں کرنے کے بجائے، اللہ ﷻ کی نازل کردہ ہدایات و تعلیمات پر ایمان لے آتے اور تقویٰ کی روش اپناتے تو اللہ ﷻ ان کے گناہ معاف فرما دیتا اور انہیں نعمتوں سے بھرپور جنت میں داخل فرماتا۔ نفاذِ شریعت کی برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اگر اہلِ کتاب تورات اور انجیل کے احکام نافذ کرتے تو ان پر بھی آسمان سے رحمت کی بارشیں نازل ہوتیں اور زمین بھی نعمت کے خزانے اگل دیتی۔ ان میں سے ایک میانہ رو جماعت موجود ہے جو حق کو قبول کرتی ہے، لیکن ان میں سے اکثر لوگوں کے کردار بہت برے ہیں۔

رکوع ۹: کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے بندروں اور خنزیروں کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ وہی ہیں جنھیں اللہ ﷻ نے مسخ کر دیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ﷻ نے جس قوم کو بھی ہلاک کیا یا مسخ کیا تو نہ ان کی نسل آگے بڑھی اور نہ ہی کوئی (ان کا) جانشین بنا اور بے شک بندر اور خنزیر تو ان مسخ ہونے والے لوگوں سے پہلے بھی تھے۔“ (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بھی ایسی قوم میں رہتا ہو جس میں برے کام کئے جاتے ہوں اور لوگ ان کو روکنے کی قدرت رکھنے کے باوجود نہ روکتے ہوں تو اللہ ﷻ انہیں ان کی موت سے قبل عذاب میں مبتلا کر دے گا۔“ (سنن ابی داوٗد، سنن ابن ماجہ)

۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص تم میں سے کسی منکَر (خلافِ شرع) کام کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے روک دے، اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے اور اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو دل ہی سے سہی (یعنی دل میں اسے برا جانے اور اس سے بے زار ہو) اور یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے۔“ (صحیح مسلم)

۴۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! دستِ مبارک پھیلایئے میں آپ ﷺ سے بیعت کروں گا۔ حضور ﷺ نے اپنے دستِ مبارک کو پھیلا دیا مگر میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: عمرو کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ایک شرط لگانا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ کیا ہے؟“ میں نے عرض کیا شرط یہ ہے کہ میرے (گزشتہ) تمام قصور معاف کر دیئے جائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”عمرو کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اسلام لانا پچھلے تمام گناہوں کو ڈھا دیتا ہے اور ہجرت بھی پہلے کیئے ہوئے گناہوں کو گرا دیتی ہے اور حج بھی گزشتہ گناہوں کو منہدم کر دیتا ہے۔“ (صحیح مسلم)

۵۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زمین میں ایک حد کا نفاذ زمین والوں کے لئے چالیس دن کی بارش سے زیادہ بہتر ہے۔“ (سنن ابن ماجہ)

رکوع: ۱۰ (آیات: ۶۷ تا ۷۷)

اللہ ﷻ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرضِ منصبی بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ پر اللہ ﷻ کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے اُسے لوگوں تک پہنچا دیں۔ اس ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کی حفاظت کی ذمہ داری خود لے لی ہے کہ وہ آپ ﷺ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ نفاذِ شریعت پر زور دیتے ہوئے اہلِ کتاب کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اللہ ﷻ کے نزدیک اس وقت تک تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے جب تک تم تورات، انجیل اور جو کچھ اللہ ﷻ کی طرف سے احکامات نازل ہوئے ہیں ان کو عملاً قائم نہیں کرتے۔ ان میں سے اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ ان کی حق سے

دشمنی کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کلام حق ان کے کفر اور سرکشی ہی میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ اس لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ تلقین فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کافروں کے بارے میں بالکل افسوس نہ کریں۔ ایک بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ مسلمان، یہود، صابی (ستارہ پرست) اور نصاریٰ، ان میں سے جو بھی اپنے اپنے دور میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ، آخرت اور اپنے وقت کے نبی اور گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان رکھتے تھے اور نیک اعمال کرتے تھے، ان کے لئے نجات ہے اور قیامت کے دن انہیں کوئی غم اور خوف نہ ہوگا۔ بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کا تذکرہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان سے عہد لیا اور ان کی طرف رسول بھیجے لیکن ان کا طریقہ یہ رہا کہ انبیاء کرام علیہم السلام جو دین پیش کرتے تھے، اس دین میں سے جو حصہ ان کے نفس کی خواہشات کے خلاف ہوتا اس سے اعراض کرتے تھے۔ اس ناگواری کے باعث انہوں نے بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلایا اور بہت سوں کو قتل (شہید) کر دیا۔ ان جرائم کے باوجود وہ اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ ان کی کوئی گرفت اور پکڑ نہیں ہوگی۔ اس کے نتیجہ میں وہ جان بوجھ کر اندھے اور بہرے بن رہے تھے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی اطاعت بھی نہیں کرتے تھے۔ پھر جب انہیں تنبیہ کے طور پر سزا ملتی تو توبہ کر لیتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فضل و کرم فرما کر انہیں معاف کر دیتا، لیکن اس کے بعد پھر یہ اندھے اور بہرے بن کر وہی شیوہ اختیار کر لیتے۔ بعض نصاریٰ کا ایک غلط عقیدہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات میں حلول کر گیا ہے اور دونوں ایک ہی ہیں (معاذاللہ)۔ اس عقیدہ کو کفر قرار دیا گیا ہے اور اس کی یوں تردید کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اپنا رب مانتے ہوئے اُسی کی عبادت کا حکم دیا تھا۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندے ہی ہیں۔ اس غلط عقیدہ کے حامل نصاریٰ کو وعید سنائی گئی ہے کہ شرک کرنے والوں پر جنت حرام ہے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ نصاریٰ کا ایک اور غلط عقیدہ یہ ہے کہ خدا تین ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان تین خداؤں میں سے ایک خدا ہے۔ (معاذاللہ) اس عقیدہ کو بھی کفر قرار دیا گیا ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ معبودِ برحق صرف اور صرف ایک ہے اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ عقیدہ تثلیث رکھنے والے نصاریٰ کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر اس غلط عقیدہ سے باز نہ آئے، تو انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں توبہ و استغفار کی دعوت دی ہے کہ اپنے باطل عقائد سے توبہ کر لیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بخشش طلب کریں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں معاف فرما دے گا اور ان پر رحم فرمائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حق بات بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ہیں اور ایک سچی خاتون حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں۔ یہ دونوں انسان تھے اور کھانا کھایا کرتے تھے، لہٰذا ان میں سے کوئی بھی خدا نہیں ہے۔ نصاریٰ اور مشرکین کو تنبیہ کی گئی ہے کہ تم کیسے بے سمجھ ہو، ایسی ہستیوں کو خدا بناتے ہو جو کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ اہل کتاب کو دین میں ناحق غلو، حد سے تجاوز، زیادتی اور مبالغہ کرنے اور ایسے لوگوں کی پیروی کرنے سے منع کیا گیا ہے جو خواہشات کے پیچھے لگ کر خود بھی گمراہ ہو چکے ہیں اور بہت سے لوگوں کو بھی گمراہ کر چکے ہیں۔

رکوع: ۱۰ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتوں کو حرمت والا قرار دیا ہے سوائے اس کے حق کے، جیسے اس دن (یوم عرفہ) کو اس نے تمہارے اس شہر (مکہ مکرمہ) میں اور تمہارے اس مہینہ (ذوالحجہ) میں حرمت والا بنایا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! کیا میں نے تمہیں (اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا پیغامِ حق) پہنچا دیا۔" تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور ہر مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنچا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! گواہ رہ، اے اللہ! گواہ رہ (کہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا)۔" (صحیح بخاری، مسند احمد)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر اگر وہ گناہ چھوڑ دے، استغفار کرے اور توبہ کرلے تو اس کا دل صاف کردیا جاتا ہے اور اگر وہ دوبارہ گناہ کرے تو سیاہ نقطہ بڑھ جاتا ہے حتیٰ کہ پورے دل پر چھا جاتا ہے۔" (جامع ترمذی)

۳۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے بارے میں اتنا حد سے نہ بڑھ جانا، جتنا نصاریٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے بارے میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔ میں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بندہ ہوں، لہٰذا تم (میرے متعلق) یہ کہا کرو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول (ﷺ) ہیں۔" (صحیح بخاری)

رکوع: ۱۱ (آیات: ۷۸ تا ۸۶)

بنی اسرائیل کا براکردار بیان ہوا ہے کہ ان میں سے کفر کرنے والوں پر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لعنت کی ہے۔ ان کا جرم یہ تھا کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی میں حد سے تجاوز کرتے تھے اور دوسروں کو بھی برائیوں سے نہیں روکتے تھے۔ یہود کا منفی طرزِ عمل بیان ہوا ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ مشرکین اور کفار کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں۔ اس برے فعل کا انجام یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے ناراض ہوگیا ہے اور وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ ان کے ایمان پر ضرب لگائی گئی ہے کہ اگر یہ لوگ واقعی اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہوتے تو یہ کبھی بھی ان مشرکوں اور کافروں کو دوست نہ بناتے۔ درحقیقت معاملہ یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں اس لئے مسلمانوں سے دشمنی اور کفار سے دوستی رکھتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو خبر دی ہے کہ مسلمانوں کے سب سے بڑے اور سخت ترین دشمن یہود اور مشرکین ہیں اور ان کی نسبت نصاریٰ مسلمانوں کے زیادہ قریب اور نرمی کا معاملہ رکھتے ہیں۔ نصاریٰ کے مسلمانوں کے قریب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں علماء، عبادت گزار اور درویش ہوتے ہیں جو تواضع اختیار کرتے ہیں اور غرور وتکبر میں مبتلا نہیں ہوتے۔ بعض نیک صفت نصاریٰ کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب وہ قرآن کریم کی آیات سنتے ہیں تو رِقّت سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوجاتی ہیں اور وہ مسلمان ہوجاتے ہیں۔ وہ پکار اٹھتے ہیں کہ ہمیں حق کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے اور اس آخری نبی اور رسول ﷺ پر ایمان لانے میں کوئی عذر نہیں ہے بلکہ ہمیں امید ہے کہ اس رسول برحق پر ایمان لانے کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل کرلے گا۔ انہیں خوشخبری دی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اس کے برعکس کفر کرنے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرنے والوں کو وعید سنائی گئی ہے کہ ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

رکوع: ۱۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور نیکی کا حکم دو اور بُرائی سے منع کرو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیج دے پھر تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ کی جائے۔" (جامع ترمذی، مسند احمد)

۲۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین شخص ایسے ہیں کہ جن کے لئے دُگنا ثواب ہے۔ ۱۔ وہ شخص جو اہلِ کتاب میں سے ہو، اپنے نبی پر ایمان لایا ہو اور پھر سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر بھی ایمان لائے۔ ۲۔ وہ غلام جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اپنے مالک کے حقوق ادا کرتا ہے۔ ۳۔ وہ شخص جس کے پاس اس کی کنیز ہو، اس نے اسے ادب سکھایا، اس کی عمدہ تربیت کی اور اسے اچھی اور عمدہ تعلیم دی، پھر اسے آزاد کردیا اور اس سے نکاح کرلیا۔ پس اس کے لئے دُگنا ثواب ہے۔" (صحیح بخاری)

رکوع: ۱۲ (آیات: ۸۷ تا ۹۳)

مسلمانوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دینے سے منع کیا گیا ہے۔ صرف حلال اور پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم ہے۔ قسم کے احکام بیان ہوئے ہیں کہ ایسی قسم جو بغیر کسی ارادے کے اُٹھائی جائے اس پر کوئی گرفت نہیں ہے۔ لیکن وہ قسم جو انسان اپنی بات میں تاکید اور پختگی کے لئے اپنے ارادہ اور نیت سے اُٹھائے اس کے توڑنے پر کُفّارہ ادا کرنا ہو گا۔ چنانچہ اگر کوئی ایسی قسم توڑے گا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلا دیا جائے یعنی جو وہ اور اس کے گھر والے عموماً کھاتے ہیں یا دس مسکینوں کو لباس پہنائے، یا ایک غلام آزاد کرے۔ اگر ان تینوں صورتوں میں سے کسی چیز کی بھی استطاعت نہیں ہے تو پھر تین روزے رکھے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے احکام شریعت کے ذریعہ مسلمانوں کو واضح راہ دکھادی ہے یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے اور اس پر انہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ شراب، جوے، بت اور جوے کے تیروں کو گندے اور شیطانی کام قرار دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو ان برے کاموں سے باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ شراب اور جُوے کے بارے میں حتمی احکامات عطا کئے گئے ہیں۔ ان کو حرام کرنے کی حکمت یہ ہے کہ ان دونوں میں کئی خرابیاں اور نقصانات ہیں۔ ایک یہ کہ شراب اور جُوے سے آپس میں دشمنی اور بغض پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ نماز اور ذکرِ الٰہی سے روکنے اور غافل کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ واضح کیا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ضروری ہے اور ان کی مخالفت سے بچنا لازم ہے۔ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو بعض مسلمانوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جو لوگ حرمت کے اس حکم سے پہلے شراب پی چکے ہیں، ان کا کیا بنے گا؟ اس شبہ کا ازالہ کر دیا گیا ہے کہ شراب کی حرمت کا حتمی حکم آنے سے پہلے جن لوگوں نے شراب پی تھی اس پر اُن سے کوئی مؤاخذہ نہیں ہو گا بشرطیکہ وہ ایمان والے، نیک اعمال کرنے، تقویٰ اختیار کرنے اور احسان کرنے والے ہوں، مطلب یہ ہوا کہ وہ نیک اعمال کو انتہائی قلبی لگاؤ اور احسن انداز میں انجام دینے والے ہوں۔

رکوع: ۱۲ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگوں نے ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُنَّ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی عبادت کے بارے میں سوال کیا، پتا چلنے پر بعض نے کہا کہ میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا اور بعض نے کہا کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور بعض نے کہا کہ میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ان لوگوں کا کیا حال ہے جو یہ یہ باتیں کرتے ہیں؟ حالانکہ میں رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ بھی رکھتا بھی ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، لہٰذا جو شخص میری سنت سے اعراض کرے تو وہ مجھ سے نہیں ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص قسم کھائے وہ اللہ کی قسم کھائے، ورنہ خاموش رہے۔" (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "شراب پر دس وجوہ سے لعنت ہے، شراب بذات خود ملعون ہے، اس کا پینے والا، پلانے والا، بیچنے والا، خریدنے والا، نچوڑنے والا، جس کے لئے نچوڑی جائے، اٹھانے والا، جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جائے اور اس کی قیمت کھانے والا، یہ سب کے سب ملعون ہیں۔" (سنن ابن ماجہ، مسند احمد)

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی معمولی مقدار بھی حرام ہے۔" (مسند احمد، سنن ابن ماجہ، سنن ابی داؤد)

۵۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میری اُمّت میں سے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام کچھ اور رکھیں گے، ان کے سروں پر باجے بجائے جائیں گے، اور گانے والی عورتیں گائیں گی، تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا، اور ان میں سے بعض کو بندر اور سور بنا دے گا۔" (سنن ابن ماجہ)

سُوْرَةُ الْمَآئِدَه

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا
اے ایمان والو! تم (دوست) نہ بناؤ ان لوگوں کو جنہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنا رکھا ہے
مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٥٧
جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور کافروں کو دوست (نہ بناؤ) اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔
وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ
اور جب تم (آذان دیتے ہوئے) نماز کے لئے (لوگوں کو) پکارتے ہو وہ اس (پکار) کو مذاق اور کھیل بناتے ہیں
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝٥٨ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ
اِس لئے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے۔ (اے نبی ﷺ!) آپ فرما دیجیے کہ اے اہلِ کتاب! تمہیں ہماری کون سی بات بُری لگی
اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ
سوائے اس کے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس (کلام) پر جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور اس پر (بھی) جو اس سے پہلے نازل کیا گیا
وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٥٩ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ
اور بے شک تم میں سے اکثر نافرمان ہیں۔ (اے نبی ﷺ!) آپ فرما دیجیے کیا میں تمہیں بتاؤں
بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ
اللہ کے ہاں سزا کے اعتبار سے اِس سے زیادہ بُرا کون ہے؟ (بُرے) وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور وہ ان پر غضب ناک ہوا ہے
وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا
اور اُن میں سے (بعض کو) بندر اور (بعض کو) خنزیر بنا دیا اور جنہوں نے طاغوت کی پوجا کی وہی لوگ ٹھکانے کے لحاظ سے بدترین ہیں
وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝٦٠ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا
اور سیدھی راہ سے بہت ہی بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور (اے مسلمانو!) جب وہ (منافقین) تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے
وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝٦١
حالانکہ یقیناً وہ (تمہارے پاس) کفر ہی کے ساتھ داخل ہوئے اور وہ یقیناً اُسی (کفر) کے ساتھ نکلے اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں۔

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ

اور آپ اُن میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ گناہ اور زیادتی اور اپنی حرام خوری میں تیزی دکھاتے ہیں

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ

یقیناً بہت برا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔ اُنہیں اللہ والے اور (ان کے) علماء کیوں منع نہیں کرتے اُن کی گناہ کی بات اور اُن کی حرام خوری سے

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ

یقیناً بہت برا ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ اور یہود نے کہا اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے خود اِن کے (اپنے) ہاتھ بندھ جائیں

وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ

اور جو کچھ اُنہوں نے (گستاخی کرتے ہوئے) کہا اُس کی وجہ سے اِن پر لعنت ہو بلکہ اس (اللہ) کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں وہ جیسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ

اور جو (کلام) آپ (ﷺ) پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے (وہ) یقیناً ان میں سے اکثر لوگوں کی سرکشی اور کفر میں ضرور مزید اضافہ کرے گا

وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ

اور ہم نے اُن کے درمیان روزِ قیامت تک عداوت اور بغض ڈال دیا ہے جب کبھی وہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اُسے بجھا دیتا ہے

وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾

اور یہ لوگ زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

اور اگر اہلِ کتاب ایمان لے آتے اور (اللہ کی نافرمانی سے) ڈرتے تو ہم ضرور ان کے گناہوں کی پردہ پوشی فرماتے

وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ

اور ضرور اُنہیں نعمتوں والے باغات میں داخل کرتے۔ اور اگر واقعی وہ (اہلِ کتاب) تورات اور انجیل کو قائم کرتے

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ

اور اسے جو کچھ اُن کی طرف اُن کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا تو وہ ضرور اپنے اوپر سے بھی اور اپنے قدموں کے نیچے سے بھی (رزق) کھاتے

مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ ع ۹/۱۰

اُن میں سے ایک گروہ میانہ روی پر ہے اور اُن میں اکثر لوگ جو کچھ کر رہے ہیں وہ بہت بُرا ہے۔ اے رسول (ﷺ)!

بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ

پہنچا دیجیے جو کچھ آپ (ﷺ) پر آپ کے رب کی جانب سے نازل فرمایا گیا ہے اور (بالفرض) اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اُس کا پیغام نہیں پہنچایا

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

اور اللہ آپ کو لوگوں (کے شر) سے بچائے گا بے شک اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ (اے نبی ﷺ!) آپ فرما دیجئے کہ اے اہلِ کتاب!

لَسْتُمْ عَلٰي شَيْءٍ حَتّٰي تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ

تم (دینِ حق کی) کسی بنیاد پر نہیں ہو جب تک تم تورات اور انجیل کو قائم نہ کرو اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے نازل فرمایا گیا ہے

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ

اور جو (کلام) آپ (ﷺ) پر آپ کے رب کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہے یقیناً اُن میں سے اکثر لوگوں کی سرکشی اور کفر میں ضرور مزید اضافہ کرے گا

فَلَا تَاْسَ عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِــُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى

تو آپ اِس کافر قوم پر افسوس نہ کیجیے۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور جو صابی ہیں اور جو نصاریٰ ہیں

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٩﴾

جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو اُن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ

یقیناً ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا اور ہم نے ان کی طرف رسولوں کو بھیجا

كُلَّمَا جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا

تو جب کبھی اُن کے پاس کوئی رسول (ایسا حکم) لے کر آیا جسے اُن کے نفس پسند نہ کرتے تھے تو انہوں نے بعض کو جھٹلایا

وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا

اور بعض کو قتل (شہید) کیا۔ اور وہ سمجھ بیٹھے کہ (ایسا کرنے سے) کوئی عذاب نہ ہوگا تو وہ اندھے اور بہرے ہو گئے

ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٧١﴾

پھر اللہ نے اُن کی توبہ قبول فرمالی پھر اُن میں سے بہت سے اندھے اور بہرے ہو گئے اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ

یقیناً اُن لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا بے شک اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے حالانکہ (خود) مسیح (علیہ السلام) نے فرمایا تھا

يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ

اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو جو میرا (بھی) رب ہے اور تمہارا (بھی) رب ہے بے شک جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے

فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾

تو یقیناً اللہ نے اُس پر جنت حرام کر دی ہے اور اُس کا ٹھکانا (جہنم کی) آگ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ

یقیناً اُن لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا بے شک اللہ تین (معبودوں) میں سے تیسرا ہے حالانکہ معبودِ واحد (اللہ) کے سوا کوئی معبود نہیں

وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾

اور اگر وہ اُس بات سے باز نہ آئے جو وہ لوگ کہتے ہیں تو یقیناً اُن میں سے جنہوں نے کفر کیا اُن کو ضرور دردناک عذاب پہنچے گا۔

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾

آخر وہ اللہ کے حضور توبہ کیوں نہیں کرتے اور اُس سے مغفرت طلب کیوں نہیں کرتے؟ اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ

مسیح ابن مریم (علیہما السلام) تو صرف (اللہ کے) رسول ہیں اُن سے پہلے (بھی) بہت سے رسول گزر چکے ہیں اور اُن کی والدہ صدیقہ تھیں

كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾

دونوں کھانا کھایا کرتے تھے آپ دیکھئے ہم کیسے اُن کے لئے آیات کھول کھول کر بیان کرتے ہیں پھر یہ کہاں بھٹکے جا رہے ہیں؟

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ

(اے نبی ﷺ!) آپ فرما دیجئے کیا تم اللہ کے سوا اس کو پوجتے ہو جو تمہارے نقصان اور نفع کا کچھ اختیار نہیں رکھتا

وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ

اور اللہ ہی خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ آپ (ﷺ) فرما دیجئے کہ اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں ناحق حد سے نہ بڑھو

وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا

اور اس قوم کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو اس سے پہلے خود بھی گمراہ ہوگئے اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا

ع ۱۱ وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ

اور سیدھی راہ سے بھٹک گئے۔ بنی اسرائیل میں سے جنہوں نے کفر کیا ان پر لعنت کی گئی داؤد (علیہ السلام) اور عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) کی زبان سے

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ

ایسا اِس لئے ہوا کہ اُنہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھ جایا کرتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو اُس بُرائی سے نہیں روکا کرتے تھے جو وہ کرتے تھے

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ

یقیناً برا تھا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ آپ اُن میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اُنہیں اپنا دوست بناتے ہیں جنہوں نے کفر کیا

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾

یقیناً برا ہے جو اُنہوں نے خود اپنے لئے آگے بھیجا جس سے اللہ اُن پر ناراض ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں۔

وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ

اور اگر وہ اللہ پر اور (اس) نبی پر اور اُس (کتاب) پر جو ان کی طرف نازل کی گئی ایمان لے آتے تو ان (کافروں) کو دوست نہ بناتے

وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝٨١ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ

لیکن اُن میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اہل ایمان کی عداوت میں ضرور سب سے زیادہ سخت یہود اور مشرکین کو پائیں گے

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ

اور آپ اہل ایمان سے دوستی میں ضرور سب سے زیادہ قریب (ان لوگوں کو) پائیں گے جنہوں نے کہا تھا کہ ہم نصارٰی ہیں

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝٨٢ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ

یہ اس لئے کہ اُن میں علما اور درویش ہیں اور یہ (اِس لئے) کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔ اور جب وہ اُس (قرآن) کو سنتے ہیں جو رسول کی طرف نازل کیا گیا

تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا

تو آپ دیکھتے ہیں اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ رہی ہوتی ہیں اِس لئے کہ وہ حق کو پہچان چکے ہیں وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝٨٣ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ

پس ہمیں (حق کے) گواہوں کے ساتھ لکھ لے۔ اور ہمارے لئے کیا (وجہ) ہے کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائیں اور اس حق پر جو ہمارے پاس آچکا ہے

وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝٨٤ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا

اور ہم اُمید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ داخل فرمادے۔ تو اللہ نے اُنہیں اس قول کے بدلہ میں عطا فرمائے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝٨٥ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ایسے باغات جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور یہی نیکی کرنے والوں کا بدلہ ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا

ع ۱۱ ۹ وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝٨٦ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا (تو) یہی لوگ جہنم والے ہیں۔ اے ایمان والو! پاکیزہ چیزیں حرام نہ ٹھہراؤ جنہیں اللہ نے تمہارے لئے حلال فرمایا ہے

وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝٨٧ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ

اور حد سے نہ بڑھو بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور اُس میں سے کھاؤ جو رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے

حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝٨٨ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ

حلال پاکیزہ اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھنے والے ہو۔ اللہ تمہاری لا یعنی (بے مقصد) قسموں پر مواخذہ نہیں کرے گا

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ

لیکن وہ تمہارا اُن (قسموں) پر مواخذہ کرے گا جو تم نے پختہ ارادے سے کھائی ہیں تو اُس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اُس اوسط درجہ کا

مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ

جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا اُنہیں لباس پہنانا یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے پھر جو یہ نہ پائے تو تین دن کے روزے (رکھے)

ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ؕ

یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ (اور اسے توڑ دو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾

اِسی طرح اللہ اپنی آیات تمہارے لئے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ

اے ایمان والو! بے شک شراب اور جوا اور بت اور جُوئے کے تیر (سب) ناپاک شیطانی کام ہیں

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ

لہٰذا اِن سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ بے شک شیطان یہی چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جُوئے کے ذریعہ عداوت اور بغض ڈال دے

وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾

اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے تو کیا تم (ان ناپاک چیزوں سے) باز آنے والے ہو؟

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ

اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور (نافرمانی سے) بچتے رہو

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾

پس اگر تم منہ پھیرے رہو تو جان لو کہ بے شک ہمارے رسول (ﷺ) کے ذمہ تو صرف واضح طور پر (ہمارے احکامات) پہنچا دینا ہے۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا

ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں پر کوئی گناہ نہیں اس میں جو (حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے) انہوں نے کھایا (پیا)

اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا

جب کہ وہ اللہ سے ڈرتے رہے اور ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے پھر ڈرتے رہے اور (آنے والے حکم پر) ایمان لائے

ع ۱۲/۷ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع

پھر ڈرتے رہے اور انہوں نے نیک کام کئے اور اللہ نیک کام کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے دین اسلام کا مذاق اڑانے والوں کو دوست بنانے سے منع فرمایا ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۵۷)

۲۔ اذان صرف نماز کے لئے ایک وقتی دعوت ہی نہیں بلکہ اسلام کے پورے نظام حیات کا اعلان ہے یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کبریائی، توحید و رسالت کی گواہی اور نماز و کامیابی کی یاددہانی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے درمیان پہچان کی کسوٹی ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۵۸)

۳۔ علماء کرام اور اللہ والوں کی اہم ترین ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو حرام خوری اور برے کاموں سے منع کریں۔ برائی سے نہ روکنا خود ایک برائی ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۶۳)

۴۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کا نفاذ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بے پناہ آسمانی و زمینی رحمتوں اور نعمتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ شریعت اسلامی کے نفاذ کی جدوجہد کے بغیر محض ایمان کے دعوے نجات کے لئے کافی نہیں۔ (سورۃ المآئدہ، آیات: ۶۶، ۶۸)

۵۔ بنی اسرائیل کا قصّہ امت مسلمہ کو اس لئے سنایا جاتا ہے تاکہ وہ ان جیسی عہد شکنی، سنگدلی، خواہشات کی پرستش اور تکذیب و انکار سے بچیں۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۷۰)

۶۔ ایمان کی حقیقت اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب شریعت پر عمل کرنے میں اپنی خواہشات کو پامال کرنا پڑے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۷۰)

۷۔ خواہشات نفس کی قید میں آنے کے بعد ہدایت و نصیحت بھی غیر مؤثر ہو جاتی ہے اور جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی گرفت اور عذاب کا خوف دل سے نکل جائے تو انسان گناہوں پر جرّی اور نڈر ہو جاتا ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۷۱)

۸۔ کوئی کتنا بڑا مشرک اور گناہگار کیوں نہ ہو اسے توبہ کی ترغیب ضرور دلانی چاہیئے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۷۴)

۹۔ نصاریٰ کے باطل عقیدہ کا رد کرتے ہوئے ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام دونوں کھانا کھاتے تھے۔ کھانا کھانے والا بہر حال خالق کائنات کا بندہ ہے اور بندہ معبود نہیں ہو سکتا۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۷۵)

۱۰۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نہی عن المنکر (برائی سے منع کرنے) کا فریضہ ترک کرنے کو بڑا جرم قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ ایسے لوگوں پر رسولوں کی زبان سے لعنت بھی کی گئی ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیات:۷۸، ۷۹)

۱۱۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اہل ایمان کا سب سے بڑا دشمن یہود اور مشرکوں کو قرار دیا ہے۔ عہد حاضر میں یہود، ہندو اور مشرکوں کا گٹھ جوڑ اہل ایمان کی دشمنی پر تُلا ہوا ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۸۲)

۱۲۔ کسی معاشرہ میں علماء کرام اور اللہ والوں کا وجود خیر و برکت کا باعث ہوتا ہے اور قبول ہدایت کے لئے فضا کو ساز گار بنانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ نیک لوگوں کی صحبت اور ان کے زمرہ میں شمولیت ایک عظیم نعمت اور سعادت ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیات: ۸۲، ۸۴)

۱۳۔ کھانے پینے کے اہم آداب میں سے یہ بھی ہے کہ کھانا حلال اور پاکیزہ ہو اور اُسے جائز طرح سے حاصل بھی کیا گیا ہو۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۸۸)

۱۴۔ قسم کی حفاظت ضروری ہے۔ لہٰذا ضرورت ہی کے موقع پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قسم اٹھانی چاہیئے نیز فضول باتوں اور معصیت کے کاموں میں ہرگز قسم نہیں اٹھانی چاہیئے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۸۹)

۱۵۔ شراب اور جوا شیطانی کاموں میں سے ہیں اور گندی چیزیں ہیں۔ ان کے ذریعہ شیطان ہمارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرتا ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے ہمیں روکنا چاہتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان دونوں کو مکمل طور پر حرام قرار دیا ہے۔
(سورۃ المآئدہ، آیات: ۹۰، ۹۱)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

۱۔ سورۃ المآئدہ کا شانِ نزول بیان کیجئے۔

۲۔ آیات ۶ تا ۱۱ کی آیات کے اہم موضوعات لکھیے۔

۳۔ آیات: ۵۱ تا ۵۶ کی آیات کے اہم موضوعات لکھیے۔

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کیجئے۔

(۱) اہل کتاب کے بارے میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر یہ لوگ ــــــــــــــ اور ــــــــــــــ اور اس کو جو کچھ ان کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا تھا ــــــــــــــ کرتے تو یہ اپنے ــــــــــــــ سے اور اپنے قدموں کے ــــــــــــــ سے بھی رزق کھاتے۔

(۲) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم فرمایا کہ: اے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! پہنچا دیجئے جو کچھ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ــــــــــــــ کی جانب سے نازل فرمایا گیا ہے اور بالفرض اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اُس کا ــــــــــــــ نہیں پہنچایا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کو لوگوں کے ــــــــــــــ سے بچائے گا۔

(۳) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان لوگوں کو کافر قرار دیا ہے جنھوں نے کہا کہ ــــــــــــــ ہی ــــــــــــــ ہے، حالانکہ مسیح علیہ السلام نے خود یہ کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! تم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ہی ــــــــــــــ کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔

(۴) مسیح ابن مریم (علیہما السلام) تو صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ــــــــــــــ ہیں اُن سے پہلے بھی بہت سے ــــــــــــــ گزر چکے ہیں اور اُن کی والدہ ــــــــــــــ تھیں دونوں ــــــــــــــ کھایا کرتے تھے آپ دیکھئے ہم کیسے اُن لوگوں کے لئے ــــــــــــــ کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔

(۵) بنی اسرائیل میں سے جو لوگ کافر ہوئے، ان پر ــــــــــــــ اور ــــــــــــــ کی زبانی لعنت کی گئی۔

(۶) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو ــــــــــــــ، ــــــــــــــ، بت اور جوئے کے تیر سے بچنے کا حکم دیا ہے اور ان کاموں کو ناپاک اور ــــــــــــــ اعمال قرار دیا ہے۔

(۷) شیطان یہ چاہتا ہے کہ ــــــــــــــ اور ــــــــــــــ کے ذریعہ مسلمانوں کے درمیان ــــــــــــــ اور بغض پیدا کر دے اور انہیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی یاد اور ــــــــــــــ سے روک دے۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱۔ آیات: ۶۵ تا ۷۱ میں اہل کتاب کی کیا خامیاں بیان کی گئی ہیں اور انہیں کیا نصیحتیں کی گئی ہیں؟

۲۔ آیات: ۷۲ تا ۷۷ میں عیسائیوں کے کن غلط عقائد کی تردید کی گئی ہے؟ نیز انہیں کیا نصیحتیں کی گئی ہیں؟

۳۔ آیات: ۷۸ تا ۸۱ میں بنی اسرائیل کے کون سے برے اعمال کا ذکر ہے؟

۴۔ آیات: ۸۲ تا ۸۶ کی روشنی میں یہ بتائیے کہ مسلمانوں کے سخت ترین دشمن کون ہیں؟ نیز مسلمانوں کے زیادہ قریب کون لوگ ہیں؟

۵۔ آیات ۹۰ تا ۹۳ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو کون سی چیزوں سے منع فرمایا ہے؟

سوال ۴ درج ذیل سوالات کے جوابات مختصراً تحریر کیجئے۔

۱۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو کن لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع کیا ہے؟

۲۔ یہود اور کفار کا شعائر اسلام کے ساتھ کیسا رویہ تھا؟

۳۔ اہل کتاب کی مسلمانوں سے ناراضگی اور دشمنی کی کیا وجہ ہے؟

۴۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں بدتر سزا پانے والے کون لوگ ہیں؟ نیز اس کی چند مثالیں مختصراً تحریر کیجئے۔

۵۔ یہود کے ایک گروہ کے ایمان کے دعویٰ کے حوالہ سے کیا بات بیان کی گئی ہے؟

۶۔ یہود میں سے اکثر لوگ کن چیزوں میں بھاگ دوڑ کرتے ہیں؟

۷۔ یہود کے علماء اور پیشواؤں نے کیا کوتاہی کی؟

۸۔ یہود نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں کیا غلط بات کی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کا کیا جواب دیا؟

۹۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہود کو کیا سزا دی ہے؟

۱۰۔ یہود کی کیا کوششیں ہوتی ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کا کس طرح جواب دیتا ہے؟

سوال ۵ یہود و نصاریٰ نے اپنے دین میں کیا ناحق غلو کیا ہے، اس بات کو تفصیل سے بیان کیجئے؟ نیز یہ بھی بتائیے کہ اس میں مسلمانوں کے لئے کیا سبق ہے؟

سوال ۶ درسی کتاب میں دی گئی احادیث مبارکہ کا بغور مطالعہ کیجئے اور درج ذیل سوالوں کے جوابات دیجئے۔

۱۔ نَهِي عَنِ الْمُنْكَر کے حوالہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا؟

۲۔ گناہوں کے اثرات کے حوالہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا مثال دے کر سمجھایا؟

۳۔ کن تین اشخاص کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوگنا ثواب بتایا ہے؟

۴۔ شراب کے حوالہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس کس کو ملعون قرار دیا ہے؟

گھریلو سرگرمی

- سورۃ المآئدہ، آیات:۶۵ تا ۶۸ کی روشنی میں احکامات الٰہی کو نافذ کرنے کی برکات کا ذکر کیجیے۔ نیز جائزہ لیجیے کہ اگر کسی خطۂ زمین میں اجتماعی معاملاتِ زندگی میں اسلامی شریعت نافذ ہو جائے تو اس کے نتیجہ میں اللہ ﷻ کی جناب سے کیا برکات حاصل ہوں گی؟ کسی صاحب علم سے شریعتِ اسلامی کے احکامات کے نفاذ کی برکات اور فوائد پر مذاکرہ کر کے ایک مختصر مضمون تحریر کیجیے۔
- سورۃ المآئدہ، آیات:۶۹ تا ۸۶ کی روشنی میں واضح کریں کہ نصاریٰ کے کن غلط عقائد کا رد کیا گیا ہے؟ ان غلط عقائد کے رد میں کیا دلائل دیئے گئے ہیں؟ نیز مسلمانوں کا دشمن کسے قرار دیا گیا ہے اور مسلمانوں سے محبت میں قریب نصاریٰ کی کیا صفات بیان فرمائی گئی ہیں؟ مزید یہ بھی جائزہ لیجیے کہ موجودہ دور میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دشمنان دین کیا سازشیں کر رہے ہیں؟ کوئی تین سازشیں لکھیں اور ان کے تدارک کے لئے اہل علم سے رہنمائی لیں۔
- سورۃ المآئدہ، آیات:۹۰ تا ۹۱ میں شراب کو کن الفاظ میں حرام قرار دیا گیا ہے؟ سورۃ البقرۃ اور سورۃ النسآء میں بھی شراب کی ممانعت سے متعلق احکامات بیان ہوئے ہیں۔ انہیں تلاش کر کے تحریر کیجیے۔ نیز شراب کے جسمانی، اخلاقی اور روحانی نقصانات تحریر کیجیے۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________________

سبق: ۱۳

سُوۡرَۃُ الۡمَآئِدَہ

سورۃ المائدہ ۵ رکوع: ۱۳ تا ۱۶ (آیات: ۹۴ تا ۱۲۰)

رکوع: ۱۳ تا ۱۶ کے اہم مضامین

۱۔ حالتِ احرام میں شکار کی ممانعت اور احکام ۲۔ فضول سوالات سے اجتناب کی تاکید ۳۔ مشرکین کے بعض غلط نظریات کی تردید
۴۔ روزِ قیامت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مکالمہ ۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے انعامات ۶۔ نزولِ مائدہ کا واقعہ
۷۔ وصیت کے احکام

رکوع: ۱۳ تا ۱۶ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱۳ (آیات: ۹۴ تا ۱۰۰)

ان آیات میں حالتِ احرام میں شکار کرنے کی ممانعت ہے۔ بعض اوقات اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان اس طرح لیتا ہے کہ حالتِ احرام میں جانوروں کو ان کے اتنا قریب بھیج دیتا کہ وہ بآسانی شکار کر سکتے ہیں۔ دراصل اس طریقہ سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ یہ ظاہر فرمانا چاہتا تھا کہ کون اُس کا حکم مان کر حالت احرام میں شکار سے پرہیز کرتا ہے اور کون اس کی نافرمانی کرتا ہے؟ اگر کوئی شخص حالتِ احرام میں شکار کرنے کا گناہ کرلے تو اسے کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ جس جانور کا شکار کیا ہے گھریلو چوپایوں میں سے اس جیسے ایک جانور کی حدودِ حرم میں قربانی کی جائے یا اس کی قیمت کا غلہ خرید کر غریبوں مسکینوں میں تقسیم کیا جائے، یا جتنے غریبوں میں صدقہ فطر کی مقدار سے وہ غلہ تقسیم ہو سکتا ہے اتنے روزے رکھے جائیں۔ شکار کردہ جانور کے ہم پلہ جانور کا تعیّن اور اس کی قیمت کا فیصلہ اہل ایمان میں سے دو معتبر اور انصاف پسند آدمی کریں گے۔ یہ حکم نازل ہونے سے پہلے جو گناہ ہو چکا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اسے معاف فرما دیا ہے۔ لیکن آئندہ کے لئے تنبیہ ہے کہ اب اگر کسی نے ایسی حرکت کی تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اسے سخت سزا دے گا۔ ایک بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ حالت احرام میں جس شکار سے منع کیا گیا ہے وہ خشکی کا شکار ہے۔ البتہ سمندر اور دریا کا شکار کرنا حالتِ احرام میں بھی جائز ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے عزت والے گھر خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے امن وامان، بقا اور قیام کا ذریعہ بنایا ہے یعنی جب تک کعبہ شریف قائم رہے گا قیامت نہیں آئے گی، اسی طرح حرمت والے چار مہینے، حج اور عمرہ کے موقع پر کی جانے والی قربانیاں اور وہ جانور جن کے گلے میں پٹے یا ہار ڈال دیئے جاتے ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ قربانی کے جانور ہیں یہ سب چیزیں بھی قابل احترام ہیں اور لوگوں کے لئے بقا اور امن کا ذریعہ ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے عذاب اور پکڑ سے ڈرایا گیا ہے اور اس کی مغفرت و رحمت کی امید دلائی گئی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے یہ واضح فرما دیا ہے کہ میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام یہ ہے کہ تمہیں میرے احکام پہنچا دیں اور خوب کھول کر سمجھا دیں (اور یہ فرض آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمال طریقہ سے انجام دے دیا ہے)۔ اے لوگو! اب اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی تعمیل میں کوتاہی کرو گے تو تم خود اس کے ذمہ دار ہو گے۔ ایک اصول یہ بھی بیان ہوا ہے کہ پاک و ناپاک، حلال و حرام اور بھلائی و برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ جو چیز پاک اور اچھی ہے وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نظر میں محبوب ہے چاہے وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے برخلاف جو چیز ناپاک اور بری ہے وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نزدیک قابل نفرت ہے چاہے اس کی کثرت کتنی ہی دلفریب کیوں نہ ہو۔

رکوع:۱۳ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں اسے لکھا۔ پھر اس نے اپنی ذات کے بارے میں بھی لکھا اور اسے اپنے پاس عرش پر رکھ لیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے شخص کا حال ذکر فرمایا جو طویل سفر کرتا ہے، پریشان حال اور غبار آلودہ ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتا ہے: "اے میرے رب!، اے میرے رب!۔ حالانکہ اس کا حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے اور اب تک اس کی پرورش حرام غذا سے ہوئی ہے۔ پھر اس کی دعا کیوں کر قبول ہو گی۔" (جامع ترمذی)

رکوع:۱۴ (آیات:۱۰۱تا۱۰۸)

مسلمانوں کو فضول اور غیر ضروری سوالات سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایسے سوالات کے جواب میں ان پر کچھ ایسی باتوں کو ظاہر کر دیا جائے جو انہیں بری لگیں۔ اہل ایمان کو متنبہ کیا گیا ہے کہ نزول قرآن کے وقت اگر وہ ایسے سوالات کریں گے تو بذریعہ وحی اس کا جواب آجائے گا۔ اس بات کو بنی اسرائیل کی مثال دے کر سمجھایا گیا ہے کہ وہ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے بہت زیادہ اور غیر ضروری سوالات پوچھتے تھے لیکن جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ان کا جواب آتا تو وہ اس پر عمل کرنے کے بجائے انکار کر دیتے تھے۔ اہلِ عرب زمانہ جاہلیت میں بعض جانوروں کو بتوں کے نام پر آزاد چھوڑ دیتے تھے کہ اب ان سے کوئی کام نہ لیا جائے اور نہ ہی کوئی استفادہ کیا جائے، بس ان کا احترام کیا جائے۔ ان غلط نظریات اور عقائد کی تردید فرمائی گئی ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسے کوئی احکام نہیں دیئے بلکہ مشرکین نے اپنی طرف سے یہ جھوٹے نظریات گھڑ لئے ہیں۔ جب ان لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ یہ غلط چیزیں چھوڑ کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کی طرف آئیں تو بڑی ڈھٹائی سے جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے بتائے ہوئے طریقوں پر ہی چلیں گے۔ انہیں توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر تمہارے باپ دادا کو ٹھیک راستہ کا علم نہ ہو اور وہ گمراہ ہوں تو کیا تم پھر بھی آنکھیں بند کر کے انہی غلط راستوں پر ہی چلتے رہو گے؟ ذکر ہوا ہے کہ مسلمانوں کو اس بات سے صدمہ ہوا کہ کفار کو بار بار دعوت دینے کے باوجود یہ لوگ اپنی گمراہیوں پر جمے ہوئے ہیں۔ ایسے مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے کہ تبلیغ کا حق ادا کرنے کے بعد تمہیں کفار کی گمراہیوں پر زیادہ صدمہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اولاً تمہیں اپنی فکر کرنی چاہیئے اور تبلیغِ دین کا کام جاری رکھنا چاہیئے اس صورت میں ان لوگوں کی گمراہی کا وبال تم پر نہیں ہو گا۔ وصیت کے احکام بیان ہوئے ہیں کہ جب موت سے قبل وصیت کی جائے تو اس پر مسلمانوں میں سے دو معتبر آدمیوں کو گواہ بنا لیا جائے۔ البتہ اگر کسی سفر کے دوران موت کا وقت آجائے اور وصیت کرنی ہو لیکن مسلمان گواہ میسر نہ ہوں تو غیر مسلموں میں سے بھی دو گواہ بنائے جاسکتے ہیں۔ اب اگر ان دونوں گواہوں کے بارے میں شبہ ہو کہ شاید انہوں نے گواہی دینے میں خیانت کی ہے تو ان دونوں سے کسی نماز کے بعد مسجد میں حلفیہ بیان لیا جائے اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نام کی قسم کھائیں کہ انہوں نے کسی قسم کی خیانت نہیں کی اور وصیت کو صحیح طور پر بیان کر دیا ہے۔ لیکن اگر بعد میں ان کی خیانت پکڑی جائے اور ان کا جھوٹ ظاہر ہو جائے تو پھر اُن وارثوں میں سے جن کی حق تلفی ہوئی ہے دو آدمی قسم کھائیں کہ پہلے گواہوں کا بیان غلط تھا اور جو ہم کہہ رہے ہیں وہ بات ہی صحیح ہے۔ پھر ان وارثوں کی قسم کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ ان احکام کا فائدہ یہ ہے کہ اس طریقہ سے وصیت کے گواہ صحیح صحیح گواہی دیں گے کیونکہ انہیں خوف ہو گا کہ اگر انہوں نے خیانت کی اور جھوٹی گواہی دی تو ان کی قسموں کو دوسرے آدمیوں کی قسموں کے بعد رد کر دیا جائے گا جس کے نتیجہ میں انہیں رُسوا ہونا پڑے گا۔

رکوع: ۱۴ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (یعنی غیر ضروری سوالات نہ کرو)۔ کیونکہ تم سے پہلے لوگ کثرتِ سوال اور اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔ پس جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کردوں تو تم اس سے باز رہو، اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو جس حد تک تم استطاعت رکھتے ہو اسے بجالاؤ۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "بے شک جس نے سب سے پہلے جانوروں کو سَائِبہ بنانے کی رسم ڈالی اور سب سے پہلے بتوں کی عبادت کی وہ ابو خزاعہ عمرو بن عامر تھا اور میں نے اسے دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی انتڑیوں کو گھسیٹ رہا تھا۔" (مسند احمد)

۳۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: "جب کسی قوم میں کچھ لوگ برائی کریں اور دوسرے لوگ اسے ختم کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور وہ اسے ختم نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اُن کی اِس کوتاہی کی وجہ سے ان سب کو عذاب میں شامل کرے۔" (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، مسند احمد)

۴۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو (ناحق) قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔" (صحیح بخاری)

۵۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے اپنی قسم کے ذریعے کسی مسلمان شخص کی حق تلفی کی تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس کے لئے جہنم کو واجب کر دیا اور اس پر جنت کو حرام قرار دے دیا۔ (یہ بات سن کر) کسی آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! خواہ وہ معمولی سی چیز ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "خواہ وہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہو۔" (صحیح مسلم)

رکوع: ۱۵ (آیات: ۱۰۹ تا ۱۱۵)

قیامت کے دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے رسولوں سے پوچھے گا کہ دعوت کے جواب میں قوموں نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا؟ انبیاء کرام علیہم السلام عاجزی سے عرض کریں گے کہ اے اللہ! غیب کی تمام باتوں کا علم تیرے پاس ہے۔ تو سب کچھ خوب جانتا ہے اس کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہو کر اپنے کئے ہوئے انعامات کا ذکر فرمائے گا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر والد کے معجزانہ طور پر پیدا فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی گود میں دودھ پینے کی عمر میں کلام کیا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو یہودیوں کی تہمت سے بری قرار دیا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب و حکمت، تورات اور انجیل کی تعلیم دی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معجزات عطا فرمائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی کا پرندہ بناتے اور اس میں پھونک مارتے تو وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے جاندار اڑنے والا پرندہ بن جاتا۔ آپ علیہ السلام پیدائشی اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے تو وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے بینا ہو جاتا۔ کوڑھ کے مریض (جسم پر سفید بدنما داغ والے) پر آپ علیہ السلام ہاتھ پھیرتے تو وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے بالکل اچھا اور تندرست ہو جاتا۔ آپ علیہ السلام کسی قبر میں پڑے ہوئے مردے کو زندہ اٹھ کھڑا ہونے کو کہتے تو وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے قبر سے نکل کر کھڑا ہو جاتا۔ اتنے کھلے معجزات دیکھنے کے باوجود بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جھٹلا دیا اور ان معجزات کو جادو کا کرشمہ قرار دے دیا یہاں تک کہ وہ آپ علیہ السلام کے دشمن بن گئے (معاذ اللہ)۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے کہ اس نے حواریوں کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر اور اس کے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں، چنانچہ یہ حواری ایمان لے آئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخلص ساتھی اور مددگار بن گئے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ان احسانات کے بعد نزولِ مائدہ کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ علیہ السلام کا پروردگار ہمارے لئے

آسمان سے مائدہ نازل فرمادے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے فرماں بردار بندے بن کر رہو۔ حواریوں نے اپنی بات کی وضاحت کی کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم یہ کھانا کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں، نیز ہمیں آپ علیہ السلام کی صداقت کی قوی دلیل مل جائے اور ہم آپ علیہ السلام کے اس معجزہ پر عینی (چشم دید) گواہ بن جائیں۔ چنانچہ اپنے حواریوں کی خواہش پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کی کہ "اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے (کھانے کا) خوان اُتار دے تاکہ وہ (دن) ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو جائے اور تیری طرف سے ایک نشانی بن جائے اور ہمیں رزق عطا فرما اور تُو بہترین رزق دینے والا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا بے شک میں تم پر اس (دسترخوان) کو نازل کرنے والا ہوں لیکن اِس کے بعد تم میں سے جس نے کفر کیا تو بے شک میں اُسے ایسا عذاب دوں گا کہ تمام جہانوں میں سے ایسا عذاب کسی کو بھی نہیں دوں گا۔"

رکوع ۱۵: کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ صفا پہاڑی کو ہمارے لئے سونے کا بنادے اور دوسرے پہاڑوں کو ہٹادے تاکہ ہم کھیتی باڑی کر سکیں، ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا واقعی تم ایمان لے آؤ گے؟" انہوں نے کہا جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمادی، حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو انتظار کرلیں اور اگر چاہیں تو ان کے لئے صفا پہاڑی کو سونے کا بنادیا جائے گا لیکن اس کے بعد اگر ان میں سے کسی نے کفر کیا تو پھر میں انہیں پہلوں کی طرح ہلاک کر دوں گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں انتظار کرلوں گا، پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہمیں معجزات بھیجنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، لیکن پہلے لوگ بھی انہیں جھٹلاتے ہی رہے ہیں، چنانچہ ہم نے قومِ ثمود کو راہ دکھانے کے لئے اونٹنی دی تھی۔ (مسند احمد)

رکوع ۱۶: (آیات: ۱۱۶ تا ۱۲۰)

قیامت کے روز ہونے والے ایک مکالمہ کا ذکر ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھے گا کہ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود بنالو؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہایت عاجزی سے جواب دیں گے کہ "اے اللہ! تُو (ہر عیب سے) پاک ہے مجھے یہ لائق نہیں کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق ہی نہیں اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو تُو اُسے ضرور جانتا، تُو جانتا ہے جو میرے دل میں پوشیدہ ہے اور میں تیری پوشیدہ باتوں کو نہیں جانتا بے شک تُو غیب کی ساری باتوں کو خوب جاننے والا ہے"۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مزید عرض کریں گے کہ "میں نے اُنہیں وہی کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا (بھی) رب ہے اور تمہارا (بھی) رب ہے اور میں اُن پر گواہ تھا جب تک میں اُن میں رہا پھر جب تُو نے مجھے اُٹھالیا تو تُو ہی اُن پر نگران تھا اور تُو ہر چیز پر گواہ ہے۔" اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہایت عاجزانہ انداز میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے التجا کریں گے کہ "اے پروردگار! اگر تُو اُنہیں سزا دے تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو اُنہیں بخش دے تو بے شک تُو ہی بہت غالب بڑی حکمت والا ہے"۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گزارش کے جواب میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرمائے گا کہ آج سچے لوگوں کی کامیابی کا دن ہے۔ آج سچے لوگوں کو ان کی سچائی کا فائدہ پہنچے گا۔ انہیں ہمیشہ کے لئے ایسی جنتوں میں داخل کیا جائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے راضی ہوگئے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ سورت کے آخر میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اسے اپنی ملکیت قرار دیا ہے اور اس کے ذرّے ذرّے اور چپّے چپّے پر قادر ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

رکوع:۱۶ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ صبح تک اس آیت کو نماز میں تلاوت فرماتے رہے:

اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ ۚ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ (سورۃ المآئدہ، آیت:۱۱۸)

”(اے اللہ!) اگر تُو انہیں سزا دے تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تُو ہی بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔“

(حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) جب صبح ہوئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے صبح تک ساری رات رکوع و سجود میں ایک ہی آیت کو نماز میں بار بار پڑھنے کا سبب پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(اس آیت کو بار بار پڑھ کر) میں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اپنی امت کے لئے شفاعت کی التجا کی تو وہ (حقِّ شفاعت) مجھے عطا فرمادیا گیا۔ ان شاء اللہ عزوجل (میری امت میں سے) ہر اس شخص کو میری یہ شفاعت نصیب ہوگی، جس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔“ (مسند احمد)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس قول کی تلاوت فرمائی:

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضۡلَلۡنَ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنۡ تَبِعَنِىۡ فَاِنَّهٗ مِنِّىۡ ۚ وَمَنۡ عَصَانِىۡ فَاِنَّكَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (سورۃ ابراہیم، آیت:۳۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ ”اے میرے رب! بے شک انہوں (بتوں) نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا پس جس نے میری پیروی کی تو بے شک وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو بے شک تو بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے“۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا:

اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ ۚ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ (سورۃ المآئدہ، آیت:۱۱۸)

”(اے اللہ!) اگر تُو انہیں سزا دے تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تُو ہی بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔“

پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور دعا کی: ”اے اللہ! میری امت، میری امت!“ اور آپ ﷺ (بے اختیار) رو پڑے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حکم فرمایا: ”اے جبرئیل! محمد (مصطفیٰ ﷺ) کے پاس جاؤ جبکہ تمہارا رب زیادہ جانتا ہے، اُن سے پوچھو کہ انہیں کیا بات رُلا رہی ہے؟“ جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ سے دریافت کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سب حال بیان کیا حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ علم رکھنے والا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا: ”محمد (مصطفیٰ ﷺ) کے پاس جاؤ اور کہو: بے شک ہم آپ (ﷺ) کی امت کے متعلق آپ (ﷺ) کو راضی کر دیں گے اور آپ (ﷺ) کو غمگین نہیں کریں گے“۔ (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سچ بولو، اس لئے کہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچو اس لئے کہ جھوٹ گناہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور گناہ جہنم میں لے جاتا ہے۔ آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔“ (جامع ترمذی)

سُوْرَةُ الْمَآئِدَه

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ

اے ایمان والو! اللہ ضرور تمہیں آزمائے گا کسی قدر (اس) شکار سے جس تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکتے ہیں

لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾

تاکہ اللہ ظاہر کردے کہ کون اُس سے بغیر دیکھے ڈرتا ہے پس جس کسی نے اِس کے بعد بھی زیادتی کی تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا

اے ایمان والو! احرام کی حالت میں تم شکار نہ مارو اور جس نے تم میں سے جان بوجھ کر شکار مارا

فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ

تو (اس) کا بدلہ ہے مویشیوں میں سے اسی کی مثل جو اس نے مارا تم میں سے دو عادل آدمی اُس کا فیصلہ کریں گے

هَدْيًاۢ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ

یہ قربانی ہوگی جسے کعبہ تک پہنچانا ہوگا یا اُس کا کفارہ مساکین کو کھانا کھلانا ہوگا یا اُس کا بدلہ روزہ رکھنا ہوگا تاکہ وہ اپنے کئے (کی سزا) کا مزہ چکھے

عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

اللہ نے وہ معاف فرما دیا جو پہلے ہوچکا اور جو دوبارہ ایسا کرے تو اللہ اُس سے انتقام لے گا اور اللہ بہت غالب، انتقام لینے والا ہے۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ

تمہارے لئے سمندر کا شکار اور اُس کا طعام حلال کردیا گیا (یہ) تمہارے لئے اور مسافروں کے فائدے کے لئے ہے

وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾

اور تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا جب تک تم احرام میں ہو اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرتے رہو جس کے حضور تمہیں جمع کیا جائے گا۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ

اللہ نے حرمت والے گھر کعبہ کو لوگوں کے لئے قیام (امن اور بقا) کا ذریعہ بنایا ہے اور حرمت والے مہینہ کو اور حرم کو بھیجی ہوئی قربانیوں کو

وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا

اور اُن جانوروں کو (بھی) جن کے گلوں میں (قربانی کی نشانی کے) پٹے بندھے ہوئے ہیں (قابلِ احترام بنا دیا) یہ اِس لئے ہے تاکہ تم جان لو

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾

بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمینوں میں ہے اور بے شک اللہ ہر شے کو خوب جاننے والا ہے۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؕ﴿۹۸﴾
جان لو بے شک اللہ بہت سخت سزا دینے والا ہے۔ اور بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے
مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾
اور رسول (ﷺ) کے ذمہ تو صرف واضح طور پر (احکام کا) پہنچانا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔
قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ
آپ (ﷺ) فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہیں اگرچہ ناپاک کی کثرت تمہیں بہت پسند آئے لہٰذا اے عقل مندو! اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ ع ۱۳ ۷
تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اے ایمان والو! اُن چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو جو اگر تمہارے لئے ظاہر کردی جائیں تو تمہیں بری لگیں
وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ
اور اگر تم اُن کے بارے میں سوال کرو گے جب قرآن نازل کیا جارہا ہے تو تمہارے لئے ظاہر کردی جائیں گی
عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ
اللہ نے ان (گزشتہ سوالات) کو معاف فرمادیا اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت حلم والا ہے۔ تم سے پہلے ایک قوم نے اس قسم کے سوالات کئے تھے
ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ
پھر وہ ان باتوں کی وجہ سے کافر ہوگئے۔ اللہ نے (جانوروں میں) نہ کوئی بحیرہ مقرر کیا اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام
وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا
لیکن وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ سمجھتے نہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ
اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ
اُس (قرآن) کی طرف جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور رسول (ﷺ) کی طرف تو وہ کہتے ہیں ہمارے لئے وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا
اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾
(بھلا) اگرچہ اُن کے باپ دادا نہ کچھ جانتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔ (کیا پھر بھی ان کی پیروی کریں گے؟)
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ
اے ایمان والو! تم پر اپنی جانوں کی ذمہ داری ہے تمہیں نقصان نہیں دے سکتا جو گمراہ ہوا جبکہ تم (خود) ہدایت پر ہو
اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ
اللہ (ہی) کی طرف تمہیں واپس جانا ہے پھر وہ تمہیں بتادے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ اے ایمان والو! تمہارے درمیان گواہی کا معاملہ اِس طرح ہو کہ
اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ
جب تم میں سے کسی کی موت قریب آجائے وصیت کرتے وقت تم میں سے دو معتبر شخص ہوں (جو تمہاری وصیت پر گواہ بنیں)

اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ

یا تمہارے غیروں (غیر مسلموں) میں سے دوسرے دو ہوں اگر تم زمین میں سفر کر رہے ہو پھر تمہیں موت کی مصیبت آپہنچ

تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا

اِن دونوں کو نماز کے بعد روکو اگر تمہیں شک پڑ جائے تو وہ اللہ کی قسم اُٹھائیں کہ ہم اِس (گواہی) کے عوض کوئی مال نہیں لیں گے

وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝١٠٦

اگرچہ کوئی قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اور ہم اللہ کی گواہی کو نہیں چھپائیں گے (اگر ہم ایسا کریں) تو یقیناً ہم گناہ گاروں میں سے ہوں گے۔

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا

پھر اگر پتہ چلے کہ وہ دونوں (گواہ جھوٹ بول کر) گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو اُن کی جگہ دو اور افراد کھڑے ہوجائیں

مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ

اُن میں سے جن کا (جھوٹی گواہی کے ذریعہ) حق مارا گیا ہے جو (میت کے) قریب تر ہوں پھر وہ اللہ کی قسمیں کھائیں

لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ

(کہ) یقیناً ہماری گواہی اُن دونوں کی گواہی سے زیادہ برحق ہے اور ہم نے (اس گواہی میں) کوئی زیادتی نہیں کی

اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠٧ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ

(اگر ہم ایسا کریں) تو اُس وقت یقیناً ہم ظالموں میں سے ہوں گے۔ یہ اِس کے زیادہ قریب ہے کہ لوگ (شروع ہی میں) اُس کی صحیح طور پر گواہی دیں

اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ

یا پھر وہ (اس بات سے) ڈریں کہ (جھوٹی گواہی کی صورت میں) لوٹائی جائیں گی قسمیں (میت کے وارثوں کی طرف) ان کی قسموں کے بعد

۱۴ ع ۸ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝١٠٨ ع

اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور (قبول کرنے کی نیت سے حکم) سنو اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ

(اس دن کا خوف کرو) جس دن اللہ تمام رسولوں کو جمع فرمائے گا پھر پوچھے گا (تمہاری امتوں کی طرف سے) تمہیں کیا جواب ملا

قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝١٠٩

رسول عرض کریں گے کہ ہمیں کوئی علم نہیں بے شک تو ہی غیب کی ساری باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ

(یہ واقعہ اس دن ہوگا) جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ ابن مریم! تم اپنے اوپر اور اپنی والدہ پر میری نعمت یاد کرو

اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قف تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ

جب میں نے رُوح القدس (جبریل علیہ السلام) کے ذریعہ تمہاری مدد کی تم گھوارے میں اور بڑی عمر میں بھی لوگوں سے بات کرتے تھے

وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِىْ

اور جب میں نے تمہیں کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائی اور جب تم میرے حکم سے گارے سے ایک پرندے کی سی صورت (کا پُتلا) بناتے تھے

فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِىْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِىْ ۚ

اور پھر تم اُس میں پھونک مارتے تھے تو وہ میرے حکم سے (اُڑتا ہوا) پرندہ بن جاتا تھا اور تم مادرزاد اندھے اور کوڑھ کے مریض کو میرے حکم سے اچھا کر دیتے تھے

وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِىْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ

اور جب تم میرے حکم سے مُردوں کو (زندہ) نکال کھڑا کرتے تھے اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تم سے روک دیا تھا

اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾

جب تم اُن کے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے تھے تو اُن میں سے جنہوں نے کفر کیا کہنے لگے کہ یہ تو کُھلا جادو (ہی) ہے۔

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِىْ وَبِرَسُوْلِىْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا

اور (یاد کرو) جب میں نے حواریوں کے دل میں (یہ) ڈالا کہ مجھ پر اور میرے رسول (عیسیٰ علیہ السلام) پر ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے

وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ

اور (اے اللہ!) تُو گواہ رہ کہ بے شک ہم فرماں بردار ہیں۔ جب حواریوں نے کہا تھا اے عیسیٰ ابن مریم! کیا آپ کا رب ایسا کر سکتا ہے

اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

کہ ہم پر آسمان سے (کھانے کا) ایک خوان اتار دے عیسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا

انہوں نے کہا ہم تو چاہتے ہیں کہ اُس میں سے کھائیں اور ہمارے دل (پوری طرح) مطمئن ہو جائیں

وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

اور ہم (مزید یقین کے ساتھ) جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا تھا اور ہم اِس پر گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں۔

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ

عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) نے عرض کیا اے اللہ! اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے (کھانے کا) خوان اُتار دے

تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا

تاکہ وہ (دن) ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو جائے اور تیری طرف سے ایک نشانی بن جائے اور ہمیں رزق عطا فرما

وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ

اور تُو بہترین رزق دینے والا ہے۔ اللہ نے فرمایا بے شک میں تم پر اس (خوان) کو نازل کرنے والا ہوں لیکن اِس کے بعد تم میں سے جس نے کفر کیا

ع ۱۵ ۷ فَاِنِّىْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

تو بے شک میں اُسے ایسا عذاب دوں گا کہ تمام جہانوں میں سے ایسا عذاب کسی کو بھی نہیں دوں گا۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ ابن مریم!

ءَاَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوۡنِىۡ وَاُمِّىَ اِلٰهَيۡنِ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِؕ قَالَ سُبۡحٰنَكَ

کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے سوا دو معبود بنالو عیسیٰ (علیہ السلام) عرض کریں گے تُو (ہر عیب سے) پاک ہے

مَا يَكُوۡنُ لِىۡۤ اَنۡ اَقُوۡلَ مَا لَـيۡسَ لِىۡ بِحَقٍّؕ اِنۡ كُنۡتُ قُلۡتُهٗ فَقَدۡ عَلِمۡتَهٗؕ

مجھے یہ لائق نہیں تھا کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق ہی نہیں اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو تُو اُسے ضرور جانتا

تَعۡلَمُ مَا فِىۡ نَفۡسِىۡ وَلَاۤ اَعۡلَمُ مَا فِىۡ نَفۡسِكَؕ اِنَّكَ اَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُيُوۡبِ ﴿۱۱۶﴾

تُو جانتا ہے جو میرے دل میں پوشیدہ ہے اور میں تیری پوشیدہ باتوں کو نہیں جانتا بے شک تُو غیب کی ساری باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

مَا قُلۡتُ لَهُمۡ اِلَّا مَاۤ اَمَرۡتَنِىۡ بِهٖۤ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىۡ وَرَبَّكُمۡۚ

میں نے اُنہیں وہی کہا تھا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا (بھی) رب ہے اور تمہارا (بھی) رب ہے

وَكُنۡتُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا مَّا دُمۡتُ فِيۡهِمۡۚ فَلَمَّا تَوَفَّيۡتَنِىۡ كُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِيۡبَ عَلَيۡهِمۡؕ وَاَنۡتَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ﴿۱۱۷﴾

اور میں اُن پر گواہ تھا جب تک میں اُن میں رہا پھر جب تُو نے مجھے اُٹھالیا تو تُو ہی اُن پر نگہبان تھا اور تُو ہر چیز پر گواہ ہے۔

اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَۚ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۱۱۸﴾

اگر تُو اُنہیں سزا دے تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو اُنہیں بخش دے تو بے شک تُو ہی بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوۡمُ يَـنۡفَعُ الصّٰدِقِيۡنَ صِدۡقُهُمۡؕ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ

اللہ فرمائے گا یہ ہے وہ دن جس میں سچوں کو اُن کا سچ فائدہ دے گا اُن کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں

خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًاؕ رَضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُؕ ذٰلِكَ الۡـفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۱۹﴾

وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس (اللہ) سے راضی ہوئے یہ بہت بڑی کامیابی ہے

ع ۱۶ ۵ لِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا فِيۡهِنَّؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۲۰﴾

آسمانوں اور زمینوں کی اور جو کچھ ان میں ہے (سب کی) بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ انسانی سیرت و کردار کی پختگی کے لئے آزمائشوں کے مراحل انتہائی ضروری ہوتے ہیں۔ (سورۃ المآئدہ، آیت: ۹۴)

۲۔ بیت اللہ شریف اہلِ ایمان کے لئے مرکزِ اجتماع اور ان کے اتحاد و اتفاق کا مظہر ہے، حج و عمرہ کے چند مناسک اسی سے متعلق ہیں۔ نمازیوں کے لئے یہ قبلہ ہے، یہ لوگوں کے لئے ہدایت، امن و سکون، قیام و بقا اور دنیا کے قائم رہنے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت: ۹۷)

۳۔ ہماری توجہ اللہ ﷻ کی دونوں صفات پر ہونی چاہیئے کہ وہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے تاکہ ہم گناہوں پر جری اور نڈر نہ ہوں اور وہ بہت معاف فرمانے اور رحم فرمانے والا بھی ہے تاکہ ہم اس کی مغفرت اور رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ (سورۃ المآئدہ، آیت: ۹۸)

۴۔ حلال و حرام اور حق و باطل میں امتیاز کا معیار کثرت نہیں خواہ حرام اور باطل کی کثرت کتنی ہی بھلی کیوں نہ معلوم ہوتی ہو۔ نیز حلال و طیب کی تھوڑی مقدار بھی حرام اور خبیث کی بہتات و کثرت سے بہتر ہے۔ ناپاک و حرام سے بچنے کی فکر وہی کرے گا جسے تقویٰ و پرہیز گاری اور ایمانی فہم و فراست نصیب ہوگی۔ (سورۃ المآئدہ، آیت: ۱۰۰)

۵۔ کسی عام انسان سے فضول گفتگو کرنا پسند نہیں کیا جاتا تو دین کے معاملہ میں گفتگو میں تو بہت احتیاط کرنی چاہیئے نیز دینی مسائل بہت سنجیدگی سے معلوم کرنے چاہئیں۔ (سورۃ المآئدہ، آیت: ۱۰۱)

۶۔ کسی حلال چیز کو بلا کسی شرعی دلیل کے از خود یونہی حرام قرار دے دینا اللہ ﷻ پر جھوٹ اور بہتان باندھنا ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت: ۱۰۳)

۷۔ خود حق پر کاربند رہنے کے ساتھ ساتھ ہمیں دوسروں کی اصلاح کی بھی کوشش کرتے رہنا چاہیئے البتہ دوسرے اگر ہماری دعوتِ حق قبول نہ کریں تو ان کی بد عملی کا وبال ہم پر نہ ہوگا۔ (سورۃ المآئدہ، آیت ۱۰۵)

۸۔ مسلمانوں کے بعض معاملات میں غیر مسلم کو بعض اوقات گواہ بنانا صرف اس حالت میں جائز ہے جبکہ ضرورت کے وقت گواہ بنانے کے لئے کوئی معتبر مسلمان میسر نہ آسکے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت: ۱۰۶)

۹۔ ناحق گواہی دینا، جھوٹی قسم کھانا اور دوسروں کے حقوق غصب کرنا بہت بڑا گناہ اور ظلم ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت: ۱۰۷)

۱۰۔ روزِ قیامت اللہ ﷻ رسولوں سے دریافت فرمائے گا کہ لوگوں نے انہیں کیا جواب دیا؟ ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ہم سے بھی سوال ہوگا کہ اپنے رسول حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے پیغام کو آگے پہنچانے کے حوالہ سے ہمارا طرزِ عمل کیا رہا؟ (سورۃ المآئدہ، آیت: ۱۰۹)

۱۱۔ عام لوگوں کا اپنے ایمان اور دینی عقائد پر ثابت قدم رہنا اکثر ان کی مادی ضروریات کو پورا کرنے پر موقوف ہوتا ہے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت: ۱۱۳)

۱۲۔ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ ﷻ کے حضور نصاریٰ کے شرک سے اعلانِ برأت فرمادیں گے۔ (سورۃ المآئدہ، آیت: ۱۱۶)

۱۳۔ رسولوں کی دعاؤں میں اللہ ﷻ کے حضور بندوں کی شفاعت کا بڑا عمدہ اور لطیف انداز پایا جاتا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام روزِ قیامت التجا کریں گے کہ "اے رب! اگر تُو انہیں عذاب دے تو بے شک یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تُو انہیں بخش دے تو تُو بڑا زبردست اور کمال حکمت والا ہے"۔ (سورۃ المآئدہ، آیت: ۱۱۸)

۱۴۔ صداقت بہت بڑی صفت ہے اگرچہ دنیا میں بسا اوقات اس کی قیمت بھی چُکانا پڑتی ہے اور مصائب بھی جھیلنے پڑتے ہیں مگر روزِ قیامت سچے لوگوں کو ان کی سچائی کا یقینی فائدہ پہنچے گا۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۱۱۹)

۱۵۔ کائنات کی ہر چیز اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی ملکیت ہے، ظاہر ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کا مالک بھی اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ ہے، لہٰذا وہ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی مخلوق اور مملوک ہیں معبود نہیں ہیں۔ (سورۃ المآئدہ، آیت:۱۲۰)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

ا۔ باہمی ربط کے حوالہ سے سورۃ المآئدہ اور گزشتہ سورتوں کے بارے میں تین باتیں تحریر کیجئے۔

۲۔ آیات:۶۷ تا ۷۷ کے اہم موضوعات تحریر کیجئے۔

۳۔ آیات:۱۰۹ تا ۱۲۰ کے اہم موضوعات تحریر کیجئے۔

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کیجئے۔

(۱) مسلمانوں کے لئے حالت احرام میں ــــــــــــ کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال ہے، جبکہ حالت احرام میں ــــــــــــ کا شکار ــــــــــــ ہے۔

(۲) مسلمانوں میں سے جب کسی کی ــــــــــــ کا وقت آ جائے اور وہ ــــــــــــ کر رہا ہو تو مسلمانوں میں سے ــــــــــــ معتبر آدمی ــــــــــــ بنا لئے جائیں۔

(۳) قیامت کے دن ــــــــــــ سب ــــــــــــ کو جمع کرے گا، پھر ان سے پوچھے گا کہ تمہیں کیا ــــــــــــ ملا تھا؟ وہ عرض کریں گے کہ ہمیں کوئی علم نہیں، بے شک تو ہی ــــــــــــ کی ساری باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ــــــــــــ کا پرندہ بناتے اور جب اس میں ــــــــــــ مارتے تو اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کے حکم سے وہ پرندہ بن کر اڑ جاتا۔ اسی طرح ــــــــــــ اور ــــــــــــ کے مریض کو اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کے حکم سے اچھا کر دیتے۔

(۵) جب ــــــــــــ نے مائدہ (خوان) کے نزول کے لئے ــــــــــــ سے دعا کی تو اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس کو تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں، مگر اس کے بعد جو تم میں سے ــــــــــــ کرے گا اسے میں ایسی سزا دوں گا جو دنیا میں کسی کو نہ دی ہو گی۔

(۶) نصاریٰ نے اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ ــــــــــــ اور ان کی والدہ کو بھی ــــــــــــ بنا لیا ہے۔

(۷) قیامت کے دن اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ فرمائے گا کہ یہ ہے وہ ــــــــــــ جس میں ــــــــــــ کو اُن کا ــــــــــــ فائدہ دے گا، اُن کے لئے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ ان سے ــــــــــــ ہوا اور وہ اس اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ سے ــــــــــــ ہوئے یہ بہت بڑی ــــــــــــ ہے۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱۔ آیات: ۹۴تا۹۶ میں حالتِ احرام میں شکار کے کیا احکام بیان ہوئے ہیں؟

۳۔ آیات: ۱۰۳تا۱۰۵ میں کفار کے کن برے عقائد کی مذمت کی گئی ہے؟ نیز مسلمانوں کو کیا ہدایت دی گئی ہیں؟

۴۔ آیات: ۱۰۶تا۱۰۸ میں وصیّت اور گواہی کے کیا احکام بیان ہوئے ہیں؟

۵۔ آیات: ۱۰۹تا۱۱۱ کی روشنی میں یہ بتایئے کہ اللہ ﷻ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کیا انعامات کئے اور انہیں کون سے معجزات عطا فرمائے؟

۶۔ آیات ۱۱۲تا۱۱۵ کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے لئے نزول مائدہ کا واقعہ بیان کیجئے۔

سوال ۴ درج ذیل سوالات کے جوابات مختصراً تحریر کیجئے۔

۱۔ مسلمانوں کے لئے کون سی چیزیں قابلِ احترام ہیں؟

۲۔ اللہ ﷻ کے علم کی وسعت کے حوالہ سے کیا بات بیان کی گئی ہے؟

۳۔ رسول اللہ ﷺ کی کیا ذمہ داری بیان کی گئی ہے؟

۴۔ خبیث اور طیب (پاکیزہ) چیزوں کے بارے میں کیا ذکر کیا گیا ہے؟

۵۔ غیر ضروری اور فضول سوالات کے بارے میں کیا حکم ہے؟

۶۔ غیر ضروری اور فضول سوالات کا کیا نقصان ہوتا ہے؟

سوال ۵ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ ﷻ کے مکالمہ کے حوالہ سے درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

۱۔ اللہ ﷻ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کیا سوال فرمائے گا؟

۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ ﷻ کے سوال کا کیا جواب دیں گے؟

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کے لئے اللہ ﷻ سے کیا التجا کریں گے؟

۴۔ اللہ ﷻ کیا فیصلہ فرمائے گا؟

۵۔ سچے لوگوں کو کیا جزا ملے گی؟

سوال ۶ قرآنِ حکیم کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کے بارے میں اسلام اور نصاریٰ کے نقطۂ نظر کا موازنہ پیش کیجئے۔

سوال ۷ درسی کتاب میں دی گئی احادیث مبارکہ کا بغور مطالعہ کیجئے اور درج ذیل سوالوں کے جوابات دیجئے۔

۱۔ مالِ حرام کے نقصان کو آپ ﷺ نے کس شخص کی مثال دے کر سمجھایا؟

۲۔ بے مقصد کثرتِ سوال کے بارے میں آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟

۳۔ آپ ﷺ نے ایک رات ایک ہی آیت کو صبح تک دہرانے کی کیا وجہ ارشاد فرمائی؟

۴۔ آپ ﷺ نے سچ کے کیا فوائد اور جھوٹ کے کیا نقصانات بیان فرمائے؟

گھریلو سرگرمی

- سورۃ المآئدہ، آیات: ۱۰۱ تا ۱۰۲ میں اللہ ﷻ نے غیر ضروری اور فضول سوالات کرنے سے منع فرمایا ہے۔ غیر ضروری اور بے مقصد بحثیں (میڈیا ٹاک) بھی اسی مفہوم میں شامل ہیں۔ بے مقصد سوالات اور بحثوں کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ ایسی باتیں وقت کے ضیاع اور نقصان کا باعث بنتی ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنا وقت مثبت اور فائدہ مند کاموں اور سرگرمیوں میں لگائیں۔ معاشرہ کے روز مرہ معمولات پر غور و فکر کرتے ہوئے غیر ضروری سوالات کی دس مثالیں اور ضروری سوالات اور مباحث کی دس مثالیں تحریر کیجیے۔
- سورۃ المآئدہ، آیات: ۱۰۶ تا ۱۰۸ میں وصیت پر گواہ بنانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ کسی صاحب علم سے وصیت کی اہمیت، اس بارے میں ضروری ہدایات اور طریقہ کار کی تفصیلات معلوم کر کے تحریر کیجیے۔
- سورۃ المآئدہ، آیت: ۱۱۰ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بہت سے معجزات کا ذکر ہے۔ اللہ ﷻ نے سید الانبیاء خاتم المرسلین سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی بہت سے معجزات عطا فرمائے۔ کسی صاحب علم کی مدد سے قرآنِ حکیم اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں آپ ﷺ کے کوئی پانچ معجزات بیان کریں۔ نیز اس سورت کی آیات: ۱۱۶ تا ۱۱۹ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روز قیامت اللہ ﷻ کے حضور سفارش کا تذکرہ ہے۔ اس آیت کے حوالہ سے نبی کریم ﷺ کا مشہور واقعہ بھی تلاش کر کے تحریر کیجیے۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق:۱۴

سُوْرَةُ النُّوْر

تعارف اور وجہ تسمیہ

اس سورت کا نام آیت:۳۵ سے اخذ کیا گیا ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورت کا نام "سورۃ النور" ہے۔

ربطِ سورت

سورۃ النور سے پہلے والی سورت سورۃ المومنون میں اہلِ ایمان سے ایمانیات، عبادات اور اخلاقی اوصاف کا مطالبہ تھا جو انفرادی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جبکہ سورۃ النور میں عفت و عصمت کے تحفظ سے متعلق معاشرتی، سماجی اور گھریلو زندگی کے احکام وآداب بیان کئے گئے ہیں جو اجتماعی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔

شانِ نزول

سورۃ النور غزوۂ بنی مصطلق کے بعد مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور اکثر مفسرین کے نزدیک غزوۂ بنی مصطلق ۵ ہجری میں ہوا۔ سورۃ النور میں عہدِ رسالت کے ایک انتہائی افسوسناک واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسلام دشمن قوتیں دین اسلام کی تیزی سے ترقی، شاندار فتوحات اور کامیابیاں دیکھ دیکھ کر اندر ہی اندر حسد سے جل بھن رہی تھیں اور خوب سیخ پا ہو رہی تھیں۔ چونکہ ان میں کھل کر مقابلہ کرنے کی ہمت سلب ہو چکی تھی اس لئے ان کی باطنی خباثت ہر روز نئے نئے فتنے پیدا کر کے مسلمانوں کو پریشان کر رہی تھی۔ ان میں سے ایک اہم فتنہ وسازش ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین کی لگائی ہوئی تہمت ہے۔ غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی پر غیر ارادی طور پر ایک پیش آنے والے واقعہ کی وجہ سے اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قافلہ سے پیچھے رہ گئیں اور اُسی کو بنیاد بنا کر منافقین نے آپ کی عفت پر تہمت لگائی اور آپ کے دامن عفت کو داغ دار کرنے کی ناکام کوشش کی۔ در حقیقت منافقین کا اصل مقصد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی ایذا پہنچانا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے الزام کی خود تردید فرمائی اور سورۃ النور میں اس حوالہ سے آیات نازل فرما کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت اور پاکدامنی کی گواہی دی۔ تاریخ اسلام میں اسے "واقعہ اِفک" کہا جاتا ہے۔ اِفک کا مطلب یہ ہے کسی کی عفت اور پاکدامنی پر تہمت لگانا۔ یہ خاص طور پر وہ تہمت ہے جسے منافقین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ منسوب کیا ہے۔

واقعہ افک

مختصر واقعہ یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ بنی مصطلق کے لئے تشریف لے گئے۔ اس سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ کجاوہ میں سوار تھیں۔ کجاوہ ایک طرح کی نشست ہوتی تھی جو اُونٹ کی پیٹھ پر سواریوں کے بیٹھنے کے لئے رکھی جاتی تھی اس زمانے میں خواتین اس میں بیٹھ کر سفر کرتی تھیں۔ سفر سے واپسی کے دوران ایک جگہ جب قافلہ کا پڑاؤ تھا آپ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئیں۔ واپسی پر آپ رضی اللہ عنہا سے حضرت اسماء سے لیا ہوا ہار ٹوٹ کر کہیں گر گیا اور اس کی تلاش میں آپ رضی اللہ عنہا کو اتنی دیر ہو گئی کہ قافلہ کے کُوچ کا وقت ہو گیا۔ جن لوگوں کو آپ رضی اللہ عنہا کا کجاوہ اونٹ پر باندھنے اور اتارنے کی ذمہ داری تفویض کی گئی تھی انہوں نے کجاوہ اٹھا کر اونٹ پر باندھ دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہا پڑاؤ کی جگہ پر واپس آئیں تو قافلہ کوچ کر چکا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جب قافلہ کو نہ پایا تو مجبوراً اسی جگہ اس خیال سے بیٹھ گئیں کہ جب لوگ انہیں قافلہ کے ہمراہ نہیں پائیں گے تو تلاش کرتے

ہوئے واپس یہیں آئیں گے۔ چنانچہ آپ وہیں بیٹھ گئیں اور بیٹھے بیٹھے آپ رضی اللہ عنہا کو نیند آ گئی۔

اس زمانے میں عام طور پر سفر کے دوران ایک شخص قافلہ کے پیچھے پیچھے سفر کرتا تھا تاکہ بیماری یا کسی اور وجہ سے اگر قافلہ کا کوئی فرد پیچھے رہ گیا ہو تو اس کی مدد کرے یا قافلہ کی کوئی گری پڑی چیز اٹھا لے۔ اس سفر کے دوران اس ذمہ داری پر حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ مامور تھے۔ وہ اجالا کے وقت قافلہ کے پڑاؤ کی جگہ پر پہنچے تو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وہاں نیند کی حالت میں پایا۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے حجاب کے احکام آنے سے پہلے چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا ہوا تھا، لہٰذا انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو پہچان لیا اور بلند آواز سے کہا "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ"۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہا کی آنکھ کھل گئی اور آپ رضی اللہ عنہا نے جِلباب (بڑی چادر) سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کے سامنے کوئی بات کئے بغیر اپنا اُونٹ بٹھا دیا اور آپ رضی اللہ عنہا نے بھی ان سے "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ" کے سوا اور کوئی بات نہ سنی۔ آپ رضی اللہ عنہا خاموشی سے اُونٹ پر سوار ہو گئیں اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نکیل پکڑے آگے آگے چلتے رہے۔ جب وہ آپ رضی اللہ عنہا کو لے کر دوپہر کے وقت قافلہ میں پہنچے تو انہیں دیکھتے ہی رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبَیّ اور اس کے ساتھیوں نے اس واقعہ کو غلط رنگ دیتے ہوئے ایسی بُری چال چلی جس نے ہر مومن کے دل کو غم سے تار تار کر دیا۔ اہل ایمان انتہائی رنج و غم کی کیفیت سے دوچار ہو گئے۔ گویا اہل ایمان میں افسردگی و الم کی ایک قیامت برپا ہو گئی۔ منافقین نے اس موقع کو اہل ایمان میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے غنیمت جانا اور اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگا دی اور اس تہمت کو تیزی سے لشکر کے اندر پھیلا دیا۔ یہاں تک کہ ان سازشی لوگوں نے ان شکوک و شبہات اور غلط فہمیوں کے اندھیرے مدینہ منورہ کے اطراف میں بھی پھیلا دیئے۔

ان ظالموں نے اس پاک ہستی یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بہتان تراشی کا ہدف بنایا تھا جس کا براہِ راست تعلق امام الانبیاء خاتم النبیین، سید المرسلین، سرورِ عالم، ہادیٔ برحق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے تھا، جن کی ذاتِ بابرکت راہِ ہدایت کے طلب گاروں کے لئے منارۂ نور ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خاندانِ رسالت کی عصمت و طہارت کی شہادت اپنی زبانِ قدرت سے دی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت اور منافقین کے الزامات کے جھوٹے ہونے کے سلسلہ میں سورۃ النور کی دس آیاتِ کریمہ (آیات: ۱۱ تا ۲۰) نازل فرمائیں، جن سے یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو گیا اور منافقین کو یقین ہو گیا کہ ان کا کوئی منصوبہ اور ان کی کوئی سازش اسلام کے پاک دامن کو داغدار نہیں کر سکتی اور نہ وہ اپنی فتنہ انگیز چالوں سے اسلام اور اہل ایمان کو مٹا سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے بلاوجہ اور بلا ثبوت یہ تہمت لگائی تھی ان پر حدِّ قذف (اَسّی کوڑوں کی سزا) کا حکم جاری کیا گیا۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا اعلان

اہل ایمان کو اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزہ سیرت و کردار کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شہادت پر بے پناہ خوشی ہوئی۔ دوسری طرف منافقین کا اٹھایا ہوا طوفان بھی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

یہاں یہ بات بھی اچھی طرح واضح ہو جانی چاہیئے کہ ان آیات کے نزول سے قبل بھی یہ الزام گناہ کبیرہ تھا لیکن ان آیات کے نزول کے بعد اگر آج بھی کوئی یہ الزام عائد کرے اور اُم المومنین رضی اللہ عنہا کی شان میں کوئی نازیبا بات کہے تو اس سے ام المومنین رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کے ساتھ ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات کی تکذیب بھی لازم آتی ہے۔ (معاذ اللہ)

مرکزی مضمون

اس سورت کا مرکزی مضمون اسلامی معاشرہ میں عفت و عصمت کو فروغ دینے، بے حیائی کو روکنے، گھریلو زندگی کے آداب و اخلاق، اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب سے متعلق احکامات ہیں۔

اہم مضامین پر ایک نظر

اس سورت میں اخلاقی، معاشرتی اور قانونی احکام بیان ہوئے ہیں۔ عفت و عصمت کی حفاظت کے لئے زنا اور قذف (زنا کی تہمت لگانے) کی سزائیں اور لِعان کا شرعی قانون بیان ہوا ہے۔ لعان کا مطلب یہ ہے کہ ایک دوسرے پر لعنت کرنا۔ عورت پر شوہر کی جانب سے زنا کے الزام کے موقع پر چار گواہ پیش نہ کرنے کی صورت میں دونوں کا باری باری عادل جج کے سامنے چار بار اللہ ﷻ کے نام کی قسم کھا کر پانچویں بار یہ دعا کرنا کہ اگر میں نے یہ جھوٹ بولا ہے تو مجھ پر اللہ ﷻ کی لعنت ہو۔ واقعہ افک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت اور پاکدامنی کا اعلان کیا گیا ہے اور منافقین کے الزام کو جھوٹا قرار دیا گیا ہے۔ معاشرہ میں عریانی و فحاشی پھیلانے والوں کو سخت عذاب کی وعیدیں سنائی گئی۔ اس میں مسلمانوں کو بھی تنبیہ اور نصیحت کی گئی ہے کہ انہیں اس طرح کے الزامات کی فوراً تردید کرنی چاہیئے۔ گھروں میں آنے جانے کے آداب اور احکام بیان ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ نگاہوں کی حفاظت اور پردے کے احکام بھی بیان ہوئے ہیں۔

ایک طرف اللہ ﷻ کے نور کی ایک تمثیل بیان کی گئی ہے۔ دوسری طرف کافروں کے اعمال کی حقیقت بھی بیان ہوئی ہے۔ عقیدۂ توحید کے حوالہ سے آفاقی دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ منافقین کے طرزِ عمل پر گرفت کی گئی ہے اور انہیں سچا ایمان اختیار کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ سچے اہل ایمان کے پسندیدہ طرزِ عمل اور اطاعتِ رسول ﷺ کی اہمیت کو بھی بیان کیا گیا ہے اور اہل ایمان کے لئے خلافتِ ارضی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ گھریلو معاشرت کے چند آداب بیان ہوئے ہیں۔ آخر میں مجلس نبوی ﷺ کے آداب بجالانے کا حکم اور اطاعت رسول ﷺ سے روگردانی کرنے والوں کیلئے سخت وعید کا ذکر ہے۔

سُوۡرَۃُ النُّوۡر (آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ)

آیات	مضامین
۱ تا ۱۰	حدِّ زنا اور اس کے احکام ❁ حدِّ قذف ❁ لِعان کا قانون
۱۱ تا ۲۶	واقعہ افک ❁ تہمت کی سزا ❁ بے حیائی کی مذمت ❁ مسلمانوں کو نصیحتیں
۲۷ تا ۳۴	گھر میں داخلہ کے آداب ❁ پردے اور بے نکاح افراد کے نکاح کے احکام ❁ عفت وحیا کی حفاظت کے احکام
۳۵ تا ۴۰	نورِ ایمان کی تمثیل ❁ اہل ایمان کے اوصاف ❁ کافروں کے اعمال کی تمثیل
۴۱ تا ۵۷	توحید پر آفاقی دلائل ❁ منافقین پر گرفت ❁ اہل ایمان کی صفات ❁ خلافتِ ارضی کا وعدہ ❁ حصولِ ہدایت کا اطاعتِ رسول ﷺ پر منحصر ہونا ❁ اطاعتِ رسول ﷺ کا حکم
۵۸ تا ۶۴	گھریلو معاشرت، معذور افراد ❁ قریبی لوگوں اور رشتہ داروں کے ساتھ صِلہ رحمی کے تعلقات ❁ بارگاہِ رسالت ﷺ کے آداب ❁ اطاعتِ رسول ﷺ سے انحراف پر سخت وعید

سبق: ۱۵

سُوۡرَۃُ النُّوۡرِ

سورۃ النور ۲۴ — رکوع: ۱ تا ۳ (آیات: ۱ تا ۲۶)

رکوع: ۱ تا ۳ کے اہم مضامین

۱۔ زنا اور قذف کی سزا
۲۔ لعان کا قانون
۳۔ واقعہ افک کا بیان
۴۔ الزام تراشی اور سنی سنائی باتوں پر یقین کرنے پر تنبیہ
۵۔ بغیر تحقیق کسی بات کو پھیلانے کی ممانعت
۶۔ حسن ظن رکھنے اور تہمت سے بچنے کی نصیحت
۷۔ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے پر رسوا کن عذاب کی وعید
۸۔ شیطان کی پیروی سے بچنے اور پاکیزگی اختیار کرنے کا حکم
۹۔ مہاجرین کی مدد کی تلقین

رکوع: ۱ تا ۳ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱ تا ۱۰)

اس بات کی اہمیت واضح کی گئی ہے کہ اس سورت میں جو احکام دیئے جا رہے ہیں ان کی تعمیل ضروری ہے۔ زنا کے جرم کی سزا بیان ہوئی ہے کہ (غیر شادی شدہ) زانی مرد اور زانیہ عورت پر جب زنا کا جرم ثابت ہو جائے تو ان میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارے جائیں۔ یہ سزا سرِ عام لوگوں کے سامنے ہو اور اس کے نفاذ میں کوئی ترس نہ کھایا جائے۔ کسی مومن مرد کے لئے کسی زانیہ یا مشرکہ عورت سے اور کسی مومنہ عورت کے لئے کسی زانی یا مشرک مرد سے نکاح کرنا انتہائی قبیح عمل ہے۔ نیز شرک اور زنا کا عمل حرام ہے۔ قذف کی سزا بیان ہوئی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی پاک دامن مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگائے اور اس پر چار گواہ بطور ثبوت پیش نہ کر سکے، تو اس شخص کو تہمت لگانے کے جرم میں اَسّی (۸۰) کوڑے مارے جائیں۔ اس کے بعد اگر وہ شخص توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے، تو اللہ ﷻ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ لعان کا قانون بیان ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور اپنے الزام کو ثابت کرنے کے لئے مطلوبہ گواہ پیش نہ کر سکے، تو اس کا فیصلہ شوہر و بیوی کی قسم کے ذریعہ ہو گا۔ اس صورت میں شوہر عادل جج کے سامنے چار مرتبہ اللہ ﷻ کی قسم اٹھائے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں قسم اس بات کی اُٹھائے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ ﷻ کی لعنت ہو۔ اسی طرح عورت بھی اپنے آپ سے الزام کو دور کرنے کے لئے چار مرتبہ قسم اُٹھائے کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں قسم اس بات کی اُٹھائے کہ اگر اس کا شوہر سچا ہے تو اس (عورت) پر اللہ ﷻ کا غضب ہو۔ اس کے بعد ان دونوں کے درمیان علیحدگی ہو جائے گی۔

رکوع: ۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندہ جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ بندہ جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا اور بندہ جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا اور جب وہ قتل ناحق کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص مجھے دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی (حفاظت کی) ضمانت دے تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔" (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ” زمین میں ایک حد کا نفاذ زمین والوں کے لئے چالیس دن کی بارش سے زیادہ بہتر ہے۔“ (سنن ابن ماجہ)

۴۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب بھی دو چیزوں میں سے ایک کے اختیار کرنے کا حکم دیا جاتا تو آپ ان میں سے آسان کو اختیار فرماتے بشرطیکہ اس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہوتا۔ اگر اس میں گناہ ہوتا تو آپ اس سے بہت دور رہتے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبھی اپنے ذاتی معاملہ میں کسی سے بدلہ نہ لیا، البتہ (جب) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کیا جاتا تو آپ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ضرور انتقام لیتے تھے۔ (صحیح بخاری)

۵۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص جیسا ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔“ (سنن ابن ماجہ)

رکوع: ۲ (آیات: ۱۱ تا ۲۰)

واقعہ افک کی طرف اشارہ ہے۔ بعض منافقین نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت و پاکیزگی کا اعلان فرمایا ہے اور تہمت لگانے والوں کو انتہا درجہ کا جھوٹا اور بدترین گناہ گار قرار دیا ہے۔ بعض مسلمان اپنی سادگی و بھولے پن سے منافقین کی باتوں میں آگئے۔ وہ سیدھے سادھے، پکے مومن و مخلص مسلمان بھی سنی سنائی باتوں کا تذکرہ کرنے لگے جن سے دوسرے مسلمانوں اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس بات کا سخت صدمہ پہنچا چنانچہ اس بات پر تنبیہ کی گئی کہ ایمان والوں کو چاہیئے تھا کہ اس معاملہ میں حسنِ ظن سے کام لیتے اور اس الزام کی فوراً تردید کرتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ جب تہمت لگانے والے حسب قانون چار گواہ پیش نہیں کرسکے تو وہ پرلے درجہ کے جھوٹے ہیں۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل اور رحمت ہے کہ یہ لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہے ورنہ ان کا جرم و گناہ بہت بڑا تھا۔ دوبارہ انہی مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے جو منافقین کی باتوں میں آگئے تھے کہ ان لوگوں نے بغیر کسی دلیل اور تحقیق کے اس بارے میں باتیں کیں۔ جو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک بہت سخت بات ہے۔ ان کا یہ طرزِ عمل ہونا چاہیئے تھا کہ ایسی بری بات کرنے سے اجتناب کرتے اور اس الزام کی فوری تردید کرتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام مسلمانوں کے لئے لائحہ عمل طے فرمادیا کہ وہ کبھی ایسی باتوں کا اعتبار نہ کریں۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مسلمانوں کو ایسے واضح احکام دیئے ہیں۔ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے والوں کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب کی وعید ہے۔ آخر میں دوبارہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل اور رحمت کا ذکر ہے۔

رکوع: ۲ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۱۔ حضرت حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ” آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے (بغیر تحقیق کے) آگے بیان کردے۔“ (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، لہٰذا اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت کو دور فرمائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت

میں اس کے عیب چھپائے گا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "انسان بعض اوقات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ناراضی کا کوئی کلمہ کہہ گزرتا ہے جس کی کوئی وقعت اس کے نزدیک نہیں ہوتی، لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم (کے اتنے نچلے طبقہ) میں پہنچ جاتا ہے کہ جتنا دور مغرب مشرق سے ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "(بُرے) گمان سے بچو کیونکہ (بُرا) گمان سب سے جھوٹی بات ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب کسی قوم میں فحاشی کا رواج بڑھتا ہے یہاں تک کہ وہ اعلانیہ بے حیائی کرنے لگتی ہے تو ان لوگوں کے درمیان طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان لوگوں میں موجود نہیں تھیں جو پہلے گزر چکے۔" (سنن ابن ماجہ)

۶۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "(پہلے) انبیاء کرام (علیہم السلام) کے کلام میں سے لوگوں نے جو پایا، اس میں یہ بھی ہے کہ جب تم میں حیا نہ ہو تو پھر جو جی میں آئے کر گزرو"۔ (صحیح بخاری)

۷۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حیاء سے ہمیشہ بھلائی ہی پیدا ہوتی ہے۔" (صحیح بخاری)

رکوع: ۳ (آیات: ۲۱ تا ۲۶)

مسلمانوں کو شیطان کی پیروی سے منع کیا گیا ہے کیونکہ شیطان تو بے حیائی اور برائی کی راہ ہی دکھاتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت شامل حال نہ ہو تو انسان کبھی بھی پاکیزہ نہیں رہ سکتا۔ صاحب فضل اور مالدار لوگوں کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں، مساکین اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کی مدد کرنے سے پیچھے نہ ہٹیں بلکہ اس کارِ خیر کو جاری رکھیں۔ جن لوگوں پر وہ خرچ کر رہے ہیں اگر ان میں سے کسی سے کوئی غلطی ہو جائے تو عفو و درگزر سے کام لیں۔ پاکدامن بے گناہ عورتوں پر تہمت لگانے والے مجرموں کو دنیا و آخرت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی لعنت اور بہت بڑے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ انہیں تنبیہ کی گئی ہے کہ آخرت میں ان کی زبانیں، ہاتھ اور پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے اور اس دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان لوگوں کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ ایک اخلاقی قدر بیان ہوئی ہے کہ ناپاک اور بدکردار مرد و عورت ایک دوسرے کے لئے کشش رکھتے ہیں، جبکہ پاکباز مرد و عورت ایک دوسرے کے لئے طبعی مناسبت رکھتے ہیں۔ آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے پاکباز مردوں اور پاکباز عورتوں کے لئے بخشش اور باعزت رزق کے وعدہ کا ذکر ہے۔

رکوع: ۳ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آدمی پر شیطان کا اثر (وسوسہ) ہوتا ہے اور فرشتہ کا بھی اثر (الہام) ہوتا ہے۔ شیطان کا اثر یہ ہے کہ انسان سے برائی کا وعدہ کرتا ہے اور حق کو جھٹلاتا ہے اور فرشتہ کا اثر یہ ہے کہ وہ خیر کا وعدہ کرتا ہے اور حق کی تصدیق کرتا ہے۔ تو جو شخص یہ پائے اسے چاہیئے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جو دوسرا اثر (شیطان کا) پائے تو اسے چاہیئے کہ شیطان مردود (کے شر) سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ حاصل کرے۔" (جامع ترمذی)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”صدقہ و خیرات کرنے سے مال میں کچھ کمی نہیں آتی اور معاف کرنے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندے کو مزید عزت و اکرام ہی سے نوازتا ہے اور جو شخص بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو بلند کر دیتا ہے۔“ (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”سات مہلک گناہوں سے بچو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! وہ کیا کیا ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ناحق کسی کی جان لینا جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حرام کیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاک دامن غافل مومن عورتوں کو تہمت لگانا۔“ (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس تھے کہ آپ ہنس دیئے اور فرمانے لگے: ”جانتے ہو میں کیوں ہنسا ہوں؟“ ہم نے کہا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”میں بندے کی اس گفتگو پر ہنسا ہوں جو وہ (قیامت کے دن) اپنے رب سے کرے گا وہ کہے گا، اے اللہ! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا، ہاں! دی ہے، تو وہ کہے گا، میں آج اپنے خلاف کسی کی گواہی قبول نہیں کروں گا، سوائے اپنی ذات کی گواہی کے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا، اچھا تیری ہی ذات کی گواہی تجھ پر آج کے دن کفایت کرتی ہے اور کراماً کاتبین کی گواہی۔ اب اس کے منہ پر مہر لگ جائے گی اور اس کے مختلف اعضا کو حکم ہو گا کہ بولو، تو وہ اس کے سارے کئے ہوئے کام بول کر بتا دیں گے۔ پھر آدمی کو بولنے کی اجازت دے دی جائے گی، اس وقت بندہ (اپنے اعضا سے) کہے گا، چلو دور ہو جاؤ، تمہارے لئے بربادی ہو، میں تمہاری خاطر ہی تو جھگڑ رہا تھا۔“ (صحیح مسلم)



سُوْرَةُ النُّوْرِ

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

(یہ) ایک سورت ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور اس (کے احکام) کو ہم نے فرض کیا ہے اور ہم نے اِس میں واضح آیات نازل فرمائی ہیں

لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝١ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠

تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد اِن دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ

وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ

اور تمہیں اللہ کے دین کے معاملہ میں اِن دونوں پر ذرا ترس نہ آئے اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو،

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۠

اور چاہیے کہ مومنوں کی ایک جماعت اُن دونوں کی سزا (کے موقع) پر موجود رہے۔ زانی مرد صرف زناکار یا مشرکہ عورت (ہی) سے نکاح (کرنا پسند) کرے گا

وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٣

اور زانیہ عورت صرف زانی یا مشرک مرد (ہی) سے نکاح (کرنا پسند) کرے گی اور مومنوں پر یہ حرام کیا گیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً

اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگائیں پھر (اس پر) چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو اُن کو اسی کوڑے لگاؤ

وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝٤ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ

اور کبھی بھی اُن کی کوئی گواہی قبول نہ کرو اور وہی لوگ فاسق ہیں۔ مگر وہ لوگ جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور (اپنی) اصلاح کر لیں

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٥ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ

تو بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر (زنا کی) تہمت لگائیں

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ

اور اُن کے پاس خود ان کے سوا کوئی گواہ نہ ہو تو ان میں سے ایسے کسی شخص کی گواہی یہ ہے کہ (وہ) چار بار اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے

اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٦ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٧

کہ یقیناً وہ (اس لگائے ہوئے الزام میں) سچا ہے۔ اور پانچویں بار یہ (کہے) کہ اُس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہو۔

وَ يَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۙ۸

اور اس عورت سے (بھی) یہ بات (زنا کی) سزا کو ٹال سکتی ہے کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ (شوہر) یقیناً (اس الزام میں) جھوٹا ہے۔

وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۹ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

اور پانچویں بار یہ (کہے) کہ اللہ کا غضب ہو اُس (عورت) پر اگر وہ (شوہر) سچا ہے۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم بڑی مشکل میں پڑ جاتے)

ع ۱۰ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۱۰ ع اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ

اور بے شک اللہ بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والا بڑی حکمت والا ہے۔ بے شک جن لوگوں نے (عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر) بہتان لگایا

عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ

(وہ) تمہارے اندر کا (ہی) ایک ٹولہ ہے تم اس (بہتان کے واقعہ) کو اپنے حق میں بُرا مت سمجھو بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر (ہی) ہے

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ

اُن میں سے ہر ایک نے جتنا گناہ کمایا اُس کے لئے اتنا ہی حصہ ہے اور اُن میں سے جس نے اس (بہتان) میں سب سے زیادہ حصہ لیا

لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۱۱ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ

اُس کے لئے بڑا عذاب ہے۔ (ایسا) کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اس (بہتان) کو سنا تھا

ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۱۲

تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے بارے میں نیک گمان کیا ہوتا اور کہا ہوتا کہ یہ تو بالکل واضح بہتان ہے۔

لَوْ لَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۱۳

وہ (بہتان لگانے والے) اِس پر چار گواہ کیوں نہ لائے پھر جب وہ گواہ نہیں لا سکے تو (جان لو) یہی لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔

وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۚ ۱۴

اور اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو جس (تہمت کے) چرچے میں تم پڑ گئے ہو اس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ

(جب تم ایک دوسرے سے) اس (بہتان) کو اپنی زبانوں سے نقل کر رہے تھے اور اپنے منہ سے وہ کچھ کہتے تھے جس کا تمہیں کوئی علم ہی نہ تھا

وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۱۵ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ

اور تم اس کو معمولی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات تھی۔ اور ایسا کیوں نہ ہوا جب تم نے اس (بہتان) کو سنا تھا

قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۱۶

تو تم کہہ دیتے کہ ہمیں لائق نہیں کہ ہم ایسی بات منہ پر لائیں (اے اللہ!) تُو پاک ہے یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ

اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ پھر کبھی بھی ایسی بات نہ کرنا اگر تم مومن ہو۔ اور اللہ تمہارے لئے آیات کھول کھول کر بیان فرماتا ہے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی پھیلے

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٩﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

اُن کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم پر عذاب آجاتا)

وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٠﴾ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ ع ٢

اور بے شک اللہ بہت شفقت فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اے ایمان والو! شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی نہ کرو

وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ

اور جو شخص شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی کرتا ہے تو بے شک وہ (اسے) بے حیائی اور بُرائی کا حکم دیتا ہے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی پاک نہ ہوتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک فرما دیتا ہے

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢١﴾ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ

اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اور قسم نہ کھائیں جو تم میں سے (دینی) فضیلت اور (مالی) وسعت والے ہیں

اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ښ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ

کہ وہ رشتہ داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (کچھ) نہ دیں گے اور اُنہیں چاہیئے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں

اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٢﴾

کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠

بے شک وہ لوگ جو پاک دامن، بھولی بھالی، مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ۙ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ

اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ (وہ اس دن کو یاد رکھیں) جس دن گواہی دیں گی اُن کے خلاف اُن کی زبانیں

وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ

اور اُن کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان (اعمال) پر جو وہ کیا کرتے تھے۔ اس دن اللہ اُنہیں اُن (کے اعمال) کا حقیقی بدلہ پورا پورا عطا فرمائے گا

وَ يَعْلَمُوْنَ	اَنَّ	اللّٰهَ	هُوَ	الْحَقُّ	الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾	اَلْخَبِيْثٰتُ	لِلْخَبِيْثِيْنَ

اور وہ جان لیں گے کہ بے شک اللہ ہی حق ہے (اور حق کا) ظاہر فرمانے والا ہے۔ ناپاک عورتیں، ناپاک مردوں کے لائق ہیں

وَ الْخَبِيْثُوْنَ	لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ	وَ الطَّيِّبٰتُ	لِلطَّيِّبِيْنَ	وَ الطَّيِّبُوْنَ	لِلطَّيِّبٰتِ ۚ

اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لائق ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لائق ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لائق ہیں

ع ۳ / ۶

اُولٰٓئِكَ	مُبَرَّءُوْنَ	مِمَّا	يَقُوْلُوْنَ ؕ	لَهُمْ	مَّغْفِرَةٌ	وَّ رِزْقٌ	كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ ع

یہ لوگ بری ہیں اُن (تہمت والی) باتوں سے جو (ناپاک) لوگ بیان کر رہے ہیں ان (پاکیزہ افراد) کے لئے مغفرت اور عزت والا رزق ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ غیر شادی شدہ زانی مرد اور غیر شادی شدہ زانیہ عورت کی سزا سو کوڑے ہیں۔ (سورۃ النور، آیت: ۲)

۲۔ اسلامی سزائیں نافذ کرنا اللہ ﷻ کا حکم ہے۔ حد نافذ کرتے وقت مومنوں کی ایک جماعت کا موجود ہونا لازم ہے۔ (سورۃ النور، آیات: ۲، ۴)

۳۔ جو کسی پاکدامن مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگائے اور چار گواہ نہ لا سکے تو تہمت لگانے والے کو اسّی کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔ شریعت اسلامی میں اسے حد قذف کہا جاتا ہے۔ (سورۃ النور، آیت: ۴)

۴۔ زنا کا جرم اسلامی معاشرہ میں ناقابل برداشت ہے اسی طرح زنا کا بہتان لگانا بھی انتہائی سخت ترین جرم ہے اور اس کی سزا بھی بہت بڑی ہے۔ (سورۃ النور، آیات: ۴، ۲۳، ۲۴)

۵۔ جو شخص اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور اس کے پاس چار گواہ نہ ہوں تو وہ شرعی فیصلے کرنے والے جج کے سامنے چار بار قسم اُٹھا کر گواہی دے کہ یہ عورت جھوٹی ہے اور پانچویں بار یہ قسم اُٹھانا کہ اگر میں اس جھوٹ کا مرتکب ہوں تو مجھ پر لعنت ہو۔ اسی طرح عورت بھی یہی گواہی اپنے شوہر کے خلاف دے۔ یہ طریقہ لعان کہلاتا ہے اور دونوں فریق اگر اس طرح قسم اُٹھا کر گواہیاں دیں تو ان کے درمیان جدائی کرا دی جاتی ہے۔ (سورۃ النور، آیات: ۶ تا ۹)

۶۔ جب بھی کسی مومن مرد یا عورت پر تہمت لگائی جائے تو ہمیں ان کا دفاع کرتے ہوئے کہنا چاہیئے کہ یہ تو صریح بہتان ہے۔ (سورۃ النور، آیات: ۱۲، ۱۶)

۷۔ جرم کا ثبوت اور گواہ پیش کرنا مدعی (الزام لگانے والے) کے ذمہ ہیں۔ (سورۃ النّور، آیت: ۱۳)

۸۔ بے تحقیق بات کا زبان سے نکالنا جرم ہے۔ نیز بدگمانی سے بچنا چاہیئے اور کسی کے خلاف بلا تحقیق الزام تراشی نہیں کرنی چاہیئے۔ (سورۃ النور، آیات: ۱۳، ۱۴)

۹۔ بے حیائی پھیلانے والوں کے لئے دنیا و آخرت میں سخت دردناک عذاب کی وعید ہے۔ کیوں کہ بے حیائی اور برے کام کرنا شیطان کے راستہ کی پیروی کرنا ہے۔ (سورۃ النور، آیات: ۱۵، ۱۶، ۲۱)

۱۰۔ شریعت کے احکام اور اسلامی آداب زندگی اللہ ﷻ نے اس لئے بیان کئے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلامی اخلاق و آداب کے مطابق گزاریں۔ (سورۃ النور، آیت: ۱۷)

۱۱۔ کسی کو اپنی پاکیزگی اور تقویٰ کا گھمنڈ نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بے حیائی سے بچاؤ صرف اللہ ﷻ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہی ممکن ہے۔ (سورۃ النور، آیت: ۲۱)

۱۲۔ صاحبِ ثروت اور مال دار لوگوں کو غریب رشتہ داروں، مسکینوں اور اللہ ﷻ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں پر خرچ کرتے رہنا چاہیئے اور کسی وجہ سے ان پر خرچ نہ کرنے کی قسم نہیں کھانی چاہیئے اور نہ ہی کوئی ایسا ارادہ رکھنا چاہیئے۔ (سورۃ النور، آیت: ۲۲)

۱۳۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ ﷻ ہمارے قصور معاف فرمادے تو ہمیں دوسروں کے قصور معاف کر دینے چاہئیں۔ (سورۃ النور، آیت: ۲۲)

۱۴۔ پاکدامن بھولی بھالی مومن عورتوں پر تہمت لگانے والے دنیا اور آخرت میں لعنت اور بہت بڑے عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ (سورۃ النور، آیت:۲۳)

۱۵۔ قیامت کے دن لوگوں کی زبانیں، ہاتھ اور پاؤں ان کے خلاف ان کے اعمال پر گواہی دیں گے۔ (سورۃ النور، آیت: ۲۴)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

۱۔ سورۃ النور کی وجہ تسمیہ اور سورۃ المومنون سے ربط بیان کریں۔

۲۔ سورۃ النور کا شان نزول بیان کریں۔

۳۔ سورۃ النور کا مرکزی مضمون بیان کریں۔

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کریں۔

(۱) سورۂ نور کی خصوصی اہمیت بیان ہوئی ہے کہ اسے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے نازل فرمایا، اس کے احکام کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کر دیا اور اس میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نازل فرمائیں تا کہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

(۲) زنا کی تہمت کے الزام کو ثابت کرنے کے لئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر الزام لگانے والا اتنے گواہ بطور ثبوت پیش نہ کر سکے تو اسے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے جرم میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کوڑوں کی سزا دی جاتی ہے۔

(۳) واقعہ افک میں منافقین نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر تہمت لگائی تھی جس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۂ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ کی براءت اور پاکدامنی کا اعلان فرمادیا۔

(۴) جن لوگوں نے (عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لگایا (وہ) تمہارے اندر کا (ہی) ایک ٹولہ ہے (اے مسلمانو!) تم اس (واقعہ) کو اپنے حق میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مت سمجھو بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر (ہی) ہے اُن میں سے ہر ایک نے جتنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کمایا اُس کے لئے اتنا ہی حصہ ہے۔

(۵) واقعہ افک میں حصہ لینے والے لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر دنیا و آخرت میں تم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اس کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہ ہوتی تو جس کام میں تم نے حصہ لیا ہے اس کی وجہ سے تم پر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نازل ہوتا۔

(۶) فرمانِ الٰہی ہے کہ بے شک جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا چرچا ہو، ان کے لئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور آخرت میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے۔

(۷) واقعہ افک کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ قسم اُٹھالی کہ وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی مالی امداد نہیں کریں گے۔ اس موقع پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۂ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں ایسی قسم اُٹھانے سے منع کر دیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی مالی امداد شروع کر دی۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱۔ آیات: ۲ تا ۵ کی روشنی میں زنا اور قذف کی سزائیں اور متعلقہ احکام بیان کریں۔

۲۔ آیت: ۶ تا ۱۰ میں لعان کا کیا قانون بیان ہوا ہے؟

۳۔ آیات: ۱۱ تا ۲۰ کی روشنی میں یہ بتایئے کہ اللہ ﷻ نے کس طرح واقعہ افک میں لگائے گئے الزام کا رد فرمایا ہے؟

۴۔ آیات: ۱۱ تا ۲۰ میں واقعہ افک میں جھوٹا الزام لگانے والوں کے لئے کیا سخت وعید بیان کی گئی ہے؟

۵۔ آیات: ۱۱ تا ۱۸ میں مسلمانوں کو واقعہ افک کے حوالہ سے کیا نصیحتیں کی گئی ہیں؟

۶۔ آیت: ۲۶ میں کیا اخلاقی قدر بیان ہوئی ہے؟

سوال ۴ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

۱۔ اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو کس کی پیروی سے منع کیا ہے؟

۲۔ شیطان کس بات سے ورغلاتا ہے؟

۳۔ کس بات کی قسم اٹھانے سے اللہ ﷻ نے منع کیا ہے؟

۴۔ عفو و درگزر کے بارے میں کیا حکم ہے؟

۵۔ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے والوں کو کیا وعید سنائی گئی ہے؟

۶۔ آخرت میں ایسے مجرموں کے خلاف کون گواہی دے گا؟

۷۔ آخرت میں ایسے مجرموں کے ساتھ اللہ ﷻ کیا معاملہ فرمائے گا؟

سوال ۵ اسلام میں شرم و حیا کا کیا تصور ہے؟ قرآنِ حکیم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں شرم و حیاء کی اہمیت اور بے حیائی کی مذمت پر ایک مضمون تحریر کیجئے۔

گھریلو سرگرمی

- اسلام میں بڑے بڑے جرائم کی سخت سزائیں بیان ہوئی ہیں۔ ان کا مقصد انسانوں پر ظلم نہیں ہے، بلکہ جرائم کی روک تھام اور لوگوں کی جان، مال اور آبرو کا تحفظ ہے۔ چوری، قتل، زنا، قذف اور شراب نوشی کی شرعی سزائیں معلوم کر کے تحریر کریں۔
- سورۃ النور، آیات: ۱۱ تا ۲۶ میں اللہ ﷻ نے واقعہ اِفک کا ذکر فرمایا ہے۔ ان آیات کا کسی تفسیر سے مطالعہ کر کے بتائیں کہ اللہ ﷻ نے مسلم معاشرہ کے حوالہ سے حسن ظن رکھنے، بدگمانی سے بچنے نیز اپنی پاکیزگی کے بارے میں فکر مند رہنے اور پاکدامن عورتوں پر الزام تراشی کرنے کے حوالہ سے کیا ہدایات عطا فرمائی ہیں نیز مسلمان معاشرہ میں بے حیائی کی اشاعت کرنے والوں کو کیا وعید سنائی گئی ہے؟
- سورۃ النور آیت: ۲۲ میں رشتہ داروں کے ساتھ عفو و درگزر کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ آپ اس آیت کا شان نزول کسی تفسیر سے دیکھ کر بیان کریں۔ نیز صلہ رحمی کی فضیلت پر چند احادیث مبارکہ تحریر کیجئے۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق:۱۶

سُوْرَۃُ النُّوْر

سورۃ النور ۲۴ رکوع: ۴ تا ۶ (آیات: ۲۷ تا ۵۰)

رکوع: ۴ تا ۶ کے اہم مضامین

۱۔ گھروں میں داخل ہونے کے آداب
۲۔ پردے کے بعض احکام
۳۔ نورِ ایمان کی مثال
۴۔ کافروں کے لئے سراب اور اندھیروں کی مثال
۵۔ توحید باری تعالیٰ پر آفاقی دلائل
۶۔ منافقین کے طرزِ عمل پر سخت گرفت

رکوع: ۴ تا ۶ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۴ (آیات: ۲۷ تا ۳۴)

بعض معاشرتی احکام بیان ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کو کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے۔ گھر خالی ہونے کی صورت میں بھی داخلہ کی ممانعت ہے۔ اگر کسی وجہ سے صاحبِ خانہ ملاقات کے لئے وقت نہ دیں تو بغیر کسی ناراضگی کے واپس چلے جانے کا حکم ہے۔ البتہ جو گھر رہائشی نہ ہوں بلکہ مفادِ عامہ اور عوامی کاروبار کے لئے ہوں مثلاً دکانیں، ہوٹل وغیرہ اُن میں داخل ہوتے وقت اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ مومن مردوں اور عورتوں کو اپنی نظریں نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم ہے۔ عورتوں کو پردے کے لئے چند ہدایات دی گئی ہیں۔ پہلی یہ کہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ دوسری یہ کہ اپنے سر پر اوڑھے ہوئے دوپٹوں کے آنچل اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں۔ تیسری یہ کہ اپنے خاوند، محرم رشتہ داروں، اپنی عورتوں، گھر کے ایسے خادموں جو عورتوں سے رغبت نہ رکھتے ہوں اور چھوٹے بچوں کے سامنے اظہارِ زینت کی اجازت ہے۔ چوتھی یہ کہ زمین پر پاؤں اس طرح مار کر نہ چلیں کہ مخفی زینت ظاہر ہو۔ بے نکاح مرد اور عورت کا نکاح کرانے کی تاکید ہے۔ اگر وہ مفلس ہوں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فضل سے انہیں غنی فرما دے گا۔ البتہ جو لوگ نکاح کے وسائل اور قدرت نہیں رکھتے ان کو پاکدامن رہنے کی ہدایت ہے یہاں تک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے لئے اپنے فضل سے نکاح کے وسائل مہیا فرما دے۔ غلام یا کنیز اگر معاہدہ کر کے آزاد ہونا چاہیں، تو ان کے ساتھ معاہدہ کر لینے اور ان کی مالی امداد کرنے کی تاکید ہے۔ کنیزوں کو بدکاری پر مجبور کرنے کی ممانعت ہے۔ البتہ ان مجبور کنیزوں کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور رحمت کی امید ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے واضح احکام عطا فرمائے ہیں۔ سابقہ قوموں کی مثالیں بیان فرمائی ہیں اور متقی لوگوں کے لئے اس میں نصیحت رکھی ہے۔

رکوع: ۴ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ بنو عامر کے ایک شخص نے بتایا کہ اس نے نبی کریم ﷺ سے گھر میں آنے کی اجازت طلب کی اور یہ عرض کیا کہ میں اندر آجاؤں؟ نبی کریم ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا: ”جاؤ اس کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ، اور اس سے کہو کہ یوں کہے: السلام علیکم کیا میں داخل ہو جاؤں؟ اس شخص نے یہ سن کر کہا: السلام علیکم کیا میں داخل ہو جاؤں؟ پھر نبی کریم ﷺ نے اس کو اجازت دی اور وہ داخل ہو گیا۔“ (سنن ابی داوٗد)

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس قرض کے بارے میں حاضر ہوا جو میرے والد پر تھا، میں نے دروازے پر دستک دی تو آپ نے پوچھا: "کون؟" میں نے عرض کیا، میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں، میں؟ گویا آپ نے یوں کہنے کو ناپسند فرمایا۔ (مطلب یہ ہے کہ نام بتا کر تعارف وغیرہ کرایا جائے۔) (صحیح مسلم، صحیح بخاری)

۳۔ حضرت ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا۔ پھر اپنے گھر والوں کو سلام کرے۔" (سنن ابی داؤد)

۴۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی تین بار اجازت مانگے اور اسے اجازت نہ ملے تو اس کو چاہیئے کہ لوٹ جائے۔" (صحیح مسلم، صحیح بخاری)

۵۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اچانک نگاہ پڑ جانے کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے مجھے نگاہ پھیر لینے کا حکم دیا۔ (صحیح مسلم)

۶۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اے علی! نظر کے بعد نظر نہ اٹھاؤ، کیوں کہ تمہارے لئے پہلی نظر (جو اچانک پڑ گئی معاف) ہے اور دوسری نظر (جو قصداً پڑے وہ معاف) نہیں ہے۔" (جامع ترمذی)

۷۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جو اسے میرے خوف سے چھوڑ دے، (یعنی اپنی نگاہیں نامحرم پر پڑنے سے جھکا لے) تو میں اس کے عوض ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔" (طبرانی)

۸۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو بھی نکاح کی استطاعت رکھتا ہو تو اسے نکاح کر لینا چاہیئے اور جو نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ روزہ رکھے کیونکہ یہ (روزہ رکھنا) اس کے لئے (نفسانی خواہشات) کو قابو میں رکھنے والا ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خبردار کوئی شخص کسی (نامحرم) عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے (تنہائی میں نہ ملے)، اس لئے کہ ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔" (جامع ترمذی)

۱۰۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورت (سراپا) پردہ (چھپائے جانے کے قابل) ہے جب یہ (بے پردہ بلا ضرورت) باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔ (تاکہ خود اسے اور دوسروں کو بھی اس کے ذریعہ سے بہکا کر فتنہ میں مبتلا کرے)" (جامع ترمذی)

۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ عورتیں جو کپڑے تو پہنے ہوں گی لیکن بے لباس ہوں گی، (ایسے باریک اور تنگ لباس پہنے ہوں گی جس سے جسم نظر آتا ہو گا۔ مردوں کو اپنی طرف) مائل کرنے والی اور خود (ان کی طرف) مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر گویا بختی اونٹوں کے کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوں گے (گویا اونٹوں کے کوہانوں کی طرح یہ عورتیں اپنے بالوں کے جوڑے بنا کر زینت کو نمایاں کرنے والی ہوں گی) وہ جنت میں نہیں جائیں گی، بلکہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی دور سے آتی ہے۔" (صحیح مسلم)

۱۲۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "اے علی! تین کاموں میں دیر نہ کرنا، (فرض) نماز جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ جب حاضر ہو اور بیوہ عورت کا نکاح جب اس کا ہم سر (مناسب رشتہ) مل جائے۔" (جامع ترمذی)

۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "جب بندہ نے نکاح کر لیا تو اس کا نصف ایمان کامل ہو گیا اب اس کو چاہیئے کہ باقی نصف میں اللہ سے ڈرتا رہے۔" (بیہقی)

۱۴۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "چار باتیں رسولوں کی سنتوں میں سے ہیں، خوشبو استعمال کرنا، نکاح کرنا، مسواک کرنا اور حیا۔" (جامع ترمذی)

۱۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دعا کیا کرتے تھے: (اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ الۡهُدٰی وَالتُّقٰی والۡعَفَافَ وَالۡغِنٰی) "اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، عفت و پاکدامنی اور تیرے سوا کسی کا محتاج نہ ہونے کی درخواست کرتا ہوں۔" (صحیح مسلم)

۱۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "سات آدمی ایسے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس روز انہیں اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ عطا فرمائے گا، جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا: ا۔ انصاف کرنے والا حکمران، ۲۔ ایسا نوجوان جس نے اپنے رب کی عبادت میں نشوونما پائی، ۳۔ ایسا آدمی کہ اس کا دل مسجدوں میں اٹکا ہوا ہے، ۴۔ ایسے دو آدمی جو آپس میں محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خوشنودی کے لئے محبت کرتے ہیں اسی پر ملتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں، ۵۔ ایسا آدمی کہ اسے اقتدار اور جمال کی مالکہ عورت نے بدکاری کی دعوت دی مگر اس نے (دعوت رد کرتے ہوئے) کہا میں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرتا ہوں، ۶۔ ایسا آدمی کہ اس نے صدقہ اس قدر چھپا کر کیا کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی بے خبر رہا کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا، ۷۔ اور ایسا آدمی کہ جس نے تنہائی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو یاد کیا تو اس کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

رکوع: ۵ (آیات: ۳۵ تا ۴۰)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نور کی ایک تمثیل بیان کی گئی ہے۔ یہاں نور سے نورِ ایمان بھی مراد لیا گیا ہے، قرآن مجید بھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قلبِ اطہر اور اس کی روشنی بھی مراد لی گئی ہے۔ اس نور کی مثال ایسے ہے جیسے ایک فانوس میں چراغ رکھا ہو، چراغ کو خالص روغن زیتون سے روشن کیا گیا ہو۔ زیتون ایسے درخت کا ہو جو باغ کے بالکل درمیان میں ہونے کی وجہ سے سورج کی تپش سارا دن جذب کرتا ہو۔ اس وجہ سے اس کے روغن میں جلا دینے کی صلاحیت اس قدر تیز ہو کہ وہ دور ہی سے آگ کو پکڑ لے۔ اسی طرح جس شخص کی فطرت کا روغن آلودگی اور تعصبات سے پاک ہو، وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے آنے والی دعوت کو فوراً قبول کرتا ہے اور اس کا دل نورِ ایمان سے جگمگا اٹھتا ہے۔ جس سے اس کے ظاہر اور باطن دونوں روشن ہو جاتے ہیں۔ جن لوگوں کا ظاہر و باطن نورِ ایمان سے منور ہو چکا ہو، وہ مسجدوں میں صبح و شام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کی تجارت اور خرید و فروخت، انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر، نماز اور زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتی۔ وہ قیامت کے دن کی ہولناکی سے خوف زدہ رہتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں ان کے اعمال کا بہترین بدلہ عطا فرمائے گا اور اپنے فضل سے مزید بھی نوازے گا۔ اس کے برعکس کافروں کے اعمال کے لئے جو ایمان کے بغیر کئے گئے ہوں سراب کی تمثیل بیان کی گئی ہے۔ سراب کہتے ہیں وہ ریت یا تارکول جس پر دھوپ میں دیکھنے والے کو دور سے پانی کا دھوکا ہوتا ہے۔ چنانچہ جس طرح صحرا اور چٹیل میدان کا مسافر سراب کو پانی سمجھتا ہے لیکن درحقیقت وہ کچھ نہیں ہوتا اسی طرح ان کافروں کے اعمال کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ پھر ایسے لوگ جن کے پاس نہ ایمان ہے اور نہ ہی کوئی عمل ان کی

ایک تمثیل بیان کی گئی ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو گمراہی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ان تک ہدایت کی روشنی کی ایک کرن بھی نہیں پہنچ رہی۔ اللہ ﷻ نے واضح فرمادیا کہ جو لوگ نور ایمان سے محروم ہیں، انہیں کہیں سے بھی ہدایت کی روشنی نہیں مل سکتی۔

رکوع: ۵ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص مسجد بنائے اور اس کے ذریعہ سے اللہ ﷻ کی رضا چاہے، تو اللہ ﷻ اس کے لئے جنت میں اس جیسا گھر بنا دیتا ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ ﷻ کے نزدیک مقامات میں سے سب سے محبوب مقامات مسجدیں ہیں اور سب سے برے وناپسندیدہ مقامات بازار ہیں۔" (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔" (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو قوم کسی جگہ بیٹھے اور وہ اس میں نہ اللہ ﷻ کا ذکر کرے اور نہ اپنے نبی ﷺ پر درود شریف پڑھے تو یہ بیٹھک اللہ ﷻ کی طرف سے ان کے لئے باعث (حسرت و) نقصان ہوگی۔ اللہ ﷻ چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو انہیں بخش دے۔" (جامع ترمذی)

۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ ﷻ جنتی لوگوں سے فرمائے گا کہ اے جنتیو! پس وہ کہیں گے کہ اے رب! ہم بار بار تیری خدمت میں حاضر ہیں اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ ﷻ فرمائے گا کہ کیا تم راضی ہوئے؟ وہ کہیں گے کہ اے رب! ہم کیسے راضی نہ ہوں گے، حالانکہ تونے ہمیں اتنا دیا کہ اتنا اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ ﷻ فرمائے گا کہ میں تمہیں اس سے بھی عمدہ و بہتر چیز دوں گا۔ وہ عرض کریں گے کہ اے رب! اس سے عمدہ کون سی چیز ہے؟ اللہ ﷻ فرمائے گا، میں نے تم پر اپنی رضامندی اتار دی اور اب میں اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

رکوع: ۶ (آیات: ۴۱ تا ۵۰)

توحید باری تعالیٰ پر بعض آفاقی دلائل بیان ہوئے ہیں۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوق اللہ ﷻ کی حمد و ثنا اور تسبیح کر رہی ہے۔ اللہ ﷻ ان سب کے افعال سے اچھی طرح باخبر ہے۔ آسمانوں اور زمینوں میں اللہ ﷻ ہی کی حکومت اور بادشاہی ہے۔ بالآخر سب نے اللہ ﷻ کی طرف ہی پلٹ کر جانا ہے۔ اللہ ﷻ ہی بادلوں کو اٹھاتا، انہیں باہم ملاتا اور ان سے بارش برساتا ہے، آسمان سے اولے برساتا ہے جن سے کسی کی کھیتی محفوظ رہتی ہے اور کسی کی کھیتی ان کی زد میں آجاتی ہے۔ اسی طرح بجلی کا چمکنا بھی اللہ ﷻ کی قدرت سے ہے۔ یہ رات اور دن کا بدلنا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ تمام جاندار مخلوق کو اللہ ﷻ نے پانی سے پیدا فرمایا ہے۔ پھر ان میں سے رینگنے والے، دو پاؤں پر چلنے والے اور چار پاؤں پر چلنے والے مختلف انواع اور شکل و صورت کے جاندار بنائے ہیں۔ یہ سب اللہ ﷻ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اللہ ﷻ بندوں کو ان میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے تاکہ وہ اس کی ذات کو پہچان سکیں۔ صراطِ مستقیم کی ہدایت کی توفیق بھی اللہ ﷻ کی قدرت اور اختیار میں ہے۔ اس کے بعد منافقین کا طرز عمل بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایمان کے دعوے تو کرتے ہیں، لیکن بعد میں اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے سے پیٹھ پھیر جاتے ہیں۔ اللہ ﷻ نے واضح فرمادیا کہ درحقیقت یہ مومن نہیں

ہیں۔ جب انہیں اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف کسی فیصلہ کے لئے بلایا جاتا ہے، تو فیصلہ کے لئے نہیں آتے۔ البتہ اگر ان فیصلوں سے اپنے حق میں کوئی فائدہ نظر آئے، تو فوراً حاضر ہو جاتے ہیں۔ اللہ ﷻ نے ان کے اس طرزِ عمل پر گرفت فرمائی ہے اور انہیں ظالم قرار دیا ہے۔

رکوع ۶: کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! کافر کا حشر قیامت کے دن منہ کے بل کیسے ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا جس ذات نے اس کو دنیا میں دونوں پاؤں پر چلایا ہے، وہ اس بات کی قدرت نہیں رکھتی کہ اس کو قیامت کے دن منہ کے بل چلائے۔" (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: اللہ ﷻ کی نعمتوں (اور اس کی نشانیوں) میں غور و فکر کرو اللہ ﷻ کی ذات میں غور و فکر نہ کرو۔ (طبرانی و بیہقی)

سُوْرَةُ النُّوْرِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہونا یہاں تک کہ تم اجازت (نہ) لے لو اور گھر والوں کو سلام (نہ) کرلو

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا

یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ پھر اگر تم اُن (گھروں) میں کسی کو موجود نہ پاؤ

فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا

تو اُن میں مت داخل ہو یہاں تک کہ تمہیں اجازت دی جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو تم واپس چلے جاؤ

هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ

یہ تمہارے لئے پاکیزہ ترین بات ہے اور اللہ ان کاموں کو جو تم کرتے ہو خوب جانتا ہے۔ تم پر کوئی گناہ نہیں ہے

اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ

کہ تم ایسے گھروں میں (اجازت لئے بغیر) داخل ہو، جن میں کوئی رہائش پذیر نہ ہو جن میں تمہارا کوئی سامان ہو

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

اور اللہ سب جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔ اے نبی! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مومن مردوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں

وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾

اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ اُن کے لئے پاکیزہ ترین بات ہے بے شک اللہ ان کاموں سے خوب واقف ہے جو وہ کر رہے ہیں۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

اور آپ مومنہ عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ

اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اُس کے جو اُس میں سے از خود ظاہر ہو جائے اور چاہیئے کہ وہ اپنے سروں پر لی ہوئی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ

اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہر، یا اپنے والد، یا اپنے شوہر کے والد، یا اپنے بیٹوں، یا اپنے شوہر کے بیٹوں،

اَوۡ اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوۡ نِسَآئِهِنَّ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُنَّ

یا اپنے بھائیوں، یا اپنے بھتیجوں، یا اپنے بھانجوں، یا اپنی جیسی عورتوں یا کنیزوں کے جن کی وہ مالک ہیں

اَوِ التّٰبِعِيۡنَ غَيۡرِ اُولِى الۡاِرۡبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِيۡنَ لَمۡ يَظۡهَرُوۡا عَلٰى عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ ۖ

یا ان خدمت کاروں کے جو (جنسی) خواہش نہیں رکھتے یا اُن بچوں کے جو عورتوں کی پردہ والی چیزوں سے واقف نہیں ہوئے

وَلَا يَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ لِيُعۡلَمَ مَا يُخۡفِيۡنَ مِنۡ زِيۡنَتِهِنَّ ؕ

اور (مومنہ عورتوں کو چاہیئے کہ) وہ (چلتے ہوئے) اپنے پاؤں (زمین پر) زور سے نہ رکھیں کہ وہ (سنگھار) ظاہر ہو جائے جو اُنہوں نے اپنی زینت میں سے چھپا رکھا ہے

وَتُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيۡعًا اَيُّهَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۱﴾ وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ

اور اے مومنو! تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اور تم میں سے جو بے نکاح ہوں ان کا نکاح کرو

وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَاِمَآئِكُمۡ ؕ اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ

اور تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے بھی جو (نکاح کے) قابل ہوں (ان کا بھی نکاح کر دو) اگر وہ نادار ہوں تو اللہ اُنہیں اپنے فضل سے غنی فرما دے گا۔

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۳۲﴾ وَلۡيَسۡتَعۡفِفِ الَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ نِكَاحًا

اور اللہ بڑی وسعت والا بہت علم والا ہے۔ اور ایسے لوگوں کو پاک دامنی اختیار کرنی چاہیئے جو نکاح کی استطاعت نہیں رکھتے

حَتّٰى يُغۡنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَالَّذِيۡنَ يَبۡتَغُوۡنَ الۡكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ

یہاں تک کہ اللہ اُنہیں اپنے فضل سے غنی فرما دے گا اور تمہارے (غلاموں اور کنیزوں) میں سے جو مکاتبت (آزادی کا معاہدہ) کرنا چاہیں

فَكَاتِبُوۡهُمۡ اِنۡ عَلِمۡتُمۡ فِيۡهِمۡ خَيۡرًا ۖ وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِىۡۤ اٰتٰٮكُمۡ ؕ

تو ان سے مکاتبت کر لو اگر تم جانتے ہو کہ ان کے اندر کوئی خیر ہے اور اُنہیں اللہ کے اس مال میں سے دو جو اُس نے تمہیں عطا فرمایا ہے

وَلَا تُكۡرِهُوۡا فَتَيٰتِكُمۡ عَلَى الۡبِغَآءِ اِنۡ اَرَدۡنَ تَحَصُّنًا لِّتَبۡتَغُوۡا عَرَضَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ

اور اپنی کنیزوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاک دامن رہنا چاہتی ہوں (محض اس لئے) کہ تمہیں دنیا کی زندگی کے فائدے حاصل ہو جائیں

وَمَنۡ يُّكۡرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنۡۢ بَعۡدِ اِكۡرَاهِهِنَّ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳۳﴾

اور جو اُنہیں مجبور کرے گا تو ان کے مجبور ہو جانے کے بعد بے شک اللہ (ان کنیزوں کو) بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

وَلَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ

اور یقیناً ہم نے تمہاری طرف واضح کرنے والی آیات نازل کر دی ہیں اور اُن لوگوں کی کچھ مثالیں جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں

ع ۴ ۸ وَمَوۡعِظَةً لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۳۴﴾ ع اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِهٖ

اور (یہ) پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے۔ اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اُس کے نور کی مثال یوں ہے

كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ

جیسے ایک طاق میں ایک چراغ (رکھا) ہو (وہ) چراغ (شیشے کے) ایک فانوس میں ہو (وہ) فانوس گویا موتی کی طرح ایک چمکتا ہوا تارا ہے

يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ

وہ (چراغ) زیتون کے ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی قریب ہے کہ اُس کا تیل اپنے آپ ہی روشن ہو جائے

وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ

اگرچہ اُسے آگ نہ بھی چھوئے یہ نور پر نور ہے اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف رہنمائی فرماتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾ ۙ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ

اور اللہ ہر شے کو خوب جاننے والا ہے۔ (اللہ کے نور کی طرف ہدایت پانے والے) ایسے گھروں میں ہیں (جن کے متعلق) اللہ نے حکم دیا ہے

اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ ۙ رِجَالٌ ۙ

کہ ان کو بلند مقام دیا جائے اور ان میں اس کا نام ذکر کیا جائے اُن میں صبح اور شام اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ وہ مرد

لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ

جنہیں کوئی تجارت اور کوئی خرید و فروخت نہ اللہ کے ذکر سے غافل کرتی ہے اور نہ نماز قائم کرنے سے

وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾

اور نہ زکوٰۃ ادا کرنے سے وہ اُس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ پلٹ جائیں گے۔

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ

تاکہ اللہ اُنہیں بہترین بدلہ دے اُس کا جو اُنہوں نے اعمال کئے اور اُنہیں اپنے فضل سے مزید عطا فرمائے

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ

اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اُن کے اعمال کسی چٹیل میدان میں سراب کی طرح ہیں

يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا

پیاسا اُسے پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس (اُسے پینے کے لئے) آتا ہے تو اُسے کچھ بھی نہیں پاتا

وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ ۙ

اور وہ اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے تو وہ (اللہ) اُسے اُس کا پورا حساب چکا دیتا ہے اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ

یا (کفار کے اعمال کی مثال ایسی ہے) جیسے گہرے سمندر میں اندھیرے ہوں جس پر ایک موج چھائی ہوئی ہو اُس موج پر ایک اور موج (ہو)

مِنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ

(اور) اُس کے اوپر بادل (تہ در تہ) اندھیرے (ہی اندھیرے) ہیں اگر کوئی اپنا ہاتھ نکالے تو اُسے بھی نہ دیکھ پائے

ع ٥ ٦ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۟ ﴿٤٠﴾ اَلَمْ تَرَ

اور جس کو اللہ نور عطا نہ کرے تو اُس کے لئے کوئی نور نہیں۔ (اے مخاطب!) کیا تو نے نہیں دیکھا

اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ

کہ بے شک اللہ ہی ہے جس کی تسبیح بیان کرتی ہے ہر وہ شے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور پر پھیلائے پرندے

كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٤١﴾

ہر ایک نے اپنی نماز اور اپنی تسبیح یقیناً جان رکھی ہے اور اللہ اُسے خوب جانتا ہے جو وہ کر رہے ہیں۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿٤٢﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا

اور اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے اور اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ بادلوں کو چلاتا ہے

ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ

پھر انہیں آپس میں ملا دیتا ہے پھر اُس کو تہ بہ تہ بنا دیتا ہے پھر (اے مخاطب!) تو دیکھتا ہے کہ بارش کے قطرے اس کے درمیان سے ٹپکتے ہیں

وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

اور وہ آسمان سے پہاڑوں (جیسے بادلوں) سے اولے برساتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے اسے برسا دیتا ہے

وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿٤٣﴾ ؕ

اور جس سے چاہتا ہے اسے ہٹا دیتا ہے قریب ہے کہ اُس (بادل) کی بجلی کی چمک ان کی آنکھوں کو ختم کر دے۔

يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿٤٤﴾

اللہ رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے یقیناً اِس میں عبرت (کا سامان) ہے بصیرت رکھنے والوں کے لئے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ

اور اللہ نے زمین پر چلنے والے ہر جاندار کو پانی سے پیدا فرمایا اُن میں سے کوئی اپنے پیٹ کے بل چلتا پھرتا ہے اور اُن میں سے کوئی دو ٹانگوں پر چلتا پھرتا ہے

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤٥﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ

اور اُن میں سے کوئی چار پاؤں پر چلتا پھرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ یقیناً ہم نے واضح آیتیں نازل کیں

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤٦﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ

اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت عطا فرماتا ہے اور وہ کہتے ہیں ہم اللہ پر اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لائے

وَ اَطَعْنَا	ثُمَّ	يَتَوَلّٰى	فَرِيْقٌ	مِّنْهُمْ	مِّنْۢ	بَعْدِ	ذٰلِكَ ؕ	وَ مَآ	اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾

اور ہم نے اطاعت کی پھر اس کے بعد اُن میں سے ایک گروہ (اس دعوے کے بعد) منہ موڑ لیتا ہے اور ایسے لوگ (حقیقت میں) مومن نہیں ہیں۔

وَ اِذَا	دُعُوْٓا	اِلَى	اللّٰهِ	وَ رَسُوْلِهٖ	لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

اور جب اُنہیں اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی طرف بُلایا جاتا ہے تا کہ وہ اُن کے درمیان (جھگڑوں کا) فیصلہ فرما دیں

اِذَا	فَرِيْقٌ	مِّنْهُمْ	مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾	وَ اِنْ	يَّكُنْ	لَّهُمُ	الْحَقُّ	يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ ؕ

تب ان میں سے ایک گروہ روگردانی کرنے والا ہوتا ہے اور اگر فیصلہ اُن کے حق میں ہو تو اُن (رسول ﷺ) کے بڑے فرماں بردار بن کر چلے آتے ہیں۔

اَفِيْ	قُلُوْبِهِمْ	مَّرَضٌ	اَمِ	ارْتَابُوْٓا	اَمْ	يَخَافُوْنَ	اَنْ	يَّحِيْفَ	اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ

کیا اُن کے دلوں میں کوئی (نفاق کی) بیماری ہے یا وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں یا انہیں اندیشہ ہے کہ اللہ اور اُس کا رسول (ﷺ) اُن پر ظلم کریں گے

ع ۶

بَلْ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع
(نہیں) بلکہ	وہی	لوگ	ظالم ہیں۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے گھر والوں سے اجازت لینی چاہیئے اور گھر والوں کو سلام کرنا چاہیئے۔ مزید یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ گھر کی چار دیواری کا تحفظ احترامِ آدمیت کا تحفظ ہے۔ (سورۃ النور، آیات: ۲۷، ۲۸)

۲۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اپنی نگاہوں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح کسی مومنہ عورت کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنی زیب وزینت اور آرائش وزیبائش کا اظہار غیر محرموں کے سامنے کرے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی بھی بُرائی اور فساد کو اس کے پہلے مرحلہ پر روکنا آسان اور مؤثر ہوتا ہے۔ (سورۃ النور، آیات: ۳۰، ۳۱)

۳۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے بے نکاح مرد اور عورت کا نکاح کر دینے کی تلقین کی ہے۔ بسا اوقات خود شادی ہی آدمی کے حالات درست اور غنی ہونے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ جو لوگ نکاح کی استطاعت نہیں رکھتے انہیں پاکدامن زندگی گزارنی چاہیئے یہاں تک کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ انہیں غنی کردے۔ (سورۃ النور، آیات: ۳۲، ۳۳)

۴۔ آسمان اور زمین کی تمام مخلوقات کو ہدایت کا نور پہنچانے والا صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نورِ ہدایت کی تمثیل چراغ سے اس لئے دی گئی ہے کہ یہاں اس ہدایت کی تمثیل دینا مراد ہے جو گمراہی کے اندھیروں کے عین درمیان راستہ دکھائے جیسا کہ چراغ ہمیشہ اندھیرے کے بیچوں بیچ روشنی پیدا کرتا ہے۔ (سورۃ النور، آیت: ۳۵)

۵۔ مسجدوں میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نام کی صبح وشام تسبیح کرنا، تجارت اور خرید و فروخت کرتے وقت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہونا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرتے رہنا اور قیامت کے ہولناک دن سے ڈرتے رہنا نورِ ایمان سے منور لوگوں کی صفات ہیں۔ (سورۃ النور، آیات: ۳۶، ۳۷)

۶۔ دنیاوی مشاغل میں رہتے ہوئے اللہ ﷻ کی عبادت اور اس کا ذکر کرتے رہنا رب تعالیٰ کو بڑا محبوب ہے۔ (سورۃ النور، آیت: ۳۷)

۷۔ کفار کے اعمال کی تمثیل سراب کی طرح ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں یعنی جس طرح سراب پر پہنچ کر پیاسے آدمی کی پریشانی اور تھکاوٹ میں اضافہ ہوتا ہے اسی طرح قیامت کے دن کفار کا حال ہو گا۔ (سورۃ النور، آیت: ۳۹)

۸۔ کافر کی مثال جس کے پاس نہ ایمان کا نور ہو گا نہ نیک اعمال کا نور ہو گا اور نہ ہی حضور نبی کریم ﷺ سے کوئی نسبت ہو گی اس شخص کی طرح ہے جو گہرے سمندر میں اندھیروں پر اندھیروں میں ہو کہ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہ دے رہا ہو۔ (سورۃ النور، آیت: ۴۰)

۹۔ اللہ ﷻ نے مختلف مخلوقات کو ان کی ہیئت اور خصوصیات کے مطابق اپنی عبادت اور تسبیح کا مخصوص طریقہ سکھادیا ہے اور ہر ایک مخلوق اپنے مخصوص انداز میں اللہ ﷻ کی بندگی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی وحدانیت اور پاکی کی گواہی دے رہی ہے۔ (سورۃ النور، آیات: ۴۱، ۴۵)

۱۰۔ بادلوں کی ترکیب و ترسیل اور شب و روز کی تبدیلی اللہ ﷻ کی طرف سے تدبیرِ کائنات کے مظاہر ہیں۔ (سورۃ النور، آیت: ۴۴)

۱۱۔ اللہ ﷻ نے قرآن حکیم کی واضح آیات نازل فرمائیں اور وہی ان آیات کے ذریعہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما دیتا ہے۔ (سورۃ النّور، آیت: ۴۶)

۱۲۔ منافق کی یہ بھی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے تنازُع کا حل قرآنِ حکیم اور احادیث مبارکہ کے مطابق کرانا پسند نہیں کرتا کیونکہ منافق عدلِ اسلامی سے ڈرتا ہے۔ (سورۃ النور، آیت: ۴۷)

۱۳۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف بلانا اور آپ ﷺ کا فیصلہ فرمانا دراصل اللہ ﷻ کی طرف بلانا اور فیصلہ فرمانا ہے۔ لہٰذا جو شخص رسول اللہ ﷺ کی دعوت قبول کرنے یا ان کا فیصلہ تسلیم کرنے سے اعراض کرے وہ مومن نہیں منافق ہے۔ (سورۃ النور، آیت: ۴۸)

۱۴۔ منافقین جس مقدمہ میں جھوٹے ہوتے ہیں اس میں اللہ ﷻ کے حبیب مکرم ﷺ کو حاکم نہیں مانتے اور جس مقدمہ میں سچے ہوتے ہیں اس میں دوڑتے ہوئے حضور ﷺ کی بارگاہ میں فیصلہ کے لئے آتے ہیں وہ اپنے نفس کے پیروکار ہیں۔ یہی حال آج کل کے ان مسلمانوں کا ہے جو اسلام کو اپنی خواہشِ نفس کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اکثر اوقات صرف اپنے مفاد کی خاطر شریعت کی پیروی کرنا انہیں قابل قبول ہے۔ ایسا شخص ظالم ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ اپنا حق تو پورا پورا وصول کرے اور دوسروں کے حقوق کی پرواہ نہ کرے خواہ اس میں دوسروں کی کتنی ہی زیادہ حق تلفی ہو رہی ہو۔ (سورۃ النور، آیت: ۴۹)

۱۵۔ ذاتی مفاد کی خاطر اسلام لانا، دین میں شکوک و شبہات رکھنا، دین پر عمل کرنے میں نقصان کے اندیشے رکھنا منافقین کی صفات ہیں۔ ایسے لوگ ہی ظالم ہیں جو فریب میں مبتلا ہیں اور فی الحقیقت وہ بڑے دغاباز اور خائن ہیں۔ (سورۃ النور، آیت: ۵۰)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

۱۔ سورۃ النور کی آیات: ۱ تا ۲۶ کے موضوعات لکھیں۔

۲۔ افک اور لعان کا مفہوم بیان کریں نیز قذف کی شرعی سزائیں بیان کریں۔

۳۔ واقعہ افک سے حاصل ہونے والے اسباق میں کوئی دو اسباق لکھیں۔

سوال ۲ خالی جگہیں پر کریں۔

(۱) مسلمانوں کو کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونے سے ----------- کیا گیا ہے اور اگر صاحب خانہ کسی وجہ سے ملاقات کے لئے وقت نہ دیں، تو بغیر کسی ناراضگی کے ----------- کا حکم ہے۔

(۲) مسلمان عورتوں کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی ----------- ظاہر نہ کریں سوائے اُس کے جو از خود ----------- ہو جائے اور چاہیئے کہ وہ اپنے سروں پر لی ہوئی ----------- اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔

(۳) بے نکاح مرد اور عورت کا ----------- کرنے کی تاکید ہے، اگر وہ مفلس ہیں تو ----------- کی طرف سے وعدہ ہے کہ وہ اپنے فضل سے انہیں ----------- فرمادے گا۔

(۴) جو لوگ ----------- کے وسائل نہ رکھتے ہوں، انہیں ----------- رہنے کی ہدایت ہے یہاں تک کہ اللہ ﷻ ان کے لئے اپنے فضل سے ----------- کے وسائل مہیا فرمادے۔

(۵) ----------- آسمانوں اور زمینوں کا ----------- ہے، اس کے ----------- کی تمثیل ایسی ہے کہ گویا ایک طاق میں ایک ----------- رکھا ہو، وہ ----------- شیشے کے ایک ----------- میں ہو، وہ ----------- گویا موتی کی طرح چمکتا ہوا ایک ----------- ہو۔

(۶) اللہ ﷻ نے ہر جاندار کو ----------- سے پیدا کیا، ان میں سے کچھ تو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور ان میں سے کچھ ----------- پر چلتے ہیں اور ان میں سے بعض ----------- پر چلتے ہیں۔

(۷) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اللہ ﷻ ہی ----------- کو چلاتا ہے، پھر ان کو آپس میں ملا دیتا ہے پھر ان کو تہہ بہ تہہ کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ ----------- کے قطرے اس کے درمیان سے ٹپکتے ہیں اور وہ آسمان سے ----------- جیسے ----------- برساتا ہے۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱۔ آیات: ۲۷ تا ۲۹ میں ایک دوسرے کے گھروں میں آنے جانے کے کیا آداب سکھائے گئے ہیں؟

۲۔ آیات: ۳۰ تا ۳۱ میں مومن مردوں اور مومن عورتوں کو نگاہ اور شرم گاہ کی حفاظت نیز پردے کے بارے میں کیا احکام دیئے گئے ہیں؟

۳۔ آیات: ۳۲ اور ۳۳ میں نکاح کے حوالہ سے کیا احکام بیان ہوئے ہیں؟

۴۔ آیت: ۳۵ میں کیا تمثیل بیان کی گئی ہے؟ اس کا مطلب کیا ہے؟

۵۔ آیات: ۴۱ تا ۴۶ میں توحید باری تعالیٰ پر کون سے آفاقی دلائل پیش کئے گئے ہیں؟

۶۔ آیات: ۴۷ تا ۵۰ میں منافقین کا کیا طرزِ عمل بیان ہوا ہے؟ نیز اللہ ﷻ نے ان پر کیسے گرفت فرمائی ہے؟

سوال ۴ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

۱۔ اللہ ﷻ کے نیک بندے صبح و شام کیا کرتے ہیں؟

۲۔ ذکرِ الٰہی کے حوالہ سے نیک بندوں کے بارے میں کیا بات ذکر کی گئی ہے؟

۳۔ اللہ ﷻ کے نیک بندے کس چیز سے ڈرتے ہیں؟

۴۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو کیا جزا دے گا؟

۵۔ کفار کے اعمال کے لئے کیا تمثیل بیان کی گئی ہے؟

۶۔ آیت: ۴۰ میں کیا تمثیل بیان کی گئی ہے؟

۷۔ کس شخص کے لئے نورِ ہدایت نہیں ہے؟

سوال ۵ اسلام میں پردے کا کیا تصور ہے؟ قرآنِ حکیم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں پردے کے تفصیلی احکام اور ان کے مقاصد اور فوائد تحریر کیجیے۔

گھریلو سرگرمی

- سورۃ النور آیت: ۳۱ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے گھر کے اندر کے پردے سے متعلق احکامات ارشاد فرمائے ہیں۔ ان احکامات کی ایک فہرست مرتب کیجیے۔ اس آیت میں عورت کے لئے محرم مردوں کی ایک فہرست دی گئی ہے۔ ایک جدول بنا کر جائزہ لیں کہ کیا چچازاد بھائی، پھوپی زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، خالہ زاد بھائی، دیور، بہنوئی، پھوپھا، خالو محرم ہیں یا غیر محرم؟
- سورۂ نور کی آیات: ۲۷ تا ۲۹ میں ہمیں ایک دوسرے کے گھروں میں آنے جانے کے آداب سکھائے گئے ہیں۔ ان آیات کا اچھی طرح مطالعہ کیجیے اور ان کے حوالہ سے احادیث مبارکہ تلاش کیجیے۔ پھر آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں ان آداب کی فہرست مرتب کیجیے۔ نیز ان پر عمل درآمد کی کوشش بھی کیجیے۔
- سورۂ نور میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اپنی نگاہوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اس لئے ہمیں ہر جگہ اس کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ علماء کرام سے معلوم کر کے بد نظری کے کوئی پانچ نقصانات لکھیں اور کم از کم پانچ ایسے خاص مواقع لکھیں جہاں لوگ نگاہوں کی حفاظت میں کوتاہی کرتے ہیں نیز خود بھی اپنی نگاہوں کی حفاظت کا اہتمام کیجیے۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________　　　دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق: ۱۷

سُوْرَةُ النُّوْر

سورۃ النور ۲۴ رکوع: ۷ تا ۹ (آیات: ۵۱ تا ۶۴)

رکوع: ۷ تا ۹ کے اہم مضامین

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے لئے مومنین کا حسین طرزِ عمل
۲۔ منافقین کے طرزِ عمل پر گرفت
۳۔ حصولِ ہدایت کا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت پر منحصر ہونا
۴۔ اہلِ ایمان کے لئے خلافتِ ارضی کا وعدہ
۵۔ گھریلو نجی زندگی اور قرابت داروں کے باہمی آداب و اخلاق
۶۔ مجلسِ نبوی ﷺ کے آداب
۷۔ اطاعتِ رسول ﷺ سے روگردانی پر سخت وعید

رکوع: ۷ تا ۹ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۷ (آیات: ۵۱ تا ۵۷)

اہلِ ایمان کا قابلِ تحسین طرزِ عمل بیان ہوا ہے کہ جب انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف فیصلہ کے لئے بلایا جاتا ہے، تو وہ توجہ سے سنتے اور اطاعت کی راہ اختیار کرتے ہیں اور فوراً حاضر ہو جاتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خوف رکھنے والے اور اس کے احکام کی نافرمانی سے ڈرنے والے لوگوں کو ہی کامیاب قرار دیا گیا ہے۔ منافقین کے طرزِ عمل کی مذمت کی گئی ہے کہ وہ جھوٹی قسمیں کھا کر مسلمانوں کو اپنی حمایت کا یقین دلاتے ہیں حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے تمام اعمال سے باخبر ہے۔ ان منافقین کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی سچی اطاعت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انہیں تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر وہ روگردانی کرتے ہیں، تو وہ اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے اعمال کے ذمہ دار نہیں ہیں کیونکہ آپ کے ذمہ صرف حق پہنچا دینا ہے۔ البتہ اگر وہ رسول اللہ ﷺ کی سچی اطاعت اختیار کریں تو وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ نیک اعمال کرنے والے اہلِ ایمان کو زمین کی خلافت اور دینِ اسلام کے غلبہ کی بشارت دی گئی ہے۔ انہیں بتایا گیا ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوف کی حالت کو امن سے بدل دے گا۔ مسلمانوں کو نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ کافر لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پکڑ سے کبھی بچ نہیں سکتے، ان کا انجام بہت بُرا ہوگا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔

رکوع: ۷ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری اُمّت کے سارے لوگ جنت میں جائیں گے، سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے انکار کیا۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! انکار کون کرے گا؟ آپ نے فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زمین کو میرے لئے سمیٹ دیا، پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا، عنقریب میری امت کا دائرہ اقتدار وہاں تک پہنچے گا، جہاں تک میرے لئے زمین سمیٹ دی گئی۔" (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "بلاشبہ یہ دین وہاں تک ضرور بالضرور پہنچ کر رہے گا، جہاں تک دن اور رات کی رسائی ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کسی مٹی اور گارے کے مکان کو نہ چھوڑے گا، مگر اس میں اس دین کو داخل کرے گا، خواہ کوئی اسے عزت کے ساتھ قبول کرے یا ذلت کے ساتھ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسلام (اور اہل اسلام کو) عزت دے گا اور کفر کو ذلیل و خوار کرکے رہے گا۔" (مسند احمد)

۴۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ اس پر کسی نے کہا کہ آخر یہ کیا چاہتا ہے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ تو بہت اہم ضرورت ہے۔ (سنو) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو۔" (صحیح بخاری)

رکوع: ۸ (آیات: ۶۱ تا ۶۸)

گھریلو معاشرت کے بعض احکام بیان ہوئے ہیں۔ گھریلو ملازمین اور نابالغ بچوں کو بھی یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ تنہائی اور خلوت کے اوقات، جیسے صبح کی نماز سے پہلے، دوپہر کو آرام کے وقت اور رات کو عشاء کے بعد، کسی کے کمرے میں بغیر اجازت داخل نہ ہوں۔ ان اوقات کے علاوہ ملازموں اور بچوں کو بلا اجازت گھر میں آنے جانے کی اجازت ہے۔ البتہ جب بچے بالغ ہو جائیں، تو ان کے لئے بڑوں جیسے احکام ہیں، لہٰذا بالغ ہونے کے بعد وہ بھی بڑوں کی طرح بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل نہ ہوں۔ بوڑھی عورتوں کو پردے میں ایک رعایت دی گئی ہے کہ اگر وہ زیب و زینت کا اہتمام کئے بغیر، معمول والے لباس میں رہنا چاہتی ہیں اور پردے کے لئے اضافی چادر وغیرہ نہیں اوڑھنا چاہتیں، تو ان کے لئے یہ رخصت ہے۔ البتہ بہتر یہی ہے کہ وہ اس رعایت کو اختیار نہ کریں۔ معاشرہ میں مختلف قسم کے لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاں کھانا کھانے کے آداب و احکام بیان ہوئے ہیں۔ پہلا یہ کہ اندھے، لنگڑے، بیمار اور معذوروں کے ساتھ کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ اپنے اور قریبی رشتہ داروں کے ہاں سے کھانے پینے کی اجازت اور آزادی ہے۔ تیسرا یہ کہ زیرِ کفالت گھروں سے اور دوستوں کے ہاں سے بھی کھانے پینے کی اجازت ہے۔ چوتھا یہ کہ انفرادی اور اجتماعی دونوں صورتوں میں کھانے پینے کی اجازت ہے۔ پانچواں یہ کہ اپنے اور دوسروں کے گھروں میں داخل ہوتے ہوئے سلام کرنے کی تلقین ہے۔

رکوع: ۸ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دن کے روزے میں سحری کھانے سے مدد لو اور قیلولہ سے رات کی عبادت میں مدد لو۔" (سنن ابن ماجہ)

۲۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر کہا، یارسول اللہ! ہم کھاتے تو ہیں لیکن آسودگی حاصل نہیں ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "شاید تم الگ الگ کھاتے ہوگے؟ جمع ہو کر ایک ساتھ بیٹھ کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ، تو تمہیں برکت دی جائے گی۔" (مسند احمد)

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا، اسلام کی کون سی بات زیادہ بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ کہ تم کھانا کھلاؤ اور ہر شخص کو سلام کہو، چاہے تم اسے پہچانو یا نہ پہچانو۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں جائے تو اہلِ مجلس کو سلام کر لیا کرے اور جب وہاں سے آنا چاہے تو بھی سلام کر لیا کرے۔ آخری دفعہ کا سلام پہلی دفعہ کے سلام سے کچھ کم نہیں ہے۔" (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی)

۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کو کافی ہو جاتا ہے اور دو کا چار کو اور چار کا آٹھ کو کافی ہو جاتا ہے۔" (صحیح مسلم)

رکوع ۹: (آیات: ۶۲ تا ۶۴)

مجلس نبوی ﷺ کے آداب بیان ہوئے ہیں۔ حقیقی اہل ایمان اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر پورے اخلاص کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی اجتماعی کام میں شریک ہوں، تو آپ سے اجازت لئے بغیر کہیں نہیں جاتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ جب لوگ آپ ﷺ سے اپنے کسی کام کے لئے جانے کی اجازت چاہیں، تو آپ ﷺ کی مرضی ہے کہ انہیں اجازت دیں یا نہ دیں۔ اہل ایمان کو ہدایت دی گئی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ کے بلانے" کو عام لوگوں کے بلانے کی طرح نہ سمجھیں۔ آپ ﷺ کا بلانا غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ کسی اور کے بلانے پر کوئی نہ آئے تو کچھ اختیار اور آزادی بھی ہے مگر جب رسول اللہ ﷺ بلائیں، تب اس میں آنے یا نہ آنے کا اختیار نہیں رہتا بلکہ اس وقت آنا فرض ہو جاتا ہے اور بغیر اجازت جانا حرام ہو جاتا ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ جس طرح تم عامیانہ اور روکھے پھیکے انداز میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو، رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ پکارو بلکہ انتہائی ادب واحترام کے ساتھ مخاطب کرو اور اپنی گزارشات پیش کرو۔

منافقین کا حال بیان ہوا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر نہیں جاتے بلکہ آنکھ بچا کر کھسک جاتے ہیں۔ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں، ان کے لئے سخت تنبیہ ہے کہ وہ کسی مصیبت اور آفت کا شکار ہو سکتے ہیں یا دردناک عذاب کی گرفت میں آ سکتے ہیں۔ آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ملکیت، علم اور طاقت کا ذکر ہے۔ زمین و آسمان میں فقط اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی سلطنت ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ لوگوں کے حالات اور اعمال سے خوب واقف ہے اور وہ آخرت میں ان کے سامنے یہ سب کچھ پیش فرما دے گا۔

رکوع ۹: کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ (ﷺ) کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔" اس آدمی نے جواب دیا، میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا: "(اچھا، اللہ کرے) تجھ سے ایسا نہ ہو سکے۔" اس شخص نے تکبر کی وجہ سے یہ بات کہی تھی۔ (راوی کہتے ہیں کہ) پھر وہ شخص (عمر بھر) اپنا دایاں ہاتھ منہ تک نہیں اٹھا سکا۔ (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، "میں جس کام سے تمہیں روکوں اس سے اجتناب کرو اور جس کام کا حکم دوں، اپنی استطاعت کے مطابق اس کو کرو، کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو سوالات کی کثرت اور اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے اختلاف نے ہلاک کر دیا۔" (صحیح مسلم)

سُوْرَۃُ النُّوْر

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ

بے شک مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے کہ جب اُنہیں اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی طرف بُلایا جائے تاکہ وہ اُن کے درمیان فیصلہ فرمائیں

اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

کہ وہ کہیں ہم نے (احکام کو) سنا اور ہم نے (ان کی) اطاعت کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور جو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے

وَیَخْشَ اللّٰهَ وَیَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ

اور اللہ سے ڈرے اور اُس (کی نافرمانی) سے بچے تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں اور یہ (منافقین) اللہ کی سخت قسمیں کھاتے تھے

لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَیَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ

کہ اگر آپ (ﷺ) اُنہیں حکم دیں تو وہ (جہاد کے لئے) ضرور نکلیں گے آپ (ﷺ) فرما دیجئے قسمیں مت کھاؤ (تمہاری) اطاعت (خوب) معلوم ہے

اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ

بے شک اللہ خوب خبر دار ہے اُس سے جو تم کرتے ہو۔ (اے نبی ﷺ!) فرما دیجئے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول (ﷺ) کی

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ

پھر اگر تم نے منہ موڑ لیا تو بے شک رسول (ﷺ) کے ذمہ وہی کچھ ہے جو اُن پر لازم کیا گیا اور تمہارے ذمہ وہ ہے جو تم پر لازم کیا گیا

وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۵۴﴾

اور اگر تم اُن کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے اور رسول (ﷺ) کے ذمہ تو صرف واضح طور پر (حق بات) پہنچا دینا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ

اللہ نے تم میں سے اُن لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کئے کہ وہ ضرور بالضرور اِنہیں زمین میں خلافت عطا فرمائے گا

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ

جس طرح اُس نے اُن لوگوں کو خلافت عطا فرمائی جو اِن سے پہلے تھے اور اُن کے لئے اُن کے اُس دین کو ضرور غالب کرے گا جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا

وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا ؕ

اور اُن کے خوف (کی کیفیت) کو ضرور امن سے بدل دے گا (بس) وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

اور جو اس کے بعد (بھی) ناشکری کریں تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٥٦﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ

تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ ہرگز نہ سمجھنا اُن لوگوں کو جنھوں نے کفر کیا کہ وہ (اللہ کو) زمین میں عاجز کرنے والے ہیں اور اُن کا ٹھکانا (جہنم کی) آگ ہے

وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٥٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (ع ٧)

اور یقیناً وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔ اے ایمان والو! چاہیئے کہ وہ تم سے اجازت طلب کیا کریں جو تمہاری ملکیت (غلام اور کنیزیں) ہیں

وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ

اور وہ (بچے) جو تم میں سے ابھی بلوغت کو نہیں پہنچے تین اوقات میں فجر کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جب تم اپنے کپڑے اتارے رکھتے ہو

وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۗ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ

اور عشاء کی نماز کے بعد، (یہ) تین (اوقات) تمہارے پردے کے ہیں اِن اوقات کے علاوہ نہ تم پر کوئی حرج ہے اور نہ اُن پر

طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ

(بقیہ اوقات میں وہ) تمہارے ہاں (کثرت کے ساتھ) ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں اِسی طرح اللہ تمہارے لئے آیتوں کو واضح فرماتا ہے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٥٨﴾ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا

اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور جب تمہارے بچے بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ اجازت طلب کیا کریں

كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ

جیسا کہ ان سے پہلے (بالغ افراد) اجازت طلب کرتے ہیں اِس طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات (خوب) واضح فرماتا ہے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٥٩﴾ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا

اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور وہ خانہ نشین بوڑھی عورتیں جو نکاح کی آرزو نہیں رکھتیں

فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ؕ

اُن پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ اپنے (زائد) کپڑے اتار دیں بشرطیکہ وہ (بھی) زینت کو ظاہر کرنے والی نہ بنیں

وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٦٠﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ

اور اگر وہ (اِس سے بھی) احتیاط رکھیں تو اُن کے لئے بہتر ہے اور اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ نابینا پر کوئی حرج نہیں ہے

وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ

اور نہ ہی لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ مریض پر کوئی حرج ہے اور نہ تمہاری جانوں پر کہ تم اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے والد کے گھروں سے

اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ

یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے

اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ

یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے، یا اُن گھروں سے، جن کی چابیوں کا تم اختیار رکھتے ہو یا اپنے دوست کے گھر سے

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ

تم پر کوئی حرج نہیں ہے کہ تم سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ اور جب تم (ان میں سے) کسی گھر میں داخل ہو تو اپنوں کو سلام کہا کرو

تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۶۱ ع ۸

یہ (ملاقات کی) اچھی دعا ہے جو اللہ کے پاس سے بابرکت (اور) پاکیزہ ہے اِسی طرح اللہ تمہارے لئے آیات واضح فرماتا ہے تاکہ تم سمجھ سکو۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ

بے شک مومن تو بس وہی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لائے اور جب وہ اُن (رسول اللہ ﷺ) کے ساتھ کسی اجتماعی کام پر (حاضر) ہوتے ہیں

لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ

وہ نہیں جاتے جب تک وہ نبی (ﷺ) سے اجازت نہ لے لیں بے شک جو آپ (ﷺ) سے اجازت مانگتے ہیں

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ

یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) پر ایمان رکھتے ہیں تو جب وہ آپ سے اپنے کسی کام کے لئے اجازت مانگیں

فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۶۲

تو اُن میں سے جسے آپ چاہیں اجازت دے دیں اور اُن کے لئے اللہ سے مغفرت مانگیں بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ

(مومنو!) تم اپنے درمیان رسول کے بلانے کو ایسا (معمولی) نہ بنالو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلایا کرتے ہو

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ

یقیناً اللہ تم میں سے اُن لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو ایک دوسرے کی آڑ میں چپکے سے کھسک جاتے ہیں

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ

پس وہ لوگ ڈریں جو رسول (ﷺ) کے حکم کے خلاف کر رہے ہیں کہ کہیں ان پر (دنیا میں) کوئی آفت نہ آپڑے

اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۶۳ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

یا انہیں (آخرت میں) کوئی دردناک عذاب نہ آپکڑے۔ آگاہ ہو جاؤ! بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے

قَدْ	يَعْلَمُ	مَآ	اَنْتُمْ	عَلَيْهِ ؕ	وَيَوْمَ	يُرْجَعُوْنَ	اِلَيْهِ	فَيُنَبِّئُهُمْ	بِمَا	عَمِلُوْا ؕ
وہ یقیناً جانتا ہے	جس حال پر	تم	ہو		اور جس دن	لوگ اس کی طرف لوٹائے جائیں گے		تو وہ ان کو بتا دے گا	جو کچھ	وہ کیا کرتے تھے

وَاللّٰهُ		بِكُلِّ		شَيْءٍ		عَلِيْمٌ ع ﴿٦٤﴾	
اور	اللہ	ہر	شے	کو	خوب	جاننے	والا ہے۔

ع ۹

علم و عمل کی باتیں

۱۔ فلاح پانے والے اہلِ ایمان کا یہ طرزِ عمل ہوتا ہے کہ جب بھی انہیں اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے لئے فیصلہ فرمائیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور ہم نے اطاعت کی۔ (سورۃ النور، آیت:۵۱)

۲۔ اللہ ﷻ اور اس کے رسولِ مکرم ﷺ کا حکم خوشی سے ماننا، اللہ ﷻ کی ناراضگی سے ڈرنا اور تقویٰ اختیار کرنا کامیابی کے اصول ہیں۔ (سورۃ النور، آیت:۵۲)

۳۔ اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے کے بجائے محض اپنی وفاداری کے اظہار کے لئے قسمیں کھانا اور زبانی دعوے کرنا منافقانہ طرزِ عمل ہے۔ (سورۃ النور، آیات:۵۳)

۴۔ آخرت میں نجات اور دنیا میں صحیح طرزِ عمل کے لئے ایمان کے ساتھ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت لازم و ملزوم ہیں کیوں کہ ہدایت حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت پر منحصر ہے۔ (سورۃ النور، آیت:۵۴)

۵۔ صالح اہلِ ایمان سے اللہ ﷻ نے وعدہ فرمایا ہے کہ انہیں ضرور خلافت عطا فرمائے گا، دین کو غلبہ عطا فرمائے گا اور خوف کو امن سے بدل دے گا۔ (سورۃ النور، آیت:۵۵)

۶۔ نظامِ خلافتِ الٰہیہ کا مظہر یہ ہے کہ صرف اللہ ﷻ کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کیا جائے۔ (سورۃ النّور، آیت:۵۵)

۷۔ اللہ ﷻ کی عبادت اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت رحمتِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ (سورۃ النور، آیت:۵۶)

۸۔ بچوں کی تربیت ابتدائی عمر سے کرنا ضروری ہے بلوغت سے قبل ہی سے ان کو پردے کے معاملات اور حیا کے پہلوؤں سے آگاہ کرنا چاہیئے۔ بچوں کی تربیت میں نامناسب مناظر سے احتراز بہت اہمیت کا حامل ہے۔ (سورۃ النور، آیت:۵۸)

۹۔ جب بچے بالغ ہو جائیں تو انہیں بھی بڑوں کی طرح اجازت لے کر دوسروں کے کمروں اور گھروں میں جانا چاہیئے۔ (سورۃ النور، آیت:۵۹)

۱۰۔ وہ بوڑھی عورتیں جو بناؤ سنگھار نہ کرتی ہوں اور انہیں نکاح کی آرزو بھی نہ ہو تو ایسی عمر رسیدہ عورتوں کو اگرچہ یہ سہولت دی گئی ہے کہ وہ نامحرم مردوں کے سامنے جانے کے لئے بڑی چادر یا برقع وغیرہ کے بغیر بھی جا سکتی ہیں۔ البتہ ان کے لئے بھی احتیاط اسی میں ہے کہ وہ بھی دوسری عورتوں کی طرح پردہ کریں۔ (سورۃ النور، آیت:۶۰)

۱۱۔ دینِ اسلام نے حسنِ معاشرت اور باہمی روابط کو مضبوط کرنے کی تلقین کی ہے۔ اس حوالہ سے رشتہ داروں اور دوست احباب کے ساتھ کھانے میں شرکت کرنا اور انہیں اپنے ساتھ شریک کرنا ان تعلقات کو مضبوط بنانے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ (سورۃ النور، آیت:۶۱)

۱۲۔ سچے اہلِ ایمان کا طرزِ عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ اجتماعی دینی کاموں کے دوران کسی ذمہ دار شخصیت سے باقاعدہ اجازت لے کر واپس جاتے ہیں۔ نیز اگر ذمہ دار انہیں کسی وجہ سے اجازت نہ دے تو وہ کسی ناگواری کے بغیر آخر وقت تک اجتماعی کام میں شریک رہتے ہیں۔ (سورۃ النور، آیت:۶۲)

۱۳۔ جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کا ذمہ دار ہو تو اس میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے شفقت و نرمی کا یہ پہلو ہونا چاہیئے کہ کوئی شخص اگر وقتی ضرورت کی بنا پر معذرت پیش کرے تو وہ اس کی معذرت کو دل سے قبول کرے اور اس کے حق میں دعا کرے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے۔ (سورۃ النور، آیت: ۶۲)

۱۴۔ رسول کریم ﷺ کے بلانے پر لبیک نہ کہنا نفاق کی علامت ہے۔ (سورۃ النور، آیت: ۶۳)

۱۵۔ اجتماعی دینی ذمہ داریوں کو ادا کرنے سے کترانا اور راہِ فرار اختیار کرنا منافقانہ طرزِ عمل ہے۔ نبی کریم ﷺ کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کے لئے وعید ہے کہ دنیا میں کوئی آفت یا آخرت میں دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔ (سورۃ النور، آیت: ۶۳)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

۱۔ سورۃ النور کی آیات: ۲۷ تا ۴۰ کے موضوعات لکھیں۔

۲۔ سورۃ النور کے اہم مضامین میں سے کوئی تین بیان کریں۔

۳۔ سورۃ النور کی آیات: ۴۱ تا ۶۴ کے موضوعات لکھیں۔

سوال ۲ خالی جگہیں پر کریں۔

(۱) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ نماز قائم کرو اور ــــــــــ کرو اور رسول ﷺ کی ــــــــــ کرو، تاکہ تم پر ــــــــــ کیا جائے۔

(۲) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے واضح فرمایا کہ کافر لوگ زمین میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ــــــــــ نہیں کرسکتے، ان کا ٹھکانا ــــــــــ ہے اور وہ ــــــــــ ٹھکانا ہے۔

(۳) گھریلو ملازموں اور نابالغ بچوں کو ہدایت ہے کہ وہ تین اوقات میں ــــــــــ سے پہلے، ــــــــــ کو آرام کے وقت اور ــــــــــ کے بعد، کسی کے کمرے میں بغیر اجازت داخل نہ ہوں۔

(۴) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جب تم گھروں میں داخل ہو تو سب سے پہلے گھر والوں کو ــــــــــ کرو، یہ ــــــــــ کی طرف سے عطا کردہ ــــــــــ اور پاکیزہ دعا ہے۔

(۵) حقیقی اہل ایمان اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور ــــــــــ پر پورے اخلاص کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی ــــــــــ میں شریک ہوں، تو آپ ﷺ سے ــــــــــ لئے بغیر نہیں جاتے۔

(۶) رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کے لئے سخت تنبیہ ہے کہ وہ کسی ــــــــــ میں مبتلا ہوسکتے ہیں یا ــــــــــ کی گرفت میں آسکتے ہیں۔

(۷) فرمانِ الٰہی ہے کہ جو کچھ ــــــــــ اور زمینوں میں ہے سب ــــــــــ کا ہی ہے۔ وہ یقیناً ــــــــــ ہے جس پر تم ہو اور جس دن لوگ اس کی طرف ــــــــــ جائیں گے، تو وہ ان کو بتادے گا جو کچھ وہ کرتے رہے اللہ ان کو ــــــــــ گا۔ اللہ ہر شے کا ــــــــــ والا ہے۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱۔ آیات: ۵۵ تا ۵۷ میں اللہ ﷻ نے کیا وعدہ کیا ہے؟ نیز یہ وعدہ کن لوگوں کے لئے ہے؟

۲۔ آیات: ۵۸ تا ۵۹ میں گھریلو ملازموں اور بچوں کے لئے گھر میں آنے جانے کے کیا احکام بیان کئے گئے ہیں؟

۳۔ آیت: ۶۰ میں بوڑھی عورتوں کو پردے کے حکم میں کیا رخصت دی گئی ہے؟ نیز ان کے لئے بہتر طرزِ عمل کیا ہے؟

۴۔ آیت: ۶۱ میں مختلف قسم کے لوگوں کے لئے ایک دوسرے کے ہاں کھانا کھانے کے کیا احکام بیان ہوئے ہیں؟

۵۔ آیات: ۶۲ تا ۶۳ میں مجلس نبوی ﷺ کے کیا آداب بیان ہوئے ہیں؟ نیز اس میں ہمارے لئے کیا سبق ہے؟

۶۔ آیت: ۶۴ کی روشنی میں اللہ ﷻ کی صفت علم کو بیان کریں۔

سوال ۴ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

۱۔ اہل ایمان کو جب اللہ ﷻ اور رسول ﷺ کی طرف بلایا جائے تو ان کا کیا طرزِ عمل ہونا چاہیئے؟

۲۔ کامیاب لوگوں کی چند صفات تحریر کریں۔

۳۔ منافقین کس بات پر قسمیں کھاتے تھے؟

۴۔ اللہ ﷻ کی طرف سے منافقین سے کیا مطالبہ کیا گیا ہے؟

۵۔ انسان کے اعمال کی ذمہ داری کس پر ہے؟

۶۔ ہدایت کا حصول کس بات پر منحصر ہے؟

سوال ۵ اسلام میں کامیابی کا کیا تصور ہے؟ قرآنِ حکیم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بتایئے کہ ایک انسان دنیا و آخرت میں کیسے کامیابی حاصل کر سکتا ہے؟

گھریلو سرگرمی

- سورۃ النور، آیت: ۵۵ میں اللہ ﷻ نے ایمان لا کر نیک اعمال کرنے والوں سے کیا وعدے فرمائے ہیں؟ نیز آیت: ۵۶ کی روشنی میں واضح کریں کہ اللہ ﷻ کی رحمت کے حصول کے ذرائع کن اعمال کو قرار دیا گیا ہے؟ ان وعدوں کے حوالہ سے چند احادیث مبارکہ بھی تلاش کرکے تحریر کیجیے۔
- سورۃ النور، آیت: ۶۱ میں کھانے کے کیا آداب بیان فرمائے گئے ہیں؟ نبی کریم ﷺ کی سنت سے کھانے کے دس آداب تلاش کرکے لکھیں اور ان کے مطابق کھانا کھانے کی عادت بنایئے۔ نیز فہرست بنائیں کہ کن گھروں میں ہم بے تکلفی سے کھا پی سکتے ہیں؟
- سورۃ النور، آیات: ۶۲ تا ۶۴ میں اجتماعی کاموں کے حوالہ سے مخلص اہل ایمان کا طرزِ عمل کس طرح ذکر ہوا ہے؟ نیز منافقین کے حوالہ سے کیا ذکر کیا گیا ہے؟ مزید برآں رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی مخالفت کرنے والوں کو کیا وعید سنائی گئی ہے؟

دستخط استاد مع تاریخ: ____________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق ۱۸:

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب

تعارف اور وجہ تسمیہ

"اَلْاَحْزَاب" حِزْب کی جمع ہے جس کے معنی گروہ اور جماعت کے ہیں۔ اس سورت کی آیت: ۲۰ میں "اَلْاَحْزَاب" یعنی ان گروہوں کا ذکر ہوا ہے جنہوں نے غزوۂ احزاب (غزوۂ خندق) میں اہلِ ایمان کے خلاف متحد ہو کر مدینہ پر حملہ کیا تھا۔ اسی مناسبت سے اس سورت کا نام سورۃ الاحزاب ہے۔ نیز اس میں غزوۂ احزاب کے احوال بیان ہوئے ہیں جو نتائج کے اعتبار سے ایک فیصلہ کن جنگ تھی۔

ربطِ سورت

سورۃ الاحزاب سے پہلے سورۃ السجدہ ہے۔ ان دونوں کا ایک ربط یہ ہے کہ سورۃ الاحزاب، سورۃ السجدہ کے مضامین کی تکمیل کرتی ہے۔ سورۃ السجدہ کے آخر میں کافروں کی ایذا پر صبر کا حکم دیا گیا اور فتح کا وعدہ فرمایا گیا۔ اب اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی نے اس سورت میں غزوۂ احزاب کا ذکر فرمایا جس میں اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی کی طرف سے اہلِ ایمان کے لئے فتح اور نصرت کا تذکرہ ہے۔

دوسرا ربط یہ ہے کہ سورۃ السجدہ میں "مومنین اور فاسقین" کا اجمالی ذکر تھا۔ جبکہ سورۃ الاحزاب میں مخلص مومنین اور مفسد منافقین کے کردار سے ان "مومنین اور فاسقین" کی تفصیلی وضاحت کی گئی ہے۔

زمانہ نزول اور پس منظر

یہ سورت مدنی ہے جو غزوۂ احزاب کے بعد ۵ھ میں نازل ہوئی۔ اس سورت میں تین اہم واقعات کا تفصیلی ذکر ہے: غزوۂ احزاب، غزوۂ بنی قریظہ اور حضور نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کا حضرت زینب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سے نکاح۔ یہ تینوں واقعات ۵ھ میں پیش آئے تھے۔ ان واقعات کے علاوہ بہت سے احکامات کا ذکر ہے جن میں خصوصاً نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کی عظمت، ازواجِ مطہرات رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ اور رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کے اہل بیت اطہار عَلَيْهِمُ السَّلَام کی فضیلت اور زمانۂ جاہلیت کی رسومات کو ترک کرنے کے بارے میں احکامات نازل ہوئے۔

تین بڑے واقعات کی تفصیل

پہلا واقعہ غزوۂ احزاب کا ہے۔ غزوۂ اُحد کے بعد کفار مکہ، ارد گرد کے مشرک قبائل اور مدینہ طیّبہ کے مضافات میں رہنے والے یہود کا حوصلہ بڑھ گیا تھا۔ غزوۂ احد کے بعد مدینہ طیّبہ پر حملہ کا ارادہ کرنے والے ارد گرد کے مشرک قبائل کے خلاف آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نے بروقت لشکر بھیج کر ان کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ اسی طرح بدر کے میدان میں بھی کفار کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد یہود کے قبیلہ بنو نضیر نے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کو شہید کرنے کی تھی سازش کی تھی جس کی وجہ سے انہیں مدینہ طیّبہ سے بے دخل ہونا پڑا۔ چنانچہ ان تمام واقعات سے عرب میں ہر طرف مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی اور کفار کو یہ اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں کے خلاف ایک اور بڑے متحد لشکر کے ساتھ حملہ کی ضرورت ہے۔ اسی لئے قریش کے لوگوں نے دوسرے قبائل کو بھی حضور نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اور مسلمانوں کے خلاف اکسایا اور دوسرے مشرک اور یہود قبائل کے ساتھ مل کر ایک متحدہ محاذ بنا کر ۵ھ میں مدینہ منورہ پر حملہ کے لئے آئے۔

بنو نضیر، قریش مکہ، غطفان، بنو اسد، بنو سُلَیم، بنو سعد اور بہت سے دوسرے قبائل تقریباً دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ طیّبہ کی طرف بڑھے۔ جب نبی کریم ﷺ تک یہ خبریں پہنچیں تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ فوج کے لئے ایک موزوں جگہ تجویز کر کے اس کے سامنے خندق کھود دی جائے۔ نبی کریم ﷺ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی یہ تجویز پسند آئی اور خندق کی کھدائی کا کام شروع ہو گیا۔ خود نبی کریم ﷺ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر کھدائی کا کام کرتے رہے۔ جب خندق مکمل ہو گئی تو دشمن بھی قریب ہی تھا۔ لشکرِ کفار نے مدینہ منوّرہ کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ نے شدت پکڑی تو مدینہ طیّبہ کے مضافات میں آباد یہودی قبیلہ بنو قریظہ بھی دشمن کے ساتھ شامل ہو گیا، قریش نے خوب زور مارا کہ وہ خندق کو عبور کر کے آگے نکلیں لیکن تیر اندازوں نے انہیں کامیاب نہ ہونے دیا۔ البتہ ایک ذرا تنگ جگہ سے تین یا چار آدمی کودنے میں کامیاب ہو گئے جو اسی وقت قتل کر دیئے گئے۔ محاصرہ طول پکڑتا چلا گیا اور لشکر کا سامانِ خورد و نوش ختم ہو گیا۔ ادھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک زوردار آندھی بھیجی جس سے دشمن کی فوجوں کے خیمے اکھڑ گئے، بعض جگہوں پر آگ بھی بھڑکی۔ اس طرح کفار کا یہ لشکر تقریباً تین ہفتوں کے طویل محاصرہ کے بعد تتر بتر ہونے پر مجبور ہو گیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کی غیبی مدد فرمائی اور انہیں فتح حاصل ہوئی۔ اس موقع پر مسلمانوں کو جن شدید آزمائشوں سے گزرنا پڑا اس کی تفصیل بھی بیان فرمائی گئی ہے۔

دوسرا واقعہ غزوۂ بنی قریظہ کا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد اس یہودی قبیلہ بنو قریظہ کے ساتھ امن کا معاہدہ کیا تھا۔ لیکن ان لوگوں نے غزوۂ احزاب کے موقع پر عہد شکنی اور غدّاری کی۔ جس کے نتیجہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے خلاف جہاد کیا۔ ان کے بہت سارے افراد قتل ہوئے اور بہت سے گرفتار ہوئے۔ اس واقعہ کا بھی کچھ ذکر اس سورت میں کیا گیا ہے۔

تیسرا واقعہ حضور ﷺ کا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ہے۔ اہلِ عرب جب کسی کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیتے تو اسے ہر معاملہ میں سگے بیٹے کا درجہ دیتے تھے، یہاں تک کہ وہ میراث بھی پاتا تھا اور اس کے منہ بولے باپ کے لئے جائز نہیں سمجھا جاتا تھا کہ وہ اس کی بیوہ یا مطلقہ بیوی سے نکاح کرے، بلکہ اس کو بدترین معیوب عمل سمجھا جاتا تھا، حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اس کی کوئی ممانعت نہیں تھی۔

اس غلط رسم کے سدباب اور خاتمہ کے لئے اس سورت میں آیات نازل ہوئیں جن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے ان کی مطلقہ بیوی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے نکاح کے متعلق ارشاد فرمایا کہ "آپ (ﷺ) کا نکاح حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) سے ہم نے فرمایا تھا"۔ اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے اس الزام اور بہتان کو پہلے ہی دور فرما دیا جو کفار و مشرکین نے اس نکاح کے بعد عرب کے دستور کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ ﷺ کی طرف منسوب کیا کہ (معاذ اللہ) محمد (ﷺ) نے اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پہلے ہی اعلان فرما دیا کہ آپ ﷺ نے از خود یہ نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ کا یہ نکاح ہم نے کیا اور یہ سب کچھ آپ ﷺ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کے مطابق کیا۔ اس طرح منہ بولے بیٹے کے حوالہ سے عرب میں رائج دستور کو باطل کر دیا گیا اور واضح کر دیا گیا کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹے کی طرح نہیں بلکہ اسے اپنے اصل باپ کے نام سے بلایا اور پکارا جائے۔

سورۃ الاحزاب کی بعض آیات کا شانِ نزول

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو زید بن محمد ﷺ کہہ کر ہی پکارا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآنِ مجید میں یہ آیت نازل ہوئی۔

> اُدْعُوهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (سورۃ الاحزاب ۳۳، آیت: ۵)
>
> "تم ان (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے باپ (کے ہی نام) سے پکارا کرو یہ (طریقہ) اللہ کے نزدیک پورے انصاف کی بات ہے۔" (صحیح بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو بعض لوگوں نے کہا کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

> مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورۃ الاحزاب ۳۳، آیت: ۴۰)
>
> "محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔" (جامع ترمذی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو آپ ﷺ نے لوگوں کی دعوت کی۔ لوگوں نے کھانا کھایا اور پھر بیٹھ کر باتیں کرتے رہے۔ آپ ﷺ ایسے تشریف فرما ہوئے۔ جیسے کھڑے ہونا چاہتے ہوں، لیکن لوگ پھر بھی کھڑے نہ ہوئے۔ جب آپ ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو گئے، البتہ تین لوگ پھر بھی بیٹھے رہے۔ نبی کریم ﷺ جب اس حجرہ میں تشریف لاتے تو وہ لوگ بیٹھے ہوتے۔ بالآخر جب وہ بھی چلے گئے تو میں نے آپ ﷺ کے پاس آکر ان کے جانے کی خبر دی۔ پھر آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بھی اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا۔ چنانچہ اسی دوران اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

> يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ (سورۃ الاحزاب ۳۳، آیت: ۵۳)
>
> "اے ایمان والو! نبی (ﷺ) کے گھروں میں نہ داخل ہوا کرو سوائے اس کے کہ تمہیں اجازت دی جائے۔" (صحیح بخاری)

مرکزی مضمون

اس سورت میں دو مرکزی مضامین بیان ہوئے ہیں۔ ایک منصب رسالت کے تقاضے، رسول اللہ ﷺ اور ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللهُ عَنْهُنَّ کے ساتھ اہل ایمان کا رویہ۔ دوسرا اخلاصِ نیت کے ساتھ اسلام کے خاندانی، معاشرتی، عسکری اور دیگر اجتماعی احکامات پر عمل پیرا ہونا اور زمانۂ جاہلیت کے غلط رسوم وروایات اور نفاق کو چھوڑ دینا۔

اہم مضامین پر ایک نظر

غزوۂ احزاب کے بعد چونکہ کفار اور یہود کی طرف سے بیرونی حملوں کا خدشہ ختم ہو گیا تو اس سورت میں مسلمانوں کے اندرونی معاشرتی معاملات، آداب، رہن سہن اور دورِ جاہلیت کی غلط رسومات سے منع کیا گیا ہے۔ نیز مسلمانوں کو کفار اور منافقین کی باتیں ماننے سے واضح طور پر روکا گیا ہے۔

دورِ جاہلیت کی رسومات اور معاشرتی معاملات کے متعلق احکامات دیئے گئے ہیں:

۱۔ ظہار کے لئے اپنی بیویوں کو مائیں کہنے سے منع کیا گیا البتہ یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس طرح بیویوں کو مائیں کہنے سے وہ مائیں نہیں بن جاتیں۔

۲۔ منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا کہنے سے منع کیا گیا اور منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح کو جائز قرار دیا گیا۔

۳۔ میراث اور دیگر احکامات کے حوالہ سے قریبی رشتہ دار آپس میں زیادہ حق دار ہیں بہ نسبت مہاجرین اور انصار کے آپس کے تعلق سے۔

حضور نبی کریم ﷺ اور ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُنَّ کے بارے میں مندرجہ ذیل امور اور ہدایات کا بیان ہے:

۱۔ نبی کریم ﷺ اہل ایمان کے لئے ان کی جان سے زیادہ قریب اور محبوب ہیں اور نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُنَّ اہل ایمان کی مائیں ہیں۔

۲۔ ایمان والوں کے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

۳۔ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُنَّ سے کہا گیا کہ وہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ یا دنیا کی آسائشوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کریں۔ انہوں نے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند کیا۔

۴۔ چونکہ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُنَّ کا مقام بہت بلند ہے اور وہ عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں اس لئے فرماں برداری کی وجہ سے یقیناً انہیں دگنا اجر ملے گا اور نافرمانی کی صورت میں دگنی سزا کا ذکر کر کے دراصل امت کی عام عورتوں کو تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات جو کہ ہماری مائیں ہیں ان کے لئے یہ فرمان ہے کہ اگر ان سے بالفرض کوئی نافرمانی سرزد ہوئی تو انہیں دگنی سزا دی جائے گی تو امت کی عام عورتوں کے لئے احکام اسلام کو بجالانا اور جاہلیت کے طور طریقوں سے اپنے آپ کو بچانا کس قدر لازم ہے اور جب ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُنَّ کو گھروں میں قرار پکڑنے، نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا تو ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے امت کی عام عورتوں کے لئے بطریقِ اولیٰ گھروں میں قرار پکڑنا، نماز کو قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنا بے حد ضروری ہے۔

۵۔ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے کسی معاملہ میں فیصلہ دینے کے بعد کسی مسلمان مرد اور عورت کے لئے اس معاملہ میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔

۶۔ رسول اکرم ﷺ تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ ﷻ کے رسول اور خَاتَمُ النَّبِیّٖن (سلسلہ نبوت ختم کرنے والے) ہیں۔

۷۔ ایمان والوں کو دعوت کی صورت میں اجازت ملتے ہی نبی کریم ﷺ کے گھر سے جانے کا حکم دیا گیا اور اس صورت میں بلا وجہ وہاں بیٹھے رہنے سے منع کیا گیا۔

۸۔ اللہ ﷻ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اور ایمان والوں کو بھی نبی کریم ﷺ پر خوب درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا گیا۔

۹۔ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُنَّ، نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں اور اہل ایمان کی خواتین کو پردہ کا حکم دیا گیا۔ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والوں کو عظیم کامیابی کی نوید سنائی گئی۔ نیز اللہ ﷻ کی امانت کے بارے میں بتایا گیا کہ زمین و آسمان اور پہاڑوں نے اُسے اٹھانے سے انکار کر دیا جبکہ انسان نے اس کو قبول کر لیا حالانکہ انسان ظالم اور جاہل ہے جبکہ وہ اس امانت کی ذمہ داری ادا نہ کرے۔ منافقین اور کفار کے لئے دردناک عذاب ہے۔ جب کہ اللہ ﷻ اہل ایمان کی توبہ قبول فرمائے گا اور انہیں اپنی رحمت اور بخشش سے نوازے گا۔

سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب (آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ)

آیات: ۱ تا ۸
- غلط رسومات کی اصلاح
- منہ بولے بیٹے کے بارے میں احکام
- رسول اللہ ﷺ اور ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُنَّ کا مرتبہ

آیات: ۹ تا ۲۷
- غزوۂ احزاب کا بیان
- منافقین کے طرزِ عمل پر گرفت
- رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ مبارکہ کی اہمیت
- اہل ایمان کی تعریف
- غزوۂ بنی قریظہ کا ذکر

آیات: ۲۸ تا ۳۴
- ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُنَّ کے لئے پردے کے بعض احکام
- ازواجِ مطہرات کا مقام
- اہل بیت اطہار کی عظمت

آیات: ۳۵ تا ۴۰
- مغفرت اور اجرِ عظیم کے مستحق مومن مردوں اور عورتوں کی صفات
- حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا حضور اکرم ﷺ سے نکاح
- عقیدۂ ختم نبوت

آیات: ۴۱ تا ۵۲
- ذکر الٰہی
- حضور اکرم ﷺ کی شان
- طلاق کا ایک مسئلہ
- آپ ﷺ کے لئے نکاح کے بعض احکام

آیات: ۵۳ تا ۶۲
- حضور ﷺ کے گھر کے آداب
- حضور ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم
- پردے کے احکام
- منافقین کو وعید

آیات: ۶۳ تا ۷۳
- قیامت کا ذکر
- کفار کا انجام
- مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی ایذاء رسانی اور دل آزاری سے بچنے کی نصیحت
- اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والوں کے لئے کامیابی کی بشارت
- انسان کی طرف سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی امانت کو اٹھانے کی ذمہ داری قبول کرنے کا ذکر
- منافقین اور مشرکین کو عذاب اور مومنین کی توبہ کی قبولیت کا اعلان



سبق:۱۹

غزوۂ احزاب

دوسرا نام اور وجہ تسمیہ

اس غزوہ کے دو نام ہیں، ایک "غزوۂ احزاب" اور دوسرا "غزوۂ خندق"۔ "اَحزَاب" حِزْب کی جمع ہے جس کے معنی گروہ اور جماعت کے ہیں۔ اس غزوہ کو غزوۂ احزاب اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں کفار کے مختلف قبائل اور گروہ متحد ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ گویا یہ وہ جنگ تھی جس میں کفار کے بہت سے احزاب نے مل کر مسلمانوں پر حملہ کیا۔ اس غزوہ کو غزوۂ خندق بھی کہا جاتا ہے کیونکہ مسلمانوں نے اس غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جنگی دفاعی حکمت عملی کے تحت مدینہ منوّرہ کے گرد خندق کھودی تھی۔

تعارف اور اہمیت

غزوۂ احزاب ۵ ہجری میں مسلمانوں اور کفار کے درمیان ہوا۔ لیکن یہ تمام غزوات میں خاص اہمیت رکھتا ہے اور اپنی نوعیت کے اعتبار سے اس لئے مختلف ہے کہ اس میں مسلمانوں کو تمام کافر جماعتوں سے بیک وقت واسطہ پڑا۔ قبائلِ عرب، یہود اور ان کے حلیف سب کے سب جمع ہو کر مسلمانوں کو ختم کرنے کے ناپاک ارادہ سے نکلے تھے اور مدینہ طیّبہ کے اندر بھی منافقین کا گروہ خفیہ طور پر ان کی مدد کر رہا تھا۔

غزوۂ احزاب سخت آزمائش والا غزوہ تھا کیونکہ اس میں حملہ آور کفار تعداد میں مسلمانوں سے تین گنا زیادہ تھے اور ان کے پاس سامانِ جنگ بھی کافی تھا۔ مسلمانوں کے لئے بے سروسامانی اور سخت سردی میں اتنے بڑے لشکرِ کفار کا مقابلہ کرنا آسان نہ تھا۔ لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نصرت و مدد اور نبی کریم ﷺ کی بہترین حکمت عملی سے اس غزوہ کا انجام مسلمانوں کے حق میں ایسی عظیم فتح و کامیابی کی صورت میں سامنے آیا کہ اس نے تمام مخالف گروہوں مشرکین، یہود اور منافقین کی سازشیں ناکام بنا دیں اور ان کو اس قابل نہیں چھوڑا کہ وہ آئندہ کبھی مسلمانوں پر کسی حملہ کا ارادہ بھی کر سکیں۔

پس منظر

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیّبہ کے مکی دور میں قریش مکہ نے مسلمانوں کی زندگی مشکل بنا رکھی تھی۔ لیکن ہجرتِ مدینہ کے بعد مسلمان ان کے ظلم و ستم سے دور ہو گئے اور انہیں کچھ سکون میسر آیا۔ ۲ ہجری میں مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان غزوۂ بدر ہوا جس میں مسلمانوں کو عظیم فتح حاصل ہوئی اور کفار کو ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ پھر اگلے سال ۳ ہجری میں مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان غزوۂ اُحد پیش آیا جس میں مسلمانوں کو وقتی آزمائش کے بعد بالآخر کامیابی ہوئی۔ اسی طرح ۴ ہجری میں یہود کے ایک قبیلہ بنو نضیر کے خلاف اقدام میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور بنو نضیر کو اپنی عہد شکنی کے باعث مدینہ طیّبہ سے جلاوطن ہونا پڑا۔ لہٰذا ۵ ہجری میں یہود اور قریش مکہ نے مل کر مسلمانوں کے خلاف حتمی اور فیصلہ کن جنگ کرنے کا منصوبہ بنایا جس کے نتیجہ میں غزوۂ احزاب پیش آیا۔

یہود اور قریش مکہ کا خوفناک منصوبہ

مدینہ طیّبہ سے نکالے گئے قبیلہ بنو نضیر کے یہود خیبر میں آباد ہو گئے۔ چونکہ وہ اسلام کے دشمن تھے لہٰذا انہوں نے مسلمانوں کے خلاف ایک بہت بڑی سازش کی۔ ان کے سردار قریش مکہ کے پاس گئے اور ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو ختم کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا۔ اس کے بعد یہود کا یہ وفد

"بنو غطفان" کے پاس گیا اور انہیں بھی جنگ کے لئے آمادہ کیا چنانچہ وہ بھی تیار ہو گئے۔ پھر اس وفد نے بقیہ عرب قبائل میں گھوم کر لوگوں کو جنگ کی ترغیب دی اور ان قبائل کے بھی بہت سے افراد تیار ہو گئے۔ غرض اس طرح یہود نے پوری مکاری کے ساتھ کفر کے تمام بڑے بڑے گروہوں اور جتھوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکا کر جنگ کے لئے تیار کر لیا۔ یوں حضور نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف ایک خوفناک منصوبہ ترتیب دیا گیا۔

لشکرِ کفار کی روانگی

قریش اور اس کے حلیف قبائل چار ہزار کی تعداد میں مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ان سب کے سپہ سالار حضرت ابو سفیان (رضی اللہ عنہ) تھے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ بنو غطفان اور دیگر عرب قبائل کی تعداد چھ ہزار تھی۔ طے شدہ منصوبہ کے مطابق راستہ میں ان سب قبائل نے جمع ہو کر کم و بیش کل دس ہزار کے ایک زبردست لشکر کی صورت اختیار کر لی اور اس کا رخ مدینہ طیّبہ کی طرف تھا۔ یہ اتنا بڑا لشکر تھا کہ غالباً مدینہ طیّبہ کی پوری آبادی عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور جوانوں کو ملا کر بھی اس کے برابر نہ تھی۔ چنانچہ حملہ آوروں کا مدینہ طیّبہ کی چار دیواری تک اچانک پہنچ جانا مسلمانوں کے لئے بہت بڑے خطرہ کا باعث تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت

رسول اللہ ﷺ کو جب کفار کے لشکر کی پیش قدمی کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے شہر کے حفاظتی انتظامات کا جائزہ لیا۔ اس صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی رائے پیش کرنے کا پورا موقع دیا گیا۔ فارس (ایران) سے آئے ہوئے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی تجویز سب سے الگ تھی۔ انہوں نے عرض کیا: "فارس میں ایسے مواقع پر خندقیں کھود کر حملہ آور کی پیش قدمی روک دی جاتی ہے"۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مشورہ کو بہت پسند فرمایا۔ چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی اس تجویز کے مطابق خندق کھودنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ اس زمانہ کی ترقی یافتہ دفاعی جنگی تکنیک تھی جس سے اہلِ عرب ناواقف تھے۔

مسلمانوں کا دفاعی منصوبہ

مدینہ منورہ شمال کے علاوہ باقی اطراف سے پہاڑ، چٹانوں، قلعوں اور کھجور کے باغات سے گھرا ہوا تھا۔ مدینہ طیّبہ پر اتنے بڑے لشکر کی یُورش صرف شمال کی جانب سے ہو سکتی تھی۔ اگر اس جانب خندق کھودی جاتی تو مدینہ طیّبہ کا با آسانی دفاع کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں نے مدینہ کی شمالی جانب بڑی خندق کھودنے کا فیصلہ کیا جو مسلمانوں اور ان احزاب کے درمیان حائل ہو جائے۔ یہ بھی طے ہوا کہ مسلمان خندق کے اس طرف رہ کر ہی مدینہ منورہ کا دفاع کریں گے اور احزاب کے مقابلہ کے لئے مدینہ سے باہر نہیں جائیں گے۔

خندق کی نقشہ سازی اور کھدائی کا آغاز

حضور نبی کریم ﷺ نے چند مہاجرین و انصار کے ساتھ مدینہ کے آس پاس گشت کر کے دفاع کے لئے مناسب نقشہ تیار کیا۔ کھدائی سے قبل اس سارے علاقے کی پیمائش کی گئی جو تقریباً ساڑھے تین میل (ساڑھے پانچ کلو میٹر) تھی۔ اس طویل پٹی پر خندق کی کھدائی کے لئے حضور ﷺ نے نشانات لگائے اور حد بندی کی۔ آپ ﷺ کے ساتھ تقریباً تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، آپ ﷺ نے دس دس افراد کی ٹولیاں بنائیں اور بیس، بیس میٹر رقبہ کی کھدائی ہر ٹولی کے ذمہ لگا دی۔ خندق کی گہرائی پندرہ فٹ اور چوڑائی تیس فٹ کے لگ بھگ رکھی گئی تھی، تا کہ گھوڑ سوار بھی اسے

آسانی سے نہ پھلانگ سکے۔ چونکہ وقت کم تھا اس لئے بہت تیزی سے کام شروع کیا گیا۔ حضور ﷺ نے وقت کی نزاکت کا اندازہ کرتے ہوئے سب کو اس کام میں لگا دیا۔ موقع اتنا نازک تھا کہ کوئی بچہ، بڑا اس کام سے پیچھے نہ رہ سکا۔

خندق کی کھدائی میں آپ ﷺ کی شرکت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیفیت

رسول اللہ ﷺ دس آدمیوں کی ایک ٹولی میں بذاتِ خود شامل تھے اور موقع بموقع نہ صرف کھدائی میں شرکت فرماتے تھے بلکہ مٹی اٹھا کر پھینکنے میں بھی حصہ لیا کرتے تھے۔ یہ سخت سردی کے ایام تھے اور شہر میں کھانے پینے کے ذخائر بہت کم رہ گئے تھے، اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیٹ بھر کر کھانا بھی میسر نہ تھا مگر پھر بھی وہ خندق کی کھدائی میں پورے جوش وجذبے سے شریک تھے۔ کھدائی کا کام روزانہ صبح سویرے شروع ہوتا اور اندھیرا پھیلنے تک جاری رہتا۔ اگر کسی کو تھوڑی دیر کے لئے بھی کسی کام سے جانا ہوتا تو حضور ﷺ سے اجازت لئے بغیر نہیں جا سکتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حوصلہ افزائی

خندق کی کھدائی کے دوران رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ترغیب دیتے، حوصلہ افزائی فرماتے اور ان کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعائیں بھی کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی محنت ومشقت دیکھ کر فرمایا:

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃ	فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ
"اے اللہ! (اصل) زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے	پس تُو انصار ومہاجرین کو بخش دے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی یہ دعائیں سن کر اپنی محبت اور جوش وجذبہ کا اظہار کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدَا	عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا أَبَدَا
"ہم وہ ہیں جو محمد (ﷺ) سے بیعت کر چکے ہیں	جہاد کی جب تک ہم باقی رہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے"

مٹی باہر پھینکتے ہوئے رسول اللہ ﷺ اپنے صحابی حضرت عبد اللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار دہراتے تھے:

وَاللّٰہِ لَوْلَا اللّٰہُ مَا اھْتَدَیْنَا	وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا	وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَیْنَا
اِنَّ الْاُلٰی قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا	اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَۃً أَبَیْنَا
"اللہ کی قسم! اللہ کی توفیق نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے	نہ صدقہ وخیرات کرتے، نہ نمازیں پڑھا کرتے"
"پس الٰہی! تُو ہم پر سکون نازل فرما دے	اور اگر مقابلہ ہو تو ہمارے قدموں کو جما دے"
"بے شک ان لوگوں نے ہم پر چڑھائی کی ہے	وہ جب بھی ہمیں آزمائیں گے ہم ہار نہیں مانیں گے"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آواز ملا کر دھراتے "ہم ہار نہیں مانیں گے۔"

مشرق و مغرب کی فتوحات کی پیش گوئی

خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان آگئی۔ صحابہ کرام ﷺ بھی اسے توڑنے سے عاجز آگئے تو آکر حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں اس بات کی اطلاع کی۔ آپ ﷺ خود تشریف لائے اور اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے کُدال سے اس سخت چٹان پر تین وار کیئے۔ وہ چٹان ریزہ ریزہ ہوگئی اور وہ ریت کی طرح بہنے لگی۔ چٹان پر وار کرتے وقت ہر بار کچھ شعاعیں سی چمکیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ چمک کیسی تھی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے پہلی ضرب پر یمن کی، دوسری پر شام اور مغرب کی اور تیسری پر مشرق کی فتح کی خوشخبری دی۔" یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھرپور خوشی کا اظہار کیا۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھوک کی کیفیت اور منافقین کا طرزِ عمل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک طرف تو آپ ﷺ کے رفاقت میں انتہائی جوش و جذبہ کے ساتھ خندق کی کھدائی میں مصروف تھے تو دوسری طرف اتنی شدت کی بھوک برداشت کر رہے تھے کہ اس کے تصور سے کلیجہ شق ہو جاتا ہے ان کی بھوک کا یہ حال تھا کہ تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ اس وقت حضورِ اقدس ﷺ خود فاقہ سے تھے مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے وعدوں پر آپ ﷺ اور سچے اہل ایمان کو پورا یقین تھا۔ جب کہ اس موقع پر منافقین جو اپنی رہی سہی ساکھ بچانے کے لئے بادلِ نخواستہ ساتھ تھے طرح طرح کی بزدلی کی باتیں کرنے لگے اور (معاذاللہ) آپ ﷺ کی پیش گوئی کا مذاق اڑانے لگے کہ یہاں جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں مگر آپ ﷺ کی طرف سے مشرق و مغرب کی فتوحات کے مژدے سنائے جا رہے ہیں۔ لیکن چند سالوں بعد ان تمام فرامینِ نبوی ﷺ کا ظہور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بالخصوص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ بشارتیں پوری ہوئیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی ضیافت اور معجزہ کا ظہور

خندق کی کھدائی کے دوران رسول اللہ ﷺ کے کئی معجزات ظہور پذیر ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک روز حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور پر فاقہ کشی کے اثرات بہت نمایاں محسوس کیئے، ان سے یہ برداشت نہ ہو سکا۔ تیزی سے گھر گئے تاکہ کچھ پکوائیں مگر وہاں بھی جَو کے تھوڑے سے دانوں اور بکری کے ایک بچہ کے سوا کچھ نہ تھا۔ ان کی اہلیہ نے جلدی جلدی وہی جَو پیس کر آٹا گوندھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بکری کے بچہ کو ذبح کیا اور چولہے پر ہنڈیا چڑھادی گئی۔ اِدھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں آئے اور عرض کیا کہ "میں کچھ کھانا تیار کرا رہا ہوں" آپ ﷺ کچھ حضرات کے ساتھ تشریف لے آئیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کتنا کھانا ہے؟ انہوں نے مقدار بتائی تو حضور ﷺ نے تمام مہاجرین و انصار کو جو وہاں موجود تھے، ساتھ لیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے آٹے اور ہنڈیا میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔ ہزار کے لگ بھگ افراد تھے جنھوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ یہ آپ ﷺ کے لعابِ دھن کی برکت تھی کہ گوشت کی ہنڈیا اسی طرح سالن سے بھری ہوئی تھی اور روٹیاں بھی باقی تھیں۔ آپ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ سے فرمایا کہ خود بھی کھاؤ اور دوسرے لوگوں کو بھی ہدیہ کرو کیونکہ وہ آج کل بھوک سے پریشان ہیں۔

اسلامی لشکر کی ترتیب

لشکر کفار سے مقابلہ کے لئے رسول اللہ ﷺ تقریباً تین ہزار مسلمانوں کی نفری لے کر تشریف لائے اور جبَلِ سَلْعَ کے ساتھ خیمے اس طرح لگوائے کہ اس پہاڑ کی طرف پشت کر کے قلعہ بندی کی شکل اختیار کرلی۔ تاکہ کفار کی تیر اندازی سے حفاظت رہے۔ آپ ﷺ کا خیمہ اس پہاڑ کی بلندی پر نصب تھا۔ بعد میں یادگار کے طور پر اسی مقام پر مسجدِ فتح تعمیر کی گئی جو آج تک موجود ہے۔ سامنے خندق تھی جو مسلمانوں اور کفار کے درمیان حائل تھی اور پچھلی طرف پہاڑ تھا۔ مدینہ طیّبہ کا انتظام حضرت عبداللہ ابن اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ کے حوالہ کیا گیا۔ عورتوں اور بچوں کو خندق سے دور مدینہ طیّبہ کے قلعہ نما حویلیوں میں محفوظ کر دیا گیا۔

احزاب کی آمد اور مدینہ منورہ کا محاصرہ

کفار کا دس ہزار کا لشکر مدینہ طیّبہ کے قریب پہنچ گیا۔ ان کا یہ خیال تھا کہ وہ مدینہ طیّبہ کی بستی کو پہلے حملہ میں ہی ختم کر کے رکھ دیں گے (معاذاللہ) لیکن انہوں نے جب اپنے سامنے ایک چوڑی اور گہری خندق دیکھی تو حیرت زدہ ہو کر رہ گئے اور پریشان ہوگئے۔ ان کی جنگی منصوبہ بندی میں ایسی دفاعی تدبیر کا گمان بھی نہ تھا۔ مجبوراً خندق کی دوسری طرف ہی انہوں نے اپنے خیمے نصب کر لیئے، مسلمانوں کو اپنے محاصرہ میں لے لیا اور خندق کو پار کر کے اندر داخل ہونے کا کوئی راستہ تلاش کرنے لگے۔

مسلمانوں اور کفار کا مقابلہ

مسلمان خندق کے ایک طرف جبکہ کفار دوسری طرف تھے۔ کفار خندق کے چکر کاٹتے رہتے۔ انہیں ایسی تنگ جگہ کی تلاش تھی جہاں سے وہ خندق پار کر سکیں۔ لیکن مسلمان ان کی نقل و حرکت پر پوری نظر رکھے ہوئے تھے اور ان پر وقتاً فوقتاً تیر برساتے رہے تاکہ انہیں خندق کے قریب آنے کی جراٴت ہی نہ ہو۔ وہ نہ اس میں کُود سکے اور نہ مٹی ڈال کر عبور کرنے کے لئے کوئی راستہ بنا سکے۔ اس طرح کئی دن تک دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے رکی رہیں۔ چونکہ فریقین کے درمیان خندق حائل تھی اس لئے کسی جنگ کی نوبت نہ آسکی بلکہ صرف تیر اندازی اور بعض جگہ پر معمولی جھڑپیں ہوتی رہیں۔

کفار کے چند لوگوں کا خندق پار کرنا

ایک روز کفار کے چند لوگوں عَمْرو بِنْ عَبْدِوَدّ، عکرمہ بن ابو جہل اور ضرار بن خطاب وغیرہ نے ایک تنگ مقام سے خندق پار کر لی۔ ان کے گھوڑے چکر کاٹنے لگے۔ عَمْرو بِنْ عَبْدِوَدّ عرب کا مشہور سُورما (پہلوان) تھا اور اس کی دہشت سے لوگ کانپتے تھے۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جراٴت و بہادری

عَمْرو بِنْ عَبْدِوَدّ اپنی فوج کی صف سے باہر نکلا اور لشکرِ اسلام کو للکار کر جنت کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ ”اے جنت کے دعویدارو! کہاں ہو؟ کیا کوئی ہے جسے میں جنت کو روانہ کر دوں یا وہ مجھے دوزخ میں بھیج دے؟“ اور اپنی بات کی تکرار کرتا رہا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”کوئی ہے جو اس کے شر کو ہمارے سروں سے دور کرے؟“ اتنے طاقتور اور شہ زور کے مقابلہ کے لئے سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آمادگی ظاہر کی۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو اجازت نہ دی اور دوسری اور پھر تیسری دفعہ پوچھا۔ تینوں دفعہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی تیار ہوئے۔ حضور نبی

کریم ﷺ نے انہیں اپنا عمامہ اور تلوار عطا فرمائی اور فرمایا کہ "کُل ایمان کُل کفر کے مقابلہ پر جا رہا ہے" سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میدان میں اترے انہوں نے اسے اسلام کی دعوت دی لیکن جب وہ نہ مانا تو سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اب میری تلوار تیرا سر قلم کرے۔ ایک سخت جنگ جس میں گرد و غبار چھا گیا تھا اس میں نعرۂ تکبیر کی آواز آئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ کی قسم! علی نے اسے قتل کر دیا ہے۔" عمرو بن عبدود کے قتل کی دہشت اتنی تھی کہ اس کے باقی ساتھی فوراً فرار ہونے لگے ان میں سے نوفل بن عبداللہ فرار ہوتے وقت خندق میں گر گیا سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نیچے اتر کر اسے بھی قتل کر دیا۔

بنو قُریظہ کی غداری

یہود کا ایک قبیلہ بنو قریظہ ابھی تک مدینہ طیّبہ میں موجود تھا۔ ان کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ تھا کہ وہ آپ ﷺ کی مخالفت نہیں کریں گے اور اگر کوئی بیرونی حملہ آور مدینہ طیّبہ پر حملہ کرے گا تو وہ اس کے خلاف آپ ﷺ کی مدد کریں گے۔ لیکن غزوۂ خندق کے موقع پر بنو قریظہ نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔

ہُوا یوں کہ یہودی قبیلہ بنو نضیر کا سردار "حُیَیّ بِن اَخطَب" بنو قریظہ کے سردار "کعب بن اسد قرظی" کے پاس آیا۔ حیی نے کعب کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے آمادہ کیا۔ کعب نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ توڑ دیا اور اس جنگ میں کفار کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔ اس طرح بنو قریظہ نے مسلمانوں سے غداری کی اور مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار کی جانب سے جنگ میں شریک ہو گئے۔ اس کے بعد بنو قریظہ کے یہود عملی طور پر مسلمانوں کے خلاف جنگی کارروائیوں میں مصروف ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو بنو قُریظہ کی غداری کی اطلاع

رسول اللہ ﷺ کو جب بنو قریظہ کی عہد شکنی کی خبر ملی تو تحقیق اور اتمام حجت کے لئے آپ ﷺ نے حضرت سعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ یہ دونوں بنو قریظہ کے پاس گئے اور انہیں معاہدہ یاد دلایا لیکن یہود ان دونوں سے بُرے طریقے سے پیش آئے اور کہا کہ ہمارے اور محمد (ﷺ) کے درمیان کوئی عہد و پیمان نہیں ہے۔ ان دونوں حضرات نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بنو قریظہ کی غداری کی تصدیق کر دی۔

مسلمانوں میں اضطراب کی کیفیت

جب عام لوگوں تک بنو قریظہ کی غداری کی خبر پہنچی تو ایک اضطراب کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ درحقیقت اس وقت مسلمان نہایت نازک صورت حال سے دوچار تھے۔ پیچھے بنو قریظہ تھے جن کا حملہ روکنے کے لئے ان کے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی نہ تھا آگے مشرکین کا لشکر تھا جنہیں چھوڑ کر ہٹنا ممکن نہ تھا۔ پھر مسلمان عورتیں اور بچے تھے جو انصار کی قلعہ نما حویلیوں میں تھے جو کہ بد عہد یہودیوں کے قریب ہی تھیں۔ یہ موقع مسلمانوں کے لئے انتہائی سخت آزمائش اور مشکل کا تھا۔

اہل ایمان اور منافقین کا طرز عمل

خوف اور دہشت کی اس صورت حال میں اہل ایمان صبر و تحمل کے ساتھ حق پر قائم رہے اور انہوں نے ہر مرحلہ پر رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا۔ ڈٹ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ سے کیئے ہوئے سارے وعدے میدان جنگ میں پورے کیئے۔ اس طرح اس امتحان و آزمائش

اور ان کے صبر واستقامت کا نتیجہ یہ نکلا کہ سچے اہل ایمان اور منافقین علیحدہ علیحدہ نمایاں ہو گئے۔ منافقین کا نفاق کھل کر سامنے آ گیا۔ اس موقع پر منافقین کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) نے تو ہم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم قیصر و کسریٰ کے خزانے پائیں گے اور یہاں حالت یہ ہے کہ رفع حاجت کے لئے نکلنے میں بھی جان کی خیر نہیں۔ بلکہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر جھوٹے بہانے بناتے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں لہٰذا ہمیں گھر جانے کی اجازت دیں اس طرح وہ قتال سے بچنے کا راستہ ڈھونڈنے لگے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی بہادری

مسلمان عورتیں اور بچے جس قلعہ میں موجود تھے یہ بنو قریظہ کی آبادی کے قریب تھا۔ بنو قریظہ کی غداری کے بعد یہ خطرہ تھا کہ یہود مسلمان عورتوں اور بچوں پر حملہ نہ کر دیں۔ ایک یہودی اس قلعہ کے پاس سے گزرا اور مسلمان عورتوں اور بچوں کو دیکھ کر اس قلعہ کے چکر کاٹنے لگا۔ حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اس مشکوک یہودی کو دیکھ لیا۔ چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے خیمہ کی ایک لکڑی اکھاڑ لی اور یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ حضور ﷺ کی پھوپھی کے اس دلیرانہ کارنامہ سے باقی یہودی ڈر گئے اور وہ سمجھے کہ مسلمان عورتوں کے قلعہ میں کوئی حفاظتی لشکر موجود ہے حالانکہ وہاں سرے سے کوئی لشکر ہی نہیں تھا چنانچہ یہود کو دوبارہ ایسی حرکت کی جرأت نہیں ہوئی۔

حضور نبی کریم ﷺ کا بنو غطفان سے مصالحت کرنے کے لئے مشورہ

جب کفار کی طرف سے محاصرہ میں سختی آئی اور بنو قُریظہ نے بھی غداری کی تو رسول اللہ ﷺ کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ انصار ہمت ہار جائیں، اس لئے آپ ﷺ نے بنو غطفان سے اس شرط پر معاہدہ کرنا چاہا کہ مدینہ کی پیداوار کا ایک ثلث ان کو دے دیا جائے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو انصار کے سردار تھے، ان دونوں کو بلا کر مشورہ فرمایا۔ انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ "اگر یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حکم ہے تو انکار کی مجال نہیں"۔ لیکن اگر محض آپ ﷺ ہماری خاطر ایسا کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس کی ضرورت نہیں، کفر کی حالت میں بھی کوئی شخص ہم سے خراج مانگنے کی جرأت نہ کر سکا۔ اب تو اسلام نے ہمارا مقام بہت بلند کر دیا ہے۔ انصار کی یہ استقامت دیکھ کر آپ ﷺ کو اطمینان ہوا اور آپ ﷺ نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بنو غطفان سے کسی قسم کا کوئی معاہدہ نہ کیا۔

حضرت نُعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام اور تدبیر

حالات کافی مشکل تھے۔ ایک طرف سے احزاب کا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا اور دوسری طرف سے یہود کا بھی خطرہ تھا۔ اسی اثنا میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے خصوصی مدد و نصرت آئی اور بنو غطفان کے ایک رئیس حضرت نُعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ مسلمان ہو کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ "یا رسول اللہ ﷺ! میں مسلمان ہو گیا ہوں لیکن میری قوم کو میرے اسلام لانے کا ابھی کوئی علم نہیں، لہٰذا آپ ﷺ مجھے اس مشکل موقع پر کسی خدمت کا کوئی حکم فرمائیں۔" حضور ﷺ نے ایک جنگی تدبیر سکھاتے ہوئے فرمایا کہ: "تم فقط ایک آدمی ہو، کوئی فوجی اقدام تو نہیں کر سکتے البتہ جس قدر ممکن ہو ان کفار اور یہود میں پھوٹ ڈال دو اور ان کی حوصلہ شکنی کرو۔"

حضرت نُعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بنو قُریظہ کے پاس جانا

حضرت نُعیم رضی اللہ عنہ کے بنو قریظہ کے ساتھ گہرے مراسم تھے اور وہ لوگ ابھی تک اِن کے اسلام کے بارے میں نہیں جانتے تھے۔ حضرت نُعیم رضی اللہ عنہ ان

کے پاس گئے اور کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ مجھے تم سے خصوصی تعلق اور محبت ہے۔ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ حضرت نُعیم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے کہا کہ قریش کا معاملہ تم لوگوں سے مختلف ہے۔ یہ علاقہ تمہارا اپنا علاقہ ہے۔ یہاں تمہارا گھر بار، مال و دولت اور بال بچے ہیں۔ تم اِنہیں چھوڑ کر کہیں اور نہیں جا سکتے۔ مگر قریش و غطفان کا یہاں گھر بار، مال و دولت اور بال بچے کچھ بھی نہیں ہے۔ اس لئے اُنہیں موقع ملا تو وہ مسلمانوں کے خلاف کوئی قدم اٹھائیں گے ورنہ بوریا بستر باندھ کر رخصت ہو جائیں گے۔ ان کے جانے کے بعد تم لوگ مسلمانوں سے نمٹنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ لہٰذا مسلمان جیسے چاہیں گے تم سے انتقام لیں گے۔

اس پر بنو قریظہ چونکے اور بولے کہ اے نُعیم! بتایئے کہ اب کیا کیا جاسکتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ دیکھئے! قریش جب تک تم لوگوں کو اپنے کچھ آدمی بطورِ ضمانت نہ دیں تم ان کے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہونا۔ بنو قریظہ نے کہا کہ آپ نے بہت مناسب رائے دی ہے۔

حضرت نُعیم بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا قریش کے پاس جانا

بنو قریظہ سے بات کرنے کے بعد حضرت نُعیم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سیدھے قریش کے پاس پہنچے اور بولے کہ مجھے تم لوگوں سے محبت اور جذبہ خیر خواہی ہے، اسے تو تم جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ حضرت نُعیم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے کہا کہ یہود نے جو مسلمانوں سے بد عہدی کی ہے، اس پر وہ شرمندہ ہیں۔ اب ان میں یہ بات طے ہوئی ہے کہ وہ تم لوگوں سے کچھ افراد بطورِ ضمانت حاصل کر کے انہیں یرغمال بنا کر مسلمانوں کے حوالہ کر دیں گے۔ لہٰذا اگر وہ تمہارے افراد طلب کریں تو ہرگز انہیں نہ دینا۔ اس کے بعد حضرت نُعیم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے غطفان کے پاس بھی یہی بات دہرائی تو ان کے بھی کان کھڑے ہو گئے۔

قریش اور یہود کے درمیان پھوٹ

چنانچہ قریش نے بنو قریظہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ ہمارا قیام کسی سازگار اور موزوں جگہ پر نہیں ہے، گھوڑے اور اونٹ مر رہے ہیں، لہٰذا اِدھر سے تم لوگ اور اُدھر سے ہم لوگ اُٹھیں اور مسلمانوں پر حملہ کر دیں۔ لیکن یہود نے جواب میں یہ کہلوایا کہ آج ہفتہ کا دن ہے اور تم جانتے ہو کہ ہم سے پہلے جن لوگوں نے اس دن کے بارے میں شریعتِ موسوی کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی انہیں کیسے عذاب سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ علاوہ ازیں تم لوگ جب تک اپنے کچھ آدمیوں کو بطورِ ضمانت ہمارے حوالہ نہ کر دو ہم لڑائی میں شریک نہ ہوں گے۔

قاصد جب یہ جواب لے کر واپس آئے تو قریش و غطفان نے کہا: واللہ! نُعیم نے سچ ہی کہا تھا۔ چنانچہ انہوں نے یہود کو کہلا بھیجا کہ اللہ کی قسم! ہم تمہیں کوئی آدمی نہیں دیں گے، بس تم لوگ ہمارے ساتھ ہی نکل پڑو اور دونوں طرف سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا جائے۔ یہ سن کر بنو قریظہ نے باہم کہا: واللہ! نُعیم نے ہم سے سچ ہی کہا تھا۔ اس طرح دونوں فریقین کا اعتماد ایک دوسرے سے اٹھ گیا۔ ان کی صفوں میں پھوٹ پڑ گئی اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔

فتح کے لئے حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اور اہل ایمان کی دعائیں

ان مشکل حالات میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اور صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ نے اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی سے خوب دعائیں کیں۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ دعا فرمائی: "اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيْعَ الْحِسَابِ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ اے اللہ! کتاب اتارنے والے اور جلد حساب لینے والے، ان لشکروں کو شکست دے۔ اے اللہ! انہیں شکست دے اور انہیں جھنجھوڑ کر رکھ دے۔" (صحیح بخاری) مسلمانوں نے اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی سے یہ دعا کی: "اے اللہ! ہماری پردہ پوشی فرما اور ہمیں خطرات سے مامون فرما۔" اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی نے اپنے حبیب مکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اور مسلمانوں کی دعائیں قبول فرمالیں۔

اللہ سُبحانہٗ وَتَعالٰی کی طرف سے غیبی امداد

جب محاصرہ طول پکڑ گیا اور مسلمانوں کی خوب آزمائش بھی ہوگئی تو اللہ سُبحانہٗ وَتَعالٰی نے مسلمانوں کی غیبی امداد فرمائی۔ ایک رات اللہ سُبحانہٗ وَتَعالٰی نے کفار پر تند و تیز ہواؤں کا طوفان بھیج دیا جس نے ان کے خیمے اکھاڑ دیئے، ہانڈیاں اُلٹ دیں اور کوئی چیز اپنی جگہ پر قائم نہ رہ سکی۔ اس کے ساتھ ہی اللہ سُبحانہٗ وَتَعالٰی نے فرشتوں کا لشکر بھیج دیا جس نے انہیں ہلا ڈالا اور ان کے دلوں میں رُعب اور خوف ڈال دیا۔

کفار کی عبرت ناک شکست

کفار کی آپس کی پھوٹ اور تقریباً تین ہفتوں کے طویل محاصرہ نے ان کے حوصلے پست کر دیئے۔ موسم کی سختی، تیز آندھی اور طوفان نے ان کا برا حال کر دیا۔ ابوسفیان نے فوج سے کہا کہ اشیاء خورد و نوش اور دیگر ضروری سامان ختم ہو چکا ہے، موسم کی صورتحال ابتر ہے، یہود نے ساتھ چھوڑ دیا، اب محاصرہ بے کار ہے۔ یہ کہہ کر ابوسفیان نے تمام فوج کو واپسی کی اطلاع دینے کا حکم دیا اس طرح کفار کے لشکر واپس چل دیئے۔ قبیلہ غطفان کے لوگ بھی ان کے ساتھ ہی روانہ ہوگئے۔ جب صبح ہوئی تو میدان صاف تھا۔ کفار کچھ حاصل کیئے بغیر ناکام واپس لَوٹ چکے تھے۔ کفار نے اِس مہم کے لئے جتنی سفارتی کوششیں کیں، سفر کیئے، مال خرچ کیا اور مشقت اُٹھائی، سب کچھ برباد ہو گیا۔ نتیجہ کے طور پر یہ ان کے لئے ایک بہت بڑی شکست تھی۔

حضرت حذیفہ بن یمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی جاں نثاری اور خفیہ اطلاع

جب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کو غزوۂ احزاب میں دشمن کے لشکر کی باہمی ٹوٹ پھوٹ کی خبر ملی تو اسی سرد رات میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت حذیفہ بن یمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو کفار کے لشکر کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ حالانکہ اس وقت ان کے پاس گرم لباس نہ ہونے کی وجہ ان کو سردی لگ رہی تھی۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی دعا سے سردی کی کیفیت کم ہوگئی اور حضرت حذیفہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ خفیہ طریقہ سے کفار کے لشکر میں پہنچ گئے۔ وہاں پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ تیز آندھی چل رہی ہے اور کافر بہت پریشان ہیں۔ انہیں کسی طرح کوئی قرار حاصل نہیں ہے۔ نہ ان کی آگ روشن ہے، نہ ان کا کوئی خیمہ اپنی جگہ سلامت ہے۔ ہانڈیاں چولہوں پر سے اُلٹ کر گر رہی ہیں۔ کفار واپسی کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ حضرت حذیفہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں واپس آکر کفار کے ان احوال کی خبر دی۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کفار کی واپسی کا یہ حال سن کر خوشی سے مسکرا دیئے اور اللہ سُبحانہٗ وَتَعالٰی کا شکر ادا فرمایا۔

مسلمانوں کی عظیم فتح

جب صبح ہوئی تو مسلمانوں نے دیکھا کہ میدان خالی تھا اور سارے کفار واپس جا چکے تھے۔ یہ مسلمانوں کی بہت بڑی فتح تھی کیونکہ کفار نے ایک بہت بڑی طاقت اور فوج کے ساتھ مدینہ طیّبہ پر حملہ کیا تھا جسے مسلمانوں نے اللہ سُبحانہٗ وَتَعالٰی کی مدد سے پسپا کر دیا تھا۔

جنگ کا نتیجہ

اس جنگ کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کو فتح اور کفار کو شکست ہوئی۔ اس میں مسلمانوں کے چھ افراد شہید ہوئے جبکہ کفار کے آٹھ سے زیادہ آدمی ہلاک ہوئے۔ یہ اسلامی تاریخ کی ایک فیصلہ کن جنگ تھی۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں کفار کے حوصلے ٹوٹ گئے اور یہ واضح ہو گیا کہ عرب کی کوئی بھی قوت مسلمانوں کی اس جماعت کو، جو مدینہ طیّبہ میں حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی زیرِ تربیت نشو و نما پا رہی تھی، ختم نہیں کر سکتی۔ چونکہ غزوۂ احزاب والے لشکر سے بڑی طاقت فراہم کرنا عربوں کے بس کی بات نہیں تھی اس لئے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے احزاب کی واپسی کے بعد فرمایا: ”اب حملہ ہماری طرف سے ہو گا

وہ ہم پر چڑھائی نہیں کر سکیں گے۔" (صحیح بخاری) یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ اہل مکہ پھر کبھی مدینہ منورہ پر لشکر کشی نہ کر سکے۔

غزوۂ احزاب کے نتائج و اثرات

غزوۂ احزاب سے بڑے اچھے نتائج حاصل ہوئے اور اس کے بہت دور رَس اثرات مرتب ہوئے جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ غزوۂ احزاب میں مسلمانوں کو ایسی عظیم فتح اور کفار کو ایسی عبرت ناک شکست ہوئی کہ کفار کا اتنی بڑی قوت کے ساتھ مدینہ طیّبہ پر دوبارہ حملہ آور ہونے کا امکان باقی نہ رہا۔

۲۔ حالات مسلمانوں کے حق میں خوشگوار ہو گئے۔ اب وہ دفاع کرتے رہنے کے بجائے اقدامی قوت بن گئے۔

۳۔ یہود بنی قریظہ کا معاملہ بھی اس جنگ میں کھل کر سامنے آ گیا۔ جو کینہ، بغض اور دشمنی وہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے بارے میں اپنے دلوں میں چھپائے بیٹھے تھے۔ اس سب کا واضح اظہار ہو گیا تھا۔

۴۔ ان سنگین حالات میں یہود کی غداری کے باعث مسلمانوں کو ان آستین کے سانپوں سے نپٹنے کا موقع مل گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ غزوۂ بنی قریظہ میں مدینہ منورہ سے ان کا صفایا ہو گیا۔

۵۔ غزوۂ احزاب سے مسلمانوں کے ایمان و عزم کی صداقت نمایاں ہو گئی اور منافقین کا نفاق کھل کر سامنے آ گیا۔

۶۔ غزوۂ احزاب میں رسول اللہ ﷺ سے ایسے معجزات ظہور پذیر ہوئے جن کے باعث ضدی اور متعصب لوگوں پر حق واضح ہو گیا اور ان کے اسلام قبول کرنے میں جو رکاوٹیں حائل تھیں وہ دور ہونے لگیں اور اہل ایمان کے نہ صرف حوصلے بلند ہو گئے بلکہ وہ مزید اطمینانِ قلب کے ساتھ اسلام پر کاربند ہونے میں پختہ ہو گئے۔

۷۔ مشرکین، کفار اور یہود کے ظاہری اتحاد کا پول کھل گیا۔ ایسے واقعات رونما ہوئے جن سے یہ واضح ہو گیا کہ یہ لوگ اتحاد و اتفاق کے ہزار دعوے کریں مگر درحقیقت یہ اپنے ذاتی مفادات ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔

غزوۂ احزاب سے حاصل ہونے والی چند ہدایات و اسباق

غزوۂ احزاب ایک بہت اہم جنگ ہے۔ اس سے ہمیں درج ذیل ہدایات اور اسباق حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ حق پر صبر و استقامت اور ثابت قدمی کامیابی کی شرط ہے۔ اس کے بغیر منزل پانے کی امید نہیں کی جا سکتی۔ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صبر و استقامت سے یہ درس ملتا ہے کہ حالات جیسے بھی ہوں جنگی محاذ پر ڈٹے رہنا چاہیے۔

۲۔ اجتماعی و خیر خواہی کے کاموں میں حکمران اور رعایا سب برابر ہیں اور کسی کو کوئی ترجیح حاصل نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے خندق کی کھدائی اور دیگر کاموں میں بنفسِ نفیس اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ شانہ بشانہ شرکت فرما کر اس بات کا اعلیٰ ترین نمونہ قائم فرما دیا۔

۳۔ مسلمان جب حق پر قائم رہتے ہیں اور صبر و استقامت اختیار کرتے ہیں، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ان کی غیبی امداد کی جاتی ہے جیسا کہ غزوۂ احزاب میں مسلمانوں کی مدد تیز آندھی اور فرشتوں سے کی گئی۔

۴۔ مسلمانوں کو اپنے دشمن کے مقابلہ کے لئے موقع کے مطابق بہتر اور موزوں تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔ جیسا کہ مسلمانوں نے اس غزوہ میں خندق کھود کر کفار کو حیران و پریشان کر دیا۔

۵۔ جنگ کے دوران مسلمان مناسب حکمت عملی کے تحت دوسری قوموں کی جنگی تدبیریں اور طریقے اختیار کر سکتے ہیں، جیسا کہ خندق کھودنا اہل فارس (ایران) کا طریقہ تھا لیکن حضور ﷺ نے اس جنگ میں اسے اختیار فرمایا۔

۶۔ دشمن کو کمزور کرنے، منتشر کرنے اور ان کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لئے جنگی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں جیسا کہ حضرت نُعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احزاب میں ایک خاص تدبیر سے کفار کے مختلف گروہوں کے درمیان پھوٹ پیدا کر دی جس سے وہ کمزور ہو گئے نیز دشمن کی ایسی چالوں پر بھی کڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہے کہ کہیں ان کی ایسی چالوں کا مسلمان لشکر بھی شکار نہ ہو جائے۔

۷۔ دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھنا اور حالات سے واقف ہونا بہت ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ پہلے سے ہی احزاب کی نقل و حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھے جس کی بدولت آپ ﷺ نے بروقت جنگ کی تیاری فرمائی۔

۸۔ دشمن کے حالات وواقعات خفیہ طریقہ اور حکمت عملی سے معلوم کیئے جاسکتے ہیں البتہ اس میں رازداری کا بھی بہت لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس غزوہ میں دشمنوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو خفیہ طور پر جنگی منصوبہ پر بھیجا اور انہوں نے کمال حکمتِ عملی اور انتہائی رازداری کے ساتھ یہ کام سر انجام دیا۔

اہم نکات



سبق: ۲۰

سُورَۃُ الْاَحْزَاب

سورۃ الاحزاب ۳۳ رکوع: ۱ تا ۳ (آیات: ۱ تا ۲۷)

رکوع: ۱ تا ۳ کے اہم مضامین

۱۔ عہدِ جاہلیت کی بعض غلط رسومات کی اصلاح
۲۔ منہ بولے بیٹے کے بارے میں احکام
۳۔ حضور نبی کریم ﷺ کا مومنین کے لئے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہونا
۴۔ منافقین کے طرز عمل پر گرفت
۵۔ مخلص اہل ایمان کی تعریف
۶۔ غزوۂ بنی قُریظہ کا تذکرہ
۷۔ غزوۂ احزاب کے احوال کا بیان

رکوع: ۱ تا ۳ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱ تا ۸)

امت مسلمہ کی رہنمائی کے لئے نبی کریم ﷺ سے خطاب فرما کر چند ہدایات عطا کی گئی ہیں۔ فرمایا گیا کہ آپ ﷺ حسبِ سابق اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرتے رہیئے اور کافروں اور منافقین کی بات نہ مانیئے۔ اس کے ساتھ وحی الٰہی کی اتباع اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر توکل کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ عہد جاہلیت کی بعض غلط رسومات کی اصلاح کی گئی ہے مثلاً اہل عرب میں یہ رسم تھی کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو ماں کی پیٹھ کے مشابہ قرار دیتا تو یہ کہنے کے بعد وہ بیوی کو ماں کی طرح حرام سمجھتا تھا اس کو اصطلاح میں "ظِہَار" کہتے ہیں۔ اسی طرح جب کوئی کسی کو منہ بولا بیٹا بنالیتا تو اسے اپنا سگا بیٹا ہی سمجھ لیتا تھا اور اس پر میراث اور دیگر معاملات میں سگے بیٹے جیسے ہی احکام جاری کرتا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جس طرح ایک انسان کے سینے میں دو دل نہیں ہوسکتے اسی طرح انسان کی نہ دو مائیں ہوسکتی ہیں اور نہ ہی دو قسم کے بیٹے ہوسکتے ہیں کہ ایک انسان کی اپنی صلب سے پیدا ہو اور دوسرا زبانی اعلان سے بیٹا بن جائے۔ یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ منہ بولے بیٹے کو اس کے اصل والد کی طرف منسوب کیا جائے۔ والد کا علم نہ ہونے کی صورت میں اسے دینی بھائی قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے اہل ایمان کے تعلق کو واضح کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ مومنوں کے لئے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ کا مقام بیان ہوا ہے کہ وہ اہل ایمان کے لئے ماں ہونے کا مقدس درجہ رکھتی ہیں۔ وراثت کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بنیادی اصول مقرر فرمایا ہے کہ وراثت کے اصل حقدار قرابت دار اور رشتہ دار ہی ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام سے لیئے گئے ایک عہد کی حکمت یہ بیان ہوئی ہے کہ لوگوں تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچ جائے، تاکہ ان پر حجت تمام ہوجائے اور پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کے دن ان سے پوچھ گچھ کرے کہ انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت میں کس قدر سچائی سے کام لیا۔

رکوع: ۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی ﷺ

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے جبکہ آپ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میری جان کے علاوہ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: "نہیں نہیں، مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا) جب تک میری ذات تمہیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو۔" حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! اب آپ ﷺ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے عمر! اب (تمہارا ایمان مکمل ہوا ہے)۔" (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی؟ نبی اکرم ﷺ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے، پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟" اس آدمی نے عرض کیا: میں موجود ہوں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے لئے تم نے کیا تیاری کر رکھی ہے؟" اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے کوئی زیادہ نماز و روزہ (نوافل وغیرہ) اکٹھا نہیں کیا ہے مگر یہ بات ہے کہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی (روزِ قیامت) اس کے ساتھ ہو گا جس سے محبت کرتا ہے، اور تم بھی اسی کے ساتھ ہو گے جس سے محبت کرتے ہو۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اسلام لانے کے بعد میں نے مسلمانوں کو اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا آپ ﷺ کے اس فرمان سے وہ سب خوش نظر آ رہے تھے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، مسند احمد)

۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی اپنے اصل والد کے سوا کسی اور کو اپنا والد بنائے اور وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا والد نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہو جائے گی۔" (صحیح بخاری)

۵۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے بڑے بہتانوں میں سے یہ بات ہے کہ آدمی اپنی نسبت اپنے والد کے غیر کی طرف کرے، یا اپنی آنکھوں کو وہ دکھائے جو انہوں نے نہیں دیکھا (یعنی جھوٹے خواب سنائے اور) رسول اللہ (ﷺ) کی طرف وہ بات منسوب کرے جو انہوں نے ارشاد نہیں فرمائی۔" (صحیح بخاری)

رکوع ۲: (آیات: ۹ تا ۲۰)

غزوۂ احزاب پر تبصرہ فرمایا گیا ہے۔ اس موقع پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مسلمانوں پر جو احسانات فرمائے، ان کی یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مسلمانوں کی غیبی مدد فرمائی، کافروں پر سخت آندھی اور فرشتوں کی فوجیں بھیجیں۔ اس جنگ کے ہولناک منظر کی تصویر کشی کی گئی ہے کہ کفار مختلف قبائل کی مشترکہ اور بہت بڑی فوج لے کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے جس کے نتیجہ میں انتہائی خوف اور دہشت کی کیفیت طاری ہو گئی۔ یہ مسلمانوں کے لئے بہت بڑا امتحان تھا۔ منافقین کا طرزِ عمل اس موقع پر کھل کر سامنے آ گیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) نے (معاذ اللہ) جھوٹا وعدہ کیا تھا۔ منافقین نے گھروں کے غیر محفوظ ہونے کے بہانے بنائے اور راہِ فرار اختیار کی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ ان کے گھر تو محفوظ تھے۔ دراصل وہ جھوٹے بہانے بنا کر میدانِ جہاد سے بھاگنا چاہتے تھے۔ ان کی حالت یہ ہے کہ اگر کافر ان منافقین کو مسلمانوں کے خلاف لڑنے کی دعوت دیتے تو یہ فوراً ان کی بات مان کر مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لئے تیار ہو جاتے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے عہد کر چکے تھے کہ وہ باطل کے مقابلہ میں ثابت قدم رہیں گے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے طرزِ عمل پر گرفت کی ہے کہ یہ موت سے بھاگنا چاہتے ہیں، حالانکہ موت سے کسی کو بھی چھٹکارا حاصل نہیں ہے۔ ان کا

نفع و نقصان اللہ ﷻ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ ﷻ کے مقابلہ میں ان کا کوئی حامی اور مدد گار نہیں ہو سکتا۔ منافقین کو سخت تنبیہ کی گئی ہے کہ اللہ ﷻ کے علم میں ہے جو انہوں نے دوسرے لوگوں کو جنگ سے روکنے کی کوششیں اور سازشیں کی ہیں۔ ان کی بزدلی کا یہ عالم ہے کہ جب کوئی خطرہ کی بات ہو تو ان پر موت کی غشی طاری ہونے لگتی ہے۔ ان کی حرص کا یہ حال ہے کہ جب خطرہ ٹل جاتا ہے اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہو جاتی ہے تو مالِ غنیمت لینے کی خاطر مسلمانوں سے دلخراش باتیں کرتے ہیں کہ ہمیں مالِ غنیمت میں کیوں نہیں شریک کرتے ہم بھی تو جنگ میں شریک تھے، ہماری وجہ ہی سے تو تمہیں یہ فتح میسر ہوئی ہے۔ یہ لوگ سرے سے ایمان لائے ہی نہیں اور محض زبانی اقرار کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے ان کے تمام اعمال رائیگاں ہیں اور ان کا کوئی اجر وثواب نہیں۔ یہ اتنے ڈرپوک اور بزدل ہیں کہ کفار کی فوجیں ناکام ہو کر واپس جا چکی ہیں، مگر یہ دہشت کے مارے اب بھی یہی گمان کیئے ہوئے ہیں کہ وہ فوجیں واپس نہیں گئیں اور یہ منافقین کسی صورت بھی کفار کی فوجوں کا سامنا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

رکوع: ۲ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی ﷺ

۱۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوتے تو یہ پڑھتے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔

"اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے اور وہی تمام تعریفوں کا حقدار ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! کوئی نہیں روک سکتا اس چیز کو جو تو دے اور کوئی نہیں دے سکتا اس کو جسے تو روک لے اور نہ کسی مرتبہ والے کو تیرے سامنے اس کا مرتبہ نفع دے سکتا ہے۔" (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں (سواری پر) رسول کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے بچے! میں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں۔ اللہ ﷻ کو یاد رکھنا وہ تمہیں یاد رکھے گا، جب تم اللہ ﷻ کو یاد کرو گے تو اسے اپنے سامنے پاؤ گے، جب سوال کرو تو اللہ ﷻ ہی سے سوال کرو، جب مدد طلب کرو تو اللہ ﷻ سے مدد طلب کرو اور یقین رکھو کہ اگر پوری مخلوق تمہیں کچھ نفع دینے کے لئے جمع ہو جائے تو وہ اتنا ہی نفع دے سکتی ہے جتنا اللہ ﷻ نے تمہارے لئے لکھ رکھا ہے اور اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانے پر تُل جائے تو تمہیں اتنا ہی نقصان پہنچا سکے گی جتنا تمہارے حق میں لکھا گیا ہے، قلم اٹھا لیئے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔" (جامع ترمذی)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو خیانت کرتا ہے۔" (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بے شک مدینہ پاک صاف ہے، یہ خباثت کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے آگ چاندی کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔" (صحیح بخاری)

رکوع: ۳ (آیات: ۲۱ تا ۲۷)

رسول اللہ ﷺ کی ذات کو مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ یعنی بہترین نمونہ قرار دیا گیا ہے۔ غزوۂ احزاب کے موقع پر منافقین کے برعکس مخلص اہل ایمان کے احوال کا تذکرہ ہے۔ جب اہل ایمان نے کفار کے لشکر دیکھے تو پکار اٹھے کہ ہم سے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ نے سچا وعدہ فرمایا تھا۔ اس وقت انہوں نے استقامت اختیار کی اور حق پر ڈٹے رہے۔ اللہ ﷻ نے مخلص اہل ایمان کی تعریف فرمائی ہے کہ انہوں نے اللہ ﷻ سے کیئے ہوئے

عہد کو نبھایا ہے۔ ان میں سے بعض جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں اور بعض یہ سعادت حاصل کرنے کے لئے بے چین ہیں۔ یہ غزوہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان تھا تا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سچے اور مخلص مسلمانوں کو ان کے اخلاص کی جزا دے اور منافقین کو ان کے جھوٹ کی سزا دے یا پھر انہیں معاف فرمائے اور توبہ کی توفیق دے۔ اس غزوہ میں کفار کے لشکر مایوسی اور حسرت کے ساتھ ناکام واپس لوٹ گئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قوت اور طاقت کا بیان ہے کہ غلبہ اور کامیابی صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد ونصرت سے ہے جیسا کہ اس غزوہ میں مسلمانوں کو صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد سے ہی کامیابی حاصل ہوئی۔ اس غزوہ میں یہود کے قبیلہ بنو قریظہ نے میثاقِ مدینہ کو توڑ کر کفار کے لشکروں سے گٹھ جوڑ کرنے کی کوشش کی۔ لہٰذا مسلمانوں نے بنو قریظہ کا بھی محاصرہ کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اِن یہودیوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا جس کے نتیجہ میں ان کو بھی شکست ہوئی۔ ان کے کئی لوگ قیدی بنے اور کئی لوگ قتل ہوئے۔ ان کی تمام املاک غنیمت کے طور پر مسلمانوں کو مل گئیں۔

رکوع ۳:۳ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ غزوۂ احزاب کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تمام مسلمان عصر کی نماز بنو قریظہ تک پہنچنے کے بعد ہی ادا کریں۔ چنانچہ بعض لوگوں کے راستہ میں ہی عصر کا وقت آ گیا۔ ان میں سے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم راستہ میں نماز نہیں پڑھیں گے۔ (کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو قریظہ میں نمازِ عصر پڑھنے کے لئے فرمایا ہے) اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم نماز پڑھیں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا مدعا اور مطلب یہ نہیں تھا۔ (بلکہ جلدی جانا مقصد تھا) بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی پر ناراضگی نہیں فرمائی۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے بیٹے! اگر تم سے ہو سکے کہ صبح وشام تم اس طرح گزارو کہ تمہارے دل میں کسی کے لئے بھی کھوٹ (بغض، حسد، کینہ وغیرہ) نہ ہو تو ایسا کر لیا کرو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بیٹے! ایسا کرنا میری سنت (اور میرا طریقہ) ہے اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں رہے گا۔" (جامع ترمذی)

۳۔ حضرت عرباض بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بے شک تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، چنانچہ ان حالات میں میری سنت اور میرے خلفاء (رضی اللہ عنہم)، جو اصحابِ رشد وہدایت ہیں، کی سنت اپنائے رکھنا، میری اور میرے خلفاءِ راشدین (رضی اللہ عنہم) کی سنت کے ساتھ خوب مضبوطی سے چمٹے رہنا۔ بلکہ داڑھوں سے پکڑے رہنا۔" (یعنی اس پر خوب کاربند رہنا اسے کسی حال میں نہ چھوڑنا)۔ (سنن ابی داود)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَعَزَّ جُنْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهٗ

"اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ تنہا ہے۔ اس نے اپنے لشکر کو غالب کیا اور اپنے بندے (حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد فرمائی۔ اس اکیلے نے کافروں کے لشکر کو مغلوب کیا۔ (وہ باقی ہے) پس اس کے بعد کچھ بھی نہیں۔" (صحیح بخاری)

۵۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ احزاب کے موقع پر مشرکین کے بارے میں یہ دعائے ضرر فرمائی:

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيْعَ الْحِسَابِ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ

"اے اللہ! کتاب کو نازل فرمانے والے، جلد حساب لینے والے، اے اللہ! جماعتوں کو شکست دے، اے اللہ! انہیں شکست دے اور ان کے پاؤں ڈگمگا دے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ

اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اللہ سے (حسبِ سابق) ڈرتے رہیں اور کافروں اور منافقوں کی بات (کبھی) نہ مانیں

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ۝۱ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ

بے شک اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ کی طرف وحی کیا جارہا ہے اس کی پیروی کیجیے

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ۝۲ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ

بے شک (اے لوگو!) اللہ اُس سے خوب باخبر ہے جو عمل تم کرتے ہو۔ اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھیے

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۳ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ

اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔ اللہ نے کسی آدمی کے لئے اُس کے سینے میں دو دل نہیں بنائے

وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ

اور (ایمان والو!) اس نے تمہاری بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری (حقیقی) مائیں نہیں بنایا

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ

اور تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے (حقیقی) بیٹے نہیں بنایا یہ سب تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں اور اللہ حق بات فرماتا ہے

وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝۴ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ

اور وہی (سیدھا) راستہ دکھاتا ہے۔ تم ان (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے باپ (کے ہی نام) سے پکارا کرو یہ (طریقہ) اللہ کے نزدیک پورے انصاف کی بات ہے

فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ

پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو (وہ) تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں اور اس بات میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے جو تم نے غلطی سے کہی

وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵

لیکن (اُس پر گناہ ہوگا) جس کا ارادہ تمہارے دلوں نے جان بوجھ کر کیا ہو اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ

نبی (کریم ﷺ) اہل ایمان کی جانوں پر خود ان سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور آپ کی ازواجِ (مطہرات) اُن کی مائیں ہیں

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

اور (قریبی) رشتہ دار اللہ کی کتاب میں (میراث کے لحاظ سے) ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں دوسرے مومنین اور مہاجرین کی نسبت

اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ

مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر (وصیت کرکے) احسان کرنا چاہو یہ حکم کتاب (الٰہی) میں لکھا ہوا ہے۔ اور (یاد کیجیے) جب ہم نے نبیوں سے پختہ عہد لیا

وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۷

اور (خصوصاً) آپ (ﷺ) سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابنِ مریم (علیہم السلام) سے اور ہم نے اُن سے پختہ عہد لیا۔

لِّيَسْــَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۸ ع ۱ ۸

تاکہ اللہ سچوں سے اُن کے سچ کے بارے میں پوچھے اور اُس نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا

اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو جب تم پر (کفار کے) لشکر چڑھ آئے پھر ہم نے (تمہاری مدد کے لئے) ان پر (تیز) آندھی بھیجی

وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝۹ ۚ

اور (فرشتوں کے) لشکر (بھیجے) جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور جو تم کر رہے تھے اللہ اُسے خوب دیکھنے والا تھا۔

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ

جب وہ (کافر) تمہارے اوپر اور تمہارے نیچے سے تم پر چڑھ آئے اور جب (دہشت سے) آنکھیں پتھرا گئیں اور دل (کلیجے) منہ کو آ گئے

وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝۱۰ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ

اور تم اللہ کے متعلق (خوف اور امید میں) طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اس موقع پر مومن خوب آزمائے گئے

وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝۱۱ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

اور وہ پوری شدت سے ہلا دیئے گئے۔ اور جب کہا منافقین اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں (شک کی) بیماری تھی

مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۱۲ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ

کہ اللہ اور اُس کے رسول نے ہم سے صرف دھوکہ اور فریب کے لئے (فتح کا) وعدہ کیا تھا۔ اور جب ان ہی میں سے ایک گروہ نے کہا

يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ

اے یثرب والو! تمہارے لئے یہاں ٹھہرنے کا کوئی موقع نہیں (جان عزیز ہے) تو واپس (اپنے گھروں کو) چلے جاؤ

وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ

اور ان میں سے ایک گروہ نبی(ﷺ) سے (واپس جانے کی) اجازت مانگ رہا تھا یہ کہتے ہوئے کہ بے شک ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں

وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴿١٣﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا

حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں تھے وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے۔ اور اگر اُن پر اُس (مدینہ) کے اطراف سے (کفار کے لشکر) گھس آتے

ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ﴿١٤﴾

پھر اُن سے فتنہ (انگیزی) میں پڑنے کا کہا جاتا تو یقیناً وہ ایسا کر گزرتے اور اس میں صرف تھوڑی ہی دیر کرتے۔

وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللَّهَ مِن قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا ﴿١٥﴾

اور یقیناً اُنہوں نے اس سے پہلے ضرور اللہ سے عہد کر رکھا تھا کہ وہ پیٹھ نہیں پھیریں گے اور اللہ سے کیئے ہوئے عہد کے متعلق باز پُرس ہو کر رہے گی۔

قُل لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ

آپ(ﷺ) فرما دیجیے تمہیں بھاگنا ہرگز کوئی فائدہ نہ دے گا اگر تم موت سے یا قتل ہونے سے بھاگو

وَإِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٦﴾ قُلْ مَن ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُم مِّنَ اللَّهِ

اور اِس صورت میں تم (زندگی کا) تھوڑی سی مدت کے سوا کچھ فائدہ نہ اٹھا سکو گے۔ آپ(ﷺ) فرما دیجیے کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچا سکے

إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ

اگر وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے یا تمہیں رحمت پہنچانا چاہے (تو کون روک سکتا ہے)

وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿١٧﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ

اور وہ لوگ اپنے لئے اللہ کو چھوڑ کر نہ کوئی حمایتی پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔ یقیناً اللہ تم میں سے (جہاد سے) روکنے والوں کو جانتا ہے

وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٨﴾

اور (انہیں بھی) جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہماری طرف آجاؤ اور وہ جنگ میں شرکت نہیں کرتے مگر بہت ہی کم

أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ

(منافقین) تمہارے بارے میں سخت بخیل ہیں تو جب خوف کا وقت آتا ہے تو آپ اُنہیں دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں

تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ

اُنکی آنکھیں اس شخص کی طرح پھرتی ہیں جس پر موت کی غشی طاری ہو رہی ہو تو جب خوف ٹل جاتا ہے تو تمہیں تیز زبانوں سے طعنے دیتے ہیں

أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ

مال (غنیمت) پر بڑے حریص ہیں یہ لوگ (درحقیقت) ایمان نہیں لائے پس اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا ۝١٩ يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا ۚ

اور یہ (بات) اللہ کے لئے (بہت) آسان ہے۔ وہ (دشمن کے بھاگ جانے کے بعد بھی) سمجھ رہے ہیں کہ (کافروں کے) لشکر ابھی نہیں گئے

وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُمْ بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَائِكُمْ ۖ

اور اگر وہ لشکر (دوبارہ) آجائیں تو یہ چاہیں گے کہ کاش وہ دیہاتوں میں جا کر رہیں (اور وہیں بیٹھے) تمہاری خبریں پوچھتے رہیں

وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ۝٢٠ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ع ۲

اور اگر وہ تمہارے درمیان موجود ہوتے تو وہ قتال نہ کرتے مگر برائے نام۔ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول (ﷺ کی ذاتِ مبارکہ) میں بہترین نمونہ ہے

لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا ۝٢١ وَلَمَّا رَأَ الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ ۙ

اُس کے لئے جو اللہ (سے ملاقات) اور یومِ آخرت کی اُمید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔ اور جب مومنوں نے (کفار کے) لشکر دیکھے

قَالُوا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ ۚ

(تو) کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا اور اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) نے سچ فرمایا

وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝٢٢ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ

اور اِس (صورتِ حال) سے اُن کے ایمان اور اطاعت گزاری میں اضافہ ہی ہوا۔ مومنوں میں سے کچھ (جواں) مرد ایسے ہیں

صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهُ

جنہوں نے وہ بات سچ کر دکھائی جس پر اُنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا تو اُن میں سے کوئی (شہید ہو کر) اپنی نذر پوری کر چکا ہے

وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝٢٣ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِينَ بِصِدْقِهِمْ

اور اُن میں سے کوئی (اس کا) انتظار کر رہا ہے اور اُنہوں نے (اپنے عہد کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔ تاکہ اللہ سچوں کو اُن کی سچائی کا بدلہ دے

وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝٢٤

اور اگر چاہے تو منافقوں کو عذاب دے یا اُن کی توبہ قبول فرما لے بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ۚ

اور اللہ نے کفر کرنے والوں کو اس حال میں پھیر دیا کہ وہ غصہ میں (جل رہے) تھے وہ کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ۝٢٥

اور قتال میں اللہ (خود) مومنوں کے لئے کافی ہوگیا اور اللہ بہت قوت والا بہت غالب ہے۔

وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ

اور اہلِ کتاب میں سے جنہوں نے (دشمنوں کی) مدد کی تھی اللہ نے انہیں اُن کے قلعوں سے اتار دیا اور اُن کے دلوں میں (مسلمانوں کا ایسا) رُعب ڈال دیا

فَرِيْقًا	تَقْتُلُوْنَ	وَ تَاْسِرُوْنَ	فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾	وَ اَوْرَثَكُمْ	اَرْضَهُمْ	وَ دِيَارَهُمْ

کہ ایک گروہ کو تم قتل کرنے لگے اور ایک گروہ کو تم نے قیدی بنالیا۔ اور (اللہ نے) تمہیں وارث بنایا اُن کی زمین کا اوراُن کے گھروں کا

ع ۳ ۷

وَ اَمْوَالَهُمْ	وَ اَرْضًا	لَّمْ	تَطَئُوْهَا	وَ كَانَ	اللّٰهُ	عَلٰى	كُلِّ	شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾

اور اُن کے مالوں کا اور اُس زمین کا بھی، جس پر تم نے قدم نہیں رکھا اور اللہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ احکامِ وحی کی تعمیل اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد کے حصول کے لئے بہت مؤثر ذرائع ہیں۔ (سورۃ الاحزاب، آیات: ۲،۳)

۲۔ کسی شخص کا اپنی بیوی کو ماں کی پیٹھ سے تشبیہ دینے سے حرمت کے لحاظ سے بیوی حقیقی ماں کی طرح ہمیشہ کے لئے حرام نہیں ہوجاتی البتہ اس تشبیہ سے عارضی حرمت پیدا ہوجاتی ہے اسے شریعت میں ظِہار کہتے ہیں۔ لہٰذا ایسی تشبیہات سے اجتناب کرنا چاہیئے (کیونکہ اس کے ازالہ اور سدباب کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سخت کفارہ عائد کیا ہے جسے ادا کرنے سے ہی یہ حرمت ختم ہوتی ہے)۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۴)

۳۔ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہے، اس لئے اس کی نسبت اس کے سرپرست کی طرف نہ کی جائے بلکہ اس کے حقیقی اور اصل والد ہی کی طرف نسبت کرنا لازم ہے۔ اس کے والد کا علم نہ ہونے کی صورت میں اسے دینی بھائی قرار دیا جائے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۵)

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلِ ایمان سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب اوران کی جانوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق تصرف اور اختیار رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُنَّ کی شان میں یہ بھی ہے کہ وہ اہل ایمان کے لئے ماں ہونے کا تقدس رکھتی ہیں لہٰذا ہر مومن پر لازم ہے کہ ان کا اسی طرح احترام کریں جیسے اپنی حقیقی ماں کا احترام کرتا ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۶)

۵۔ اسلامی قانون کے مطابق وراثت کے اصل حق دار رحمی (خونی) رشتہ دار ہی ہیں کیونکہ اسلام کا قانونِ وراثت رحم اور خون کے رشتہ کو وراثت کے لئے بنیاد قرار دیتا ہے۔ البتہ دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ بھلائی کی دوسری مناسب صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں مثلاً ان کے حق میں ترکہ کے ایک تہائی حصہ کی حد تک وصیت کرنا جائز ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۶)

۶۔ بعض اوقات اللہ سبحانہ وتعالیٰ مسلمانوں کو سخت آزمائش میں ڈال کر ان کا امتحان لیتا ہے کہ کون اپنے ایمان میں مخلص اور کون نفاق کی بیماری میں مبتلا ہے؟ غزوۂ احزاب میں یہ فرق واضح ہوگیا جس کے نتیجہ میں سچے مسلمان ثابت قدم رہے اور منافقین کا نفاق کھل کر سامنے آگیا۔ (سورۃ الاحزاب، آیات: ۱۱،۱۲)

۷۔ موت یا قتل ہو جانے کے اندیشہ سے جنگ سے فرار اختیار کرنا بالکل بے فائدہ ہے کیونکہ زندگی اور موت، نفع اور نقصان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے موت کا فیصلہ آجائے تو کوئی بچانے والا نہیں ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیات: ۱۶،۱۷)

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے فتح کے وعدوں کو جھوٹا کہنا، حق و باطل کے معرکہ سے فرار کے لئے جھوٹے بہانے بنانا، ایمانی اعتبار سے کمزور ہونا، عہد شکنی کرنا، موت سے خوفزدہ رہنا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ سے روکنا، بخل کرنا، بزدلی دکھانا، طعنہ دینا اور جنگ سے دوری اختیار کرنا منافقین کے دس بُرے کرتوت ہیں۔ (سورۃ الاحزاب، آیات: ۱۲ تا ۲۰)

۹۔ رسول اللہ ﷺ اپنے تمام اقوال، افعال اور احوال کے لحاظ سے زندگی کے انفرادی اور اجتماعی تمام گوشوں کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔ اہل ایمان کو چاہیئے کہ وہ تمام معاملات میں آپ ﷺ کی حیاتِ طیّبہ کو سامنے رکھیں اور اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۲۱)

۱۰۔ جن دلوں میں اللہ ﷻ سے ملاقات کی امید اور آخرت کا یقین ہوتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع کا سچا جذبہ رکھتے ہیں۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۲۱)

۱۱۔ مشکل حالات میں ثابت قدم رہنے سے سچے اہل ایمان کا جذبۂ ایمان اور شوقِ اطاعت بڑھ جاتا ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۲۲)

۱۲۔ مخلص اہل ایمان اللہ ﷻ سے کیئے ہوئے عہد اور وعدے پورے کرتے ہیں اور اللہ ﷻ کی راہ میں کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔ ان میں سے بعض اللہ ﷻ کی راہ میں شہادت حاصل کر چکے ہیں اور بعض یہ سعادت حاصل کرنے کے انتظار میں ہیں۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۲۳)

۱۳۔ اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد و قتال کا موقع آنے کی ایک حکمت یہ ہے کہ اللہ ﷻ سچے مومنین کو غازی اور شہید کے عظیم مرتبہ پر فائز فرمائے اور منافقین کو عذاب دے یا توبہ کرنے والوں کو معاف فرمادے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۲۴)

۱۴۔ مخلص اہل ایمان معرکۂ حق و باطل میں ثابت قدم رہیں تو نصرتِ الٰہی ان کے ساتھ ہوتی ہے اور اللہ ﷻ ہی اُن کے لئے اہل باطل کے مقابلہ میں کافی ہو جاتا ہے جیسا کہ غزوۂ احزاب میں کفار کا بڑی تعداد اور تیاری کے باوجود بھاگ جانا عقل سے بعید اور نہایت حیران کن واقعہ تھا، اس لئے فرمایا کہ اللہ ﷻ ہمیشہ سے بے حد قوت والا، سب پر غالب ہے، اس کے لئے یہ کچھ مشکل نہیں۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۲۵)

۱۵۔ اہل باطل کسی ٹھوس بنیاد پر قائم نہیں ہوتے۔ اہلِ حق جب نصرتِ خداوندی کے ساتھ ان سے ٹکراتے ہیں تو اہل باطل کے مال و اسباب اور وسائل ان کے کچھ کام نہیں آتے بلکہ یہ خوف زدہ اور مرعوب ہو کر ہمت ہار جاتے ہیں۔ اللہ ﷻ اپنی قدرت سے ایسے اسباب پیدا فرماتا ہے کہ دشمنانِ اسلام کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں اور وہ اہل ایمان کے لئے فتوحات کے دروازے کھول دیتا ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیات: ۲۶، ۲۷)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

۱۔ سورۃ الاحزاب کا وجہ تسمیہ کیا ہے؟
۲۔ سورۃ الاحزاب کا گزشتہ سورۃ السجدہ سے کیا ربط ہے؟
۳۔ سورۃ الاحزاب میں کون سے تین اہم واقعات بیان ہوئے ہیں؟
۴۔ سورۃ الاحزاب کا مرکزی مضمون کیا بیان کیا گیا ہے؟

سوال ۲ خالی جگہیں پر کریں۔

(۱) اللہ ﷻ نے کسی آدمی کے لئے اُس کے ____________ میں دو ____________ نہیں بنائے۔
(۲) غزوۂ احزاب _____ ہجری میں پیش آیا۔ اس میں کفار کی تعداد تقریباً ________ جبکہ مسلمانوں کی تعداد تقریباً ____________ تھی۔

(۳) غزوۂ احزاب میں منافقین جھوٹے بہانے بناتے کہ ہمارے ــــــــــــــــ کھلے پڑے ہیں حالانکہ وہ ــــــــــــــــ نہیں تھے وہ تو صرف ــــــــــــــــ چاہتے تھے۔

(۴) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ کون ہے جو تمہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بچا سکے اگر وہ تمہیں کوئی ــــــــــــــــ پہنچانا چاہے یا تمہیں ــــــــــــــــ پہنچانا چاہے تو کون روک سکتا ہے۔

(۵) یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مبارکہ میں ــــــــــــــــ ہے اُس کے لئے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ــــــــــــــــ اور ــــــــــــــــ کی اُمید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ــــــــــــــــ کرتا ہو۔

(۶) غزوۂ احزاب میں جب اہل ایمان نے کفار کے لشکر دیکھے تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ہم سے ــــــــــــــــ فرمایا تھا اور ــــــــــــــــ اور ــــــــــــــــ نے سچ فرمایا۔

(۷) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ــــــــــــــــ کرنے والوں کو اس حال میں پھیر دیا کہ وہ ــــــــــــــــ میں (جل رہے) تھے وہ کوئی ــــــــــــــــ حاصل نہ کرسکے اور ــــــــــــــــ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ (خود) مومنوں کے لئے کافی ہوگیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہت ــــــــــــــــ والا بہت غالب ہے۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجیے۔

۱۔ آیات: ۱ تا ۳ میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

۲۔ آیات: ۷ تا ۸ کی روشنی میں یہ بتائیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کن سے عہد لیا تھا؟ نیز اس عہد کی حکمت اور مقصد کیا تھا؟

۳۔ آیات: ۹ تا ۱۱ کی روشنی میں غزوۂ احزاب میں حالات کی شدت اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد و نصرت بیان کریں۔

۴۔ آیات: ۱۲ تا ۲۰ میں غزوۂ احزاب میں منافقین کا کیا طرزِ عمل بیان ہوا ہے؟ نیز اس میں ہمارے لئے کیا سبق ہے؟

۵۔ آیات: ۲۲ تا ۲۴ میں اہل ایمان کا غزوۂ احزاب میں کیا کردار بیان ہوا ہے؟

۶۔ آیات: ۲۶ تا ۲۷ میں کس غزوہ کا تذکرہ ہے؟ اسے مختصر بیان کریں۔

سوال ۴ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے۔

۱۔ ظہار میں بیوی کو ماں سے تشبیہ دینے کے بارے میں کیا بات بیان ہوئی ہے؟

۲۔ منہ بولے بیٹے کے بارے میں کیا حکم بیان ہوا ہے؟

۳۔ منہ بولے بیٹے کی نسبت کس کی طرف کی جائے؟

۴۔ منہ بولے بیٹے کے والد کا علم نہ ہونے کی صورت میں کیا رویہ اختیار کرنے کا ذکر ہے؟

۵۔ ایمان والوں کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیسا تعلق ہے؟

۶۔ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ کا کیا مقام ہے؟

۷۔ وراثت کے اصل حقدار کون ہیں؟

۸۔ کیا دوستوں کو وراثت میں حصہ دیا جا سکتا ہے؟

سوال ۵ حضور اکرم ﷺ کی ذات میں مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ آپ ﷺ کی حیات طیّبہ کی روشنی میں گھر، اخلاق، حقوق العباد، دعوتِ دین اور نفاذِ دین کی جدوجہد کے حوالہ سے تفصیلات بیان کیجیے۔

گھریلو سرگرمی

- سورۃ الاحزاب کی روشنی میں حضور نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ کا مقام و مرتبہ بیان کیجیے اور ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ کے اسمائے گرامی کی ایک فہرست مرتب کیجیے۔ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں اُن کا ادب و احترام تمام مسلمانوں پر لازم ہے۔ ان میں سے کسی ایک زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی اور فضائل و مناقب پر ایک مختصر مضمون تحریر کیجیے۔ نیز آپ ﷺ کی اولادِ پاک کے ناموں کو بھی بالترتیب ذکر کیجیے۔
- سورۃ الاحزاب کی آیت: ۲۱ میں اللہ ﷻ نے مسلمانوں کے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو بہترین اُسوہ قرار دیا ہے۔ اس آیت میں آپ ﷺ کے اُسوہ حسنہ سے فائدہ اٹھانے والوں کے کیا اوصاف بیان فرمائے گئے ہیں؟ نیز رسول اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے چند پہلوؤں مثلاً بہترین تاجر، بہترین والد، بہترین شوہر، بہترین پڑوسی، بہترین استاذ، بہترین مربی، بہترین داعی، بہترین سپہ سالار اور بہترین سربراہِ مملکت ہونے کے حوالہ سے اُسوہ حسنہ میں ہمارے لئے جو نکات ہیں وہ تلاش کر کے تحریر کیجیے۔
- سورۃ الاحزاب میں غزوۂ احزاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک جدول بنا کر غزوۂ احزاب کے حوالہ سے مندرجہ ذیل سوالات کا مختصر جواب تحریر کیجیے:

۱۔ غزوۂ احزاب کس سن ہجری میں پیش آیا؟
۲۔ اس غزوہ کا نام غزوۂ احزاب کیوں رکھا گیا ہے؟ نیز اس غزوہ کا دوسرا نام کیا ہے؟
۳۔ اس غزوہ میں مسلمانوں نے کفار سے مقابلہ کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا؟
۴۔ اس نئے طریقہ دفاع کا مشورہ کس صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو دیا تھا؟
۵۔ اس غزوہ میں شریک مسلمانوں کی تعداد کیا تھی؟
۶۔ اس غزوہ میں شریک کفار کی تعداد کیا تھی؟
۷۔ یہ غزوہ کتنے دن جاری رہا؟
۸۔ اس غزوہ کے دوران یہود کے کس قبیلہ نے مسلمانوں سے عہد شکنی کی تھی؟
۹۔ اس غزوہ میں اللہ ﷻ نے مسلمانوں کی مدد کیسے فرمائی؟

دستخط استاد مع تاریخ:_______________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ:_______________

سبق: ۲۱

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب

سورۃ الاحزاب ۳۳ — رکوع: ۴ تا ۶ (آیات: ۲۸ تا ۵۲)

رکوع: ۴ تا ۶ کے اہم مضامین

۱۔ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ کا مقام اور احکام

۲۔ نبی کریم ﷺ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کا واقعہ

۳۔ عقیدۂ ختمِ نبوت

۴۔ رسول اللہ ﷺ کا شاہد، مبشر، نذیر اور سراجِ منیر ہونا

۵۔ رسالت مآب ﷺ کے لئے نکاح کے بعض احکام

۶۔ رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام کی عظمت

رکوع: ۴ تا ۶ کے اہم مضامین کے چند نکات

رکوع: ۴ (آیات: ۲۸ تا ۳۴)

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ کے لئے بعض احکام بیان ہوئے ہیں۔ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ کو اختیار دیا گیا ہے کہ ایک طرف دنیا کی دولت اور زینت ہے جبکہ دوسری طرف اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ اور آخرت ہے، ان دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لیں۔ پہلی صورت میں رسول اللہ ﷺ انہیں دنیاوی مال و متاع دے کر انہیں اچھی طرح رخصت کر دیں گے جبکہ دوسری صورت میں اللہ ﷻ انہیں بہت بڑی جزا عطا فرمائے گا۔ تمام ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ نے دوسری صورت کو ہی بخوشی قبول فرمایا۔ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ کو واضح فرمایا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کا ان پر خصوصی فضل ہے کہ وہ اللہ ﷻ کے حبیب ﷺ کی زوجیت میں ہیں۔ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ کو دوسری عورتوں کی نسبت خاص امتیازی شان اور بلند مقام حاصل ہے۔ لہٰذا وہ اپنے اس خصوصی مقام کا پاس رکھیں۔ کیونکہ انہیں ساری امت کی عورتوں کے لئے عفت و پاکبازی اور دیگر معاملات میں نمونہ کمال بننا ہے۔ اس لئے انہیں مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ وہ ہر بات میں تقویٰ اور وقار کا خاص خیال رکھیں تاکہ ان کی سیرت و کردار سے پیغمبرانہ تربیت کا حسن نمایاں ہو۔ بالفرض اگر ان سے کوتاہی ہوئی تو انہیں دوہری سزا دی جائے گی البتہ اگر وہ فرماں برداری اور تقویٰ اختیار کریں تو انہیں اجر بھی دوگنا دیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ جتنا قرب ہو، اسے اپنے عمل میں اتنا ہی محتاط ہونا چاہیے۔

البتہ یہ سب ہدایات امت کی تمام عورتوں کے لئے بھی ہیں۔ حکم دیا گیا ہے کہ نامحرم سے گفتگو کی صورت میں لہجہ میں نرمی سے اجتناب کیا جائے، البتہ بات اچھے طریقہ سے ہی کی جائے۔ یہ واضح فرمایا گیا کہ عورت کا اصل مقام گھر ہے۔ گھر اور خاندان کی تعمیر ہی اس کا اہم اور مستقل فریضہ ہے۔ البتہ انہیں ضرورتاً گھر سے باہر جانا ہو تو پردہ کے اہتمام کے ساتھ جاسکتی ہیں۔ دورِ جاہلیت کی طرح زیب و زینت کی نمائش سے منع کیا گیا ہے۔ نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے، اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ ﷻ نے واضح فرما دیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام کو ہر اعتبار سے بالکل پاک صاف رکھنا چاہتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ہر طرح کی آلودگیاں ان سے دور ہوں اور اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہونے کی وجہ سے ان کا کردار روشن، سیرت تاباں اور اعمال پاکیزہ ہوں۔ اس آیت تطہیر میں ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ کے ساتھ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ، سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ آخر میں ازواج

مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُنَّ کو یہ ہدایت ہے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی مثالی شخصیت امت کے لئے بہترین اسوہ ہے اسی طرح ان کو بھی پوری امت مسلمہ کی خواتین کے لئے ایک واضح نمونہ بننا ہے۔ لہٰذا جو کچھ قرآن و سنت میں ان کے لئے ہدایات دی گئی ہیں انہیں اچھی طرح یاد رکھیں اور ان پر عمل کریں تاکہ وہ دوسری عورتوں کے لئے مشعلِ راہ ہوں۔

رکوع:۴ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے گھر والوں نے، جب سے آپ ﷺ مدینہ میں آئے، تین دن پے در پے گندم کا کھانا سیر ہو کر نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ (صحیح بخاری)

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورت پردے کی چیز ہے، وہ جب (بے پردہ، بلا ضرورت) نکلتی ہے تو شیطان اسے گردن اٹھا کر دیکھتا ہے (تاکہ اسے اور دوسروں کو فتنہ میں مبتلا کرے) اور وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس سے زیادہ کبھی قریب نہیں ہوتی جس قدر وہ اپنے گھر کے اندر (رہ کر قریب) ہوتی ہے۔" (طبرانی)

۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہر (وہ) آنکھ (جو کسی نامحرم کی طرف شہوت سے دیکھے وہ) زناکار ہے اور عورت جب خوشبو لگا کر مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ بھی ایسی ہے یعنی وہ بھی زانیہ ہے۔" (اس لئے زانیہ ہے کیوں کہ وہ لوگوں کی نگاہوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا سبب بنی ہے، اس لئے وہ برابر کی شریک ہے۔) (جامع ترمذی)

۴۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں کی سب سے بہتر نماز وہ ہے جو اُن کے گھروں کے اندرونی حصہ میں ہو۔" (مسند احمد)

۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "خبردار! کوئی مرد کسی (نامحرم) عورت سے تنہائی میں نہ ملے کیونکہ (جب بھی کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو) ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔" (جامع ترمذی)

رکوع:۵ (آیات: ۳۵ تا ۴۰)

مسلمان، مومن، فرماں بردار، سچے، صابر، عاجز، صدقہ کرنے والے، روزہ رکھنے والے، پاکدامن اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے۔ ایک یہ اصول عطا کیا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم اور فیصلہ کے بعد کسی مومن مرد اور عورت کے لئے کسی اختیار کی گنجائش نہیں رہتی۔ جو شخص اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرے گا وہ واضح گمراہ ہے۔ اس کے بعد ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا نکاح نبی کریم ﷺ کی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ہوا، لیکن باہمی مزاج میں موافقت نہ ہوئی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دینا چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں روکا اور سمجھایا چنانچہ وہ رک گئے اور نباہ کے لئے مزید کوشاں رہے لیکن بالآخر جب نباہ نہ ہو سکا تو انہوں نے طلاق دیدی تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے حضور اکرم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے حکمت یہ تھی کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح نہ کرنے کی غلط رسم کا خاتمہ کیا جائے جو عربوں میں بہت معروف تھی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے واضح کر دیا کہ نبی کریم ﷺ کے لئے اس کام میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہے۔ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی ایسے غلط رسم و رواج کی اصلاح کرتے رہے ہیں۔ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان ہے کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے احکامات بغیر کسی کمی بیشی کے پہنچاتے ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں

ڈرتے۔ مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے کہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مردوں میں سے کسی کے حقیقی والد نہیں ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے تینوں صاحب زادوں کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا، لہٰذا آپ ﷺ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بھی والد نہیں ہیں اس لئے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مطلقہ بیوی سے آپ ﷺ کے نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آخر میں عقیدۂ ختم نبوت کا بیان ہے کہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔

رکوع: ۵ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی ﷺ

۱۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک آدمی سچ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں بہت سچا لکھ دیا جاتا ہے اور یقیناً جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی (جہنم کی) آگ کی طرف لے جاتی ہے اور ایک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے، حتیٰ کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں بہت بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھ پر اسلام کے احکام بہت زیادہ ہیں مجھے ایسی چیز بتائیے جس کے ساتھ میں چمٹ جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا "تمہاری زبان ہمیشہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر سے تر رہے۔" (جامع ترمذی)

۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک کس بندہ کا درجہ سب سے افضل ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "بکثرت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرنے والے مردوں اور بکثرت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرنے والی عورتوں کا" میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ان کا درجہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں سے بھی زیادہ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر کوئی شخص کفار اور مشرکین سے جہاد کرے حتیٰ کہ وہ زخمی ہو کر خون میں خون ہو جائے، تب بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والوں کا درجہ اس سے زیادہ ہو گا۔" (جامع ترمذی، مسند احمد)

۴۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: "خدا کے نزدیک سب سے افضل عمل ذکرِ خدا ہے لیکن مراد سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ نہیں ہے بلکہ کسی بھی کام کو کرنے سے پہلے یہ دیکھیں کہ جائز ہے اسے بجا لاؤں، ناجائز ہے کہ اسے ترک کروں۔" (بحار الانوار)

۵۔ حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں تیس بڑے جھوٹے پیدا ہوں گے، جن میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہو گا کہ وہ نبی ہے (معاذ اللہ)۔ حالانکہ میں خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔" (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

۶۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔" (مسند احمد)

۷۔ حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں، تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔" (طبرانی)

۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس میں کوئی شک نہیں کہ رسالت و نبوت منقطع ہو چکی ہے، میرے بعد اب نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی رسول۔" (مسند احمد، جامع ترمذی)

۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "مجھ کو چھ باتوں میں دیگر انبیاءِ کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے:
۱۔ مجھے جامع کلمات عطا کیئے گئے ہیں۔ (الفاظ کم اور معانی زیادہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلام مختصر مگر معنی کے لحاظ سے نہایت واضح اور بہت جامع ہوتا ہے اور اس سے مراد کلام اللہ یا خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث مبارکہ ہیں۔)
۲۔ (دشمن پر) رعب کے ساتھ میری نصرت کی گئی ہے۔ (عام حالات میں میرا رعب میرے دشمنوں پر ایک مہینہ کی مسافت کی دوری ہی سے طاری رہتا ہے۔)
۳۔ مالِ غنیمت کو میرے لئے حلال قرار دیا گیا ہے۔
۴۔ میرے لئے ساری زمین (مٹی) پاک کرنے والی اور مسجد (نماز کی جگہ) بنا دی گئی ہے۔
۵۔ میں تمام مخلوقات کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہوں۔
۶۔ میرے اوپر نبوت ختم کر دی گئی ہے۔" (صحیح مسلم)

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "میری اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اس میں ہر طرح کی زینت پیدا کی لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے ہیں اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خَاتَمُ النَّبِيِّيْن ہوں۔" (صحیح بخاری)

رکوع ۶: (آیات: ۴۱ تا ۵۲)

اہلِ ایمان کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کثرت سے ذکر کریں اور صبح و شام اس کی تسبیح میں مشغول رہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان پر رحمتوں کا نزول فرماتا رہتا ہے اور اس کے فرشتے بھی ان کے حق میں دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ آخرت میں ان کا خیر مقدم سَلام سے ہو گا اور ان کے لئے نہایت عزت والا اجر ہو گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ شان بیان ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام امتوں پر گواہی دینے والے، اہلِ ایمان کو خوشخبری دینے والے، نافرمانوں اور منکرینِ حق کو بُرے انجام سے ڈرانے والے، لوگوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف اس کے حکم سے دعوت دینے والے اور روشن چراغ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ اہلِ ایمان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے بہت بڑے فضل کی خوشخبری سنا دیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تلقین فرمائی گئی ہے کہ کافروں اور منافقین کی باتیں نہ مانیں، ان کی ایذا رسانی کو نظر انداز کریں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ طلاق کا ایک مسئلہ بیان ہوا ہے کہ اگر صحبت سے پہلے عورت کو طلاق دے دی جائے، تو ایسی صورت میں عورت پر کوئی عدت نہیں ہے نیز یہ حکم بھی بیان فرمایا کہ خوش اسلوبی کے ساتھ انہیں رخصت کیا جائے۔ نہ کوئی بد کلامی کی جائے اور نہ ہی کوئی بد سلوکی کا رویہ اختیار کیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے نکاح کے بارے میں بعض خصوصی احکام بیان ہوئے ہیں۔ ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ عورتیں جو مالِ غنیمت کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ملکیت میں آ جائیں، ان سے بھی نکاح کی اجازت ہے۔ تیسرا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا، پھوپھیوں، ماموں اور خالاؤں کی بیٹیاں جو ہجرت کر کے مدینہ آ چکی ہوں، ان سے بھی نکاح کی اجازت ہے۔ چوتھا یہ کہ وہ مومن عورتیں جو حق مہر لیئے بغیر اپنے آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نکاح کے لئے پیش کریں، ان سے بغیر حق مہر نکاح کی اجازت ہے۔ حقوقِ زوجیت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خصوصی اختیار دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُنَّ میں سے کسی کی باری ملتوی فرما سکتے ہیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زندگی بھر اس رخصت کے باوجود ہمیشہ تمام ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُنَّ سے مکمل برابری کا معاملہ فرمایا۔

سابقہ احکامات کے تناظر میں اُمہات المومنین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُنَّ کو دیئے گئے اختیار کے نتیجہ میں ان کا اللہ ﷻ، رسول اللہ ﷺ اور آخرت کو ترجیح دینا اللہ ﷻ کو بہت پسند آیا۔ اس کے بعد رسول کریم ﷺ کو ارشاد فرمایا گیا کہ اب کسی اور خاتون کو شرفِ زوجیت نہ بخشیں۔ چنانچہ اس کے بعد حضور ﷺ نے کسی دوسری آزاد عورت کے ساتھ نکاح نہیں فرمایا۔ البتہ کنیزوں کے متعلق رخصت بدستور باقی رکھی گئی۔

رکوع: ۶ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر، تمہارے مالک (یعنی اللہ ﷻ) کو سب سے زیادہ پسند، تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا، تمہارے لئے سونا اور چاندی (اللہ ﷻ کی راہ میں) خرچ کرنے سے بہتر اور اس بات سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن کا مقابلہ کرو اور تم ان کی گردنیں کاٹو اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! وہ عمل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "(وہ عمل) اللہ ﷻ کا ذکر ہے۔" (سنن ابن ماجہ)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور وہاں اللہ ﷻ کا ذکر نہ کریں تو وہ مجلس قیامت کے دن ان پر حسرت و افسوس کا باعث بنے گی۔" (مسند احمد)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث قدسی بیان کرتے ہیں کہ اللہ ﷻ فرماتا ہے: "میں اپنے بندہ کے گمان کے مطابق ہوں (جیسا وہ گمان مجھ سے رکھے) اور میں اس کے ساتھ ہوں جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے، اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر مجمع میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس مجمع میں یاد کرتا ہوں جو اس کے مجمع سے بہتر ہے (یعنی فرشتوں کے مجمع میں) اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آ جاتا ہوں۔" (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُنَّ کے درمیان (باری) تقسیم کرتے تھے اور عدل فرماتے تھے اور یہ دعا فرمایا کرتے: " اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ قِسْمَتِيْ فِيْمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِيْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ اے اللہ! یہ میری ان چیزوں میں تقسیم ہے جن کا میں مالک ہوں (یعنی ازواج کے درمیان عدل و مساوات) لہٰذا تو مجھے اس (قلبی میلان) کی تقسیم میں کچھ نہ فرمانا جس کا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں ہوں۔" (جامع ترمذی)

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب

اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ

اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! اپنی ازواج سے فرمائیے اگر تم دنیاوی زندگی اور اُس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دیتا ہوں

وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ

اور تمہیں خوش اسلوبی سے رخصت کر دیتا ہوں۔ اور اگر تم چاہتی ہو اللہ اور اُس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو

فَاِنَّ اللهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

تو بے شک تم میں سے جو نیکی کرنے والیاں ہیں اللہ نے اُن کے لئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ

اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ازواج! اگر (بالفرض) تم میں سے کسی نے کھلی بے حیائی کا ارتکاب کیا اُس کے لئے عذاب کو بڑھا کر دوگنا کر دیا جائے گا

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا

اور یہ بات اللہ کے لئے (بالکل) آسان ہے۔ اور تم میں سے جو اللہ اور اُس کے رسول کی فرماں برداری کرے اور نیک عمل کرے

نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

ہم اُسے اُس کا اجر (بھی) دوگنا کر دیں گے اور ہم نے اُس کے لئے باعزت رزق تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ازواج! تم (عام) عورتوں کی طرح نہیں ہو

اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ

اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو تو (نامحرم سے) بات کرنے میں نرم لہجہ نہ رکھو کہ کہیں وہ جس کے دل میں (نِفاق کی) بیماری ہے لالچ کر بیٹھے

وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ ج وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

اور (دستور کے مطابق) بھلی بات کہو۔ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور سابقہ جاہلیت کی طرح زینت کی نمائش نہ کرو

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اطاعت کرو

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ ج

بے شک اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے (ہر قسم کی) ناپاکی دور کر دے اے (نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے) اہلِ بیت! اور تمہیں خوب اچھی طرح پاکیزگی عطا فرمائے۔

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ

اور یاد رکھو جو (بھی) تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہیں اللہ کی آیات اور حکمت (کی باتیں)

ع اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۳۴ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

بے شک اللہ بہت باریک بین خوب باخبر ہے۔ بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ

اور فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں

وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ

اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں

وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ

اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۳۵

اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور (کثرت سے) ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ نے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا

اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کسی کام کا فیصلہ (یا حکم) فرما دیں

اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۳۶

تو ان کے لئے اپنے (اِس) معاملہ میں کوئی اختیار رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے تو وہ یقیناً واضح گمراہی میں پڑ گیا۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ

اور (اے حبیب ﷺ!) یاد کیجئے جب آپ (ﷺ) نے اُس شخص سے فرمایا جس پر اللہ نے احسان فرمایا اور آپ (ﷺ) نے (بھی) اس پر احسان فرمایا تھا

اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ

کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس (زوجیت میں) روکے رکھ اور اللہ سے ڈر اور آپ اپنے دل میں وہ بات پوشیدہ رکھے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر فرمانے والا تھا

وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ

اور آپ لوگوں (کی طعنہ زنی) سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ زیادہ حق دار ہے کہ آپ (ﷺ) اُس سے ڈریں

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا

پھر جب زید نے (اُس خاتون کو طلاق دے کر) اس سے تعلق ختم کر لیا تو ہم نے آپ (ﷺ) کا اُس سے نکاح کر دیا

لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ

تا کہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (سے نکاح کرنے) کے بارے میں کوئی حرج نہ رہے جبکہ (طلاق دے کر) وہ ان سے تعلق ختم کر چکے ہوں

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ

اور اللہ کا حکم تو (پورا) ہو کر ہی رہنے والا ہے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر کوئی حرج نہیں اس کام (کے انجام دینے) میں جو اللہ نے اُن کے لئے طے فرما دیا ہے

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ﴿۳۸﴾

یہی اللہ کی سنت رہی ہے اُن (انبیاء علیہم السلام) کے لئے جو پہلے گزر چکے ہیں اور اللہ کا حکم ایک قطعی طے شدہ فیصلہ ہوتا ہے۔

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ

(وہ انبیاء کرام علیہم السلام) جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور وہ صرف اُسی سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے

وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ

اور اللہ حساب لینے کے لئے کافی ہے۔ نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ ع ۵/۶

اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو۔ اور اس کی تسبیح بیان کیا کرو صبح اور شام۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ

وہی (اللہ) ہے جو تم پر رحمت نازل فرماتا ہے اور اُس کے فرشتے بھی (تم پر نزولِ رحمت کی دعا کرتے ہیں)

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾

تا کہ وہ (اللہ) تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے اور وہ مومنوں پر نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾

جس دن وہ (مومن لوگ) اُس (اللہ) سے ملاقات کریں گے اُن کا استقبال سلام سے ہوگا اور اُس (اللہ) نے اُن کے لئے عزت والا اجر تیار کر رکھا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾

اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے اور خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا (رسول) بنا کر بھیجا ہے۔

وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور اللہ کی طرف اُس کے حکم سے دعوت دینے والا اور روشن چراغ (بنا کر بھیجا ہے)۔ اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) مومنوں کو خوشخبری دیجیے

بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ

کہ بے شک اُن کے لئے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔ اور آپ کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانیے اور ان کی ایذا رسانی کی پروا نہ کریں

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٤٨﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ

اور اللہ پر بھروسہ رکھیں اور اللہ ہی (بطورِ) کارساز کافی ہے۔ اے ایمان والو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو

ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ

پھر تم انہیں طلاق دے دو ہاتھ لگانے سے پہلے تو اُن پر تمہارے لئے کوئی عدّت نہیں ہے جسے تم شمار کرو

فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿٤٩﴾

لہٰذا تم اُنہیں کچھ خرچہ دے دو اور اُنہیں خوش اسلوبی کے ساتھ رخصت کرو۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ

اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! بے شک ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وہ ازواج حلال کر دی ہیں جنہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن کے مہر ادا کر چکے ہیں

وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ

اور (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) کنیزیں جن کے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مالک ہیں اُس غنیمت میں سے جو اللہ نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو عطا فرمائی ہیں

وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ

اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چچا کی بیٹیاں اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خالاؤں کی بیٹیاں

الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ؗ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ

جنہوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ہجرت کی ہے اور کوئی بھی مومن عورت اگر (نکاح کرنے کے لئے) اپنے آپ کو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے پیش کر دے

اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

اگر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی) اُس سے نکاح کرنا چاہیں یہ (اجازت) صرف آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے خاص ہے (کہ بغیر مہر نکاح کر سکتے ہیں دوسرے) مومنوں کے لئے نہیں

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

یقیناً ہمیں معلوم ہے جو ہم نے اُن (مومنوں) پر ان کی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں مقرر کیا ہے

لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٥٠﴾

(جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رعایت رکھی ہے) تاکہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْۤ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن (ازواج) میں سے جس کو چاہیں (باری میں) الگ رکھیں اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں

وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ

اور جسے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کنارے کر دیا ہو (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار ہے اگر) اُسے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پھر) اپنے پاس بلانا چاہیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر کچھ مضائقہ نہیں

ذٰلِكَ أَدْنٰٓى أَنْ تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ

اس طریقہ میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ اُن سب کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور وہ غمگین نہیں ہوں گی

وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۞۵۱

اور وہ سب اُس سے راضی رہیں گی جو کچھ آپ اُنہیں دیں اور (لوگو!) اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑا حلم والا ہے۔

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ

اِس کے بعد آپ (ﷺ) کے لئے دوسری عورتیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ آپ (ﷺ) بدل کر لے آئیں اِن کی جگہ دوسری بیویاں

وَّلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ۞۵۲ ع ۶/۱۲

اگرچہ آپ (ﷺ) کو اُن کا حسن کتنا ہی بھلا لگے سوائے اُس (کنیز) کے جو آپ (ﷺ) کی ملکیت میں ہے اور اللہ ہر شے پر نگہبان ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ کو امت کی عورتوں کے لئے نمونہ بنانا تھا۔ ان کی صفات میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انہوں نے مال ودولتِ دنیا اور اس کی زینت کے مقابلہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور آخرت کو ترجیح دی۔ (سورۃ الاحزاب، آیات: ۲۸، ۲۹)

۲۔ ایک خاتون کی عفت کی حفاظت کے لئے یہ بھی تعلیم ہے کہ غیر محرم سے بات کرتے ہوئے اپنی زبان سے کسی حد تک سخت لہجہ میں بات کرے۔ نیز ان سے ایسے بے تکلف انداز میں بات نہ کرے جس سے کسی قسم کی غلط توقعات کسی کے دل میں پیدا ہوں۔
(سورۃ الاحزاب، آیت: ۳۲)

۳۔ ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ کی تقلید کرتے ہوئے عام خواتین کے لئے یہ احکامات بھی ہیں کہ وہ غیر مردوں سے ملائم لہجہ میں بات نہ کریں، ہمیشہ معقول بات کریں، اپنے گھروں میں رہیں، عہد جاہلیت کی عورتوں کی طرح اپنی زینت نہ دکھاتی پھریں، نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں۔ (سورۃ الاحزاب، آیات: ۳۲، ۳۳)

۴۔ رسول اللہ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ کو زوجیتِ رسول ﷺ کی وجہ سے اُمت میں ایک عظیم مقام حاصل تھا۔ ان کے مقام و مرتبہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ بات واضح کردی گئی کہ ان کے اچھے کاموں پر ان کے لئے اجر بھی دگنا ہے۔
(سورۃ الاحزاب، آیات: ۳۱ تا ۳۳)

۵۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی یہ عظمت بیان فرمائی کہ وہ چاہتا ہے کہ ان سے ہر طرح کی آلودگی دور رہے اور انہیں پاک صاف رکھے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۳۳)

۶۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے احکامات کے ذریعہ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو کسی مشقت اور تنگی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ انہیں اعلیٰ مراتب پر فائز فرمانے کے لئے ان کے نفوس کا تزکیہ، ان کے اعمال کی اصلاح اور اخلاق کی تطہیر فرمانا چاہتا ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۳۳)

۷۔ مسلمان، مومن، فرماں بردار، سچے، صابر، عاجز، صدقہ کرنے والے، روزہ رکھنے والے، پاکدامن اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ذکر کرنے والے مردوں اور خواتین کے لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۳۵)

۸۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم اور فیصلہ کے بعد کسی مومن مرد اور عورت کے لئے کسی اختیار کی گنجائش نہیں رہتی۔ لہٰذا ہمیں ہر حال میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکام اور فیصلوں کو دل وجان سے تسلیم کرتے ہوئے ان کی مکمل طور پر فرماں برداری کرنی چاہیئے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۳۶)

۹۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چار سے زیادہ نکاحوں کی اجازت دینے میں بہت ساری حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح میں حکمت یہ تھی کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح نہ کرنے کی بُری رسم کا خاتمہ کیا جائے یہ اس لئے بھی ضروری تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے آخری نبی ہیں ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ایسی غلط رسم کا خاتمہ کیسے ہوتا۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۳۷)

۱۰۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نبوت ہر اعتبار سے ختم اور مکمل کر دی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۴۰)

۱۱۔ ہمیں کثرت سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ذکر اور خصوصاً صبح و شام اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس بیان کرنی چاہیئے۔ ایسے لوگوں پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے، فرشتے ان کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنی یاد میں مشغول رہنے والوں کو معصیت کے اندھیروں سے اطاعت کی روشنی میں لے آتا ہے اور ذکر کرنے والوں کو اپنی شان اور رحمت کے طفیل آخرت میں دعاؤں اور سلام کے ساتھ جنت میں نہایت عزت والا بہترین اجر عطا فرمائے گا۔ (سورۃ الاحزاب، آیات: ۴۱ تا ۴۴)

۱۲۔ منصبِ رسالت کے حوالہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پانچ اہم صفات اور خصوصیات یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام امتوں پر گواہی دینے والے، فرماں برداروں کو اچھے انجام کی خوشخبری دینے والے، نافرمانوں کو بُرے انجام سے ڈرانے والے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والے اور روشن چراغ ہیں جن کے انوار سے اہلِ ایمان منور ہوتے ہیں۔ (سورۃ الاحزاب، آیات: ۴۵، ۴۶)

۱۳۔ ہر انسان کو اپنے ہر شعبۂ زندگی کے لئے آفتابِ نبوت و ہدایت سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرتِ طیّبہ سے ہدایت و فلاح حاصل کرنا ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کے اسوۂ حسنہ کی پیروی سے دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۴۶)

۱۴۔ اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ کفار اور منافقین کی بات نہ مانیں، ان کی ایذا رسانیوں کو خاطر میں نہ لائیں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ ان کے لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے بہت بڑے فضل کی خوشخبری ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیات: ۴۷، ۴۸)

۱۵۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ سے متعلق تین خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیک وقت چار سے زیادہ بیویاں رکھ سکتے ہیں، بغیر مہر کے بھی نکاح کر سکتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ کی باری میں عدل کرنا لازم نہیں ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیات: ۵۰ تا ۵۲)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

۱۔ دورِ جاہلیت کی رسومات اور معاشرتی معاملات کے حوالہ سے کون سے تین اہم احکامات دیئے گئے ہیں؟

۲۔ سورۃ الاحزاب کی آیات: ۲۸ تا ۴۰ کے موضوعات لکھیں۔

۳۔ سورۃ الاحزاب کی آیات: ۴۱ تا ۵۲ کے موضوعات لکھیں۔

۴۔ غزوۂ احزاب میں سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور نبی کریم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کس طرح بہادری کا مظاہرہ کیا؟

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کریں۔

(۱) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ کے لئے ایک خصوصی حکم دیا کہ ان میں سے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی فرماں برداری کریں گی اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کریں گی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اجر دے گا اور ان کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تیار کر رکھا ہے۔

(۲) فرمانِ الٰہی ہے کہ اپنے گھروں میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رہو اور سابقہ جاہلیت کی طرح غیر مردوں کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی نمائش نہ کرو اور نماز قائم کرو اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ادا کرو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کرو۔

(۳) حضور ﷺ نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو آزاد کر کے اپنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بنا لیا اور ان کا نکاح ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے فرمایا۔

(۴) جب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دے دی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے کر دیا۔

(۵) کسی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کسی کام کا فیصلہ (یا حکم) فرمادیں تو ان کے لئے اپنے اِس معاملہ میں کوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ باقی رہے۔

(۶) سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مردوں میں سے کسی کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں ہیں بلکہ آپ ﷺ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

(۷) نبی اکرم ﷺ کی شانِ رسالت یہ بیان ہوئی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رسول بنا کر بھیجا ہے۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱۔ آیات: ۲۸ تا ۳۱ میں ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ سے خطاب میں امت کی دیگر خواتین کے لئے کیا احکامات ہیں؟

۲۔ آیات: ۳۲ تا ۳۴ میں ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ سے خطاب میں امت کی دیگر خواتین کے لئے کیا ہدایات ہیں اور ان آیات میں رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت کی کیا خاص فضیلت بیان کی گئی ہے؟

۳۔ آیت: ۳۵ میں مردوں اور عورتوں کے کیا اوصاف بیان ہوئے ہیں؟ نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں کیا جزا عطا فرمائے گا؟

۴۔ آیات: ۳۷ تا ۴۰ کی روشنی میں حضور ﷺ کے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کا واقعہ اور اس نکاح کی حکمت بیان کریں۔

۵۔ آیت: ۴۹ میں طلاق کے حوالہ سے کون سا مسئلہ بیان ہوا ہے؟

۶۔ آیات: ۵۰ تا ۵۲ میں حضور ﷺ کے لئے کیا خصوصی احکام بیان ہوئے ہیں؟

سوال ۴ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

۱۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایمان والوں کو کیا حکم دیا ہے؟

۲۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے فرشتے ایمان والوں پر کیا بھیجتے ہیں؟

۳۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو کہاں سے نکال کر کہاں لے جانا چاہتا ہے؟

۴۔ ایمان والوں کے لئے آخرت میں کیا جزا ہوگی؟

۵۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ رسالت کس طرح بیان ہوئی ہے؟

۶۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کون سی خوشخبری سنانے کا حکم دیا ہے؟

۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافروں اور منافقوں کے حوالہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیا ہدایت دی ہے؟

سوال ۵ عقیدۂ ختمِ نبوت سے کیا مراد ہے؟ قرآنِ حکیم اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں اس کے دلائل، اہمیت اور عملی تقاضے بیان کیجئے۔

گھریلو سرگرمی

- اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ الاحزاب کی آیت: ۳۳ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی ایک خاص عظمت و فضیلت کا ذکر فرمایا ہے۔ کسی صاحبِ علم سے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے فضائل و مناقب پر احادیث مبارکہ معلوم کر کے تحریر کیجئے۔
- سورۃ الاحزاب، آیت: ۳۵ میں مومن مردوں اور عورتوں کی دس صفات بیان کی گئی ہیں۔ ایک جدول میں ان صفات کو تحریر کیجئے اور ہر صفت کے بارے میں کم از کم ایک فضیلت کسی آیت یا حدیث مبارک کی روشنی میں بیان کیجئے۔ نیز ہر صفت اختیار کرنے اور اس میں بہتری لانے کے لئے کم از کم ایک تجویز تحریر کیجئے۔
- عورتوں کے لئے دینی و معاشرتی معاملات میں بہترین اسوہ ازواجِ مطہرات ہیں۔ ایک فہرست بنا کر واضح کریں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ الاحزاب، آیات: ۲۸ تا ۳۴ میں ازواجِ مطہرات کو مخاطب فرما کر تمام مسلمان خواتین کو کن باتوں کی تلقین فرمائی ہے؟ نیز معاشرہ میں اس حوالہ سے عموماً ہونے والی کوتاہیوں کی بھی نشاندہی کیجئے۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________________

سبق: ۲۲

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب

سورۃ الاحزاب ۳۳ رکوع: ۷ تا ۹ (آیات: ۵۳ تا ۷۳)

رکوع: ۷ تا ۹ کے اہم مضامین

۱۔ رسول کریم ﷺ کے گھر کے آداب
۲۔ نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم
۳۔ پردے کے بعض احکام اور اس کی حکمت
۴۔ انبیاء و مرسلین کی تعظیم و اطاعت کی تاکید
۵۔ کفار و منکرین کا انجام
۶۔ بندوں پر اللہ ﷻ کی طرف سے عطا کردہ امانت کی ذمہ داری

رکوع: ۷ تا ۹ کے اہم مضامین کے چند نکات

رکوع: ۷ (آیات: ۵۳ تا ۵۸)

ایمان والوں کو نبی کریم ﷺ کے گھر کے بارے میں کچھ آداب سکھائے گئے ہیں۔ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہوں۔ اگر بلایا جائے تو کھانے سے فارغ ہو کر زیادہ دیر نہ بیٹھے رہیں، کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کے لئے باعثِ تکلیف ہے۔ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ سے بھی کوئی شے مانگنی ہو تو پردہ کی اوٹ سے مانگیں۔ ایک خصوصی حکم دیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ سے کسی اور مرد کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ باقی احکام سب کے لئے عام ہیں۔

یہ بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ سے مذکورہ بالا پردہ کا حکم صرف نامحرم مَردوں کے لئے ہے۔ والد، بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے، اپنی عورتیں اور کنیزیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، یہ بغیر پردہ کے بھی گھر میں آ سکتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی خاص شانِ محبوبیت بیان ہوئی ہے کہ اللہ ﷻ آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہے اور فرشتے بھی آپ ﷺ کے حق میں دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ اہل ایمان کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی آپ ﷺ پر خوب دُرُود و سلام بھیجیں۔ نبی کریم ﷺ کو تکلیف پہنچانا گویا اللہ ﷻ کو ایذا پہنچانا ہے۔ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا پہنچانے والوں پر دنیا اور آخرت میں اللہ ﷻ کی لعنت اور رُسوا کن عذاب کی وعید ہے۔ اسی طرح مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر کسی جرم و قصور کے ایذا پہنچانے کو بہتان اور واضح گناہ قرار دیا گیا ہے۔

رکوع: ۷ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی ﷺ

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ دُرُود بھیجے گا۔ اللہ ﷻ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا، اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اس کے لئے دس درجات بلند ہوں گے۔“ (سنن نسائی)

۲۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کا دن تمہارے بہترین دنوں میں سے ہے، لہٰذا اس دن میرے اوپر کثرت سے دُرُود بھیجا کرو، اس لئے کہ تمہارے درود مجھ پر پیش کیئے جاتے ہیں۔“ (سنن ابی داؤد)

۳۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے تو وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔“ (جامع ترمذی)

۴۔ حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں آپ پر کثرت سے دُرُود بھیجتا ہوں، اپنی دعا میں کتنا وقت درود کے لئے خاص کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جتنا تم چاہو"۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: کیا ایک چوتھائی صحیح ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جتنا تم چاہو، لیکن اگر اس سے زیادہ کرو تو تمہارے لئے اور اچھا ہے۔" میں نے عرض کیا: نصف وقت مقرر کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جتنا تم چاہو، لیکن اس سے زیادہ کرو تو تمہارے لئے اور اچھا ہے۔" میں نے عرض کیا: دو تہائی وقت مقرر کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جتنا تم چاہو، لیکن اس سے زیادہ کرو تو تمہارے لئے ہی بہتر ہے۔" میں نے عرض کیا: میں اپنی ساری دعا کا وقت درود کے لئے وقف کرتا ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تمہارے سارے دُکھوں اور غموں کے لئے کافی ہو گا اور تمہارے گناہوں کی بخشش کا باعث ہو گا۔" (جامع ترمذی)

۵۔ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: کیا میں تمہیں ایک تحفہ نہ دوں جو میں نے نبی کریم ﷺ سے حاصل کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی، مجھے وہ تحفہ ضرور عنایت کریں۔ انہوں نے کہا: کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا: یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ پر اور آپ کے گھر والوں، ازواج و اولاد پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو خود ہی ہمیں سکھا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یوں کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ

"اے اللہ! (حضرت سیدنا) محمد (ﷺ) پر اور (حضرت سیدنا) محمد (ﷺ) کی آل پر رحمت نازل فرما جیسے تُو نے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) پر اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمت نازل فرمائی، بے شک تُو خوبیوں والا، عظمت والا ہے، اے اللہ! (حضرت سیدنا) محمد (ﷺ) پر اور (حضرت سیدنا) محمد (ﷺ) کی آل پر برکت نازل فرما جیسے تُو نے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) پر اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکت نازل فرمائی، بے شک تُو خوبیوں والا، عظمت والا ہے۔"

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث قدسی بیان کرتے ہیں: "اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے، زمانے کو برا کہہ کر ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے، زمانہ (کا مُدبّر) تو میں ہوں۔ رات اور دن کو میں بدلتا ہوں۔" (صحیح مسلم)

۷۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تکلیف دہ بات سن کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں، لوگ اس کے لئے اولاد قرار دیتے ہیں، پھر بھی وہ انہیں عافیت دیتا ہے اور رزق عطا فرماتا ہے۔" (صحیح بخاری)

رکوع:۸ (آیات:۵۹ تا ۶۸)

ازواجِ مطہرات رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ، نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادیوں اور تمام مسلمان خواتین کو حکم دیا گیا ہے کہ جب وہ نامحرم کے سامنے یا گھروں سے باہر نکلیں تو ایک بڑی چادر سے اپنا پورا جسم بشمول چہرہ کے ڈھانپ لیا کریں تاکہ معلوم ہو جائے کہ خاندانی شریف عورتیں ہیں اور بدنیت لوگوں کی ایذا سے محفوظ رہ سکیں۔ منافقینِ مدینہ میں جھوٹی افواہیں پھیلاتے ہیں، ان سب کو سختی سے متنبہ کیا گیا ہے کہ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں ورنہ رسول اللہ ﷺ کو ان پر غلبہ دے دیا جائے گا اور پھر یہ لوگ مدینہ میں زیادہ عرصہ نہیں رہ سکیں گے، ان پر لعنت ہو گی اور جہاں بھی ہوں گے انہیں پکڑ کر بے دریغ قتل کر دیا جائے گا۔ فسادی لوگوں کو سزا دینا، یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ہمیشہ سے دستور اور سنت رہی ہے اور اس میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ قیامت کے بارے میں

سوال پوچھنے والوں کو جواب دیا گیا ہے کہ اس کا علم اللہ سُبحانہٗ وَتَعالیٰ کے پاس ہے۔ کافروں کو وعید سنائی گئی ہے کہ ان پر اللہ سُبحانہٗ وَتَعالیٰ کی لعنت ہے، وہ ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں رہیں گے اور وہاں پر ان کا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا۔ جہنم کی آگ میں جب ان کفار و منکرین کو اوندھے منہ گھسیٹ کر ان کے چہروں کو آگ میں اُلٹ پلٹ کیا جائے گا، تو یہ مشرک حسرت سے فریاد کریں گے کہ کاش ہم نے اللہ سُبحانہٗ وَتَعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی بات مانی ہوتی۔ اس وقت یہ لوگ اپنی گمراہی کا الزام اپنے بڑوں اور سرداروں پر عائد کریں گے۔ پھر اللہ سُبحانہٗ وَتَعالیٰ سے درخواست کریں گے کہ ان کے بڑوں کا دوہرا جُرم ہے کہ خود گمراہ ہوئے اور ہمیں بھی گمراہ کیا۔ لہٰذا انہیں عذاب بھی دوگنا ہی دیا جائے اور ان پر بہت زیادہ لعنت کی جائے۔

رکوع ۸: کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

۱۔ حضرت اُمّ سلمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "مومن عورتیں اپنی چادروں میں سے کچھ حصہ اپنے (چہروں کے) اوپر لٹکا لیا کریں" تو انصار کی عورتیں جب باہر نکلتیں تو ایسے لگتا کہ ان کے سروں پر کوّے بیٹھے ہوں، ان سیاہ چادروں کی وجہ سے جو وہ اپنے سروں پر لینے لگی تھیں۔ (سنن ابی داوٗد)

۲۔ حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم! کافر کو اپنے منہ کے بل کیسے چلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: "وہ ذات جس نے اسے دنیا میں دو پاؤں پر چلایا تھا کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ قیامت کے روز اسے منہ کے بل چلا دے؟" (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت سہل بن سعد رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی دو انگلیوں، درمیانی اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: "مجھے اور قیامت کو اس طرح (ساتھ ساتھ) بھیجا گیا ہے۔" (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت بلال بن حارث مزنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "جس نے میری سنت کو اس کے مٹ جانے کے بعد جاری کیا اس کو اس نیکی کا اجر بھی اور بعد میں عمل کرنے والوں کے برابر بھی اجر ملے گا لیکن ان کے اجر میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ جس نے ایسا طریقہ رائج کیا جو اللہ سُبحانہٗ وَتَعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو پسند نہیں تو اس کو اس کا گناہ ہوگا اور بعد میں اس کا ارتکاب کرنے والوں کا گناہ بھی اسے ملے گا مگر ان کے گناہوں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔" (جامع ترمذی)

رکوع ۹: (آیات: ۶۹ تا ۷۳)

اہل ایمان کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو ایسے ایذا نہ پہنچائیں جس طرح بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو ایذا پہنچائی تھی۔ اہل ایمان کو مزید یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اللہ سُبحانہٗ وَتَعالیٰ کی نافرمانی سے ڈریں اور ہمیشہ درست اور ٹھیک بات کہیں۔ نتیجے کے طور پر ان کے اعمال کی اصلاح ہوگی اور ان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اللہ سُبحانہٗ وَتَعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کرنے والوں کو بہت بڑی کامیابی کی بشارت دی گئی ہے۔ پھر اللہ سُبحانہٗ وَتَعالیٰ کی ایک امانت کا ذکر ہے جس کو آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں نے اٹھانے سے معذرت کی مگر انسان نے اپنے ضعف کے باوجود اس کو اٹھانے کی ذمہ داری قبول کرلی۔ امانت سے مراد اپنی آزاد مرضی سے اللہ سُبحانہٗ وَتَعالیٰ کے احکام کی اطاعت کی ذمہ داری قبول کرنا ہے۔ اس ذمہ داری کو ادا نہ کرنے کی صورت میں اللہ سُبحانہٗ وَتَعالیٰ منافق مردوں اور عورتوں، اسی طرح مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے گا جبکہ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی صورت میں مومن مردوں اور عورتوں پر اپنی رحمت اور مہربانی فرمائے گا۔

رکوع ۹: کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندہ کبھی ایسی بات منہ سے نکالتا ہے، جس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا مندی ہوتی ہے، وہ اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دیتا (اسے معمولی سمجھتا ہے) لیکن اس کی وجہ سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے اور کبھی بندہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو ناراض کرنے والی بات منہ سے نکال دیتا ہے اور وہ اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا، لیکن اس کی وجہ سے وہ دوزخ میں جا گرتا ہے۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں جو تمام معاملات کے لئے استحکام کا سبب ہے؟ "میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیوں نہیں (ضرور خبر دیجئے)۔ آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور پھر فرمایا: "اس کو روکو۔" میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا جو باتیں ہم کرتے ہیں، ان کا بھی ہم سے مواخذہ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے معاذ! تمہاری ماں تجھے گم پائے (تم پر افسوس)! یہ زبانوں کے بول ہی تو ہوں گے جو لوگوں کو اوندھے منہ یا ان کے نتھنوں کے بل جہنم میں گرا دیں گے۔" (جامع ترمذی)

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب

اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ

اے ایمان والو! نبی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) کے گھروں میں نہ داخل ہوا کرو سوائے اِس کے کہ تمہیں کھانے کے لئے اجازت دی جائے

غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا

(وہ بھی اس طرح کہ) اُس کے تیار ہونے کے انتظار میں نہ بیٹھے رہو لیکن جب تمہیں بلایا جائے تو اندر داخل ہو جاؤ پھر جب کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ

وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫

اور باتوں میں لگے بیٹھے نہ رہو بے شک تمہارا یہ (طرزِ عمل) نبی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) کو تکلیف پہنچاتا ہے تو وہ (کہتے ہوئے) تمہارا لحاظ کرتے ہیں

وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ

اور اللہ حق (بات کہنے) کے معاملہ میں لحاظ نہیں فرماتا اور جب تمہیں ان (ازواجِ مطہرات) سے کچھ مانگنا ہو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو

ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ

یہ تمہارے دلوں اور اُن کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے اور تمہارے لئے (ہرگز) جائز نہیں کہ تم رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) کو تکلیف پہنچاؤ

وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾

اور نہ یہ (جائز ہے) کہ ان کے بعد اُن کی ازواجِ (مطہرات) سے کبھی بھی نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا (گناہ) ہے۔

اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾

اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا اُسے چھپاؤ تو بے شک اللہ ہر شے کو خوب جاننے والا ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْۤ اٰبَآئِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ

ان (ازواجِ مطہرات) پر (پردہ نہ کرنے میں) کوئی حرج نہیں اپنے باپوں سے اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجوں سے

وَلَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ

اور نہ اپنے بھانجوں سے اور نہ اپنی جیسی عورتوں سے اور نہ اپنی کنیزوں سے اور (اے ازواجِ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم!) اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بے شک اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی (کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) پر دُرود بھیجتے ہیں اے ایمان والو!

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

تم بھی اُن پر دُرُود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔ بے شک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کو اذیت پہنچاتے ہیں

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾

اللہ نے اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور اُس نے اُن کے لئے ذلّت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا

اور جو لوگ مومن مَردوں اور مومن عورتوں کو اذیت پہنچاتے ہیں بغیر اِس کے کہ اُنہوں نے کچھ (قصور) کیا ہو

ع ۶ فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ

تو یقیناً اُنہوں نے بہتان اور واضح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ اے نبی (ﷺ)! آپ اپنی ازواجِ (مطہرات) سے فرما دیں

وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ

اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مومنوں کی عورتوں سے کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے اوپر (سے) لٹکا لیا کریں

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ

یہ (پردہ) اس کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں (کہ وہ شریف عورتیں ہیں) تو اُنہیں ستایا نہ جائے

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اگر منافقین باز نہ آئے اور وہ لوگ جن کے دلوں میں (شک کی) بیماری ہے

وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۚۖ ﴿۶۰﴾

اور مدینہ میں افواہیں پھیلانے والے ہم آپ ﷺ کو ضرور اُن پر مسلط کر دیں گے پھر وہ آپ کے ساتھ اس شہر (مدینہ) میں تھوڑے ہی دن رہ پائیں گے۔

مَّلْعُوْنِيْنَ ۛۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾

(اِس حال میں کہ) لعنت کیئے ہوئے جہاں کہیں وہ پائے جائیں پکڑ لیئے جائیں اور بری طرح ٹکڑے ٹکڑے کرکے قتل کر دیئے جائیں۔

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾

یہی اللہ کی سنت رہی ہے اُن کے بارے میں جو پہلے گزر چکے ہیں اور آپ اللہ کی سنت میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے۔

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

لوگ آپ (ﷺ) سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجیئے بے شک اُس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے

وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ

اور (اے مخاطب!) تمہیں کیا معلوم شاید کہ قیامت قریب ہی ہو۔ بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے

وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾

اور ان کے لئے بھڑکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ وہ اُس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہ نہ کوئی حمایت کرنے والا پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ

جس دن مجرموں کے چہرے (دوزخ کی) آگ میں اُلٹ پلٹ کیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی

وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا

اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ اور وہ کہیں گے اے ہمارے رب! بے شک ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا

فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ

تو اُنہوں نے ہمیں راستہ سے بھٹکا دیا۔ اے ہمارے رب! انہیں (آگ کا) دُگنا عذاب دے

وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى ع ۸ ۱۰

اور ان پر بہت بڑی لعنت بھیج۔ اے ایمان والو! اُن کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اذیت پہنچائی

فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾

تو اللہ نے ان (موسیٰ علیہ السلام) کو اُس سے بری کر دیا جو اُن لوگوں نے (بطورِ الزام) کہا تھا اور وہ اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ والے تھے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ

اے ایمان والو! اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور بالکل سیدھی (سچی) بات کہو۔ وہ (اللہ) تمہارے لئے تمہارے اعمال کی اصلاح فرما دے گا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور تمہارے لئے تمہارے گناہوں کی مغفرت فرما دے گا اور جو اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرے

فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ

تو یقیناً اُس نے بہت عظیم کامیابی حاصل کی۔ بے شک ہم نے (احکام کی) امانت کو آسمانوں پر پیش کیا اور زمینوں پر اور پہاڑوں پر

فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾

تو اُنہوں نے اس (ذمہ داری) کے اُٹھانے سے انکار کر دیا اور وہ اُس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اٹھا لیا بے شک وہ بڑا ظالم (اور) بڑا نادان ہے۔

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ

تاکہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو عذاب دے اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو (بھی)

وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾ ع ۹ ۵

اور اللہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کی توبہ قبول فرمائے اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ معاشرتی زندگی میں انسان کو صرف اپنی خواہش یا ضرورت کو ہی نہیں دیکھنا چاہیئے بلکہ اس کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ اس کا رویہ دوسروں کے لئے نہ تو کسی تکلیف اور پریشانی کا باعث بنے اور نہ اس کی غیر ضروری باتیں دوسروں کا وقت ضائع کرنے والی ہوں۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۵۳)

۲۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے صحابہ کرام علیہم السلام کو حکم فرمایا کہ اگر امہات المومنین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُنَّ سے بھی کچھ مانگنا پڑے تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ لہٰذا جب ان محترم و مبارک ہستیوں کے لئے یہ حکم ہے تو ہمیں خوش دلی کے ساتھ پردے کے احکامات پر عمل کرنے کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیئے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۵۳)

۳۔ پردے کے احکامات کے حوالہ سے حجاب کا لفظ خود قرآن حکیم میں استعمال کیا گیا ہے۔ ان احکامات کا اہم مقصد دلوں کی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ نظر، حیا اور عفت کی حفاظت ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۵۳)

۴۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت و شان ایسی ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دُرُود بھیجتا ہے، فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے نزولِ رحمت کی دعائیں کرتے ہیں اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اہل ایمان کو بھی کثرت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دُرُود اور خوب سلام بھیجنے کا حکم فرمایا ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۵۶)

۵۔ جو لوگ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نافرمانی کرکے یا نازیبا باتوں سے انہیں ایذا پہنچاتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لئے دنیا و آخرت میں لعنت یعنی رحمت سے محرومی اور رسوا کرنے والے عذاب کی وعید ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۵۷)

۶۔ مسلمان مردوں اور خواتین کی طرف کوئی ایسی برائی منسوب کرنا جن سے وہ بری ہوں، بہت بڑا بہتان اور واضح گناہ ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم بے قصور لوگوں پر الزام تراشی اور بہتان لگانے سے اجتناب کریں۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۵۸)

۷۔ مومن عورتوں کے لئے حکم ہے کہ نامحرم سے سامنا ہو یا گھر سے باہر نکلنا ہو تو اپنے اوپر جِلباب یعنی ایک بڑی چادر لپیٹ لیا کریں اور اس کا ایک حصّہ اپنے اوپر سے چہرہ پر لٹکا لیا کریں۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۵۹)

۸۔ مسلمان عورت جب کسی ضرورت سے اپنے گھر کے باہر نکلے تو یہ کیفیت ہو کہ اس کا لباس سادہ اور چال حیادار ہو۔ مزید یہ کہ بڑی چادر سے جسم ڈھکا ہوا ہو جو اس بات کی علامت ہے کہ وہ ایک شریف اور حیادار عورت ہے اور اس حجاب کی حکمت مومن عورتوں کو شریر لوگوں کی ایذا رسانیوں سے محفوظ رکھنا ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۵۹)

۹۔ قیامت کی تاریخ پوچھنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ توبہ کرکے اس پر ایمان لانا چاہتے تھے۔ بلکہ اس انداز سے سوال کرکے دراصل وہ قیامت کا مذاق اُڑاتے تھے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اصحابِ رسول علیہم السلام انہیں خبر دے رہے تھے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۶۳)

۱۰۔ دوزخ میں کفار کو سخت عذاب دیا جائے گا اور انہیں جہنم کی آگ میں اوندھے منہ ڈال دیا جائے گا اور ان کے چہروں کی رنگت ہر لحظہ بدلتی رہے گی کبھی زرد کبھی سرخ کبھی سیاہ۔ اس وقت انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گا اور یہ حسرت سے فریاد کریں گے کہ کاش! دنیا میں ہم نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کی ہوتی۔ (سورۃ الاحزاب، آیت: ۶۶)

۱۱۔ کفار آخرت میں اپنی گمراہی کا یہ عذر پیش کریں گے کہ ہم اپنے بڑوں اور لیڈروں کے پیچھے چلتے رہے اور انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔ لیکن ان کا یہ عذر قبول نہ ہو گا۔ چنانچہ ہمیں مستقل طور پر یہ اہتمام کرنا چاہیے کہ ہم گمراہ لوگوں کی پیروی سے اجتناب کریں اور حق اور اہلِ حق کی پیروی کریں۔ (سورۃ الاحزاب، آیت:۶۸)

۱۲۔ تمام مسلمانوں کو خبردار کیا جا رہا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی طرح اپنے رسول ﷺ کو مختلف طریقوں سے ایذا نہ پہنچائیں۔ ان کا کوئی عمل یا قول ایسا نہیں ہونا چاہیے جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچے۔ (سورۃ الاحزاب، آیت:۶۹)

۱۳۔ عمل میں تقویٰ اور قول میں صداقت کو اپنی روش بنا لینے والوں کے اعمال کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ اصلاح فرما دیتا ہے اور ان کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ (سورۃ الاحزاب، آیات:۷۰، ۷۱)

۱۴۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں کامیابی کا معیار یہ ہے کہ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ عظیم فلاح پائے گا۔ ہمیں اس معیار کو سامنے رکھتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے نہ کہ مال و دولت اور منصب و شہرت کے حریص بندوں کے خود ساختہ معیارات کو۔ (سورۃ الاحزاب، آیت:۷۱)

۱۵۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کو ایک ذمہ دار مخلوق بنایا ہے اور ان کے سامنے دونوں راہیں واضح کر دی ہیں کہ چاہیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں اور چاہیں تو عمل نہ کریں۔ پہلی صورت میں ان کو جنت کی ابدی نعمتیں حاصل ہوں گی اور دوسری صورت میں انہیں دوزخ کا عذاب دیا جائے گا۔ احکامات سے مراد احکام شرعیہ ہیں جن میں عبادات، معاملات، اخلاقیات اور زندگی کے اجتماعی گوشوں سے متعلق اہم ہدایات شامل ہیں۔ (سورۃ الاحزاب، آیت:۷۲)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

۱۔ غزوۂ احزاب میں خندق کی کھدائی کے دوران آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دعائیہ اشعار میں سے کوئی تین اشعار ترجمہ کے ساتھ لکھیں۔

۲۔ خندق کی کھدائی کے دوران حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیسے ضیافت کی؟

۳۔ غزوۂ احزاب کے نتائج و اثرات میں سے کوئی چار نتائج لکھیں۔

۴۔ غزوۂ احزاب سے حاصل ہونے والے کوئی سے تین اسباق لکھیں۔

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کریں۔

(۱) مومنوں کو یہ حکم دیا گیا کہ جب نبی کریم ﷺ کی ـــــــــــــــ سے کچھ مانگنا ہو، تو ـــــــــــــــ کے پیچھے سے مانگو، یہ تمہارے دلوں اور اُن کے دلوں کے لئے زیادہ ـــــــــــــــ طریقہ ہے۔

(۲) اور جو لوگ مومن مَردوں اور مومن عورتوں کو ـــــــــــــــ پہنچاتے ہیں بغیر اِس کے کہ اُنہوں نے کچھ (قصور) کیا ہو تو یقیناً اُنہوں نے ـــــــــــــــ اور ـــــــــــــــ کا بوجھ اٹھایا۔

(۳) بے شک اللہ ﷻ نے ---------------- پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے ------------ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ وہ اُس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہ نہ کوئی --------- کرنے والا پائیں گے اور نہ کوئی ----------------

(۴) کفار آخرت میں کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم نے اپنے -------------- اور بڑوں کا کہنا مانا، تو انہوں نے ہمیں راستہ سے -------------- دیا۔ اے ہمارے رب! انہیں آگ کا -------------- عذاب دے۔

(۵) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اللہ ﷻ کی نافرمانی سے -------------- اور بالکل -------------- بات کہو اللہ ﷻ تمہارے لئے تمہارے -------------- کی اصلاح فرمادے گا اور تمہارے لئے تمہارے -------------- کی مغفرت فرمادے گا۔

(۶) ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ جو -------------- اور -------------- کی اطاعت کرے گا تو یقیناً اُس نے بہت عظیم -------------- حاصل کی۔

(۷) ارشاد باری تعالیٰ ہے بے شک ہم نے امانت کو -------------- اور -------------- اور -------------- پر پیش کیا تو اُنہوں نے اس ذمہ داری کے اُٹھانے سے انکار کر دیا اور وہ اُس سے ڈر گئے اور اسے -------------- نے اٹھالیا بے شک وہ بڑا ظالم اور بڑا نادان ہے۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱۔ آیت: ۵۳ میں حضور اکرم ﷺ کے گھر کے کیا آداب سکھائے گئے ہیں؟

۲۔ آیات: ۵۳ تا ۵۵ میں ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ کے بارے میں کیا احکام دیئے گئے ہیں؟

۳۔ آیت: ۵۶ میں حضور نبی کریم ﷺ پر دُرود و سلام بھیجنے کا کیا حکم ہے؟

۴۔ آیات: ۵۷ تا ۵۸ میں اللہ ﷻ اور اس کے رسولِ مکرم ﷺ کو ایذا پہنچانے کی کیا سزا بیان ہوئی ہے؟ نیز اہل ایمان کو ایذا پہنچانے والوں کے لئے کیا وعید سنائی گئی ہے؟

۵۔ آیات: ۶۹ تا ۷۱ میں مسلمانوں کو کیا نصیحتیں کی گئی ہیں؟

۶۔ آیات: ۷۲ تا ۷۳ کی روشنی میں یہ بتائیے کہ انسان نے کس چیز کو اٹھانے کی ذمہ داری قبول کرلی؟ نیز اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟

سوال ۴ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

۱۔ مسلمان خواتین کے لئے پردے کا کیا حکم دیا گیا ہے؟

۲۔ مسلمان خواتین کے لئے پردے میں کیا حکمت اور فائدہ ہے؟

۳۔ منافقین اور فساد پھیلانے والوں کو کیا وعید سنائی گئی ہے؟

۴۔ لوگوں نے حضور ﷺ سے کس بات کا سوال کیا؟ اور اللہ ﷻ نے اس کا کیا جواب دیا؟

۵۔ کفار کو کس بات کی وعید سنائی گئی ہے؟

۶۔ کفار دوزخ میں کس بات کا افسوس کریں گے؟

سوال ۵ حضورِ اکرم ﷺ پر دُرُود و سَلام بھیجنے کی کیا فضیلت ہے؟ قرآنِ حکیم اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں دُرُود و سلام کی اہمیت، فضیلت اور دُرُود و سَلام کے چند کلمات احادیثِ مبارکہ سے تلاش کر کے ایک نوٹ تحریر کیجئے۔

گھریلو سرگرمی

- سورۃ الاحزاب آیت: ۵۶ میں اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ نے تمام اہلِ ایمان کو نبی کریم ﷺ پر دُرُود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ اس آیت کی روشنی میں عظمتِ مصطفیٰ ﷺ بیان فرمائیں۔
- سورۃ الاحزاب میں گھر کے باہر پردہ کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ سورۃ الاحزاب کی آیات: ۳۲، ۳۳، ۵۳ اور ۵۹ کی روشنی میں ایک جدول بنا کر پردے کے احکام بیان کریں۔ تحقیق کریں کہ ستر اور حجاب میں کیا فرق ہے؟ مرد اور عورت کے ستر کی وضاحت کریں۔ نیز پردے کے فوائد اور بے پردگی کے نقصانات کسی صاحبِ علم سے معلوم کر کے تحریر کیجیے۔
- سورۃ الاحزاب کی آیت: ۵۳ میں ایک بُری عادت کی اصلاح کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ بعض لوگوں کو جب کسی دعوتِ طعام وغیرہ پر بلایا جائے تو وہ نہ دوسروں کے گھروں کے آداب کا لحاظ رکھتے ہیں، نہ ہی وقت کا خیال کرتے ہیں اور فضول باتوں کا ایک ایسا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں، جو چلتا ہی رہتا ہے۔ یہ طرزِ عمل گھر والوں کے لئے شدید تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے دوسروں کے گھروں میں داخلہ، دعوتِ طعام اور ملاقات کے مسنون آداب تلاش کر کے لکھیے۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق: ۲۳

سُوْرَۃُ مُحَمَّد

تعارف اور وجہ تسمیہ

اس سورت کا نام سورۃ محمد (ﷺ) ہے۔ یہ نام نامی دوسری آیت میں مذکور ہے۔ انسانیت کو جن دو حصّوں، مومن اور کافر میں تقسیم کیا جارہا ہے، اس کا دارومدار اس کتابِ الٰہی پر ایمان لانے اور ایمان نہ لانے پر ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے آخری نبی اور رسول سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوئی۔ اس سورت کا دوسرا نام "سورۃ القتال" بھی ہے۔ یہ نام اس سورت کی آیت: ۲۰ میں مذکور ہے۔ چونکہ اس سورت میں اسلام اور کفر کے مابین جنگ کا تذکرہ ہے اور جہاد وقتال کے احکام بیان فرمائے گئے ہیں اس لئے یہ نام بھی مقرر کیا گیا ہے۔

ربطِ سورت

سورۃ محمد (ﷺ) سے پہلے سورۃ الاحقاف ہے۔ سورۃ الاحقاف کے آخر میں کفار کے لئے وعید ہے کہ فاسق قوم کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس پر کفار نے کہا کہ اگر ہم ہلاک ہو جائیں گے تو کیا ہمارے اچھے کاموں کا کوئی بدلہ نہیں ملے گا؟ سورۃ محمد (ﷺ) کی ابتدا میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے اس سوال کا جواب دیا ہے کہ کفار کے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں کوئی بھی عمل بغیر ایمان وخلوص کے کام نہیں آئے گا۔ سورۃ الاحقاف میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے قوموں کی ہلاکت بالخصوص قومِ عاد کی ہلاکت کا ذکر ہے، جبکہ سورۃ محمد (ﷺ) میں قتال فی سبیل اللہ کے ذریعہ مسلمانوں کے ہاتھوں دشمنانِ اسلام یعنی کفار کی ہلاکت کا تذکرہ ہے۔

زمانۂ نزول

یہ سورت ہجرت مدینہ کے بعد مدنی زندگی کے بالکل ابتدائی دور میں نازل ہوئی۔ اکثر مفسرین کے نزدیک اس کی تمام آیات مدنی ہیں سوائے آیت: ۱۳ کے جو اُس وقت نازل ہوئی جب ہجرتِ مدینہ کے موقع پر آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے نکل کر غارِ ثور کی طرف تشریف لے جارہے تھے اور مکہ مکرمہ پر الوداعی نظر ڈالتے ہوئے فرمارہے تھے: "اے مکہ! تُو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو سب شہروں سے زیادہ محبوب ہے اور مجھے بھی تُو سب شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ اگر تجھ میں رہنے والے مشرکین مجھے نہ نکالتے تو میں تجھ سے جدا نہ ہوتا۔" (مسند احمد، جامع ترمذی)

شانِ نزول اور تاریخی پس منظر

جس زمانہ میں یہ سورت نازل ہوئی ہے اس وقت صورت حال یہ تھی کہ عرب کی سرزمین پر مسلمانوں کو ہر جگہ ظلم وستم کا نشانہ بنایا جارہا تھا۔ جب مسلمانوں نے مدینہ طیّبہ ہجرت کی، تو یہاں بھی کفارِ مکہ اور دیگر طاغوتی طاقتیں مدینہ منورہ میں تشکیل پانے والے اسلامی معاشرہ کو کسی نہ کسی طرح زِیر کرنے کی کوششوں میں لگی ہوئی تھیں اور اس پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہی تھیں۔ مسلمانوں کے لئے ان حالات میں دو راستے تھے۔ یا تو وہ دین حق کی دعوت و تبلیغ اور اس کی پیروی سے دست بردار ہو کر جاہلیت کے آگے جھک جائیں، یا پھر مقابلہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور سر دھڑ کی بازی لگا کر ہمیشہ کے لئے اس بات کا فیصلہ کر دیں کہ عرب کی سرزمین میں اسلام کو باقی رہنا ہے یا جاہلیت کو۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ آتے ہی وہاں آباد یہود سے اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفاعی معاہدہ "میثاقِ مدینہ" کر لیا تھا لیکن یہود ایک عہد شکن قوم ہے۔ ان کی قریش مکہ کے ساتھ

سازباز رہتی تھی اور قریش مکہ بھی اس دفاعی معاہدہ کے باوجود انہیں اپنا ہی حلیف سمجھتے تھے۔ منافقین بھی مسلمانوں کے لئے آستین کے سانپ بنے ہوئے تھے اور درپردہ ان کی ہمدردیاں بھی یہود کے ساتھ تھیں ۔یہ اس لحاظ سے بھی خطرناک تھے کہ مسلمانوں کے راز اور تدبیروں سے یہود اور دوسرے دشمنوں کو باخبر رکھتے تھے۔ علاوہ ازیں اردگرد کے مشرک قبائلِ عرب بھی مسلمانوں کا وجود برداشت کرنے کو تیار نہ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان حالات میں مسلمانوں کو عزیمت کی راہ دکھائی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بزدلی اور پست ہمتی کے بجائے استقامت اختیار کرنے کی تاکید فرمائی کہ جب دشمن مدّمقابل ہو تو از خود دشمن کو صلح کی دعوت نہ دی جائے بلکہ ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ محمد (ﷺ) نازل فرما کر اہلِ ایمان کو تسلی دی ہے کہ کفار کچھ بھی کرلیں اللہ تعالیٰ کا دین سربلند ہوکر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کے دین کا کلمہ بلند رکھنے کے لئے جہاد کرنے والوں کی فضیلت بیان فرما کر مسلمانوں میں جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ اُبھارا گیا۔ اس کے علاوہ مدینہ منورہ میں منافقین جو خود کو اگرچہ مسلمان ظاہر کرتے، لیکن حقیقتاً وہ کافر تھے، ان کے بارے میں بتایا گیا کہ ان کے سامنے جب قتال کی بات کی جاتی ہے تو اپنی بُزدلی اور دل کے کھوٹ کی وجہ سے راہِ فرار اختیار کرنے کے لئے بہانے تلاش کرتے ہیں۔ اس سورت میں ان کی مذمت کرکے ان کا بُرا انجام بیان کیا گیا۔

مرکزی مضمون

جہاد و قتال اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب اور احکام۔ نیز ان احکامات کی انجام دہی پر انعاماتِ خداوندی کا بیان۔ مزید برآں منافقین و کفار کی سزا کا ذکر۔

اہم مضامین پر ایک نظر

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے ان دو گروہوں کا ذکر فرمایا ہے جن کے درمیان حق و باطل کا فیصلہ کُن مقابلہ درپیش تھا۔ نیز اس موقع پر منافقین کا بھی طرزِ عمل بیان کرکے انہیں متنبہ کیا گیا ہے۔

ان دو گروہوں میں سے ایک گروہ اہلِ ایمان کا ہے جن کا تمام تر سرمایہ حضور نبی کریم ﷺ کے لائے ہوئے نظامِ بندگی و زندگی کی پیروی ہے جو کہ سراسر ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور وہ اپنا سب کچھ اس راستہ پر لگا چکے ہیں۔

مسلمانوں کو ابتدائی جنگی ہدایات دی گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور اس کی طرف سے ہدایت و رہنمائی کی بشارت دی گئی ہے۔ ان سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے گا، راہِ حق میں ان کی کوششیں رائیگاں نہیں جائیں گی بلکہ بہترین اجر و ثواب اور اعلیٰ ترین اَبدی نعمتیں ملیں گی اور وہ دنیا و آخرت میں انہیں کامیاب فرمائے گا۔

دوسرا گروہ کفار کا ہے جو اسلام کے راستہ میں ایک دیوار بن کر کھڑا ہوگیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دین کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ اسلام کے خلاف کفار کی جدوجہد کبھی کامیاب نہیں ہوگی۔ ان کی ساری محنت اور کوشش خاک میں مل جائے گی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی تائید و رہنمائی سے محروم رہیں گے۔ ان کی سب چالیں بےکار ہوں گی اور دنیا و آخرت میں ان کا بہت ہی بُرا انجام ہوگا۔

مذکورہ دو گروہوں کے علاوہ ایک تیسرے گروہ منافقین کے احوال کا بھی تذکرہ ہے، جو قتال کا حکم آجانے کے بعد اپنی عافیت کی فکر میں کفار سے ساز باز کرنے لگ گئے تاکہ وہ اپنے آپ کو جنگ کے خطرات سے بچالیں۔ ان کو واضح طور پر تنبیہ کی گئی کہ ان کی شر انگیزیوں اور سازشوں سے اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو مطلع فرمادیتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے معاملہ میں منافقت اختیار کرکے کفار کا ساتھ دینے والوں کا کوئی عمل بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہے۔ مسلمانوں کو آگاہ کیا گیا ہے کہ وہ منافقوں کی سازشوں کا شکار نہ ہو جائیں۔

مسلمانوں کو یہ بھی تلقین کی گئی ہے کہ وہ اپنی قلتِ تعداد اور بے سروسامانی کی وجہ سے ہمت نہ ہاریں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے کفر کی طاقتوں کا مقابلہ کریں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے ساتھ ہے اور وہ مخالف طاقتوں کو پاش پاش کر کے رکھ دے گا اور بالآخر مسلمانوں ہی کو فتح سے نوازے گا۔ سورت کے آخر میں مسلمانوں کو انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی ہے۔ مسلمانوں کو اس بات کی تلقین کی گئی کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کو غالب کرنے کے لئے مال وجان اور تمام وسائل کی ممکنہ حد تک بھرپور قربانی دیں۔ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اس وقت جو شخص بھی بخل سے کام لے گا، وہ دراصل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کچھ نقصان نہ کرے گا بلکہ خود اپنے آپ ہی کو ہلاکت کے خطرہ میں ڈال دے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو انسانوں کا محتاج نہیں ہے۔ بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے میں ہی لوگوں کی بھلائی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شانِ بے نیازی کا ذکر ہوا ہے کہ اس کے دین کی خاطر قربانیاں دینے سے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے سے اگر کوئی گروہ جی چرائے گا، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے ہٹا کر اس کی جگہ دوسرا گروہ لے آئے گا جو اس کا حکم مانے گا اور راہِ الٰہی میں جہاد کرے گا، مال خرچ کرے گا اور اپنی جانوں کی بھی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرے گا۔

سُوْرَۃُ مُحَمَّد (آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ)

آیات	مضامین
آیات: ۱ تا ۳	❁ کفار اور اہل ایمان کے احوال ❁ ان کے انجام کا موازنہ
آیات: ۴ تا ۱۱	❁ جہاد کی ترغیب ❁ شہداء کی فضیلت ❁ کفار کا عبرت ناک انجام ❁ مسلمانوں کے لئے جنگ کے احکام
آیات: ۱۲ تا ۱۵	❁ اہل ایمان کے لئے جنت کی نعمتیں ❁ کفار کے لئے عذاب
آیات: ۱۶ تا ۱۹	❁ منافقین کو سزا دیئے جانے کا ذکر ❁ ایمان والوں کے لئے ہدایت میں اضافہ اور تقویٰ پر استقامت کی بشارت ❁ آپ ﷺ کو اہل ایمان کے لئے بخشش مانگنے کی تلقین ❁ منکرین کے لئے اتمامِ حجت
آیات: ۲۰ تا ۲۶	❁ منافقین کا جہاد کے بارے میں طرزِ عمل ❁ منافقین کی گمراہی کے اسباب
آیات: ۲۷ تا ۳۰	❁ منافقین کی موت کا نقشہ اور ان کے لئے سخت وعید ❁ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ان کی تمام سازشوں اور حرکتوں سے اپنے رسول ﷺ کو آگاہ فرما دینا۔
آیات: ۳۱ تا ۳۴	❁ کفار کو تنبیہ اور ان کا انجام ❁ اہل ایمان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم۔
آیات: ۳۵ تا ۳۸	❁ مسلمانوں کو کفار کے مقابلہ کے لئے ہدایات ❁ انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب

سبق: ۲۴

سُورَةُ مُحَمَّد

سورۃ محمد ۴۷ رکوع: ۱تا ۴ (آیات: ۱تا ۳۸)

رکوع: ۱تا ۴ کے اہم مضامین

۱۔ کفار اور اہل ایمان کی صفات کا موازنہ ۲۔ کفار اور اہل ایمان کا انجام ۳۔ رسول اللہ ﷺ کا اہل ایمان کے لئے بخشش و معافی طلب کرنا
۴۔ جہاد کی ترغیب اور ہدایات ۵۔ منافقین کے طرزِ عمل پر تنقید ۶۔ انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب

رکوع: ۱تا ۴ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱تا ۱۱)

اللہ ﷻ کافروں کے اعمال کو ضائع کر دے گا اور اہل ایمان کو نیک اعمال کی جزا عطا فرمائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کافر باطل کے پیچھے چلتے ہیں اور ایمان والے حق کی پیروی کرتے ہیں۔ صاحب ایمان وہی ہیں جو سیّدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ پر نازل ہونے والے حق پر ایمان لائیں۔ مسلمانوں کی جب کافروں سے جنگ ہو تو حکم ہے کہ پوری قوت سے جنگ کی جائے اور اس میں کوئی کمزوری نہ دکھائی جائے۔ ساتھ ہی جنگی قیدیوں سے برتاؤ کے اصول دیئے گئے ہیں۔ ان کو احسان کر کے بغیر فدیہ یا فدیہ لے کر رہا کیا جا سکتا ہے۔ البتہ قیدی بنانے کی اجازت تب ہے جب مخالف فوج کی قوت کا زور اچھی طرح توڑ دیا جائے اور ان کی جنگی صلاحیت کا خاتمہ ہو جائے۔ قتال فی سبیل اللہ کی فرضیت کی ایک حکمت یہ ہے کہ مسلمانوں کو کافروں اور کافروں کو مسلمانوں کے ذریعہ آزمایا جائے یعنی کتنے مسلمان اللہ ﷻ کے نام پر جان دیتے ہیں اور کفار میں سے کتنے لوگ ان تنبیہی کارروائیوں سے بیدار ہوتے ہیں۔ جو اللہ ﷻ کی راہ میں شہید ہو جاتے ہیں ان کو اللہ ﷻ کی طرف سے جنت عطا کی جائے گی۔ دین کی خدمت کرنے والوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اگر وہ اللہ ﷻ کے دین کی نصرت اور اُس کے غلبہ کی جدوجہد کریں گے تو اللہ ﷻ ان کی مدد فرمائے گا۔ اس کے برعکس کافروں کے لئے ہلاکت کی وعید ہے کیونکہ انہوں نے اللہ ﷻ کے نازل کردہ احکام سے روگردانی کی۔ سابقہ قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کا بیان ہے کہ اگر کافر لوگ راہِ راست پر نہ آئے تو ان کا انجام بھی ویسا ہی ہوگا۔ اللہ ﷻ ایمان والوں کا مددگار ہے جبکہ کافروں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہے۔

رکوع: ۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت میں جس یہودی یا عیسائی کو میری نبوت کی اطلاع ہو جائے۔ پھر جو کچھ مجھ پر نازل ہوا ہے وہ اس پر ایمان لائے بغیر مر جائے وہ ضرور جہنم میں داخل ہوگا۔" (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اَوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! دشمن سے جنگ کی آرزو مت کرو اور اللہ ﷻ سے عافیت مانگو، تاہم اگر ان سے جنگ ہو جائے تو پھر ثابت قدم رہو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔" (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لئے قتال کرتا رہے گا اور وہ اپنے مقابل آنے والوں پر غالب رہے گا، حتیٰ کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال سے لڑائی کرے گا۔" (سنن ابی داؤد)

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں پہنچ جانے والا کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہو گا جو دنیا میں واپس آنا اور دنیا کی کسی چیز کو حاصل کرنا پسند کرے، سوائے شہید کے۔ وہ تمنا کرے گا کہ دنیا میں لوٹ جائے اور دس بار (یعنی بارہا) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جائے، کیونکہ وہ شہادت کی قدر و قیمت اور اس کی خوبیاں دیکھ چکا ہو گا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومنین جہنم سے چھٹکارا پا جائیں گے لیکن دوزخ و جنت کے درمیان ایک پُل پر انہیں روک لیا جائے گا اور پھر ایک دوسرے پر اُن مظالم کا بدلہ لیا جائے گا جو دنیا میں اُن کے درمیان آپس میں ہوئے تھے اور جب کانٹ چھانٹ کر لی جائے گی اور صفائی ہو جائے گی تب انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت ملے گی۔ پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! جنتیوں میں سے ہر کوئی جنت میں اپنے گھر کو دنیا کے اپنے گھر کے مقابلہ میں زیادہ بہتر طریقہ پر پہچان لے گا۔" (صحیح بخاری)

رکوع:۲ (آیات: ۱۲تا ۱۹)

ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ جنت میں باغات عطا فرمائے گا جس میں ان کے لئے صاف، ٹھنڈے اور میٹھے پانی، خوش ذائقہ دودھ، نہایت پُر لطف اور پاکیزہ شراب جس کا ذائقہ نہیں بدلے گا اور خالص، صاف شفاف شہد کی نہریں ہوں گی، نیز وہاں ہر قسم کے پھل، میوے ہوں گے۔ سب سے بڑھ کر ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہو گی۔ اس کے برعکس کافر لوگ جو جانوروں کی طرح بے مقصد زندگی گزارتے تھے، وہ ہمیشہ آگ میں ہوں گے اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں کاٹ دے گا۔ یقیناً ایمان والے اور کافر برابر نہیں ہو سکتے۔ بعض منافقوں کا یہ طریقہ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی باتوں کو قابلِ توجہ نہیں سمجھتے تھے اور نفسانی خواہشات کی پیروی میں لگے رہتے تھے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ اس کے برعکس قیامت کے قریب ہونے اور اس کی نشانیوں کے ظاہر ہونے کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ راہِ راست پر چلنے والے لوگوں کی ہدایت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اضافہ فرما دیتا ہے اور انہیں تقویٰ کی سعادت عطا فرماتا ہے۔ لوگوں کو قیامت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری کرنی چاہیئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے مغفرت و بخشش مانگنے کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔

رکوع:۲ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی ﷺ

۱۔ حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں دودھ، پانی، شہد اور شراب کے سمندر ہیں، جن سے ان کی نہریں اور چشمے جاری ہوں گے۔" (مسند احمد، جامع ترمذی)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس طلب کرو، کیونکہ وہ سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ جنت ہے، اسی کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔" (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ پھر اگر وہ گناہ چھوڑ دے، استغفار کرے اور توبہ کر لے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ دوبارہ گناہ کرے تو سیاہ نقطہ بڑھ جاتا ہے، حتیٰ کہ سارے دل پر غالب آ جاتا ہے۔" (جامع ترمذی)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں اور قیامت (اتنے قریب) بھیجے گئے ہیں جتنی قریب یہ دو انگلیاں ہیں۔" (صحیح بخاری)

رکوع:۳ (آیات:۲۰تا۲۸)

منافقین کے طرزِ عمل پر تنقید کی گئی ہے کہ جب مخلص مومنین قتال کرنے کی اجازت مانگتے رہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے قتال کا حکم نازل ہوا تب وہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق کا مرض تھا ان پر موت کی غشی طاری ہوگئی۔ ان منافقین کو بھلی بات کرنے اور سچی اطاعت اختیار کرنے کی دعوت دی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخلص رہنے ہی میں ان کی بھلائی تھی۔ فرمایا گیا ہے کہ دنیا پرستی میں مبتلا ان منافقین کو اس گری ہوئی اخلاقی حالت کے ساتھ اگر اقتدار مل جائے تو زمین میں فساد پھیلے گا، ظلم اور ناانصافی کا دور دورہ ہوگا جس کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ رشتہ داروں کے حقوق پامال ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے لعنت کی ہے اور ان کی حق پوشی اور جانتے بُوجھتے حق سے منہ پھیرنے کی وجہ سے انہیں اندھا اور بہرا کر دیا ہے۔ ایمان کی دولت سے محروم منافق لوگ قرآنِ حکیم میں غور نہیں کرتے یا ان کی شرارتوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔ چنانچہ جب منافقین ہدایت دیکھنے کے بعد گمراہی کی طرف واپس پلٹ گئے تو شیطان نے ان کے بُرے اعمال کو مزیّن کر کے انہیں مزید فریب میں مبتلا کر دیا۔ یہ اسلام کے دشمنوں سے گٹھ جوڑ کرتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ بعض معاملات میں ہم تمہارا ساتھ دیں گے یعنی مسلمانوں کے ساتھ ہو کر تم سے نہیں لڑیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں تنبیہ کی ہے کہ وہ ان کی سازشوں سے خوب واقف ہے اور موت کے وقت انہیں سخت سزا دی جائے گی۔ انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ناراضگی اور اس کی رضا طلبی سے بیزاری والا راستہ اختیار کیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بھی ان کے سارے اعمال ضائع کر دیئے۔

رکوع:۳ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”قطع رحمی کرنے والا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“ (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”سرکشی اور قطع رحمی کرنا دوسرے گناہوں کی بہ نسبت زیادہ لائق ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے مرتکب کو دنیا میں بھی جلد سزا دے اور اس کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی ان کے لئے اس سزا کو ذخیرہ رکھے۔“ (مسند احمد، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی)

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم فرماتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔ رحم رحمٰن کی طرف سے ہے۔ اس کے ملانے والے کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ملاتا ہے اور اس کے توڑنے والے کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ خود توڑتا ہے۔“ (جامع ترمذی، مسند احمد، سنن ابی داؤد)

۴۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں بہتر شخص وہ ہے جو قرآن خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔“ (صحیح بخاری)

رکوع:۴ (آیات:۲۹تا۳۸)

منافقین کو وعید سنائی گئی ہے کہ جس نفاق کو وہ چھپاتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے ظاہر فرما دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان کے چہروں سے ان کو پہچانتے ہی ہیں مزید یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے معرکہ حق وباطل میں ایسی آزمائشیں آتی ہیں کہ منافق اور مخلص مومن کے درمیان فرق واضح ہو جاتا ہے۔ منافقین کی گفتگو اور رویّوں سے بھی ان کا نفاق ظاہر ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے راستہ سے لوگوں کو روکنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرنے سے باز آجائیں

کیونکہ وہ اللہ ﷻ کا کچھ نقصان نہیں کرسکتے۔ کفار و منافقین کے برخلاف، ایمان والوں کو اللہ ﷻ اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان کی اطاعت سے انحراف کرنے والوں کے عمل میں کوئی خیر نہیں ہوتی کہ اس پر کوئی اجر مل سکے۔ جو کفر پر مرے گا اس کی ہر گز مغفرت نہیں ہو گی۔ مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسلام کے دشمنوں کے مقابلہ میں کمزوری نہ دکھائیں نہ کمزور بن کر دشمنانِ دین کو خود صلح کی دعوت دیں، اللہ ﷻ کا وعدہ ہے کہ بالآخر مسلمان ہی غالب ہوں گے اور اللہ ﷻ کی معیّت انہیں نصیب ہو گی۔ دنیا کی زندگی عارضی ہے، البتہ ایمان اور تقویٰ کی روش پر کاربند رہنے والوں کا اجر اللہ ﷻ ضرور عطا فرمائے گا۔ آخر میں ان لوگوں کے لئے تنبیہ ہے جو اللہ ﷻ کی راہ میں انفاق کرنے سے بخل کرتے ہیں۔ اللہ ﷻ سارے مال کا تو مطالبہ ہی نہیں کرتا ورنہ لوگوں کا بخل ظاہر ہو جائے۔ اللہ ﷻ تو بے نیاز ہے۔ جو لوگ اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کریں گے تو اللہ ﷻ ان کی جگہ کسی دوسری قوم کو لے آئے گا جو ان بخل کرنے والوں کی طرح نہ ہوں گے۔ بلکہ اپنی جان، مال، اولاد اپنی عزت و آبرو سب کچھ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر قربان کرنے والے ہوں گے۔ گویا یہ واضح کر دیا گیا کہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی اور حق سے روگردانی کرنے والی قوموں کو بالآخر صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔

رکوع: ۴ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو روزہ دار ہے، قیام کرتا ہے، قرآنِ حکیم کی تلاوت کرتا ہے، روزے اور نمازوں میں کوتاہی نہیں کرتا حتیٰ کہ اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرنے والا واپس آ جائے۔“ (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ﷻ کی راہ میں ایک دن مورچہ بند ہونا، دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس (کے مل جانے یا اسے خرچ کر دینے) سے بہتر ہے۔“ (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری ساری امت جنت میں جائے گی، سوائے ان افراد کے جو انکار کر دیں۔“ پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ! (جنت میں جانے سے) کون انکار کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کر دیا۔“ (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت مستورد ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حقیقت صرف اتنی ہے جیسے کوئی سمندر میں انگلی ڈال کر دیکھے کہ وہ کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے۔“ (صحیح مسلم)

۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ بازار سے گزرتے ہوئے کسی بلندی سے مدینہ منورہ میں داخل ہو رہے تھے اور صحابہ کرام ؓ آپ ﷺ کے دونوں طرف تھے آپ ﷺ نے بکری کا ایک بچہ جو چھوٹے کانوں والا تھا اسے مرا ہوا دیکھا آپ ﷺ نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا: ”تم میں سے کون اسے ایک درہم میں لینا پسند کرے گا؟“ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: ہم میں سے کوئی بھی اسے کسی چیز کے بدلہ میں لینا پسند نہیں کرتا اور ہم اسے لے کر کیا کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تمہیں مل جائے؟“ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو پھر بھی اس میں عیب تھا کیونکہ اس کا کان چھوٹا ہے حالانکہ اب تو یہ مُردار ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! اللہ ﷻ کے ہاں یہ دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جس طرح تمہارے نزدیک یہ مردار حقیر ہے۔“ (صحیح مسلم)

۶۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہر صبح دو فرشتے اتارے جاتے ہیں، ان میں سے ایک یہ آواز لگاتا ہے۔ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اور عطا فرما، دوسرا یہ کہتا ہے اے اللہ! خرچ نہ کرنے والے کا مال ختم کر دے۔“ (صحیح بخاری)

سُوْرَةُ مُحَمَّد

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ | بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے | اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝١ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکا اُس (اللہ) نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ

اور انہوں نے نیک عمل کیئے اور ایمان لائے اُس پر جو محمد (ﷺ) پر نازل کیا گیا ہے اور وہی ان کے رب کی طرف سے حق ہے

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝٢ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ

اس (اللہ) نے ان سے ان کی برائیاں دور فرمادیں اور ان کی حالت کی اصلاح فرمائی۔ یہ اِس لئے کہ جن لوگوں نے کفر کیا، انہوں نے باطل کی پیروی کی

وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝٣

اور بے شک جو لوگ ایمان لائے انہوں نے اپنے رب کی طرف سے حق (بات) کی پیروی کی اسی طرح اللہ لوگوں کے لئے اُن کے احوال بیان فرماتا ہے۔

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ

پھر جب تمہارا اُن سے مقابلہ ہو جائے جنہوں نے کفر کیا تو خوب (ان کی) گردنیں اڑاؤ یہاں تک کہ جب تم اُنہیں خوب قتل کر چکو

فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّاۢ بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً

تو (بچنے والوں کو) مضبوط باندھ دو پھر بعد میں یا تو احسان کر کے (چھوڑ دو) یا فدیہ لے کر (آزاد کر دو)

حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ڔ ذٰلِكَ ڔ وَلَوْ يَشَاۗءُ اللهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ

یہاں تک کہ جنگ (کرنے والی مخالف فوج) اپنے ہتھیار رکھ دے یہی (حکم) ہے اور اگر اللہ چاہتا تو اُن سے (بغیر جنگ کے) انتقام لے لیتا

وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ

لیکن (اس نے یہ حکم اس لئے دیا) تاکہ تم میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ آزمائے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے

فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝٤ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝٥

تو وہ اُن کے اعمال ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ عنقریب ان کی رہنمائی فرمائے گا اور اُن کی حالت کی اصلاح فرمائے گا۔

وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝٦ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللهَ

اور اُنہیں جنّت میں داخل فرمائے گا جس کی وہ اُنہیں (خوب) پہچان کرا چکا ہے۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے

يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝٧ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ

تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا اور جن لوگوں نے کفر کیا پس اُن کے لئے ہلاکت ہے

وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝٨ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝٩

اور اس (اللہ) نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔ یہ اِس لئے ہوا کہ انہوں نے اسے ناپسند کیا جو اللہ نے نازل فرمایا تو اُس نے اُن کے اعمال اکارت کر دیئے۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

تو کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں تو وہ دیکھ لیتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا اللہ نے اُن پر تباہی ڈال دی

وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝١٠ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور کافروں کے لئے (بھی) اِسی طرح کا انجام ہے۔ یہ اِس لئے کہ بے شک اللہ اُن کا مددگار ہے جو ایمان لائے

ع ١ ١١ وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝١١ ع اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور بے شک جو کافر ہیں اُن کے لئے کوئی کارساز نہیں ہے۔ بے شک اللہ اُنہیں داخل فرمائے گا جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیئے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ

ایسی جنتوں میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (دنیا میں چند روزہ) لطف اٹھا رہے ہیں

وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝١٢ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

اور کھا رہے ہیں جس طرح چوپائے کھاتے ہیں اور (جہنم کی) آگ اُن کے لئے ٹھکانا ہے۔ اور (اے نبی ﷺ!) کتنی ہی بستیاں ہیں

هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ

جو قوت میں آپ کی اِس بستی سے زیادہ سخت تھیں جس (کے رہنے والوں) نے آپ کو نکالا ہے ہم نے ان (بستیوں) کو ہلاک کر دیا

فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝١٣ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ

تو اُن کے لئے کوئی مددگار نہ تھا۔ تو کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر ہو

كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ۝١٤

اس کی طرح ہوسکتا ہے جس کے لئے اس کے عمل کی بُرائی خوشنما بنا دی گئی ہو اور انہوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ

پرہیزگاروں سے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اُس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو (کبھی) بدبو دار نہ ہو گا

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ

اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا ذائقہ نہیں بدلے گا اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے لذّت بخش ہے

وَاَنۡهٰرٌ مِّنۡ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمۡ فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغۡفِرَةٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ ؕ

اور صاف کیئے ہوئے شہد کی نہریں (بھی) ہیں اور اُن کے لئے اُن باغات میں ہر قسم کے پھل ہیں اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے

كَمَنۡ هُوَ خَالِدٌ فِى النَّارِ وَسُقُوۡا مَآءً حَمِيۡمًا فَقَطَّعَ اَمۡعَآءَهُمۡ ﴿۱۵﴾

کیا یہ (لوگ) اُس کی طرح ہوسکتے ہیں جو آگ میں ہمیشہ رہنے والا ہے اور جنہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو وہ اُن کی آنتیں کاٹ کر رکھ دے گا۔

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّسۡتَمِعُ اِلَيۡكَ ۚ حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوۡا مِنۡ عِنۡدِكَ

اور اُن میں سے کچھ (بظاہر) آپ ﷺ کی طرف کان لگا کر سنتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ آپ کے پاس سے نکل کر جاتے ہیں

قَالُوۡا لِلَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۫ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ

(تو) اُن سے کہتے ہیں جنہیں علم عطا فرمایا گیا ہے کہ ابھی ان صاحب (ﷺ) نے کیا کہا تھا یہی لوگ ہیں کہ جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے

وَاتَّبَعُوۡۤا اَهۡوَآءَهُمۡ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيۡنَ اهۡتَدَوۡا زَادَهُمۡ هُدًى

اور انہوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی ہے اور جنہوں نے ہدایت اختیار کی اللہ نے اُنہیں ہدایت میں بڑھا دیا

وَّاٰتٰٮهُمۡ تَقۡوٰٮهُمۡ ﴿۱۷﴾ فَهَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ بَغۡتَةً ۚ فَقَدۡ جَآءَ اَشۡرَاطُهَا ۚ

اور اُنہیں اُن کی پرہیزگاری عطا فرمائی۔ پھر کیا یہ صرف قیامت کا انتظار کررہے ہیں کہ وہ ان پر اچانک آجائے تو یقیناً اُس کی نشانیاں تو آچکی ہیں

فَاَنّٰى لَهُمۡ اِذَا جَآءَتۡهُمۡ ذِكۡرٰٮهُمۡ ﴿۱۸﴾ فَاعۡلَمۡ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

پھر انہیں ان کی نصیحت کہاں (مفید) ہوگی جب وہ (قیامت) آپہنچے گی۔ تو آپ (ﷺ) جان لیجئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

وَاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِكَ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ

اور اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کام پر استغفار کیجئے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے بھی (معافی طلب کیجئے)

وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مُتَقَلَّبَكُمۡ وَمَثۡوٰٮكُمۡ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ع ۲ ۸

اور اللہ تمہاری آمدورفت اور تمہارے ٹھکانے کو (خوب) جانتا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے وہ کہتے ہیں

لَوۡلَا نُزِّلَتۡ سُوۡرَةٌ ۚ فَاِذَاۤ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ مُّحۡكَمَةٌ

(قتال کے بارے میں) کوئی (نئی) سورت کیوں نازل نہیں کی گئی؟ پھر جب کوئی واضح سورت نازل کی گئی

وَّذُكِرَ فِيۡهَا الۡقِتَالُ ۙ رَاَيۡتَ الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ

اور اُس میں قتال کا ذکر کیا گیا تو آپ اُن کو دیکھیں گے جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے

يَّنۡظُرُوۡنَ اِلَيۡكَ نَظَرَ الۡمَغۡشِىِّ عَلَيۡهِ مِنَ الۡمَوۡتِ ؕ فَاَوۡلٰى لَهُمۡ ﴿۲۰﴾

وہ آپ کی طرف (اس طرح) دیکھتے ہیں جیسے وہ شخص دیکھتا ہے جس پر موت کی غشی طاری ہو تو اُن کے لئے بربادی ہے۔

طَاعَةٌ وَّقَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ ۟ فَاِذَا عَزَمَ الۡاَمۡرُ ۟ فَلَوۡ صَدَقُوا اللّٰهَ

حکم ماننا اور بھلی بات (ان کے لئے بہتر تھی) پھر جب (قتال کا) حکم حتمی ہوگیا تو اگر وہ (اپنے طرزِ عمل میں) اللہ کے ساتھ سچے رہتے

لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ ۚ﴿۲۱﴾ فَهَلۡ عَسَيۡتُمۡ اِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ اَنۡ تُفۡسِدُوۡا فِي الۡاَرۡضِ وَتُقَطِّعُوۡۤا اَرۡحَامَكُمۡ ﴿۲۲﴾

تو ضرور اُن کے لئے بہتر ہوتا۔ پھر تم سے کیا توقع رکھی جائے اگر تم حاکم بن جاؤ یہی کہ تم زمین میں فساد مچاؤ گے اور اپنی قرابت داریاں کاٹنے لگو گے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمۡ وَاَعۡمٰٓى اَبۡصَارَهُمۡ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ

یہ وہ لوگ ہیں اللہ نے اُن پر لعنت کر دی چنانچہ اُنہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ تو کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے؟

اَمۡ عَلٰى قُلُوۡبٍ اَقۡفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ ارۡتَدُّوۡا عَلٰٓى اَدۡبَارِهِمۡ

یا ان کے دلوں پر تالے (لگے ہوئے) ہیں۔ بے شک جو لوگ اپنی پیٹھ پھیر کر پیچھے (کُفر کی طرف) لوٹ گئے

مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡهُدَى ۙ الشَّيۡطٰنُ سَوَّلَ لَهُمۡ ؕ وَاَمۡلٰى لَهُمۡ ﴿۲۵﴾

بعد اِس کے کہ اُن کے لئے ہدایت خوب واضح ہوچکی ہے شیطان نے اُنہیں فریب دیا ہے اور اُنہیں لمبی زندگی کی امید دلائی ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡا لِلَّذِيۡنَ كَرِهُوۡا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيۡعُكُمۡ فِيۡ بَعۡضِ الۡاَمۡرِ ۚ

یہ اس لئے کہ (ان منافقین نے) ایسے لوگوں کے لئے کہا جنہیں وہ ناپسند ہوا جو اللہ نے نازل کیا ہے کہ ہم بعض معاملات میں تمہاری بات مانیں گے

وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ اِسۡرَارَهُمۡ ﴿۲۶﴾ فَكَيۡفَ اِذَا تَوَفَّتۡهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ يَضۡرِبُوۡنَ وُجُوۡهَهُمۡ

اور اللہ اُن کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ تو کیا حال ہوگا جب فرشتے اُن کی جان نکالیں گے (تو) وہ ماریں گے اُن کے چہروں پر

وَاَدۡبَارَهُمۡ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوۡا مَاۤ اَسۡخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوۡا رِضۡوَانَهٗ

اور اُن کی پیٹھوں پر۔ یہ اِس لئے کہ انہوں نے اُس چیز کی پیروی کی جس نے اللہ کو ناراض کر دیا اور انہیں اُس کی رضامندی ناپسند ہوئی

ع ۳ ۹ فَاَحۡبَطَ اَعۡمَالَهُمۡ ؑ﴿۲۸﴾ اَمۡ حَسِبَ الَّذِيۡنَ فِيۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ

تو اُس (اللہ) نے اُن کے اعمال اکارت کر دیئے۔ کیا اُن لوگوں نے یہ خیال کیا جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے

اَنۡ لَّنۡ يُّخۡرِجَ اللّٰهُ اَضۡغَانَهُمۡ ﴿۲۹﴾ وَلَوۡ نَشَآءُ لَاَرَيۡنٰكَهُمۡ

کہ اللہ اُن کے چھپے ہوئے کینے ہرگز ظاہر نہیں کرے گا۔ اور اگر ہم چاہیں تو آپ (ﷺ) کو وہ لوگ ضرور دکھا دیں

فَلَعَرَفۡتَهُمۡ بِسِيۡمٰهُمۡ ؕ وَلَتَعۡرِفَنَّهُمۡ فِيۡ لَحۡنِ الۡقَوۡلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ اَعۡمَالَكُمۡ ﴿۳۰﴾

پھر یقیناً آپ انہیں ان کے چہروں سے پہچان لیں اور آپ اُنہیں اندازِ کلام سے (بھی) ضرور پہچان لیں گے اور اللہ تمہارے اعمال جانتا ہے۔

وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ حَتّٰى نَعۡلَمَ الۡمُجٰهِدِيۡنَ مِنۡكُمۡ وَالصّٰبِرِيۡنَ ۙ وَنَبۡلُوَا۟ اَخۡبَارَكُمۡ ﴿۳۱﴾

اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم ظاہر کر دیں تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو اور ہم جانچ لیں تمہارے حالات۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُولَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور رسول (ﷺ) کی مخالفت کی بعد اِس کے کہ اُن کے لئے ہدایت خوب واضح ہو چکی ہے

لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ

وہ ہرگز اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور عنقریب وہ (اللہ) اُن کے اعمال اکارت کر دے گا۔ اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکا

ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖۗ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖۗ

پھر اِس حال میں مر گئے کہ وہ کافر تھے تو اللہ ہرگز اُن کو نہیں بخشے گا۔ تو (مسلمانو!) ہمت نہ ہارو اور نہ صلح کی طرف بلاؤ اور تم ہی غالب رہو گے

وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ

اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال ضائع نہیں کرے گا۔ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے

وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿٣٦﴾

اور اگر تم ایمان لاؤ اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو، تو وہ تمہیں تمہارے اجر عطا فرمائے گا اور تم سے تمہارا (سارا) مال نہیں طلب کرے گا۔

اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿٣٧﴾

اگر وہ تم سے (سارا) مال طلب کرے پھر تم سے اصرار کرے تو تم بخل کرو گے اور وہ تمہارے (دلوں کے) کھوٹ ظاہر کر دے گا۔

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ

سنو! تم وہ لوگ ہو جنہیں اللہ کی راہ میں خرچ کے لئے بلایا جاتا ہے تو تم میں سے کچھ وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں

وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا

اور جو کوئی بھی بخل کرتا ہے تو بے شک وہ اپنے آپ ہی سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم (حکم الٰہی سے) منہ پھیرو گے

ع يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿٣٨﴾

تو وہ تمہاری جگہ بدل کر دوسری قوم کو لے آئے گا پھر وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ کفار اور اہلِ ایمان کا طرزِ عمل بنیادی طور پر مختلف ہے۔ کافر باطل کے پیچھے چلتے ہیں جبکہ ایمان والے حق کی پیروی کرتے ہیں۔ اللہ ﷻ ان دونوں کے ساتھ الگ الگ معاملہ کرے گا۔ اللہ ﷻ کافروں کے عمل ناکام بنادے گا اور اہلِ ایمان کا حال درست فرمادے گا۔ (سورۃ محمد، آیات: ۱تا ۳)

۲۔ مسلمانوں کی جب کافروں سے جنگ ہو جائے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ پورے زور اور طاقت سے یہ جنگ لڑیں اور اس میں کوئی کمزوری نہ دکھائیں۔ اس کے بعد اگر جنگی قیدی ہاتھ آئے ہوں تو انہیں احسان کر کے رہا کر دیا جائے یا ان سے معاوضہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ اسلامی حکومت ان دونوں میں سے کوئی ایک طریقہ اختیار کر سکتی ہے۔ (سورۃ محمد، آیت: ۴)

۳۔ جو اللہ ﷻ کی راہ میں شہید ہو جاتے ہیں ان کی جاں فشانی، کوشش اور اعمال ضائع نہیں ہوں گے۔ اللہ ﷻ انہیں کامیابی کی منزل تک پہنچائے گا اور انہیں نعمتوں سے بھری جنت میں داخل فرمائے گا۔ (سورۃ محمد، آیات: ۴تا ۶)

۴۔ مسلمان اللہ ﷻ کے دین کی مدد کریں گے تو اللہ ﷻ ان کی مدد کرے گا، ان کے حوصلے بڑھائے گا اور انہیں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔ (سورۃ محمد، آیت: ۷)

۵۔ ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو اللہ ﷻ ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ جبکہ کافر لوگ جو حیوانوں کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں اور مقصدِ حیات سے غافل ہیں، ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ (سورۃ محمد، آیت: ۱۲)

۶۔ جو لوگ اللہ ﷻ کی طرف سے علم و بصیرت کی بنیاد پر صراطِ مستقیم پر چلتے ہیں اور جو لوگ اپنے بُرے اعمال کو اچھا سمجھتے ہیں اور اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں، یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔ (سورۃ محمد، آیت: ۱۴)

۷۔ جو لوگ جنت میں ہوں گے ان کے لئے وہاں صاف میٹھا پانی، خالص خوش ذائقہ دودھ، نشہ سے پاک نہایت لذیذ شراب، صاف شہد کی نہریں، ہر قسم کے پھل اور میوہ جات ہوں گے۔ مزید یہ کہ ان کے رب کی طرف سے گناہوں کی معافی ہوگی۔ جو لوگ ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ میں ہوں گے، انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں کاٹ دے گا۔ یہ دونوں قسم کے لوگ کبھی بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ (سورۃ محمد، آیت: ۱۵)

۸۔ حضور نبی کریم ﷺ کی باتوں کو قابلِ توجہ نہ سمجھنا، ان کا استہزاء کرنا اور ان سے لاپروائی برتنا منافقین کا طرزِ عمل ہے۔ اللہ ﷻ ان کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے کہ ایسے لوگ اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں۔ (سورۃ محمد، آیت: ۱۶)

۹۔ جو لوگ راہِ راست پر چلتے ہیں اور ہدایت کا راستہ اختیار کرتے ہیں، اللہ ﷻ ان کی ہدایت میں اضافہ فرمادیتا ہے اور انہیں تقویٰ کی مزید توفیق عطا فرمادیتا ہے۔ (سورۃ محمد، آیت: ۱۷)

۱۰۔ جب اللہ ﷻ کی طرف سے قتال کا حکم ہوتا ہے تو منافقین اللہ ﷻ کی راہ میں جان دینے سے ڈرتے ہیں اور ان کی ایسی کیفیت ہو جاتی ہے جیسے ان پر موت کی غشی طاری ہو گئی ہو۔ (سورۃ محمد، آیت: ۲۰)

۱۱۔ وہ منافقین جو دنیا پر حریص ہیں اور قتال فی سبیل اللہ سے کنارہ کش ہیں اگر انہیں زمین میں اقتدار مل جائے تو یہ زمین میں فساد برپا کر دیں اور قطع رحمی کریں۔ ان پر اللہ ﷻ نے لعنت کی ہے اور انہیں اندھا اور بہرا کر دیا ہے کہ اب ان کے لئے ہدایت کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔ (سورۃ محمد، آیات: ۲۲تا۲۳)

۱۲۔ کفر و اسلام کی جنگ میں دونوں جانب سے مفادات حاصل کرنے اور قتال سے کترانے والے منافقین کو موت کے وقت سخت سزا دی جائے گی اور فرشتے ان کی مار پیٹ کرتے ہوئے ان کی روح قبض کریں گے۔ یہ انجام انہوں نے خود اپنے لئے پسند کیا کیونکہ انہوں نے وہ طریقہ اختیار کیا جو اللہ ﷻ کو ناراض کرنے والا ہے تو اللہ ﷻ نے ان کے سارے اعمال ضائع کر دیئے۔ (سورۃ محمد، آیات: ۲۷تا۲۸)

۱۳۔ دنیا دار الامتحان ہے۔ اس میں اللہ ﷻ انسانوں کو مختلف طریقوں سے آزماتا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون اس کا مخلص بندہ ہے اور کون منافق۔ رسول اللہ ﷺ تو منافقین کو ان کے چہروں سے جانتے پہچانتے ہیں۔ اللہ ﷻ کی طرف سے مزید ایسی آزمائشیں آتی ہیں کہ منافق اور مخلص مومن کے درمیان فرق واضح ہو جاتا ہے۔ (سورۃ محمد، آیت: ۳۰، ۳۱)

۱۴۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اسلام کے دشمنوں کے مقابلہ میں کوئی کمزوری اور بزدلی نہ دکھائیں۔ اللہ ﷻ کی مدد مسلمانوں کے ساتھ ہے اور اللہ ﷻ مسلمانوں کی محنت ضائع نہیں کرے گا بلکہ انہیں ہی فتح و غلبہ عطا فرمائے گا۔ (سورۃ محمد، آیت: ۳۵)

۱۵۔ اللہ ﷻ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے بخل نہ کیا جائے کیونکہ اللہ ﷻ کی راہ میں بخل کرنے سے انسان اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور اگر کوئی قوم اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے روگردانی کرے گی تو اللہ ﷻ ان کی جگہ دوسری قوم لے آئے گا جو ان کی طرح غافل اور روگرداں نہیں ہو گی بلکہ اپنا سب کچھ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر قربان کرنے والی ہو گی۔ (سورۃ محمد، آیت: ۳۸)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

۱۔ سورۃ محمد (ﷺ) کا دوسرا نام اور دونوں ناموں کی وجہ تسمیہ لکھیں۔

۲۔ سورۃ محمد (ﷺ) کا ربطِ سورت اور مرکزی مضمون بیان کریں۔

۳۔ سورۃ محمد (ﷺ) کی آیات: ۴تا۱۱ اور آیات: ۲۰تا۲۶ کے موضوعات لکھیں۔

۴۔ سورۃ محمد (ﷺ) کے اہم مضامین میں دو گروہوں اہلِ ایمان اور کفار کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کریں۔

(۱) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ جن لوگوں نے ـــــــــــــ کیا اور لوگوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ سے روکا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے ـــــــــــــ ضائع کر دیئے۔ یہ اس لئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو چیز نازل فرمائی انہوں نے اس کو ـــــــــــــ کیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے اعمال ـــــــــــــ کر دیئے۔

(۲) اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایمان والوں کا ـــــــــــــ ہے جبکہ کافروں کا کوئی بھی ـــــــــــــ نہیں ہے۔

(۳) تو کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے ـــــــــــــ پر ہو اُس کی طرح ہو سکتا ہے جس کے لئے اس کے عمل کی برائی ـــــــــــــ بنادی گئی ہو اور انہوں نے اپنی ـــــــــــــ کی پیروی کی۔

(۴) فرمانِ الٰہی ہے کہ کیا یہ لوگ بس قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ وہ ـــــــــــــ ان پر آجائے، اس کی ـــــــــــــ تو ظاہر ہو چکی ہیں، جب وہ ان پر آجائے گی تو اس وقت ان کے لئے ـــــــــــــ حاصل کرنے کا موقع کہاں باقی رہے گا۔

(۵) جب کوئی محکم سورت نازل ہوتی ہے جس میں ـــــــــــــ کا حکم ہو، تو جن لوگوں کے دلوں میں ـــــــــــــ ہے ان کی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسے ان پر ـــــــــــــ طاری ہو گئی ہو۔

(۶) منافقین پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ـــــــــــــ ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے کانوں کو ـــــــــــــ اور ان کی آنکھوں کو ـــــــــــــ کر دیا ہے جس کی وجہ سے اب ان کے لئے ہدایت کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔

(۷) منافقین کو موت کے وقت یہ سخت سزا دی جائے گی کہ فرشتے ان کے ـــــــــــــ اور ـــــــــــــ پر ماریں گے۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کیجئے۔

۱۔ ایمان والوں کو جنت میں کیا کیا نعمتیں عطا ہوں گی اور کفار کا انجام کیا ہو گا؟

۲۔ منافقین اور مخلص مومنین کا کیا حال بیان ہوا ہے؟

۳۔ منافقین کا کیا طرزِ عمل بیان ہوا ہے؟

۴۔ منافقین کو کیا کیا وعیدیں سنائی گئی ہیں؟

۵۔ کفار کے بارے میں کیا احکام بیان ہوئے ہیں؟

۶۔ مسلمانوں کو کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

سوال ۴ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے۔

۱۔ کفار کے اعمال کا انجام کیا ہوگا؟

۲۔ ایمان والوں کے اعمال کی جزا کیا ہوگی؟

۳۔ اہلِ ایمان اور کافروں کے طرزِ عمل میں کیا فرق ہے؟

۴۔ دشمنانِ دین سے جنگ کی صورت میں مسلمانوں کے لئے کیا حکم ہے؟

۵۔ جنگی قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

۶۔ مسلمانوں اور کفار کے درمیان مقابلہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کیا حکمت ہے؟

۷۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو کیا جزا ملے گی؟

۸۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد کرنے کی کیا جزا ہے؟

سوال ۵ دینِ اسلام نے جنگ کے حوالہ سے کیا اصول عطا کیئے ہیں؟ نیز قرآنِ حکیم اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں تفصیل سے بتائیں کہ جنگی قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے؟

گھریلو سرگرمی

- سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آیت: ۱۵ میں جنت کے چار مشروبات پانی، دودھ، شراب، شہد کی صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس آیت کی روشنی میں درج ذیل طرز کا ایک جدول بنا کر جنت کے ان مشروبات کا دنیاوی مشروبات سے تقابل کیجیے:

نمبر شمار	مشروبات	جنت کے مشروبات کی صفات	دنیا کے مشروبات کی کیفیات
۱	پانی		

- سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ایک نام سورۃ القتال بھی ہے۔ اس سورت میں قتال فی سبیل اللہ کے احکام، مجاہدین کی فضیلت، شہداء کا حسین انجام اور قتال کی ترغیب پر جو آیات وارد ہوئی ہیں ان کی نشاندہی کیجیے۔ نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں قتال کے حوالہ سے کوئی دو واقعات کا ذکر کیجیے۔
- سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں منافقین کے طرزِ عمل پر تنقید کی گئی ہے۔ اس سورت میں بیان کی گئی منافقین کی خامیوں کی ایک فہرست بنائیں اور ان خامیوں کے نقصانات تحریر کیجیے۔ نیز ہمارے معاشرہ میں پائی جانے والی ایسی پانچ خامیوں کی نشاندہی کر کے ان کی اصلاح کے لئے تجاویز تحریر کیجیے۔

دستخط استاد مع تاریخ: ______________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ______________

سبق:۲۵

سُوْرَةُ الْفَتْح

وجہ تسمیہ اور تعارف

اس سورت کی پہلی آیت میں اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا "(اے نبی ﷺ!) بے شک ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا فرمائی۔" کے الفاظ مذکور ہیں۔ اس سورت کا نام انھی الفاظ سے ماخوذ ہے۔ اس آیت میں صُلحِ حُدَیبیہ کو "فتحِ مبین" قرار دیا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ اور مسلمانوں کو اس فتح کی بشارت دی گئی ہے۔اسی مناسبت سے اس سورت کا نام سورۃ الفتح رکھا گیا ہے۔

فضیلت

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہما اپنے والد حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر (حدیبیہ) میں رحمتِ عالم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اے عمر! آج رات مجھ پر ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے، جو مجھے ان سب چیزوں سے زیادہ پسند ہے جن پر سورج نکلتا ہے۔" پھر آپ ﷺ نے اس کی تلاوت فرمائی "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا" (سورۃ الفتح ۴۸، آیت ۱:) "(اے نبی ﷺ!) بے شک ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا فرمائی۔"

(صحیح بخاری، مجمع البیان)

ربطِ سورت

۱۔ سورۂ محمد (ﷺ)، سورۃ الفتح اور سورۃ الحجرات تینوں سورتوں میں باہمی ربط ہے۔ گویا تینوں میں ایک ہی مضمون کے مختلف پہلو مذکور ہیں۔ سورۂ محمد (ﷺ) میں جہاد و قتال کا حکم ہے، سورۃ الفتح میں فتوحات کا وعدہ ہے اور سورۃ الحجرات میں بارگاہِ رسالت ﷺ کے آداب، اسلامی ریاست کے قواعد و ضوابط اور معاشرتی اصول و آداب ذکر کیے گئے ہیں یعنی اہلِ ایمان اگر جہاد کریں گے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ انھیں فتوحات عطا فرمائے گا۔ جب مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہو جائیں تو ان کو چاہیے کہ وہ اسلامی قواعد و ضوابط کے مطابق اپنے تمام انفرادی اور اجتماعی معاملاتِ زندگی انجام دیں۔

۲۔ سورۂ محمد (ﷺ) میں اعلانِ جہاد کیا گیا ہے اور مسلمانوں سے یہ وعدہ فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ کمزور نہ پڑے تو وہی سربلند ہوں گے اور اُن کے حریف ذلیل و خوار ہوں گے۔ سورۃ الفتح میں اسی وعدہ کے پورے ہونے کی واقعاتی شہادت پیش کی گئی ہے اور جہاد کے ثمرات بیان کیے گئے ہیں۔ سورۃ الفتح کا آغاز صُلحِ حُدَیبیہ کے ذکر سے ہوا ہے جسے فتحِ مبین قرار دیا گیا ہے۔ اُس کے بعد فتحِ خیبر، فتحِ مکہ، مزید کئی فتوحات اور مالِ غنیمت کے حصول کی پیش گوئی اور بشارتیں دی گئی ہیں۔

۳۔ سورۂ محمد (ﷺ) اور سورۃ الفتح دونوں میں مومنین کے اوصاف بیان کیے گئے اور ان کا حُسنِ انجام ذکر کیا گیا جبکہ مشرکین و منافقین کے مجموعی مذموم کردار اور ان کے عبرت ناک انجام کو بیان کیا گیا ہے۔

۴۔ سورۂ محمد (ﷺ)، سورۃ الفتح اور سورۃ الحجرات میں ایک اہم ربط یہ بھی ہے کہ ان تینوں سورتوں میں حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر اور آپ ﷺ کی بارگاہ کے آداب بجالانے کی انتہائی زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

زمانۂ نزول

سورۃ الفتح مدنی سورت ہے۔ اس کا نزول ۶ ہجری میں اُس وقت ہوا جب آپ ﷺ حُدَیبیہ کے مقام پر کفار سے چند شرائط پر معاہدہ کرنے کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لا رہے تھے۔ یہ معاہدہ تاریخ اسلام میں "صُلحِ حُدَیبیہ" کہلاتا ہے۔ یہ سورت صُلحِ حُدَیبیہ کے واقعہ کے پس منظر میں نازل

ہوئی۔ چونکہ مسلمان عمرہ ادا کیئے بغیر واپس آرہے تھے اور بعض شرائط سے بھی بظاہر ایسا لگ رہا تھا کہ مسلمانوں کو دَب کر صُلح کرنی پڑی ہے اس لئے وہ دل گرفتہ اور شدتِ غم سے نڈھال تھے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کی دلجوئی کے لئے خصوصی طور پر اس سورت کے آغاز ہی میں ایک بہت بڑی خوشخبری کا اعلان فرمایا کہ صلح نامہ کی شکل میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضور اکرم خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک عظیم الشان فتح عطا فرمائی ہے۔ اس سورت کے نازل ہونے سے مسلمانوں کے دل مکمل طور پر مطمئن اور پُر سکون ہو گئے۔

چند آیات کا شانِ نزول

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ

"تاکہ اللہ آپ کے لئے آپ کے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلافِ اولیٰ سب کام معاف فرمادے۔" (سورۃ الفتح ۴۸، آیت: ۲)

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے زمین پر موجود تمام اشیاء سے زیادہ محبوب ہے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیتِ مبارکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے تلاوت فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ نہایت مبارک اور خوشگوار ہو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ تو بیان فرمادیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا جائے گا، لیکن ہمارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟ چنانچہ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا (سورۃ الفتح ۴۸، آیت: ۵)

"تاکہ وہ مومن مَردوں اور مومن عورتوں کو ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور وہ (اللہ) ان سے ان کی بُرائیاں دور کردے اور یہ اللہ کے نزدیک بہت عظیم کامیابی ہے۔" (جامع ترمذی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حُدَیبیہ والے دن اَسّی (۸۰) آدمی مکہ والوں میں سے ہتھیاروں سے لیس (چھپتے چھپاتے موقع پاکر) جبل تنعیم کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اُتر آئے، وہ چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دھوکہ دیں اور غفلت میں حملہ کردیں (معاذاللہ)۔ تاہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پکڑ کر قید کرلیا، پھر انہیں چھوڑ دیا۔ چنانچہ اُس موقع پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی:

وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ (سورۃ الفتح ۴۸، آیت: ۲۴)

"اور وہی (اللہ) ہے جس نے اُن کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ اُن سے روک دیئے مکہ کی وادی میں بعد اِس کے کہ اُس نے تمہیں اُن پر غلبہ دے دیا تھا اور اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے جو تم کر رہے ہو۔" (صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، مسند احمد)

مرکزی مضمون

صُلح حُدَیبیہ سے اہلِ ایمان کے لئے فتوحات کے آغاز کی خوشخبری، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، مدد و نصرت اور تعظیم و توقیر بجالانے کی خصوصی تاکید، دیگر فتوحات کی پیش گوئی اور بالخصوص غلبۂ اسلام کی نوید۔

اہم مضامین پر ایک نظر

سورۃ الفتح میں یہ بشارت عطا کی گئی ہے کہ حُدَیبیہ کی صُلح مسلمانوں کے لئے فتح مبین ہے۔ اب وہ وقت قریب ہے جب فتح مکہ کی صورت میں مسلمانوں کو کفار پر کامل غلبہ حاصل ہو گا۔ اس مہم کا یہ پہلو بھی نہایت اہم ہے کہ اس مہم میں شریک اہلِ ایمان کو جنت اور عظیم کامیابی حاصل ہو گی اور ان منافقین کے لئے یہ اللہ ﷻ کے غضب کا سبب بنے گی جو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے بارے میں طرح طرح کی بدگمانیاں کر رہے تھے۔

مسلمانوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی شان کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اللہ ﷻ نے اپنے ایک عظیم الشان رسول، خاتم الانبیاء سید المرسلین سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اعلیٰ صفات و خصائل سے متصف فرمایا۔ آپ ﷺ کو تمام امتوں پر گواہی دینے، مومنین کو رحمتِ الٰہی کی خوشخبری سنانے اور کافروں کو عذابِ الٰہی سے ڈرانے کے لئے اس دنیا میں مبعوث فرمایا ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ آپ ﷺ کی دل و جان سے تعظیم و تکریم اور توقیر بجالائیں اور تمام مہمات میں رضا و رغبت اور خوشی سے آپ ﷺ کے ساتھ معاون و مددگار بنیں اور صبح و شام اللہ ﷻ کی تسبیح بیان کریں۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جو لوگ حضور ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کرتے ہیں، وہ درحقیقت اللہ ﷻ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں یعنی اللہ ﷻ کا دستِ رحمت و حمایت ان پر ہے اور ان کے لئے اجر و ثواب ہے۔

صُلح حُدَیبیہ کے موقع پر منافقین حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک سفر نہ تھے۔ انہیں اندیشہ تھا کہ اگر ہم عمرہ کی ادائیگی کے لئے بغیر ہتھیاروں کے مکہ مکرمہ کی طرف گئے تو مشرکین ہمارا خاتمہ کر دیں گے۔ جب آپ ﷺ صُلح حُدَیبیہ کے بعد واپس آئے تو ان منافقین نے جھوٹے بہانے پیش کیئے کہ ہم گھریلو اور کاروباری مشکلات کی وجہ سے آپ ﷺ کے ساتھ نہ جاسکے۔ ان کے بارے میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ ان کا معاملہ اب اللہ ﷻ کے سپرد ہے۔ دراصل یہ مفاد پرست لوگ ہیں۔ عنقریب مسلمانوں کو معرکۂ خیبر میں فتح حاصل ہو گی اور مالِ غنیمت ان کو وافر مقدار میں میسر آئے گا اس موقع پر منافقین بھی ساتھ نکلنا چاہیں گے۔ انہیں بتا دیا جائے کہ جو لوگ حُدَیبیہ کے سفر پر ساتھ نہیں گئے تھے، وہ فتح خیبر میں شرکت اور اس کے ثمرات سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔

اللہ ﷻ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی رضا کی بشارت دی ہے جنہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے نبی اکرم ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ اللہ ﷻ نے مزید یہ خوشخبری بھی دی کہ وہ انہیں انعام کے طور پر کئی فتوحات سے نوازے گا۔ بڑی مقدار میں مالِ غنیمت سے وہ فیض یاب ہوں گے جن میں بہت جلد خیبر کا فتح ہونا بھی ہے۔ اب ان کی جدوجہد میں کامیابیاں ہی کامیابیاں ہیں اور یہ کامیابیاں فتح مکہ کی صورت میں اپنے عروج کو پہنچ جائیں گی۔

صُلح حُدَیبیہ کے موقع پر قتال نہیں ہوا یہ اللہ ﷻ کا بڑا احسان ہے۔ کیونکہ اگر قتال ہوتا تو وہ لوگ جو مکہ مکرمہ میں دل سے اسلام قبول کر چکے تھے مگر کسی مصلحت سے اپنے ایمان کا اظہار نہ کر سکے، ہو سکتا تھا کہ ان کو بے خبری کی وجہ سے کوئی نقصان پہنچ جاتا۔ اللہ ﷻ نے اپنی کمال حکمتِ عملی سے دونوں فریقین کو قتال سے روک دیا۔ لیکن اگر اس حالت میں قتال ہو جاتا، تو بھی اللہ ﷻ اپنی مدد سے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرماتا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے واضح فرمادیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو خواب دیکھا تھا وہ سچا ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیت اللہ پہنچ کر ضرور عمرہ ادا کریں گے اور اس شان سے داخل ہوں گے کہ ہر طرف امن و امان ہو گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضورِ اکرم خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دینِ حق دے کر بھیجا ہے تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب فرمادے۔ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ دینے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان اور فضائل کا ذکر ہے کہ وہ اسلام کے دشمنوں کے مقابلہ میں انتہائی سخت اور آپس میں بڑے نرم دل ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا اور فضل کے ہر وقت طلب گار رہتے ہیں۔ کثرتِ سجود سے روحانیت کا نور ان کے چہروں پر جگمگاتا رہتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے اعلیٰ کردار کی مثالیں تورات اور انجیل میں بیان فرمائی ہیں۔ ان کی مثال ایک کھیتی کی طرح ہے جو زمین سے اُگتی ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رفتہ رفتہ اسے تقویت دی اور وہ اپنے تنے پر کھڑی ہو گئی۔ کھیتی لگانے والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی محنت کے ثمرات دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمارہے ہیں اور کافر اس سرسبز و شاداب گلستان کو دیکھ کر حسد کی آگ میں جل رہے ہیں اور جلتے رہیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ان مخلص ساتھیوں کو نوازتا رہے گا اور روزِ قیامت اپنی بخشش اور اجرِ عظیم کے انعامات سے سرفراز فرمائے گا۔

سُورَۃُ الْفَتْح (آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ)

آیات	مضامین
آیات: ۱ تا ۷	❁ صُلحِ حُدَیبیہ کا تذکرہ ❁ مومنین پر انعامات ❁ منافقین اور مشرکین کے لئے عذاب
آیات: ۸ تا ۱۰	❁ شانِ رسالت اور فضیلتِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم و توقیر بجالانے کا تاکیدی حکم ❁ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے والوں پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دستِ رحمت اور قدرت کا ہونا
آیات: ۱۱ تا ۱۷	❁ منافقین کے حیلے بہانے اور بدگمانیاں ❁ منافقین کے منافقانہ کردار پر سخت گرفت
آیات: ۱۸ تا ۲۱	❁ بیعتِ رضوان کا بیان ❁ فتوحات ❁ غنیمتوں کی بشارت
آیات: ۲۲ تا ۲۶	❁ مشرکین پر مسلمانوں کا غلبہ ❁ صُلحِ حُدَیبیہ کے موقع پر قتال نہ ہونے کی مصلحت
آیات: ۲۷ تا ۲۸	❁ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خواب کی تصدیق ❁ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقصدِ بعثت
آیات: ۲۹	❁ شانِ خاتمُ الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ❁ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر انعاماتِ باری تعالیٰ ❁ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب

سبق:۲۶

صُلح حُدَیبیہ

(پس منظر، واقعات، دفعات، نتائج واثرات)

پس منظر

''حُدَیبِیہ'' ایک کنویں کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، اسی جگہ کفارِ مکہ اور مسلمانوں کے درمیان ذی قعدہ ۶ ھ میں صلح ہوئی تھی، اسی مناسبت سے اس کو ''صُلح حُدَیبیہ'' کہا جاتا ہے۔ تاریخ اسلام میں اس کو بڑی اہمیت حاصل ہے، قرآنِ مجید نے اسے ''فتح مبین'' (کھلی ہوئی کامیابی) قرار دیا۔

صُلح حُدَیبیہ کا پس منظر یہ ہے کہ ایک روز حضور اکرم خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کو مدینہ طیّبہ میں یہ خواب دکھلایا گیا کہ آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کی کنجی لی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت بیت اللہ شریف کا طواف اور عمرہ ادا فرمایا، پھر کچھ لوگوں نے سر کے بال منڈوائے اور کچھ نے کٹوانے پر اکتفا کیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس خواب کی اطلاع دی تو انہیں بڑی مُسرّت ہوئی اور انہوں نے یہ سمجھا کہ اس سال مکہ مکرمہ میں داخلہ نصیب ہو گا ان شاءاللہ۔ چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب ہمیشہ سچے ہوتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا یہ خواب بھی بمنزلۂ وحی تھا۔ چنانچہ اس خواب کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ذی قعدہ ۶ ھ میں آپ ﷺ کم وبیش چودہ سو (۱۴۰۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینہ منورہ سے عمرہ ادا کرنے کے ارادہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اپنے ساتھ صرف نیام بند تلواریں رکھیں اور کوئی جنگی ہتھیار نہیں تھا اور ہَدی (قربانی) کے جانور بھی ساتھ تھے تاکہ یہ ظاہر ہو کہ صرف بیت اللہ شریف کی زیارت اور عمرہ کی نیت سے آئے ہیں نہ کہ کسی جنگی ارادہ سے۔ عرب کا یہ دستور تھا کہ وہ کسی ایسے قافلہ پر حملہ نہیں کرتے تھے جس کے ساتھ قربانی کے جانور ہوں۔ نیز یہ اس وقت کی بات ہے جب حج وعمرہ کے باقاعدہ احکام نہیں آئے تھے اور عرب کا یہ بھی دستور تھا کہ وہ نفلی قربانی کے لئے جانور لے جایا کرتے تھے۔

حُدَیبیہ کے مقام پر قافلہ کا پڑاؤ اور آپ ﷺ کا معجزہ

مسلمانوں نے حالتِ احرام میں سفر کرتے ہوئے مکہ مکرمہ کے مضافات میں حُدَیبیہ کے آخری کنارہ ثمد (ایک چشمہ یا گڑھا) پر جہاں پانی کم تھا، پڑاؤ ڈال دیا۔ اس چشمہ میں تھوڑا سا پانی تھا اور اسے لوگ تھوڑا تھوڑا استعمال کر رہے تھے، انہوں نے پانی کو ٹھہرنے ہی نہیں دیا، سب کھینچ ڈالا، چنانچہ کچھ ہی دیر میں سارا پانی ختم ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پانی کی قلت کے باعث پریشانی ہوئی تو آپ ﷺ سے پیاس کی شکایت کی گئی۔ آپ ﷺ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ''اسے اس گڑھے میں گاڑ دو۔'' اللہ کی قسم! تیر گاڑتے ہی پانی انہیں سیراب کرنے کے لئے جوش مارنے لگا اور مسلسل چشمے سے پانی اُبلتا رہا، یہاں تک کہ وہ سب لوگ سیراب ہو گئے۔ (صحیح بخاری، مسند احمد) اس کے بعد جب تک وہاں آپ ﷺ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ قیام رہا، پانی کی کمی کی شکایت نہ کی گئی۔

قریش کو مسلمانوں کی آمد کی اطلاع اور قریش کی طرف سے سفیر کی آمد

آپ ﷺ نے ایک مقامی باشندہ کو یہ پیغام دے کر قریش کی طرف بھیجا کہ ''ہم کسی قتال کے لئے نہیں آئے بلکہ ہمارا مقصد صرف عمرہ ادا کرنا ہے۔'' قریش نے اس پیغام پر ذرا بھی غور نہ کیا۔ انہوں نے اپنے ایک جہاں دیدہ شخص عُروہ بن مسعود ثقفی (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) کو سفیر بنا کر بھیجا تاکہ وہ کسی طریقہ سے حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو واپس بھیج دے۔ انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ کسی صورت بھی مسلمانوں کو مکہ مکرمہ

میں داخل نہیں ہونے دیں گے اور اپنے اس فیصلہ کے بارے میں انہوں نے مسلمانوں کو باقاعدہ آگاہ کر دیا۔

سفیرِ قریش حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کا قریش کو اپنے مشاہدات اور حالات سے مطلع کرنا

حضرت عُروہ بن مسعود ثقفی نے دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر قریش کی مرضی کے مطابق کئی سخت باتیں کہیں۔ مگر حضور اکرم ﷺ کا معقول مؤقف سننے، آپ ﷺ کا عزم و استقلال محسوس کرنے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپ ﷺ سے بے مثال عقیدت و محبت دیکھنے کے بعد اس نے جان لیا کہ مسلمان دبنے والے لوگ نہیں۔ چنانچہ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی اپنے ساتھیوں کے پاس واپس جا کر کہنے لگے: "اے میری قوم! اللہ کی قسم! میں بڑے بڑے بادشاہوں سے مل چکا ہوں۔ میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہ دیکھے ہیں۔ لیکن میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس کی اس کے ساتھی اتنی تعظیم کرتے ہوں، جتنی تعظیم محمد (ﷺ) کی ان کے اصحاب کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! ان کے لُعاب کو ان کے اصحاب زمین پر گرنے نہیں دیتے، وہ اسے اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنے چہرے اور بدن پر مَل لیتے ہیں۔ جب وہ کوئی حکم جاری کرتے ہیں تو ان کے اصحاب اس کی بجا آوری میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وضو کے پانی (کے حصول) پر لڑائی ہو جائے گی (گویا ہر ایک کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وضو والا پانی اسے مل جائے)۔ جب وہ لوگ آپس میں گفتگو کرتے ہیں تو محمد (ﷺ) کے سامنے اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور ان کی تعظیم کی بنا پر ان کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔" (صحیح بخاری)۔ لہٰذا انہوں نے تمہیں ایک اچھی تجویز پیش کی ہے۔ تمہارے فائدہ کی ہے، اسے مان لو۔

قریش کی طرف سے دوسرے سفیر کی آمد

حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کے بعد بنی کنانہ کا ایک شخص بولا: مجھے ان کے پاس جانے دو، لوگوں نے کہا: اچھا جاؤ۔ جب وہ آپ ﷺ کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "اب جو شخص آ رہا ہے۔ یہ ہَدی کے جانوروں کی عزت و عظمت کرنے والوں میں سے ہے۔ لہٰذا قربانی کے جانور اس کے آگے کر دو۔" چنانچہ وہ جانور اس کے سامنے لائے گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لبیک پکارتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر وہ کہہ اٹھا: سبحان اللہ ایسے لوگوں کو کعبہ سے روکنا مناسب نہیں۔ وہ واپس چلا گیا اور جا کر کہا: میں نے ہَدی کے جانور دیکھے ہیں جن کے گلوں میں قلادے (قربانی کے مخصوص نشانات مثلاً گلے کا ہار وغیرہ) ہیں اور اونٹوں کے کوہان چیرے ہوئے خود دیکھے ہیں۔ (گویا یہ سب اس بات کی علامت ہیں کہ وہ محض عمرہ کی ادائیگی کے لئے آئے ہیں) لہٰذا میں تو انہیں بیت اللہ سے روکنا درست نہیں سمجھتا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بطورِ سفیر تقرر

ان حالات میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنے سفیر کے طور پر مکہ مکرمہ بھیجا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قریش کو مسلمانوں کے ارادہ سے آگاہ کیا۔ لیکن وہ سب ان کے لئے مکہ مکرمہ میں داخلہ پر راضی نہ ہوئے۔ البتہ قریش نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی واپسی کے موقع پر انہیں پیش کش کی کہ اگر وہ چاہیں تو طواف کر لیں۔ وہ بولے: "جب تک رسول اللہ ﷺ کو طواف کی اجازت نہ ملے گی میں بھی طواف نہیں کروں گا۔" اس پر قریش کے سردار بگڑ گئے اور انہیں اپنے پاس روک لیا۔ ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ غالباً وہ چاہتے تھے کہ پیش آمدہ صورتِ حال پر باہم مشورہ کر کے کوئی قطعی فیصلہ کر لیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ان کے لائے ہوئے پیغام کا جواب دے کر واپس کریں، مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دیر تک رُکے رہنے کی وجہ سے مسلمانوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ قریش نے انہیں شہید کر دیا ہے۔ اس موقع پر حضور ﷺ نے اعلان

فرمادیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لیئے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔ سب نے دل و جان سے آمادگی ظاہر کی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لئے ہم آخری سانس تک لڑیں گے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک بیعت لی کہ "جان دے دیں گے مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لیں گے۔" یہ بیعت تاریخِ اسلام میں "بیعتِ رضوان" کے نام سے مشہور ہے۔ بعد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی واپس آ گئے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو اہلِ ایمان کی جرأت اور جان نثاری کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ قرآنِ حکیم کی آیت نازل فرما دی جس میں اس بیعت میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضامندی کی بشارت دی گئی۔ ارشاد ہوا:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا (سورۃ الفتح ۴۸، آیت: ۱۸)

"یقیناً اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ (حُدَیبیہ میں) درخت کے نیچے آپ (ﷺ) کی بیعت کر رہے تھے تو جو اُن کے دلوں میں تھا اُس (اللہ) کو (پہلے ہی سے) معلوم تھا پھر اس نے اُن پر تسکین نازل فرمائی اور اُنہیں ایک بہت ہی قریبی فتح (خیبر) کا انعام عطا فرمایا۔"

قریش کی طرف سے تیسرے سفیر کی آمد

اس کے بعد قریش کی طرف سے سہیل بن عَمرو کی قیادت میں ایک وفد بھی صلح کی بات چیت کرنے کے لئے حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ سہیل بن عَمرو کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: "اب تمہارا کام سہل ہو گیا" دونوں فریقین کے درمیان مذاکرات کے نتیجہ میں ایک صلح کا معاہدہ طے پایا جسے تاریخِ اسلام میں "صُلحِ حُدَیبیہ" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس معاہدہ کی شرائط لکھوانے کے لئے حضورِ اکرم ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کاتب مقرر فرمایا۔

صلح نامہ تحریر کرنے میں قریش کے اعتراضات اور حضور نبی کریم ﷺ کی انتہائی رواداری

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسلامی آداب کے عین مطابق دستاویز کی ابتدا "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سے کی۔ اس پر کفار نے اعتراض کرتے ہوئے کہا: "ہم اللہ کو مانتے ہیں، رحمان و رحیم کو نہیں۔ یہاں "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ" لکھو۔" حضور ﷺ نے ان کی بات قبول کر کے یہی لکھوا دیا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا۔ "یہ وہ دستاویز ہے جس کا محمد رسول اللہ ﷺ نے عہد کیا ہے۔" یہ عبارت دیکھتے ہی رؤساء قریش نے شور مچایا: "اگر ہم مانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر ہم نہ تو آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ ہی جنگ کرتے۔ آپ (ہمارے نزدیک فقط) محمد بن عبد اللہ ہیں۔ آپ محمد بن عبد اللہ ہی لکھوائیے۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "میں محمد رسول اللہ بھی ہوں۔ میں محمد بن عبد اللہ بھی ہوں۔ اگرچہ تم نے جھٹلایا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم) پھر آپ ﷺ نے تنازعہ ختم کرنے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اچھا اسے مٹا دو۔"

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے نام مبارک مٹانے سے خود کو مٹا دینا آسان تھا۔ عرض کیا: "نہیں، اللہ کی قسم! آپ ﷺ کا اسم گرامی میں کبھی نہیں مٹاؤں گا۔" آخر کار حضور ﷺ نے خود اپنے دستِ اقدس سے "رسول اللہ" کا لفظ مٹایا اور اس کی جگہ "محمد بن عبد اللہ" تحریر کرنے کا حکم دیا۔

اس مجلس معاہدہ میں قریش کا رویہ شدید ضد، پریشانی اور بے دلی کا عکاس تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ حد درجہ رواداری، بلند حوصلہ اور فراست کے ساتھ معاہدہ کو کامیاب بنانے کے لئے کوشاں تھے۔

دفعات اور شرائط

صُلحِ حُدَیبیہ کی چند اہم دفعات یہ تھیں:

۱۔ دس سال تک فریقین کے درمیان جنگ بند رہے گی۔

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم اس وقت عمرہ ادا کیئے بغیر واپس چلے جائیں گے اور آئندہ سال آکر وہ عمرہ ادا کریں گے۔ اس شرط میں قریش نے کچھ ذیلی دفعات پر اصرار کیا جو یہ تھیں:

الف: اگلے سال عمرہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کا قیام فقط تین دن رہے گا۔

ب: مسلمان نیام میں بند تلواروں کے علاوہ کوئی اِضافی ہتھیار ساتھ نہیں رکھیں گے۔

ج: مسلمان مکہ مکرمہ کے کسی باشندہ کو ساتھ نہیں لے جائیں گے۔

د: اگر مسلمانوں میں سے کوئی مکہ مکرمہ میں رہنا چاہے تو اسے منع نہیں کریں گے۔

۳۔ اہلِ مکہ کا کوئی فرد مسلمان ہو کر مدینہ منورہ چلا جائے تو مسلمانوں کو اُسے واپس کرنا ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ چھوڑ کر مکہ والوں سے آملا تو قریش اسے واپس نہیں کریں گے۔

۴۔ قبائل عرب میں سے جو مسلمانوں کے عہد وپیمان میں داخل ہونا چاہے داخل ہو سکے گا اور جو قریش کے عہد و پیمان میں داخل ہونا چاہے داخل ہو سکے گا، جو قبیلہ جس فریق کا حلیف ہو گا وہ اس فریق کا ایک جز سمجھا جائے گا، لہٰذا ایسے کسی قبیلہ پر زیادتی ہوئی تو خود اس فریق پر زیادتی تصور ہوگی۔
(اس دفعہ کے مطابق بنو خزاعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیف بنے اور بنو بکر نے قریش کا حلیف بننے کا اعلان کیا)۔

۵۔ فریقین ایک دوسرے کے خلاف خفیہ کارروائیوں اور خیانت سے اجتناب کریں گے۔

صلح نامہ کی شرائط اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعلیٰ بصیرت کا اظہار

بظاہر صُلحِ حُدَیبیہ کی اکثر شرائط میں اہلِ مکہ کی فتح اور مسلمانوں کی شکست نظر آرہی تھی۔ ایسے لگتا تھا کہ مسلمانوں نے دَب کر سخت اور کڑی شرائط پر صلح کی، لیکن بعد کے نتائج بالکل اس کے برعکس نظر آتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر معمولی بصیرت، بیدار مغزی اور دُور اندیشی نے ثابت کیا کہ صلح نامہ کی جن شرائط کو قریش اپنے لئے بہت زیادہ مفید سمجھ رہے ہیں وہ حقیقت میں ان کی ناکامی کا سبب ہیں۔ مزید یہ کہ اس صلح کے مستقبل قریب میں مسلمانوں کو کیا فوائد حاصل ہوں گے؟ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی پر اس کے کیا نتائج اور اثرات مرتب ہوں گے؟ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی اس کا ادراک ہی نہیں کر سکتا تھا۔ در حقیقت یہ صلح مسلمانوں کی ایک بہت بڑی فتح اور دوسری فتوحات کے لئے پیش خیمہ تھی۔ اسی لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس صلح کو "فتح مبین" قرار دیا، چنانچہ جب حُدَیبیہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ واپس ہوئے تو راستہ میں سورۃ الفتح (اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحاً مُّبِیْناً) "ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا کی" نازل ہوئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حیرت سے سوال کیا، کیا یہ فتح ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! بے شک یہ عظیم الشان فتح ہے۔" (سنن ابی داوٗد)

مسلمانوں کے حوصلہ اور اطاعت کا ایک شدید امتحان

اسی دوران جب کہ یہ صلح نامہ لکھا جارہا تھا اور ابھی اس پر فریقین کے دستخط نہیں ہوئے تھے، ایک عجیب واقعہ پیش آیا جو مسلمانوں کی ہمت، حوصلہ اور

اطاعتِ رسول ﷺ کا سخت ترین امتحان تھا۔ ہوا یہ کہ قریش کے سفیر سہیل بن عمرو کے نوجوان بیٹے حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کرلیا تھا، انہیں اس کی پاداش میں زنجیروں میں جکڑ کر رکھا گیا تھا۔ حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ پر کافروں نے بہت تشدد کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو کافروں نے اتنا مارا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر ضرب کے کئی نشانات آگئے، وہ حضور اکرم ﷺ کی مکہ مکرمہ کے قریب تشریف آوری کا سن کر کسی طرح ان کی قید سے بھاگ نکلے اور اس حال میں آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے کہ پیروں میں بیڑیاں پڑی تھیں۔ سہیل بن عمرو نے دیکھا تو کہا کہ معاہدہ کے مطابق اسے واپس کیا جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ابھی صلح نامہ پر دستخط نہیں ہوئے۔" مگر سہیل بن عمرو نے بیٹے کی واپسی پر اصرار کیا۔ حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ نے عام مسلمانوں کو نشان دکھاتے ہوئے کہا: "میں مظلوم ہوں اور ستایا جارہا ہوں، کیا میں اسی طرح ہمیشہ کافروں کے قبضہ میں تڑپتا رہوں گا۔" آپ ﷺ کی بار بار خواہش کے باوجود سہیل راضی نہیں ہوا، بالآخر آپ ﷺ نے حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کو ان کے حوالہ کردیا اور تسلی کے کلمات فرماتے ہوئے دعائیں دیں کہ تھوڑا اور صبر کریں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہارے لئے خلاصی کی کوئی راہ نکال لے گا۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس ساری صورتِ حال کو دیکھ کر ضبط نہ کرسکے اور برملا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے ایمانی جذبات کا بھی اظہار کیا۔ لیکن مسلمانوں میں انتہا درجہ کا نظم وضبط تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی رضامندی دیکھ کر ہر شخص راضی برضا ہو گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کیفیت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو بے چین ہو کر عرض کرنے لگے: "یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ پیغمبر برحق نہیں ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں! ہوں" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا: "کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہاں! ہم حق پر ہیں۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "تو ہمیں حق پر رہتے ہوئے پھر دب کر (دینی معاملات پر کمزور پڑ کر) یہ صلح گوارا کیوں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا رسول اور نبی برحق ہوں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرسکتا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ میری مدد فرمائے گا۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا: "کیا آپ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم لوگ کعبہ کا طواف کریں گے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "لیکن یہ تو نہیں کہا تھا کہ اسی سال کریں گے" حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور وہاں بھی یہی گفتگو کی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: "آپ ﷺ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں جو کچھ کرتے ہیں اسی کے حکم سے کرتے ہیں۔" (صحیح بخاری)

مدینہ منورہ واپسی

صُلح نامہ پر فریقین کے دستخط ہو جانے کے بعد حضور ﷺ نے اسی جگہ پر احرام کھولنے اور قربانی کے جانور ذبح کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قربانی کر دینے اور سر کے بال منڈا کر احرام کھول دینے کا حکم دیا مگر مسلسل رنج اور غم کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ آپ ﷺ کے تین بار حکم دینے کے باوجود اس غم کی بنا پر کوئی نہ اٹھ سکا۔ حضور نبی کریم ﷺ یہ دیکھ کر فکر مند ہوئے اور اس معاملہ کا ذکر اُم المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کچھ نہ کہیں۔ اس وقت انہیں شرائطِ صُلح اور بغیر عمرہ واپسی کی وجہ سے شدید رنج پہنچا ہے۔ آپ ﷺ سب کے سامنے حَلَق کروا کر احرام کھول دیں اور جانور کی قربانی کر دیں۔ حضور ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ پیروی کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی غلطی کا بہت زیادہ رنج ہوا۔ آپ ﷺ نے حُدَیبیہ میں معاہدہ کے تین دن بعد تک کُل انیس یا بیس دن قیام فرمایا۔ مسلمان دل گرفتہ اور شدتِ غم سے نڈھال کیفیت میں آپ ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ واپس پہنچ گئے۔

صُلح حُدَیبیہ کے نتائج واثرات

اللہ ﷻ نے اس صلح میں کافی فوائد وثمرات رکھے تھے، اس لئے آپ ﷺ کا سینہ مبارک سخت اور ناخوشگوار واقعات پر صبر و تحمل کرنے کے لئے کھول دیا تھا، آپ ﷺ بے انتہا استغنا اور تحمل کے ساتھ اُن کی ہر شرط قبول فرماتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس صلح کے بہت سُود مند نتائج سامنے آئے۔

۱۔ صُلح حُدَیبیہ کے بہت ہی کم وقت میں اثرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی آرزوئیں پوری ہونی شروع ہو گئیں، قریش کے بڑے بڑے نامور، شریف اور باصلاحیت لوگوں کے دلوں میں اسلام گھر کرنے لگا۔ چنانچہ جب قریش نے حضور اقدس ﷺ سے خود درخواست کر کے صلح نامہ سے یہ شرط منسوخ کرائی کہ مکہ مکرمہ سے اسلام قبول کر کے مدینہ منورہ ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو لازماً واپس بھیجا جائے گا تو اس کے کچھ ہی دنوں بعد قریش کے تین معزز اور قابل نوجوان حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ ان میں سے پہلے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے جن سے بڑا شاہ سوار اور مردِ میدان مکہ مکرمہ میں کوئی نہ تھا۔ دوسرے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تھے جن کی دانائی اور ذہانت سے سب واقف تھے۔ تیسرے حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے جن کا خاندان خانہ کعبہ کا کلید بردار تھا۔ جب یہ تینوں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "رَمَتْكُمْ مَكَّةُ بِأَفْلَاذِ كَبِدِهَا" "مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہارے حوالہ کر دیئے۔"

۲۔ پہلی مرتبہ عرب میں اسلامی ریاست کا وجود باقاعدہ تسلیم کیا گیا۔ اس سے پہلے تک عربوں کی نگاہ میں حضور نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی حیثیت محض قریش اور قبائل عرب کے خلاف خروج کرنے والے ایک گروہ کی تھی اور وہ ان کو برادری سے باہر (Out of law) سمجھتے تھے۔ اب خود قریش ہی نے آپ ﷺ سے معاہدہ کر کے سلطنت اسلامی کی فتوحات پر آپ ﷺ کا اقتدار مان لیا اور قبائل عرب کے لئے یہ دروازہ بھی کھول دیا کہ ان دونوں سیاسی طاقتوں میں سے جس کے ساتھ چاہیں حلیفانہ معاہدات کر لیں۔

۳۔ مسلمانوں کے لئے زیارت بیت اللہ کا حق تسلیم کر کے قریش نے خود یہ بھی مان لیا کہ اسلام کوئی بے دینی نہیں ہے، جیسا کہ وہ اب تک کہتے چلے آرہے تھے، بلکہ عرب کے مسلّمہ ادیان میں سے ایک ہے اور دوسرے عربوں کی طرح یہ بھی حج و عمرہ کے مناسک ادا کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اس سے اہلِ عرب کے دلوں کی وہ نفرت کم ہو گئی جو قریش کے پروپیگنڈا سے اسلام کے خلاف پیدا ہو گئی تھی۔

۴۔ مسلمان آزادانہ طور پر دین کی دعوت و تبلیغ کا کام کرنے لگے، اسلام کی صداقت اور اس کے حقائق پر لوگوں کو غور کرنے کا موقع ملا، کفارِ مکہ سے مسلمانوں کے فاصلے کم ہوئے، صلح کی وجہ سے آمد و رفت شروع ہوئی اور تجارتی تعلقات کی بنیاد پر قریش مدینہ منورہ آتے اور مہینوں قیام کرتے، یہاں نفوسِ قدسیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تقویٰ و طہارت، ان کی نقل و حرکت، پاکیزہ اخلاق، اخلاص و للّٰہیت، صداقت و امانت دیکھتے اور متاثر ہوتے۔ اس طرح اسلامی تعلیمات کی صداقت ان کے دل میں جاگزیں ہونے لگی اور وہ خود بخود اسلام کے سایۂ رحمت کی طرف کھنچتے چلے آنے لگے۔

۵۔ امن و سکون کی وجہ سے مفتوحہ علاقوں میں نفاذِ اسلام، نظم و ضبط اور اسلامی تہذیب و تمدن کو جاری کرنے کا خوب موقع مل گیا۔ قریش کی طرف سے جنگ بندی ہو جانے کے بعد آپ ﷺ کو یہ موقع مل گیا کہ آپ ﷺ اپنے مفتوحہ علاقہ میں اسلامی حکومت کو اچھی طرح مستحکم کر لیں اور اسلامی قانون کے اجراء سے مسلم معاشرہ کو ایک مکمل تہذیب و تمدن بنا دیں۔ یہی وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جس کے متعلق اللہ ﷻ نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا: "آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام بطورِ دین پسند کر لیا۔"
(سورۃ المآئدہ ۵، آیت: ۳)

۶۔ اہلِ مکہ کی شرارت اور چالوں سے مطمئن ہونے کے بعد جلد ہی مسلمانوں نے کئی دوسرے علاقے فتح کیئے۔ صُلحِ حُدَیبیہ کو ابھی تین مہینے بھی نہیں گزرے تھے کہ یہودیوں کا سب سے بڑا گڑھ خیبر فتح ہو گیا۔ اس کے بعد فدک، وادیٔ قُریٰ، تیما اور تبوک کی یہودی بستیاں اسلام کے زیر نگیں آتی چلی گئیں۔ پھر وسطِ عرب کے تمام قبیلے بھی، جو یہود اور قریش کے ساتھ گٹھ جوڑ رکھتے تھے، ایک ایک کر کے تابع فرمان ہو گئے۔ اس طرح حُدَیبیہ کی صلح نے دو ہی سال کے اندر عرب میں قوت کا توازن اِتنا بدل دیا کہ قریش اور مشرکین کی طاقت دب کر رہ گئی اور اسلام کا غلبہ یقینی ہو گیا۔

۷۔ دس سال کے لئے جنگ بندی کا معاہدہ ہو جانے سے مسلمانوں کو امن میسر آگیا اور انہوں نے عرب کے تمام اطراف میں پھیل کر اس تیزی سے اسلام کی اشاعت کی کہ صُلحِ حُدَیبیہ سے پہلے پورے ۱۹ سال میں اتنے آدمی مسلمان نہ ہوئے تھے جتنے اس کے بعد دو سال کے اندر مسلمان ہو گئے۔ یہ اسی صلح کی برکت تھی کہ حُدَیبیہ کے موقع پر حضور ﷺ کے ساتھ صرف چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئے تھے اور صرف دو سال کے بعد جب قریش کی عہد شکنی کے نتیجہ میں حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ پر پیش قدمی فرمائی تو کم و بیش دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا عظیم لشکر آپ ﷺ کے ہم سفر تھا۔

۸۔ صُلحِ حُدَیبیہ کے اثرات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان پر عملی اُسوہ کا زیادہ اثر پڑتا ہے، محض زبانی اگر تقویٰ و طہارت اور خوفِ الٰہی کی ترغیب دی جائے تو یہ اِتنا مؤثر نہیں ہو گا جتنا عملی طور پر اس کو کر کے دکھانے سے اثر پڑتا ہے۔ جیسا کہ صُلحِ حُدَیبیہ کے بعد قریش اور دیگر مشرکین عرب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اطاعتِ رسول ﷺ سے بھرپور صالح زندگی کو دیکھ کر متاثر ہوئے اور اسلام میں داخل ہونا اُن کے لئے آسان ہو گیا۔ آج اگر مسلمان اپنا کردار، زبان، معاملات، تجارت کو صحیح کر لیں اور اسلامی تناظر میں زندگی کے شب و روز گزارنے لگیں تو لوگ اسلام سے قریب ہوں گے اور پوری دنیا میں دین کی اشاعت عام ہو جائے گی، اس لئے مسلمانوں کو اپنے کردار، خیالات، سیرت اور زندگی کو پاکیزہ بنانے کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔

۹۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جوش و خروش کو دیکھ کر آپ ﷺ ان کے جذبات سے مغلوب ہو جاتے تو شاید اتنی جلدی اسلام فروغ نہ پاتا۔ کسی شخص کی کامیابی اور بلندی کا راز یہ ہے کہ انتہائی جذباتی مواقع پر انتہائی عقل و دانش سے فیصلہ کرے، انفرادی زندگی میں صبر و تحمل اور ضبط کی ضرورت تو ہے ہی، لیکن اس کی اہمیت اجتماعی جگہوں میں مزید بڑھ جاتی ہے، جہاں مختلف اذہان اور طبیعتوں کے لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے، اگر ایسے مواقع پر صبر و ضبط سے کام نہ لیا جائے تو آپس میں ٹکراؤ اور دشمنی کی وجہ سے اجتماعیت ختم ہو سکتی ہے اور بکھرے ہوئے تاروں کی طرح انسان بے فیض ہو جاتا ہے۔

۱۰۔ اس سے مسلمانوں کو یہ پیغام بھی ملتا ہے کہ جذبات اور اشتعال سے کام نہ لیا جائے، بے جا غصّہ اور اشتعال شیطانی اثر ہے، شیطان انسان کو مختلف شر انگیز باتوں اور چالوں کے ذریعہ اُبھارنا چاہتا ہے تا کہ وہ اشتعال میں آکر کوئی ایسا کام کر بیٹھے جو اس کے لئے بڑے نقصانات، مشکلات اور پریشانی کا باعث بنے، اس لئے شریعت نے ہمیشہ صبر و تحمل اور غور و فکر کی تعلیم دی ہے۔

سبق: ۲۷

فتح مکہ

(پس منظر، واقعات، دفعات، نتائج واثرات)

تعارف

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مقدس گھر بیت اللہ کی ازسرِنو تعمیر مکہ مکرمہ میں فرمائی تھی۔ بیت اللہ شریف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت اور انسانیت کی ہدایت کا مرکز ہے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مشرکین نے وہاں بتوں کی پوجا شروع کر دی۔ اس مقدس گھر کو کفر وشرک کی آلودگیوں سے پاک کرنے کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے پیارے رسول سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ حضور اکرم خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ نے ۸ھ میں مکہ مکرمہ فتح کر کے بیت اللہ کو کفر وشرک سے پاک کر دیا اور یہ گھر پھر سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت اور انسانیت کی ہدایت کا مرکز بن گیا۔ فتح مکہ وہ عظیم فتح ہے جو اسلام، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی اعلیٰ شان کا مظہر ہے۔ فتح مکہ کی وجہ سے لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین میں بہت کثرت سے داخل ہوئے اور ہر طرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کی روشنی پھیل گئی۔

پس منظر

مکہ مکرمہ عرب کا سیاسی، تجارتی اور مذہبی مرکز تھا۔ بیت اللہ کی بدولت قریش کو قبائلِ عرب میں نمایاں مقام حاصل تھا۔ لیکن اہلِ مکہ نے اس میں کم وبیش ۳۶۰ بت سجا رکھے تھے۔ اس گھر سے بتوں کی گندگی کو پاک کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کے لوگوں کو توحید کی دعوت دی۔ مگر انہوں نے آپ ﷺ کی مخالفت شروع کر دی۔ جن لوگوں نے توحید کی دعوت کو قبول کیا اور بتوں کو چھوڑ دیا ان پر کفار نے طرح طرح کے ظلم وستم ڈھانے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کے لئے مکہ مکرمہ کی زمین تنگ کر دی گئی۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ کی بے مثال تربیت سے مسلمانوں کے دل اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے لبریز ہو گئے تھے۔ لہٰذا خود رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے کفار کی طرف سے آنے والی ہر قسم کی سختیوں اور تکالیف کو صبر واستقامت اور خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا اور توحید پر قائم رہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم پر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ میں ایک اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ کفارِ مکہ کے لئے یہ برداشت کرنا ناممکن تھا کہ مسلمان مدینہ طیّبہ میں چین کی زندگی بسر کریں۔ لہٰذا انہوں نے مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے کئی جنگیں لڑیں جس کے نتیجہ میں غزوۂ بدر ۲ھ، غزوۂ اُحد ۳ھ اور غزوۂ خندق ۵ھ میں وقوع پذیر ہوئے۔ ان تمام غزوات میں مجموعی طور پر مسلمان ہی غالب رہے اور کفارِ مکہ کی طرف سے مسلمانوں کو ختم کرنے کی ہر کوشش ناکام رہی۔ آخر کار ۶ھ میں مسلمانوں اور کفارِ مکہ کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جسے ”صُلح حُدَیبیہ“ کہا جاتا ہے۔

اس صلح کے فوراً بعد رسول اللہ ﷺ نے خیبر بھی فتح کیا اور منظم انداز میں اسلام کی دعوت کو دوسری قوموں اور قبیلوں تک پہنچا دیا۔ کئی قوموں اور قبیلوں کے ساتھ معاہدے کیئے اور بہت سے نئے لوگ دین اسلام میں داخل ہوئے یہاں تک کہ صُلح حُدَیبیہ کے صرف دو سال سے بھی کم عرصہ کے اندر ۸ھ میں مسلمان عرب کی سب سے بڑی طاقت بن چکے تھے۔ اسی سال قریش مکہ نے صُلح حُدَیبیہ میں کیئے جانے والے معاہدہ کی خلاف ورزی کی جس کے نتیجہ میں فتح مکہ کا واقعہ پیش آیا۔

صُلحِ حُدَیبیہ ایک نظر میں

۶ ہجری میں مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان حُدَیبیہ کے مقام پر ایک صلح نامہ طے پایا جس میں یہ طے کیا گیا کہ فریقین دس سال تک ایک دوسرے کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے۔ ان کے علاوہ دیگر قبائل کو اجازت ہے کہ جو قبیلہ جس فریق کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کرنا چاہے کر سکتا ہے اور جو قبیلہ جس فریق کے ساتھ معاہدہ میں شامل ہو گا وہ فریق اس قبیلہ کا حمایتی ہو گا، لہٰذا ایسا کوئی قبیلہ اگر کسی حملہ یا زیادتی کا شکار ہو گا تو یہ خود اس فریق پر حملہ اور زیادتی تصور کی جائے گی جس کا وہ حلیف ہو گا اور یہ فریق اس قبیلہ پر ہونے والے حملہ یا زیادتی کے خلاف اس قبیلہ کا ساتھ دے گا۔

بنو خزاعہ اور بنو بکر کے معاہدے

بنو خزاعہ اور بنو بکر عرب کے دو قبائل تھے۔ ان دونوں قبیلوں میں دورِ جاہلیت سے عداوت اور کشمکش چلی آرہی تھی۔ چنانچہ صُلحِ حُدَیبیہ کی روشنی میں بنو خزاعہ نے مسلمانوں کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کیا۔ لہٰذا وہ ان کے حلیف یعنی حامی بن گئے۔ جبکہ بنو بکر نے قریش کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کیا اور وہ ان کے حلیف ٹھہرے۔

قریش کا صُلحِ حُدَیبیہ کو توڑنا

شعبان ۸ ہجری میں بنو بکر نے بنو خزاعہ پر رات کی تاریکی میں حملہ کر دیا۔ قریش نے اس حملہ میں بنو بکر کی ہتھیاروں سے مدد کی اور ان کے کچھ آدمی بھی لڑائی میں شریک ہوئے۔ اس اچانک حملہ کی وجہ سے بنو خزاعہ کا شدید نقصان ہوا اور ان کے کئی افراد مارے گئے۔ اس طرح قریش نے صُلحِ حُدَیبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور ان کے دشمن قبیلہ بنو بکر کا لڑائی میں ساتھ دیا۔ گویا قریش نے معاہدہ توڑ کر خود ہی صلح ختم کر دی۔

بنو خزاعہ کی رسول اللہ ﷺ سے مدد کی اپیل

بنو خزاعہ کے قتلِ عام کے بعد، عَمرو بن سالم خزاعی نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ منورہ کا رخ کیا۔ جب بنو خزاعہ کا یہ وفد مدینہ پہنچا تو اس وقت حضورِ اکرم ﷺ مسجد نبوی میں صحابہ کرام علیہم کے درمیان تشریف فرما تھے۔ اس وفد نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ساری صورت حال بیان کی۔ پھر عَمرو بن سالم نے آپ ﷺ کے سامنے اشعار پڑھے جن میں اس نے آپ ﷺ سے مدد کی اپیل کی۔ عَمرو بن سالم کی فریاد سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: "اے عَمرو بن سالم! تمہاری ضرور مدد کی جائے گی۔" بہر حال آپ ﷺ نے بنو خزاعہ کو مدد کی یقین دہانی کرائی تو وہ واپس چلے گئے۔

حضور ﷺ کی قریش کے لئے شرائط

جب بنو خزاعہ کا وفد مدینہ منورہ سے واپس چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کے پاس ایک قاصد بھیجا اور ان کے سامنے تین شرائط پیش کیں کہ ان میں سے کوئی ایک منظور کی جائے:

۱۔ بنو خزاعہ کے مقتولین کا خون بہا ادا کیا جائے ۲۔ قریش بنو بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔ ۳۔ اعلان کر دیا جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔

قاصد نے مکہ مکرمہ پہنچ کر قریش کے سامنے یہ تین شرائط پیش کیں کہ ان میں سے کوئی ایک منظور کر لیں۔ ایک آدمی نے قریش کی طرف سے کہا کہ "صرف تیسری شرط منظور ہے۔" قریش کا فیصلہ سن کر حضور ﷺ کا قاصد مدینہ منورہ واپس آگیا اور آپ ﷺ کو صورت حال سے آگاہ کر دیا۔

تجدیدِ صُلح کے لئے قریش کی کوشش

جب قریشِ مکہ نے صُلحِ حُدَیبیہ کو ختم کرنے کا اعلان کیا تو قاصد واپس مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ لیکن اس کے جانے کے بعد قریش کی آنکھیں کھلیں اور اس کے خوفناک نتائج نے انہیں پریشان کر دیا۔ چنانچہ قریش نے ایک مشاورت کی اور یہ طے پایا کہ وہ اپنے سپہ سالار ابو سفیان کو (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) اپنا نمائندہ بنا کر تجدیدِ صلح کے لئے مدینہ طیّبہ روانہ کریں۔

حضرت ابوسفیان کی مدینہ منورہ آمد

قریش کے سردار حضرت ابوسفیان تجدیدِ صلح کے لئے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہ مدینہ پہنچے تو اپنی بیٹی اُمّ المومنین حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے۔ حضرت ابوسفیان نے رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بستر لپیٹ دیا۔ اس طرزِ عمل پر حضرت ابوسفیان نے کہا: بیٹی! "کیا تم نے اس بستر کو میرے لائق نہیں سمجھا یا مجھے اس بستر کے لائق نہیں سمجھا؟" انہوں نے کہا: "یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے اور آپ ناپاک مشرک ہیں۔" حضرت ابوسفیان نے کہا: "اے بیٹی! میرے بعد تم شر میں مبتلا ہو گئی ہو۔" پھر حضرت ابوسفیان وہاں سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے صلح کی تجدید کی درخواست کی لیکن آپ ﷺ نے اس حوالہ سے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر حضرت ابوسفیان نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بات کی کہ صلح کی تجدید کے لئے کچھ کریں لیکن اس حوالہ سے سب نے مدد کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت ابوسفیان کا یک طرفہ امان کا اعلان

بالآخر حضرت ابوسفیان نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ کوئی راستہ بتائیں۔ ان کے اصرار پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ یک طرفہ طور پر امان کا اعلان کر کے چلے جاؤ۔ حضرت ابوسفیان نے پوچھا کہ کیا اس سے کچھ بات بن جائے گی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں، مجھے امید نہیں ہے کہ بات بنے لیکن اس کے سوا تمہارے پاس کوئی اور چارہ کار نہیں۔ اس کے بعد حضرت ابوسفیان نے مسجد میں کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ لوگو! میں تم لوگوں کے درمیان امان کا اعلان کر رہا ہوں۔ پھر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ چلے گئے۔

حضرت ابوسفیان کی مکہ مکرمہ میں واپسی

حضرت ابوسفیان مکہ مکرمہ واپس پہنچے تو قریش نے پوچھا کہ تم کیا کر کے آئے ہو؟ اس پر حضرت ابوسفیان نے کہا کہ محمد (ﷺ) نے کوئی جواب نہیں دیا اور کسی نے میری کوئی مدد نہیں کی۔ آخر کار میں نے خود ہی لوگوں کے درمیان امان کا اعلان کر دیا۔ قریش نے کہا کیا محمد (ﷺ) نے اسے نافذ قرار دیا؟ حضرت ابوسفیان نے کہا: نہیں۔ اس پر قریش نے حضرت ابوسفیان کو ملامت کی اور کہنے لگے کہ یہ نہ صلح ہے کہ ہم اطمینان سے بیٹھ جائیں اور نہ جنگ ہے کہ لڑائی کا سامان تیار کیا جائے۔

اہلِ مکہ پر حملہ کی تیاری اور اسے پوشیدہ رکھنے کی کوشش

اس معاملہ کے چند روز بعد نبی اکرم ﷺ نے قریش کے خلاف اقدام کے لئے مکہ مکرمہ کی طرف روانگی کی تیاری کا حکم دے دیا۔ البتہ آپ ﷺ نے اس تیاری کو پوشیدہ رکھنے کا خصوصی اہتمام فرمایا۔ اس کی حکمت یہ تھی کہ قریش کو اگر مسلمانوں کے حملہ کا علم ہو گیا تو وہ بھی مقابلہ کی تیاری کریں گے اور اس طرح زیادہ خون ریزی کا خدشہ ہے۔ اگر مسلمان اچانک مکہ مکرمہ پہنچ گئے تو قریش مقابلہ کی ہمت نہیں کریں گے اور خون ریزی کا امکان

کم ہوگا۔ آپ ﷺ نے اتحادی قبائل کے پاس بھی قاصد بھیجے کہ تیار ہو کر آجائیں اور احتیاط کی گئی کہ اہلِ مکہ کو خبر نہ ہونے پائے۔

مکہ مکرمہ کی طرف روانگی

حضور نبی کریم ﷺ کم و بیش دس ہزار جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر جرار کے ساتھ ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ کو مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں کچھ اتحادی قبائل کے لوگ بھی اسلامی لشکر میں شامل ہوتے چلے گئے۔ روانگی سے قبل آپ ﷺ نے مدینہ پر حضرت ابورُھم کلثوم بن حصین غفاری رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور ہدایات دیں۔ لشکرِ اسلام کی نقل و حرکت پوشیدہ رکھی گئی اور انتہائی خاموشی اور تیزی کے ساتھ یہ لشکر مکہ مکرمہ روانہ ہو گیا۔

اسلامی لشکر کا مختلف جگہوں پر پڑاؤ

یہ سفر ماہ رمضان المبارک میں تھا۔ سفر کی رفتار بھی دوگنی رکھی گئی تھی۔ چونکہ مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی شرعی رُخصت ہے۔ اس لئے سفر کی مشقت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ روزے نہ رکھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے دشمن کے مقابلہ میں قوی رہو۔" (سنن ابی داؤد) مگر حضور ﷺ خود عزیمت پر عمل پیرا ہو کر روزہ دار تھے۔ تاہم بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی طرف سے افطار کے حکم کے باوجود روزے رکھتے رہے۔ انہیں گوارہ نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ اس قدر مشقّت میں ہوں اور وہ کھاتے پیتے رہیں۔ جب العرج کے مقام پر پڑاؤ ڈالا گیا تو حضور ﷺ پیاس یا تپش کی وجہ سے سر مبارک پر پانی ڈالنے لگے۔ آپ ﷺ کی مشقت دیکھ کر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چاہا کہ آپ ﷺ افطار فرمالیں۔ انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے روزہ رکھا ہے تو بعض لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہوا ہے۔" جب مکہ مکرمہ ۹۰ کلومیٹر دور رہ گیا تو آپ ﷺ نے "کدیں" کے نخلستان میں پڑاؤ ڈالا اور سب کے سامنے ایک پیالہ پانی منگوا کر نوش فرمایا۔ یہ دیکھ کر باقی لوگوں نے بھی روزہ افطار کر لیا۔ (مؤطا امام مالک)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے ملاقات

حضور اکرم ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کی روانگی سے بے خبر تھے۔ وہ مسلمان ہو چکے تھے اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کرتے ہوئے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیّبہ کی طرف تشریف لا رہے تھے۔ راستہ میں مکہ سے ۸۲ میل دور "جُحْفَہ" کے مقام پر مسلمانوں کا عظیم لشکر انہیں آتا ہوا دکھائی دیا تو حیران رہ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ انہیں دیکھ کر بے حد خوش ہوئے اور اسی مقام سے انہیں اپنے ساتھ سفر میں شریک فرما لیا۔

حضرت ابوسفیان بن الحارث اور حضرت ابوسفیان بن حرب کی بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضری

چونکہ قریش ابھی تک لشکرِ اسلام کی آمد سے بے خبر تھے۔ اتنی بڑی فوج کی پیش قدمی کا سنتے ہی سہم گئے اور چونکہ انہوں نے صُلحِ حُدَیبیہ کو توڑ دیا تھا اس لئے وہ خوف، اندیشہ اور پریشانی سے دوچار تھے۔ اسی دوران قریش کے متعصب اور سرکردہ لوگوں میں سے دو افراد نے اسلام قبول کر لیا۔ ایک حضرت ابوسفیان بن الحارث اور دوسرے حضرت ابوسفیان بن حرب۔

حضرت ابوسفیان بن الحارث بنو ہاشم کے ممتاز رکن اور حضور ﷺ کے چچازاد تھے۔ بچپن اور جوانی کے دوست تھے۔ شاعری میں بھی انہیں کمال حاصل تھا مگر انہوں نے شانِ رسالت ﷺ میں نازیبا اشعار کہہ کر حضور ﷺ اور مسلمانوں کو بڑا دکھ پہنچایا تھا۔ تاہم اب ان کے دل میں اسلام کی

سچائی کا یقین گھر کر گیا تھا۔ انہیں اپنے ماضی پر اتنی ندامت ہوئی کہ دل بھر آیا اور وہ اپنے ایک کمسن بچے کو ساتھ لے کر آپ ﷺ سے ملنے کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کو ان کی آمد کی اطلاع ملی تو ان کے دیئے ہوئے دکھ یاد آ گئے آپ ﷺ نے فرمایا: "میں ملنا نہیں چاہتا۔" انہیں معلوم ہوا تو بے تاب ہو کر کہنے لگے: اللہ کی قسم! اگر حضور ﷺ نے مجھے ملنے کی اجازت نہ دی تو میں اپنے چھوٹے بچے کا ہاتھ تھام کر کسی صحرا میں نکل جاؤں گا اور ہم وہیں بھوک کے پیاسے مر جائیں گے۔ آپ ﷺ کو یہ بات بتائی گئی تو آپ ﷺ سے رہا نہ گیا، انہیں بلایا اور مشرف بہ اسلام فرمایا۔

حضرت ابوسفیان بن حرب جو قریش کے سب سے جری اور نامور سردار تھے۔ دو ساتھیوں کے ہمراہ لشکرِ اسلام کا جائزہ لینے کے لئے نکلے۔ اسلامی لشکر مکہ کے قریب "مَرَّالظَّهْرَان" کے مقام پر پہنچ کر خیمہ زن ہوا تھا۔ حضور ﷺ کے حکم سے مسلمانوں نے اپنے خیموں کے سامنے الاؤ روشن کر رکھے تھے (یعنی ایسی بڑی آگ جو دور سے نظر آئے) تاکہ قریشِ مکہ یہ سمجھیں کہ لشکر بہت بڑا ہے اور وہ ڈر جائیں اور اس طرح بغیر خون ریزی کے مکہ مکرمہ فتح ہو جائے۔ یہ تدبیر کارگر ثابت ہوئی، مکہ والے دور سے سینکڑوں روشنیاں جگمگاتی دیکھ کر مرعوب ہو رہے تھے۔ حضرت ابوسفیان بن حرب بھی یہ منظر دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھے: "ایسا لشکر اور ایسی روشنیاں میں نے زندگی بھر نہیں دیکھیں۔" ان کی بلند آواز رات کے سناٹے میں دور تک گئی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنے خچر پر لشکر کے قریب ہی گشت فرما رہے تھے۔ انہوں نے تاریکی میں آواز پہچان لی اور ان کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت ابوسفیان اسلامی لشکر کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ انہیں لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوسفیان کے قتل کا ارادہ ظاہر کیا۔ لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے ان کی جان بخشی کی درخواست کی۔

حضرت ابوسفیان بن حرب کا قبولِ اسلام

حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوسفیان سے کہا "تم پر افسوس!" کیا اب بھی تمہارے لئے وقت نہیں آیا کہ تم یہ جان سکو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں؟ حضرت ابوسفیان نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، آپ ﷺ کتنے بردبار، کریم اور صلہ رحمی فرمانے والے ہیں۔ میں اچھی طرح سمجھ چکا ہوں کہ اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتا تو اب تک میرے کچھ کام آیا ہوتا۔ اس کے بعد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے لئے اعزاز

اس موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کو کوئی اعزاز دینے کی سفارش کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "کیوں نہیں! اہلِ مکہ میں سے جو شخص حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے۔" حضور نبی کریم ﷺ نے اہلِ مکہ کو عام امان دینے کے لئے مزید یہ بھی فرمایا: "جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اس کے لئے بھی امان ہے اور جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہو جائے اس کے لئے بھی امان ہے۔"

اہلِ مکہ کے لئے عام امان دینے کی وجہ

حضور رحمتِ عالم ﷺ نے یہ پیش کش اس لئے فرمائی تاکہ مکّہ مکرمہ کے لوگ عدمِ تحفظ کا شکار ہو کر لڑنے بھڑنے کی کوشش نہ کریں، کیونکہ بعض اوقات خوف بھی انسان کو حملہ پر مجبور کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے سب کے لئے امن کی عملی صورتیں مہیا فرما کر اس کا انتظام کر دیا کہ مسلمان کسی مزاحمت کا سامنا کیئے بغیر مکہ مکرمہ میں داخل ہو جائیں اور مقدس زمین خون ریزی سے پاک رہے۔

اسلامی لشکر کی شان و شوکت کا نظارہ

مشہور قول کے مطابق ۷ا رمضان المبارک ۸ سنہ ھ بمطابق ۷ جنوری ۶۳۰ سنہ ء کو جب اسلامی لشکر مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لئے تیار ہوا تو حضور ﷺ کے حکم سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کو لے کر لشکر کے راستہ میں ایک پہاڑ کی گھاٹی پر کھڑے ہو گئے تا کہ وہ انہیں پورے لشکر کا بھرپور نظارہ کرا سکیں۔ اسلامی لشکر بڑی شان و شوکت کے ساتھ مختلف فوجی دستوں کی صورت میں گزرتا رہا۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ یہ سب دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور سمجھ گئے کہ اتنے عظیم لشکر کا مقابلہ قریش کے لئے ناممکن ہے۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ کی منصوبہ بندی

اسلامی لشکر مَرَّالظَّهْرَان سے روانہ ہو کر ذِیْ طُوٰی پہنچا۔ اس مقام پر حضور ﷺ نے لشکر کی ترتیب و تقسیم اور بہت ہی بہترین جنگی حکمت عملی طے فرمائی اور مکہ مکرمہ میں داخلہ کے لئے منصوبہ بندی فرمائی۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کمان میں ایک لشکر کو روانہ کیا کہ وہ دائیں طرف سے مکہ مکرمہ میں زیریں حصّہ سے داخل ہوں۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی قیادت میں دوسرے لشکر کو ہدایت دی کہ وہ بائیں جانب سے مکہ مکرمہ میں بالائی حصّہ سے داخل ہوں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے زیر کمان لشکر کو حکم دیا کہ وہ مکہ مکرمہ کی وادی کے عین درمیان سے داخل ہوں۔ جب کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ اسی لشکر کے پیچھے پیچھے مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے۔ حضور ﷺ نے سب کو ہدایت فرما دی کہ پُرامن طور پر شہر میں داخل ہوں اور جب تک کفار ان پر حملہ کرنے میں پہل نہ کریں وہ کسی پر حملہ نہ کریں۔ یہ بات ارشاد فرما کر آقا کریم خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے دنیا کی جنگی تاریخ میں انسانی حقوق کی اعلیٰ ترین مثال قائم فرمائی، جس سے واضح ہوتا ہے کہ دینِ اسلام ہی انسانی حقوق کا اصل علمبردار، پاسدار اور محافظ ہے۔

حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کا اہلِ مکہ کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے امان کا اعلان

اس کے بعد حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ تیزی سے مکہ مکرمہ پہنچے اور بلند آواز سے پکار کر قریش کو آگاہ کیا کہ حضور ﷺ اتنا بڑا لشکر لے کر آئے ہیں کہ اس کا مقابلہ ممکن نہیں۔ پھر انہوں نے امان کے فیصلہ کا اعلان کیا کہ جو شخص میرے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے، جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اسے امان ہے اور جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہو جائے اسے بھی امان ہے۔ یہ فیصلہ سن کر لوگ اپنے اپنے گھروں اور مسجد الحرام کی طرف بھاگے۔ تاہم صفوان بن امیہ اور کچھ لوگوں نے اپنے طور پر مکہ مکرمہ میں داخل ہونے والے اُس دستے سے مزاحمت کی جو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تھا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جوابی حملہ کیا تو چند کافر مارے گئے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس مقابلہ میں دو مسلمان بھی شہید ہوئے۔ جب حضور ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے بڑے افسوس کا اظہار فرمایا۔ صرف یہ ایک معمولی سی جھڑپ ہوئی اس کے علاوہ اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔ اس طرح اسلامی لشکر نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے کسی جنگ کے بغیر مکہ مکرمہ فتح کر لیا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا مکہ مکرمہ میں داخلہ کا انداز

حضور ﷺ ایک عظیم فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہے تھے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایک بہت بڑا اعزاز بخشا تھا۔ اس موقع پر قریش کا ایک ایک ظلم و ستم آپ ﷺ کو یاد تھا جس کی انتہا یہ ہوئی کہ آپ ﷺ کو اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بالآخر ہجرت کرنا پڑی۔ آج وہی شہر آپ ﷺ کے سامنے سرنگوں تھا مگر آپ ﷺ اتنی بڑی فتح کے باوجود دنیا کے دوسرے کسی فاتح کی طرح سرشاری اور فخر کی کیفیت میں

نہیں تھے۔ آپ ﷺ اللہ ﷻ کے حضور میں عجز و نیاز کی تصویر بنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کی عاجزی کا عالم یہ تھا کہ آپ ﷺ نے اللہ ﷻ کے حضور شکر سے سر جھکا رکھا تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کے بال مبارک کجاوے کی لکڑی کو چھو رہے تھے۔

خانہ کعبہ کی تطہیر

مکہ مکرمہ میں داخلہ کے بعد نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مسجد الحرام میں تشریف لائے۔ سواری پر ہی اس کا طواف کیا، آپ ﷺ نے حجر اَسود کو بوسہ دیا۔ آپ ﷺ کے دستِ مبارک میں ایک چھڑی تھی، اس وقت خانہ کعبہ کے گرد اور اس کی چھت پر تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت نصب تھے۔ طواف کے دوران آپ ﷺ کعبہ کے صحن میں نصب بتوں کی طرف چھڑی سے اشارہ فرماتے گئے اور بت زمین بوس ہوتے چلے گئے۔ اس وقت آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ آیت تھی۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا "حق آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے والا ہے۔" (سورۃ بنی اسرائیل ۱۷، آیت: ۸۱)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کعبہ کی چھت پر نصب بڑے بت کو پاش پاش کرنا

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ شریف میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "بیٹھ جاؤ" میں کعبہ کی ایک جانب بیٹھ گیا رسول اللہ ﷺ میرے کاندھوں پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: "اٹھو"۔ پس جب میں اٹھ کھڑا ہوا تو آپ ﷺ نے میری کمزوری کو محسوس کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیٹھ جاؤ" تو میں بیٹھ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اے علی! تم میرے کاندھوں پر آؤ"۔ پس میں نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر جب آپ ﷺ مجھے لے کر اُٹھے تو یوں محسوس ہوا اگر میں چاہوں تو آسمان کے کناروں کو چھولوں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "اے علی! تم خود کو کہاں پاتے ہو؟" عرض کیا حضور ﷺ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پردے کھل چکے ہیں اور میرا سر عرش کے کناروں تک پہنچا ہوا ہے اگر ہاتھ بڑھاؤں تو ہر چیز میرے ہاتھ میں آ جائے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے علی! تمہارا وقت کتنا مبارک ہے کہ تم کارِ حق ادا کر رہے ہو اور میرا حال کتنا مبارک ہے کہ میں بارِ حق اٹھائے ہوئے ہوں۔" پس میں کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا اور رسول اللہ ﷺ ایک طرف ہوگئے۔ بیت اللہ کی چھت پر بہت بڑا بت نصب تھا آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے بڑے بت کو گرا دو۔ وہ تانبے کا بنا ہوا تھا اور لوہے کی کیلوں سے زمین میں گڑا ہوا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کا بندوبست کرو اور مزید فرمایا: ہاں ہاں اچھی طرح۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا"۔ پس میں نے اس کا اچھی طرح کام تمام کر دیا۔ (مسند احمد، مدارج النبوۃ)

خانہ کعبہ کے اندر داخلہ اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے سعادت

خانہ کعبہ کی کنجی حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھی۔ ان سے کنجی لے کر رسول اللہ ﷺ کے لئے خانہ کعبہ کا دروازہ کھولا گیا تھا۔ اس موقع پر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ خواہش ظاہر کی کہ خانہ کعبہ کی چابیاں رکھنے کا شرف انہیں مل جائے۔ چنانچہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے خانہ کعبہ کی چابیاں رکھنے کی درخواست بھی کی۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: "حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟" انہیں بلایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "عثمان! یہ لو اپنی کنجی آج کا دن نیکی اور وفاداری کا دن ہے۔" اس طرح حضور ﷺ نے جو کنجی حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے لی تھی انہیں واپس کر کے عظیم سعادت عطا فرمائی اور عزت و شرف سے نوازا۔ آپ ﷺ نے انہیں یہ بشارت دی کہ یہ چابی تمہاری نسل کے پاس ہی ہمیشہ رہے گی اور تم سے جو چھینے گا وہ ظالم ہوگا۔ اب چودہ صدیوں سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے، ابھی تک وہ بیت اللہ کی کنجیاں رکھنے کا شرف ان ہی کی نسل کو حاصل ہے اور آپ ﷺ

کے فرمان کے مطابق قیامت تک رہے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔ اندر دیواروں پر مشرکین کی بنائی ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی تماثیل اور فرشتوں کی خود ساختہ تصاویر وغیرہ نظر آئیں۔ آپ ﷺ کے حکم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان تماثیل اور تصاویر کو مٹادیا۔ رحمت عالم ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر نوافل ادا فرمائے۔

قریشِ مکہ سے آپ ﷺ کا تاریخی خطبہ

جب رحمتِ عالم ﷺ خانہ کعبہ سے باہر تشریف لائے تو قریش کے لوگ کعبہ کے صحن میں جمع تھے۔ آپ ﷺ نے قریش مکہ سے جو عالی شان خطبہ ارشاد فرمایا، وہ رہتی انسانیت کے لئے مشعلِ راہ ہے اور فاتحین کے لئے ہدایت کا روشن مینار ہے۔ جس کی روشنی میں وہ دنیا وآخرت کی کامیابیاں حاصل کرسکتے ہیں۔ یہ عظیم خطبہ اسلامی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

آپ ﷺ خانہ کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر ان سے مخاطب ہوئے۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحدانیت اور حاکمیت اعلیٰ کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: ”سن لو! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا اور یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور تمام گروہوں کو تنہا شکست دی۔“ البتہ آپ ﷺ نے بیت اللہ کی کلید برداری اور حاجیوں کو پانی پلانے اور بیت اللہ کی خدمت کا حق، ذمہ داری اور اعزاز ان کے پاس برقرار رکھا جو ان کے دینی مناصب تھے۔ پھر آپ ﷺ نے انسانی جان کی حرمت، قتل خطا اور اس کی دیت کے بارے میں انہیں خطاب فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے نسلی تفاخرات کا خاتمہ اور مساوات انسانی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: ”اے اہل قریش! زمانۂ جاہلیت کا ہر گھمنڈ، فخر اور خون ریزی میرے قدموں تلے ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے جاہلیت پر مبنی غرور کو توڑ دیا۔ سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے۔“ عزت وشرف کے معیار کا اعلان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی:

يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَّأُنثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

”اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمہیں (مختلف) قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو بے شک اللہ خوب جاننے والا بڑا باخبر ہے۔“

(سورۃ الحجرات ۴۹، آیت: ۱۳)

عام معافی کا اعلان

مختصر سے خطبہ کے بعد حضورِ اکرم، رحمتِ عالم، خاتم النبیین ﷺ نے قریش کے سرداروں سے پوچھا: ”بتاؤ! آج میں تم سے کیا سلوک کروں؟“ سردارانِ قریش کو اپنا ایک ایک جرم یاد تھا، مگر وہ آپ ﷺ سے رحم کی امید رکھتے تھے۔ وہ التجا کے انداز میں بولے: ”بھلائی کا سلوک فرمایئے، آپ ﷺ کریم نبی ہیں، کریم النفس بھائی ہیں اور ہمارے کریم وشفیق بھائی کے فرزند ہیں اور آج اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو قدرت واختیار بھی عطا فرمایا ہے۔“ رحمتِ عالم ﷺ نے بڑی کشادہ دلی سے فرمایا: ”تو میں تم سے وہی بات کہہ رہا ہوں جو میرے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی کہ: ”لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ“ آج تم پر کوئی ملامت (گرفت) نہیں۔“ (سورۃ یوسف ۱۲، آیت: ۹۲) ”اللہ تمہارے سارے گناہوں کو معاف فرمائے اور وہ سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے جاؤ! تم سب آزاد ہو۔“ یہ تھا اس عظیم المرتبت شخصیت، سید البشر، فخرِ نوعِ انسانیت نبی کریم ﷺ کا عفوو درگزر جنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ”رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ“ بنا کر بھیجا۔ اس عفوو درگزر کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ ﷺ نے قریش کے دلوں کو فتح کرلیا، ان کو اسلام

لانے کے لئے مجبور نہیں کیا گیا اور ان کے بڑے بڑے سرداروں نے دل و جان سے اسلام کی حقانیت کو قبول کر لیا۔ جب کہ یہی لوگ تھے جو آپ ﷺ کے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران حالت کفر میں ہی رہے۔ انہوں نے اس دعوتِ اسلام کو قبول کرنا تو درکنار آپ ﷺ کے سامنے رکاوٹوں کے پہاڑ کھڑے کر دیئے اور مدینہ منورہ ہجرت پر مجبور کر دیا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لئے اعزاز

حضور ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بہت بڑا اعزاز بخشا۔ ان کو حکم دیا کہ کعبہ شریف کی چھت پر چڑھ کر آذان کہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حکم کی تعمیل کی اور کعبہ شریف کی چھت پر آذان دی۔ اس پر عتاب نے کہا: "اللہ نے میرے باپ کی عزت رکھ لی کہ اس آواز کے سننے سے پہلے اس کو دنیا سے اٹھالیا۔" حارث نے کہا: "سنو! واللہ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ برحق ہیں تو میں ان کا پیروکار بن جاؤں گا۔" اس کے بعد حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: "ابھی تم لوگوں نے جو باتیں کی ہیں، وہ مجھے معلوم ہو چکی ہیں۔" پھر آپ ﷺ نے ان کی گفتگو دُہرائی۔ اس پر حارث اور عتاب بول اٹھے: ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ ﷻ کے سچے رسول ﷺ ہیں۔ اللہ کی قسم! کوئی شخص ہمارے ساتھ تھا ہی نہیں کہ ہماری اس گفتگو سے آگاہ ہوتا اور ہم کہتے کہ اس نے آپ ﷺ کو خبر دی ہو گی۔ اس طرح وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔

فتح یا شکرانے کی نماز ادا کرنا

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ غسل فرما رہے ہیں اور آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے پردہ کر دیا ہے۔ میں نے سلام کیا تو نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا "کہ یہ کون ہیں؟" میں نے کہا کہ اُمّ ہانی (رضی اللہ عنہا) بنت ابی طالب ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اُمّ ہانی! مرحبا"۔ جب آپ ﷺ غسل فرما چکے تو کھڑے ہو کر آٹھ (۸) رکعات ادا فرمائیں۔ آپ ﷺ اس وقت ایک کپڑے کے ساتھ جسم مبارک کو لپیٹے ہوئے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہو گئے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے بھائی (حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کا خیال ہے کہ وہ ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جسے میں نے امان دے رکھی ہے۔ یعنی فلاں بن ہبیرہ کو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: "اُمّ ہانی! جسے تم نے امان دی اسے ہم نے بھی امان دی"۔ حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ "یہ نمازِ چاشت کی تھی۔" (صحیح بخاری)۔ اس لئے کسی نے اس کو چاشت کی نماز سمجھا اور کسی نے فتح کی نفل نماز سمجھا کیونکہ یہ اس فتح کے بعد ادا فرمائی گئی۔

مہاجرین کا اپنی املاک سے دستبردار ہونا

مہاجرین جب ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے، تو ان کے مکانات اور املاک پر اہل مکہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ اب وقت تھا کہ مہاجرین کو ان کا مال و اسباب واپس ملتا لیکن حضور ﷺ نے مہاجرین کو حکم دیا کہ وہ اپنی متروکہ (چھوڑ جانے والی) املاک سے دستبردار ہو جائیں، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اہل مکہ نے حضور ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس اعلیٰ اخلاق اور حسن سلوک کو دیکھ کر مزید بہت متاثر ہوئے۔

بڑے مجرموں کا خون رائیگاں قرار دے دینا

فتح مکہ کے روز عام معافی و درگزر کے اعلان سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ نے چند بڑے مجرموں کا خون رائیگاں قرار دے دیا تھا اور ان کی نسبت حکم فرمایا تھا کہ وہ جہاں بھی ملیں انہیں قتل کر دیا جائے۔ لیکن ان میں سے بھی صرف چار افراد کو قتل کیا گیا اور باقی لوگوں کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ ان میں اکثر کو حضور ﷺ نے معاف فرما دیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ جن چار افراد کو قتل کیا گیا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سخت اذیتیں

پہنچائی تھیں۔ وہ چار لوگ یہ تھے: ۱۔ عبد العُزیٰ بن خَطَل ۲۔ مقیس بن صبابہ ۳۔ حارث بن نُفَیل ۴۔ ابنِ خَطَل کی ایک کنیز۔ (صحیح بخاری) واضح رہے کہ عبد العزیٰ بن خطل جس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں توہین آمیز اشعار کہنے کے لئے اپنے پاس کئی کنیزیں رکھی ہوئی تھیں وہ غلاف کعبہ میں چھپا ہوا تھا اسے وہاں سے نکال کر مقامِ ابراہیم اور چاہ زم زم کے درمیان قتل کیا گیا۔

حضرت عِکرِمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

عکرمہ ابو جہل کے بیٹے تھے۔ یہ بھاگ کر یمن چلے گئے۔ مگر کشتی طوفان میں گھر گئی، سب کے منہ سے نکلا فقط اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو پکارو دوسرے معبود یہاں کام نہیں آتے۔ عکرمہ نے عزم کیا کہ اگر جان بچ گئی تو اسلام قبول کرلوں گا۔ آخر کشتی یمن کے ساحل سے جالگی۔ اس دوران عکرمہ کی بیوی اُمّ حکیم رضی اللہ عنہا جو اسلام لاچکی تھیں حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر ان کے لئے امان طلب کی تو آپ ﷺ نے انہیں امان عطا فرمادی۔ اس کے بعد وہ عکرمہ کے پیچھے یمن پہنچ گئی اور اطمینان دلا کر واپس لے آئیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر اُن کا استقبال کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اسلام کے بہت بڑے جانباز مجاہد ثابت ہوئے۔

حضرت صفوان بن اُمَیَّہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

صفوان بن اُمَیَّہ قریش کے ایک بڑے سردار تھے اور اسلام کے دشمن تھے۔ جنھوں نے مسلمانوں کے مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخلہ کے موقع پر مسلح مزاحمت کی تھی اور اس کوشش میں ناکامی کے بعد رنج، نفرت اور غصّہ سے بے قابو ہو کر مکہ مکرمہ سے جدہ کی بندرگاہ کی طرف روانہ ہوگئے تھے۔ ان کے چچا کے بیٹے حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے لئے امان طلب کی۔ آپ ﷺ نے امان عطا فرمادی اور علامت کے طور پر حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو اپنا وہ عمامہ مبارک بھی عنایت فرمادیا جو مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت آپ ﷺ نے سرِ مبارک پر باندھ رکھا تھا۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ صفوان کے پاس پہنچے تو وہ جدہ سے یمن جانے کی تیاری کررہے تھے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ انہیں واپس لے آئے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر انہوں نے درخواست کی مجھے دو مہینے کا اختیار دیجیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تمہیں چار مہینے کا اختیار ہے۔" حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: حضور ﷺ تمہاری سوچ سے کہیں زیادہ بلند اور زیادہ مہربان ہیں۔ غرض حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ صفوان بن اُمیّہ کو واپس لانے میں کامیاب ہوگئے۔ آخر غزوۂ حنین کے بعد حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا۔ یہ ہے پیارے آقا، رحمتِ عالم ﷺ کے اعلیٰ کریمانہ اخلاق کی جھلک۔

حضرت فضالہ بن عمیر رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

قریش کے پُرجوش نوجوانوں میں ابھی بھی کچھ ایسے افراد تھے جنہیں اسلام لانے میں تردد تھا۔ ان میں سے ایک فضالہ بن عمیر تھے جو نبی اکرم ﷺ پر (معاذ اللہ) قاتلانہ حملے کی نیت سے نکلے تھے۔ آپ ﷺ اس وقت کعبہ کا طواف فرمارہے تھے یہ قریب پہنچے ہی تھے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں خود مخاطب کرکے پوچھا: "فضالہ ہو؟" یہ بے اختیار بولے: "جی ہاں" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "دل میں کیا سوچ کر آئے ہو"؟ یہ گھبرا کر بولے جی کچھ نہیں۔ میں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کررہا تھا۔ حضور اکرم ﷺ (ان کا یہ بہانہ سن کر) مسکرادیئے (اور فرمایا: اگر کچھ نہیں تو بغل میں تلوار کیوں؟) پھر فرمایا: "اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے معافی مانگو"۔ یہ فرماکر بڑی شفقت سے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا۔ ان کا دھڑکتا ہوا دل پُرسکون ہوگیا۔ ساتھ ہی ان کی قلبی و ذہنی کیفیت بالکل بدل گئی اور اسلام قبول کرلیا۔ حضور اکرم ﷺ کی محبت اس شدت سے ان کے دل میں جاگزیں ہوگئی کہ ساری کائنات سے بڑھ کر آپ ﷺ کی ذات ان کو محبوب تھی اس طرح وہ ہمیشہ کے لئے دل و جان سے نبی کریم ﷺ پر فدا ہوگئے۔

حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ہندہ بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کا قبول اسلام

ہندہ بنت عتبہ نے غزوۂ اُحد میں حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ناک، کان کاٹ کر اسے مسخ کیا، جگر نکال کر اسے چبانے کی کوشش کی اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش کی شدید بے حرمتی کی تھی۔ اس نے بھی فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کر لیا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور معافی کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے اسے بھی معاف فرما دیا۔ پھر واپس ہو کر حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا نے اپنا وہ بت توڑ دیا جسے انہوں نے بڑی عزت واحترام سے گھر میں سجا رکھا تھا۔ وہ اسے توڑتی جاتی تھی اور کہتی جاتی تھی کہ ہم تیرے متعلق دھوکہ میں مبتلا تھے۔

انصار کا اندیشہ و بے قراری اور اس کا ازالہ

جب حضور ﷺ فتح مکہ کی تکمیل فرما چکے تو انصار کو ایک اندیشہ لاحق ہوا۔ انہوں نے خیال کیا کہ مکہ مکرمہ ہی حضور ﷺ کا شہر اور اصلی وطن تھا اب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی سرزمین اور آپ ﷺ کے شہر مکہ مکرمہ کی فتح عطا فرما دی ہے تو آپ ﷺ یہیں قیام فرمائیں گے۔ جب آپ ﷺ کو اِس اندیشہ کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے انصار سے فرمایا: "اللہ کی پناہ! ایسا نہیں ہو سکتا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے۔" حضور ﷺ کے اس ارشاد کے بعد انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بے قرار دلوں کو اطمینان نصیب ہوا۔

حضور اکرم ﷺ کی بیعت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا گھر بتوں سے پاک ہو چکا تھا اور حرم کو توحید کا مرکز ہونے کا اعزاز واپس مل چکا تھا۔ اہلِ مکہ پر حق واضح ہو گیا تھا اور وہ جان گئے کہ اسلام کے سوا کامیابی کی کوئی راہ نہیں۔ قریش کے بڑے بڑے رئیس اور اسلام کی مخالفت میں پیش پیش رہنے والے حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر رہے تھے۔ آپ ﷺ ان سب لوگوں سے بیعت لینے کے لئے مقام صفا میں ایک بلند مقام پر بیٹھ گئے۔ پہلے آپ ﷺ نے مردوں اور پھر عورتوں سے بیعت لی۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے اس بات کی بیعت لی کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری اختیار کریں گے۔

حضور ﷺ کا مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران اقدامات اور مدینہ منورہ واپسی

حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ میں چند روز قیام فرمایا۔ اس دوران آپ ﷺ لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے، غیر شرعی امور کی اصلاح فرمانے اور لوگوں کو ہدایت و تقویٰ کی تلقین فرمانے کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ زیادہ تر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اسی عرصہ میں حضور ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن زید رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار بنا کر مکہ مکرمہ کے آس پاس اسلام کی دعوت دینے اور بڑے بڑے نامی گرامی بتوں مثلاً عُزّیٰ، سُواع، مَنات وغیرہ کو توڑنے کے لئے روانہ فرمایا۔ یوں مکہ مکرمہ کے آس پاس کے علاقوں سے بھی بتوں کا صفایا ہو گیا۔

آپ ﷺ کے منادی نے مکہ مکرمہ میں اعلان کیا کہ جو شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے گھر میں کوئی بت نہ چھوڑے بلکہ اسے توڑ ڈالے۔ اس طرح مکہ مکرمہ کو بتوں سے بالکل پاک کر دیا گیا۔ آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران تمام اہم امور طے فرمائے اور حضرت عتّاب بن اُسَید رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ کا والی و امیر مقرر فرمایا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو معلم بنا کر اس خدمت پر معمور فرمایا کہ لوگوں کو اسلام کے مسائل اور احکام سکھائیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے واپس مدینہ طیّبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

فتح مکہ کے نتائج و اثرات

فتح مکہ ایک عظیم فتح ہے۔ اس کے درج ذیل نتائج اور اثرات ظاہر ہوئے:

۱۔ فتح مکہ کے بعد بیت اللہ بتوں کی آلائش و گندگی سے پاک ہو گیا اور صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی کی عبادت کا مرکز بن گیا۔

۲۔ فتح مکہ کے بعد بُت پرستی کی قوت مکمل طور پر توڑ کر رکھ دی گئی اور اس کا کام اس طرح تمام ہو گیا کہ جزیرۃ العرب میں اس کے باقی رہنے کی کوئی گنجائش نہ رہی۔

۳۔ فتح مکہ کے بعد عرب کا مذہبی مرکز بیت اللہ مسلمانوں کے پاس آ گیا جس کے نتیجہ میں عرب کی دینی سربراہی مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گئی۔

۴۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور رحمت عالم ﷺ کے عفو و درگزر اور حُسنِ سلوک سے اہلِ مکہ بہت متاثر ہوئے اور وہ آپ ﷺ کے گرویدہ ہو گئے یہاں تک کہ ان میں سے زیادہ تر لوگ مسلمان ہو گئے۔

۵۔ عرب کے لوگوں کو یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ حرم کا مُتوَلّی، نگران اور سرپرست وہی ہو سکتا ہے جو حق پر ہو کیونکہ اصحاب فیل کا انجام اس سے پہلے وہ دیکھ چکے تھے۔ لہٰذا فتح مکہ کے بعد ان لوگوں کو یقین ہو گیا کہ حضورِ اکرم خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حق پر ہیں۔ یہ سب دیکھ کر تذبذب کا شکار لوگ بھی ایمان لے آئے۔

۶۔ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کی فوجی قوت میں اضافہ ہو گیا اور پورے عرب میں مسلمانوں کے مقابلہ کی کوئی طاقت باقی نہ رہی۔

۷۔ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کو پورے عرب میں سیاسی سربراہی بھی حاصل ہو گئی اور ان کی قوت کی پورے عرب پر دھاک بیٹھ گئی۔

۸۔ عرب کے عام قبائل منتظر تھے کہ مسلمانوں اور مشرکین میں جو معرکہ آرائی چل رہی ہے دیکھیں اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟ لیکن فتح مکہ کے بعد ان کے سامنے اسلام کا حق ہونا واضح ہو گیا۔ اس لئے اب عرب کے لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔

فتح مکہ سے حاصل ہونے والے اہم اسباق

فتح مکہ سے کئی اہم ہدایات اور عملی اسباق حاصل ہوتے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱۔ خانہ کعبہ مسلمانوں کا دینی مرکز ہے اور اس کا احترام سب کے لئے ضروری ہے۔

۲۔ وقتی طور پر کفر و شرک اور باطل کا غلبہ نظر آتا ہے لیکن آخر کار حق ہی غالب ہو کر رہتا ہے۔

۳۔ لوگوں سے بدلہ لینے کے بجائے عفو و درگزر کو اپنایا جائے اور لوگوں کی غلطیوں پر انہیں معاف کیا جائے۔ فتح مکہ کے موقع پر اُسوۂ رسول ﷺ سے یہی رہنمائی ہمیں ملتی ہے کہ جانی دشمنوں تک کو رسول اللہ ﷺ نے معاف فرما دیا۔

۴۔ جب عفو و درگزر اور حُسنِ سلوک سے کام لیا جائے تو دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر کفارِ مکہ کو معاف کیا اور ان کے ساتھ بہترین اخلاق سے پیش آئے تو وہ مسلمان ہو گئے اور دشمنی چھوڑ کر حضور ﷺ کے جاں نثار صحابی بن گئے۔

۵۔ خون ریزی اور جنگ سے حتی الامکان بچا جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے ایسی حکمتِ عملی اختیار فرمائی کہ خون ریزی اور جنگ کے بغیر ہی مکہ فتح ہو جائے۔ اس سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو جدید حکمتِ عملی سے روشناس ہونا چاہیئے اور اپنی صلاحیتوں میں بہتر سے بہتر اضافہ کرنا چاہیئے۔

۶۔ جب مسلمان کوئی علاقہ یا ملک فتح کر لیں تو مفتوحین کا قتلِ عام اور خون ریزی نہ کریں بلکہ عفو و درگزر اور معافی سے کام لیں۔ حضور ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ایسا ہی کر کے دکھایا اور رہتی دنیا تک انسانی حقوق و احترام کی اعلیٰ ترین مثال قائم فرمائی۔

۷۔ کسی بڑی کامیابی اور فتح حاصل کرنے کے لئے ایک طویل جدوجہد درکار ہوتی ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے ۲۱ برس کی ایک طویل اور مسلسل جدوجہد کے بعد مکہ فتح کیا اور ایک عظیم کامیابی حاصل کی۔

۸۔ ایک بندۂ مومن کو زندگی میں حاصل ہونے والی تمام کامیابیوں اور کامرانیوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل و احسان جانتے ہوئے عاجزی کا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ ہمارے پیارے نبی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے عملی طور پر کر کے دکھایا۔

۹۔ غلبۂ دین کی کوشش اور کفر و شرک کا خاتمہ اب اہلِ ایمان کی ذمہ داری ہے اور حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عملاً اس کا مظاہرہ کر کے دکھایا ہے۔

۱۰۔ دین کے غلبہ کی کوشش اور نظامِ باطل کے خاتمہ کے لئے مناسب اور جامع حکمتِ عملی کے ساتھ طاقت کا استعمال ضروری ہے۔ جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ نے بھرپور تیاری کے ساتھ پیش قدمی فرمائی۔

۱۱۔ حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ یعنی بہترین عملی مثال و نظیر اور کامل نمونہ ہے۔ ہمیں انفرادی و اجتماعی سطح پر زندگی کے ہر شعبہ و معاملہ میں آپ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیئے۔



سبق: ۲۸

سُوۡرَةُ الۡفَتۡحِ

سورۃ الفتح ۴۸ — رکوع: ۱ تا ۴ (آیات: ۱ تا ۲۹)

رکوع: ۱ تا ۴ کے اہم مضامین

۱۔ صُلحِ حُدَیبیہ کا ذکر
۲۔ منافقین کے کردار پر زَجر و توبیخ
۳۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بیعت در حقیقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بیعت
۴۔ بیعتِ رضوان کی عظمت
۵۔ فتح خیبر، فتح مکہ، مزید کئی فتوحات اور مالِ غنیمت کے حصول کی بشارت
۶۔ حضور اکرم ﷺ کی شان اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات و کمالات کا بیان

رکوع: ۱ تا ۴ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱ تا ۱۰)

حُدَیبیہ کی صلح بظاہر مغلوبیت کی صُلح نظر آتی تھی اور صُلح نامہ لکھتے وقت بظاہر کفار کی جیت نظر آتی تھی لیکن فی الحقیقت تمام تر فیصلہ حضور ﷺ کے حق میں ہو رہا تھا اس لئے کہ ان آیات میں حضور نبی کریم ﷺ کو صُلحِ حُدَیبیہ کی صورت میں فتح مبین کی بشارت دی گئی ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کا نام "فتح مبین" رکھ کر واضح فرما دیا کہ یہ صلح اس وقت بھی فتح ہی ہے اور آئندہ بھی آپ ﷺ کے حق میں بے شمار فتوحات ظاہر ہوں گی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اہلِ ایمان کے لئے مغفرت، اتمامِ نعمت، رہنمائی، مدد اور کامیابی کا وعدہ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صُلحِ حُدَیبیہ کے موقع پر مومنین کو سکونِ قلبی عطا فرمایا اور ان کے ایمان میں مزید اضافہ فرمایا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کا ذکر ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کے تمام لشکروں کا مالک ہے البتہ اس کا ہر کام علم و حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مومن مَردوں اور عورتوں کو جنتوں میں داخل فرمائے گا جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ عظیم کامیابی ہے۔ اس کے برعکس منافق مَردوں اور منافق عورتوں، اسی طرح مشرک مَردوں اور مشرک عورتوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ جہنم میں عذاب دے گا۔ ان پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی لعنت اور غضب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے منصب اور عظمت و شان کا بیان ہے کہ آپ ﷺ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے شَاہِد (گواہی دینے والے)، مُبَشِّر (خوشخبری سنانے والے) اور نَذِیر (ڈرانے والے) ہیں۔ لہٰذا لوگوں پر یہ فرض ہے کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں، آپ ﷺ کا رضا و رغبت اور خوش دلی سے ساتھ دیں اور دل سے آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر بجا لائیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک کو یَدُ اللّٰہِ فرما کر حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت اجاگر کی گئی ہے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کرنے والوں نے دراصل اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بیعت کی ہے ان کے ہاتھوں پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دستِ قدرت و رحمت تھا۔ جو بھی اس بیعت کو توڑے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اِس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو کچھ ضَرر نہیں پہنچتا اور جو اس عہد کو پورا کرے گا اس کے لئے اجرِ عظیم ہے۔

رکوع: ۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو سلام عرض کیا: تو آپ ﷺ نے فرمایا: "گزشتہ شب مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے، جو مجھے دنیا اور دنیا کی ان تمام چیزوں سے زیادہ پیاری ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔" پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورۃ الفتح نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور انہیں سورۃ الفتح پڑھائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہ فتح ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہاں!" یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوش ہوگئے اور واپس چلے گئے۔ (صحیح مسلم)

۳۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نمازِ (تہجد) پڑھتے تو کھڑے رہتے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک میں ورم آجاتا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں؟ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلافِ اولیٰ سب کام معاف فرما دیئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تو کیا میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں؟" (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زمین کو میرے لئے سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھا اور جہاں تک کی زمین میرے لئے سمیٹ دی گئی تھی وہاں تک عنقریب میری امت کی سلطنت وحکومت پہنچ جائے گی۔" (صحیح مسلم)

رکوع: ۲ (آیات: ۱۱ تا ۱۷)

ان منافقین پر گرفت کی گئی ہے جو عمرہ ادا کرنے کے لئے اِس سفر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک نہ ہوئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے بارے میں پہلے ہی مطلع فرما دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلامتی کے ساتھ واپس آنے پر یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنی غیر حاضری کے جھوٹے بہانے بنائیں گے اور کہیں گے کہ ہمیں گھر بار کے دھندوں سے فرصت نہ ملی حالانکہ حقیقت میں ان لوگوں کو کوئی عذر لاحق نہ تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے منافقین کی منافقت کا مزید پردہ چاک کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مخلص اہلِ ایمان کے بارے میں یہ بُرا گمان کیا کہ اِس سفر سے واپس گھر نہیں لوٹ سکیں گے۔ منافقین کے لئے تنبیہ ہے کہ اگر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مخلص نہ ہوئے تو انہیں عذاب دیا جائے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مغفرت فرمانے اور عذاب دینے، دونوں پر قادر ہے۔ ان منافقین کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ عنقریب مالِ غنیمت حاصل کرنے کے موقع پر یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جانا چاہیں گے لیکن اس وقت ان کو ساتھ نکلنے کی اجازت نہ دی جائے۔ جب کہ اس بات پر یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراضات بھی کریں گے۔ ان کو آگاہ کر دیا جائے کہ آئندہ ایک طاقتور دشمن سے لڑنے کے لئے ان کو بلایا جائے گا، اس وقت ان کو اپنے اخلاص کا ثبوت دینا ہوگا۔ اگر اس وقت یہ اطاعت کریں گے تو ان کے لئے اجر ہے۔ ورنہ روگردانی کی صورت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ نابینا، لنگڑے اور بیمار لوگوں کو جہاد میں شرکت سے رخصت حاصل ہے یعنی جہاد کے لئے نکلنا ان معذور لوگوں پر ضروری نہیں ہے۔

رکوع: ۲ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سواری پر پیچھے تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے لڑکے! بے شک میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں: تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حقوق کا خیال رکھو تم اُسے اپنے سامنے پاؤ گے۔ جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مانگو، جب تم مدد چاہو تو صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مدد طلب کرو اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لئے جمع ہو جائیں تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیئے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہوگئے۔" (جامع ترمذی)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بدگمانی سے دور رہو، کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔" (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تمہاری (یہ دنیا کی) آگ جہنم کی آگ کا ستّرواں (۷۰) حصہ ہے۔" عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر یہی (دنیا کی آگ) ہوتی تو وہی کافی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہ (آگ) اس (دنیا کی آگ) پر انہتر (۶۹) حصہ زیادہ کردی گئی ہے ہر حصّہ میں اتنی ہی گرمی ہے۔" (صحیح بخاری)

رکوع: ۳ (آیات: ۱۸ تا ۲۶)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیعتِ رضوان میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے راضی ہونے کی بشارت عطا فرمائی ہے انہیں قلبی سکون اور استقامت کی نعمت نصیب فرمائی یہ بشارت بھی دی گئی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں انعام کے طور پر عنقریب کئی فتوحات اور مالِ غنیمت سے نوازے گا۔ اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فتح مکہ اور مزید کئی فتوحات کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ مالِ غنیمت کے حصول کا بھی وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یہ حُسنِ تدبیر تھی کہ صُلح حُدَیبیہ کے موقع پر جنگ نہ ہوئی۔ لیکن اگر جنگ ہو جاتی تو کفار کو ہی شکست ہوتی اور یہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دستور ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہی اس موقع پر مسلمانوں اور کافروں، دونوں فریقین کو ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرنے سے روکے رکھا۔ جنگ سے روکنے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ایک حکمت یہ پوشیدہ تھی کہ مکہ مکرمہ میں کچھ کمزور مسلمان موجود تھے جن کو جنگ کی صورت میں نقصان پہنچ سکتا تھا۔ کافروں کی اخلاقی شکست کا ذکر ہے کہ انہوں نے احرام باندھے ہوئے مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روک دیا اور حرم کے اس حصّہ تک قربانی کے جانور نہ پہنچنے دیئے جہاں لے جا کر ان جانوروں کو ذبح کرنے کا عام دستور تھا۔ یہ بُرا کام انہوں نے صرف جاہلانہ تعصب کی وجہ سے کیا۔ دوسری طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اخلاقی برتری اور جذبہ اطاعت و جاں نثاری کی کیفیت کو بیان فرمایا کہ کفار کے تعصب و عناد کے برخلاف اہلِ ایمان کا شعار یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خواہ کوئی حکم ایسا ملے جو ان کے جذبات کے خلاف اور ان کی خودداری کے منافی ہو تو یہ حکم ملتے ہی پیکرِ تسلیم و رضا بن جاتے ہیں۔ یہی لوگ اس بات کے حق دار اور اہل تھے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت و صحابیت کے لئے انہیں منتخب فرمایا۔

رکوع: ۳ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اگر مکہ والوں کے نزدیک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی عزت والا ہوتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جگہ مکہ والوں کے ہاں بھیجتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور بیعتِ رضوان اُن کے مکہ مکرمہ جانے کے بعد ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: "یہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ ہے۔" پھر اس کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا: "یہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کی بیعت ہے۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے اُمّ مبشر رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ بیان فرماتے ہوئے سنا: "ان شاء اللہ! درخت کے نیچے بیعت کرنے والے لوگوں میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔" (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حُدَیبیہ کے دن ہم سے فرمایا: "(آج) تم تمام زمین والوں میں سب سے بہتر ہو۔" (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اندھے تعصب کے جھنڈے کے نیچے لڑا، (در حقیقت اس نے جہاد فی سبیل اللہ نہیں کیا بلکہ) اپنی عصبیت (قوم، قبیلہ) کی خاطر غصّہ میں آیا، یا اس نے کسی عصبیت کی طرف دعوت دی یا کسی عصبیت کی خاطر مارا گیا تو (یہ) جاہلیت کی موت ہوگی۔" (صحیح مسلم)

۵۔ حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں، جن کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے، (امیر کا حکم) سننا اور (اس کی) اطاعت کرنا، جہاد کرنا، ہجرت کرنا، جماعت (سے چمٹے رہنا)، اس لئے کہ جو جماعت سے بالشت برابر بھی علیحدہ ہوا، اس نے اسلام کی رسی کو اپنی گردن سے نکال دیا، سوائے اس کے کہ وہ (توبہ کرے اور) پھر سے (مسلمانوں کی جماعت میں) واپس آئے اور جس نے زمانۂ جاہلیت (والی بُرائیوں) کی طرف لوگوں کو بلایا وہ جہنم کے ایندھنوں میں سے ایک (ایندھن) ہے۔" ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزے بھی رکھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزے رکھے۔ لہٰذا تم لوگوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ (کے دین) کی طرف بلاؤ، جس نے تمہارا نام مسلمین، مومنین اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بندے رکھا۔" (جامع ترمذی، مسند احمد)

۶۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم جہاں بھی رہو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرا کرو، بُرائی کے بعد (جو تم سے ہو جائے) بھلائی کرو جو بُرائی کو مٹا دے اور لوگوں کے ساتھ حُسنِ اخلاق سے پیش آؤ۔" (جامع ترمذی)

رکوع: ۴ (آیات: ۲۷ تا ۲۹)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب کی تصدیق فرمائی ہے (جس کا ذکر حدیث مبارک میں ہے) کہ مسلمان مسجد الحرام میں عمرہ کے لئے ضرور جائیں گے۔ چنانچہ صُلحِ حُدَیبیہ کے اگلے سال ۷ھ میں اسی طرح ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقصدِ بعثت کو بیان کیا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین اسلام کے غلبہ کے لئے ہی بھیجا ہے۔ اس اہم کام میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مددگار ہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برگزیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبۂ ایمان کی گواہی دیتے ہوئے خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" فرما کر واضح فرما دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے برحق رسول ہیں، کافر لوگ اس حقیقت سے چاہے کتنا ہی انکار کریں (جس طرح ان کافروں نے صلح نامہ لکھواتے وقت "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھے جانے سے انکار کرکے محمد بن عبد اللہ لکھوایا تھا)۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اعزاز کو ہمیشہ کے لئے قرآنِ حکیم میں ثبت فرما دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات یہ بیان کی گئی ہیں کہ وہ کفار کے مقابلہ میں انتہائی سخت (دین پر استقامت دکھانے والے) اور آپس میں نرم دل ہیں، وہ کثرت سے رکوع و سجود کرتے ہیں۔ کثرتِ سجود سے روحانیت کے آثار بصورتِ نور ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں۔ یہ بھی ذکر کیا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات سابقہ الہامی کتابوں تورات اور انجیل میں بھی بیان ہوئی ہیں۔ ان کی مثال ایک کھیتی سے بیان کی گئی ہے۔ جس طرح کھیتی شروع میں چھوٹی سی کونپل نکالتی ہے اور آہستہ آہستہ ایک مضبوط اور لہلہاتی فصل بن جاتی ہے۔ اسلام کے اس سرسبز و شاداب کھیت کی تازگی اور رونق و بہار کو دیکھ کر کافروں کو جلن ہوتی ہے جب کہ اس کھیتی کو کاشت کرنے والے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس لہلہاتی کھیتی کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ آخر میں ان ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کے لئے بخشش اور اجرِ عظیم کا وعدہ ہے۔

رکوع:۴ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! بال کتروانے والوں کے لئے بھی (دعا کیجیے)؟ آپ ﷺ نے پھر دعا فرمائی: "اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم کر۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر عرض کیا: "اور بال کتروانے والوں کے لئے بھی؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اور بال کتروانے والوں پر بھی (اے اللہ! رحم فرما)۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تین خصلتیں ایسی ہیں، جس شخص میں وہ ہوں گی، وہ ان کی بدولت ایمان کی لذت اور مٹھاس محسوس کرے گا۔ یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس کے نزدیک ساری کائنات سے زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ وہ کسی آدمی سے صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے محبت رکھے اور یہ کہ وہ دوبارہ کفر میں لوٹنے کو، جب کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے اس سے بچالیا، اس طرح بُرا سمجھے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو وہ بُرا سمجھتا ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۳۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت و محبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لطف و نرم خوئی میں ایک جسم کی مانند پاؤ گے کہ جب جسم کا کوئی ایک حصّہ تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے، اس طرح کہ نیند اڑ جاتی ہے اور جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے زمانے کے لوگ سب سے اچھے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے اور پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم: جو ایمان کی حالت میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تابعین کرام رحمۃ اللہ علیہم: جنہوں نے حالتِ ایمان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی اور اتباع بھی کی۔ تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم: جنہوں نے حالتِ ایمان میں تابعین کرام رحمۃ اللہ علیہم کی زیارت بھی کی اور اتباع بھی کی۔)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو بُرا نہ کہو، میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو بُرا نہ کہو، میرے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو بُرا نہ کہو۔ اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برَابر بھی سونا خرچ کرے تو ان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے تین پاؤ یا اس سے نصف (خرچ کیئے ہوئے) اناج کے اجر کو بھی نہیں پا سکتا۔" (صحیح مسلم)

۶۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں مُحَمَّد اور اَحۡمَد ہوں اور میں مُقَفِّی (عاقب۔ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو) اور حَاشِر ہوں، میں نَبِیُّ التَّوۡبَة اور نَبِیُّ الرَّحۡمَة بھی ہوں۔" (صحیح مسلم)

۷۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے پانچ نام ہیں، میں "مُحَمَّد" بھی ہوں، میرا نام "اَحۡمَد" بھی ہے، میرا نام "مَاحِی" بھی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر کو ملیامیٹ کر دے گا، میں "حَاشِر" بھی ہوں کہ (قیامت کے دن) تمام انسانوں کا حشر میرے نقشِ قدم پر ہوگا اور میں "عَاقِب" ہوں کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

سُوْرَةُ الْفَتْح

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم
میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ﴿١﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ
(اے نبی ﷺ!) بے شک ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا فرمائی۔ تاکہ اللہ آپ کے لئے آپ کے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلافِ اولیٰ سب کام معاف فرمادے

وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ﴿٢﴾ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿٣﴾
اور وہ آپ پر اپنی نعمت مکمل فرمائے اور آپ کو سیدھے راستہ پر ثابت قدم رکھے۔ اور (تاکہ) اللہ آپ کی زبردست مدد فرمائے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ
وہی تو ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں سکون (واطمینان) نازل فرمایا تاکہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ ایمان میں زیادہ ہوجائیں

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿٤﴾
اور آسمانوں اور زمینوں کے لشکر اللہ کے لئے ہیں اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
تاکہ وہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسی جنتوں میں داخل فرمائے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۙ﴿٥﴾ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ
اور وہ (اللہ) ان سے ان کی بُرائیاں دور فرمادے اور یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور (تاکہ) اللہ عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں کو

وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ
اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے بارے میں بُرا گمان کرنے والے ہیں (حقیقت میں) انہی پر بُری گردش ہے

وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ
اور اللہ اُن پر غضب ناک ہوا اور اُس نے اُن پر لعنت کر دی اور اُس نے اُن کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے

وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿٦﴾ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿٧﴾
اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔ اور آسمانوں اور زمینوں کے لشکر اللہ کے لئے ہیں اور اللہ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ﴿٨﴾ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے اور خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا (رسول) بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ (مسلمانو!) تم اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لاؤ

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۹

اور اُن (ﷺ) کی مدد کرو اور اُن (ﷺ) کی تعظیم کرو اور صبح و شام اس (اللہ) کی تسبیح کرو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ

(اے نبی ﷺ!) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ یقیناً اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے

فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰي نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ

پھر جو کوئی (اس) عہد کو توڑے گا تو اس کا وبال اسی پر ہوگا اور جس نے وہ بات پوری کی، جس پر اُس نے اللہ سے عہد کیا تھا

ع ۱۰ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۱۰ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ

تو (اللہ) عنقریب اُسے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔ عنقریب دیہاتیوں میں سے پیچھے رہ جانے والے لوگ کہیں گے

شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ

کہ ہمارے مالوں اور ہمارے گھروالوں نے ہمیں مشغول کر رکھا تھا تو آپ ہمارے لئے بخشش مانگیں

يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا

یہ لوگ اپنی زبانوں سے وہ (باتیں) کہتے ہیں جو اُن کے دلوں میں نہیں ہیں آپ فرمادیں کہ کون ہے جو اللہ کے سامنے تمہارے لئے کچھ بھی اختیار رکھتا ہو

اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۱۱

اگر اس نے تمہارے کسی نقصان کا ارادہ فرما لیا ہو یا تمہارے نفع کا ارادہ فرما لیا ہو بلکہ اللہ اُس سے خوب باخبر ہے جو تم کر رہے ہو۔

بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا

بلکہ تم نے (تو) یہ گمان کیا کہ رسول (ﷺ) اور ایمان والے اپنے گھر والوں کی طرف ہرگز کبھی واپس نہیں آئیں گے

وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝۱۲

اور یہ (گمان) تمہارے دلوں میں خوش نما بنا دیا گیا اور تم نے بہت برا گمان کر لیا اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔

وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۝۱۳

اور جو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) پر ایمان نہ لائے تو بے شک ہم نے (ایسے) کافروں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

اور آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے وہ جسے چاہے معاف فرما دے اور جسے چاہے عذاب دے

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۴ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ

اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ عنقریب (سفرِ حدیبیہ میں) پیچھے رہ جانے والے کہیں گے

إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ

جب تم (خیبر کے) اَموالِ غنیمت کو حاصل کرنے کی طرف چلوگے ہمیں اجازت دو کہ ہم تمہارے پیچھے چلیں وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا کلام بدل دیں

قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ

آپ فرما دیجئے تم ہرگز ہمارے پیچھے نہیں آسکتے اِسی طرح اللہ نے پہلے سے فرما دیا تھا تو عنقریب وہ کہیں گے بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو

بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٥﴾ قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ

بلکہ (اصل بات یہ ہے) کہ وہ بہت ہی کم سمجھتے ہیں۔ آپ اُن سے فرما دیجئے جو دیہاتیوں میں سے پیچھے رہ جانے والے ہیں

سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۖ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۖ

عنقریب تمہیں سخت جنگجو قوم کی طرف بلایا جائے گا تم اُن سے قتال کروگے یا وہ مسلمان ہو جائیں پھر اگر تم اطاعت کروگے تو اللہ تمہیں بہترین اجر دے گا

وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٦﴾

اور اگر تم (حکمِ الٰہی سے) منہ پھیرو گے جیسا کہ تم نے اُس سے پہلے منہ پھیرا تھا تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ۗ

اندھے پر (جہاد میں شریک نہ ہونے کا) کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ ہی بیمار پر کوئی حرج ہے

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ

اور جو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے وہ (اللہ) اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں

وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ ع ۲

اور جو شخص (اطاعت سے) منہ موڑے وہ اُسے دردناک عذاب دے گا۔ یقیناً اللہ ایمان والوں سے راضی ہوگیا

إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ

جب وہ (حُدیبیہ میں) درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے تو جو اُن کے دلوں میں تھا اُس (اللہ) کو (پہلے سے) معلوم تھا

فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿١٨﴾

پھر اس نے اُن پر (دل کا) سکون (واطمینان) نازل فرمایا اور اُنہیں ایک بہت ہی قریبی فتح (خیبر) کا انعام عطا فرمایا۔

وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٩﴾

اور بہت سی غنیمتیں (بھی) جو وہ حاصل کریں گے اور اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔

وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ

اور اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جنہیں تم حاصل کروگے تو اُس نے تمہیں یہ (خیبر کی غنیمت) جلدی عطا فرما دی

وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ

اور اُس نے لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تاکہ یہ (نصرتِ الٰہی) مومنوں کے لئے نشانی ہے

وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿٢٠﴾ وَّأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا

اور وہ تمہیں (ثابت قدمی کے ساتھ) سیدھے راستہ پر چلائے۔ اور دوسری (غنیمتیں اور فتوحات بھی ہیں) جن پر تم قدرت نہیں رکھتے

قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا

یقیناً اللہ نے اس کا احاطہ فرما رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اگر تم سے جنگ کرتے

لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖ

تو وہ ضرور پیٹھ دکھا کر بھاگ جاتے پھر نہ وہ کوئی کارساز پاتے اور نہ ہی کوئی مددگار۔ یہی اللہ کا دستور ہے جو پہلے سے چلا آیا ہے

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ

اور آپ اللہ کے دستور میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے۔ اور وہی (اللہ) ہے جس نے اُن کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ اُن سے روک دیئے

بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٢٤﴾ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا

مکہ کی وادی میں بعد اِس کے کہ اُس نے تمہیں اُن پر فتح یاب کر دیا تھا اور اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے جو تم کر رہے ہو۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا

وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ

اور تمہیں مسجد الحرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو بھی جو اپنی جگہ (قربان گاہ) پہنچنے سے رُکے رہے

وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَنْ تَطَئُوهُمْ

اور اگر (مکہ مکرمہ میں کچھ) مومن مرد اور مومن عورتیں نہ ہوتیں جنہیں تم جانتے بھی نہیں (اور یہ اندیشہ نہ ہوتا) کہ تم اُنہیں روند ڈالو گے

فَتُصِيبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ

پھر (اس وجہ سے) ان کی طرف سے بے خبری میں تمہیں (بھی) کوئی نقصان پہنچ جائے گا (تو ان کفار سے قتال کی اجازت دے دی جاتی مگر فتح کی تاخیر اس لئے ہوئی)

لِيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا

تاکہ اللہ جسے چاہے (صُلح کے ذریعہ) اپنی رحمت میں داخل فرمائے اگر (مکہ مکرمہ کے مسلمان اور کافر) جدا ہو جاتے

لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٢٥﴾ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ

تو ہم ان (اہلِ مکہ) میں سے کافروں کو ضرور دردناک عذاب دیتے۔ جب کفار نے اپنے دلوں میں تعصب رکھا

حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ

تعصب بھی جاہلیت کا تو اللہ نے اپنے رسول (ﷺ) اور مومنوں پر اپنا سکون (واطمینان) نازل فرمایا اور اُنہیں پرہیزگاری کی بات پر قائم رکھا

وَ كَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝۲۶ ع ۳ ۹

اور وہ اس کے زیادہ حق دار اور اس کے اہل (بھی) تھے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ

یقیناً اللہ نے سچا کر دکھایا اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حق پر مبنی خواب کو اگر اللہ نے چاہا تو ضرور تم لوگ امن وامان کے ساتھ مسجد الحرام میں داخل ہو گے

مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا

(کچھ) لوگ اپنے سر منڈواتے ہوئے اور (کچھ) لوگ بال کترواتے ہوئے (اس حال میں کہ) تم خوفزدہ نہیں ہوگے تو وہ (اللہ) جانتا ہے جو تم نہیں جانتے

فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝۲۷ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ

تو اس نے اِس کے علاوہ ایک قریبی فتح (خیبر) عطا کر دی ہے۔ وہی ہے (اللہ) جس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝۲۸ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ

تاکہ وہ اُسے ہر دین پر غالب کر دے اور (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و حقانیت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں

وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

اور جو لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ہیں کافروں پر بڑے سخت آپس میں بہت رحم دل ہیں

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ؗ

(اے مخاطب!) تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے ہوئے، سجدہ کرتے ہوئے وہ اللہ کے فضل اور (اس کی) رضا کے طلب گار ہیں

سِيْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۚ

ان کی (اطاعتِ الٰہی کی) علامت ان کے چہروں پر سجدوں کا اثر (نور) ہے ان کے یہ اوصاف تورات میں (بھی) ہیں

وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِيْلِ ۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ

اور ان کی (یہی) صفات انجیل میں (بھی) ہیں (اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال) اُس کھیتی کی طرح ہے جس نے اپنی باریک سی کونپل نکال لی

فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

پھر اُسے مضبوط کیا پھر وہ موٹی ہوگئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی تو کاشتکاروں کو کیا ہی اچھی لگنے لگی

لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۲۹ ع ۴ ۴

تاکہ وہ (اللہ) ان (کی ترقی) سے کافروں کے دل جلائے اللہ نے ایمان والوں اور ان میں سے نیک عمل کرنے والوں سے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱- صُلحِ حُدَیبیہ ذی قعدہ ۶ ہجری میں ہوئی اور مدینہ طیّبہ واپسی کے سفر کے دوران اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قریبی فتح کی پیش گوئی فرمائی جو پوری ہوئی اور اسے فتح مبین کہا گیا۔ چنانچہ اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ نے دو ماہ بعد فتح خیبر محرم ۷ ہجری اور تقریباً دو سال بعد فتح مکہ رمضان ۸ ہجری میں عطا فرمائی۔ صُلحِ حُدَیبیہ مزید فتوحات کا بھی پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ (سورۃ الفتح، آیت:۱)

۲- اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درج ذیل انعامات کا ذکر فرمایا ہے: اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اگلے پچھلے تمام بظاہر خلافِ اولیٰ کاموں کو معاف فرمایا، اپنی نعمت آپ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مکمل فرمائی، آپ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہمیشہ صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھا اور آپ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زبردست نصرت عطا فرمائی۔ (سورۃ الفتح، آیات:۲، ۳)

۳- اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللّٰہ عنہم کے دلوں پر تسلّی اُتاری تاکہ اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اُن کا ایمان اور بڑھ جائے اور وہ جنت کی نعمتوں میں ہمیشہ رہنے والے بن جائیں اور اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف فرمادے۔ (سورۃ الفتح، آیات:۴، ۵)

۴- اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ سے بُرا گمان رکھنے والے منافقین اور مشرکین بُری گردشِ زمانہ میں ہوں گے، ان پر اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ کا غضب ہوگا، وہ اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوں گے اور ان کے لئے جہنم کو تیار کیا گیا ہے۔ (سورۃ الفتح، آیت:۶)

۵- اُمت پر گواہی دینا، مومنین کو اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت کی خوشخبری دینا اور کفار کو اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کا منصبِ رسالت ہے اور آپ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرائض میں سے ہے۔ (سورۃ الفتح، آیت:۸)

۶- اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانا، اپنی جان و مال سے اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ کے دین کی مدد کرنا، دل سے آپ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم و توقیر بجالانا، آپ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت کو ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھنا اور صبح و شام اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ کی تسبیح کرنا فرائض امت میں سے ہے۔ مزید یہ کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ مبارک پر بیعت کرکے اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ سے کیئے ہوئے عہد کو پورا کرنے والوں سے اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ نے عظیم اجر عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ (سورۃ الفتح، آیات:۹، ۱۰)

۷- مال و دولت اور اہل و عیال میں حد سے زیادہ مشغولیت احکاماتِ دین کی ادائیگی سے پسپائی کا سبب بن جاتی ہے۔ یہ طرزِ عمل منافقین کا ہے جو دینی معاملات میں جھوٹے بہانے بناتے ہیں اور جھوٹے عذر پیش کرتے ہیں۔ (سورۃ الفتح، آیت:۱۱)

۸- مشکل حالات میں اہلِ ایمان کا ساتھ نہ دینا مگر اپنے ذاتی اور دنیاوی مفادات کے لئے اہل ایمان کے ساتھ شامل ہو جانا، منافقین کا طرزِ عمل ہے۔ ایسے لوگوں سے ہمیشہ چوکنّا رہنا چاہیئے اور انہیں اپنے تمام معاملات سے دور ہی رکھنا چاہیئے۔ (سورۃ الفتح، آیت:۱۵)

۹- حقیقی معذورین جیسے اندھے، لنگڑے اور بیمار لوگ اگر جنگ میں شریک نہ ہوں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ (سورۃ الفتح، آیت:۱۷)

۱۰- بیعتِ رضوان میں شامل صحابہ کرام رضی اللّٰہ عنہم کو اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ نے بشارت عطا فرمائی کہ اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا، اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے دلوں میں موجود حُسنِ نیت و اخلاص کو جان لیا، ان پر سکون و اطمینان نازل فرمایا، انہیں قریبی فتح عطا فرمائی اور بہت سامالِ غنیمت عطا فرمایا۔ (سورۃ الفتح، آیات:۱۸، ۱۹)

۱۱- حق اور باطل کے معرکہ میں اہل حق کو غالب کرنا اور اہل باطل کو مغلوب کرنا اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی سنت ہے جو کبھی تبدیل ہونے والی نہیں ہے۔ (سورۃ الفتح، آیات: ۲۲، ۲۳)

۱۲- جنگ کے بجائے صلح کی حکمت یہ بھی تھی کہ مکہ مکرمہ میں موجود وہ کمزور مسلمان بچ جائیں جنھیں مدینہ منورہ کے مسلمان نہیں پہچانتے تھے اور ان کے اسلام قبول کرنے سے آگاہ نہیں تھے۔ جنگ کی صورت میں انھیں نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ (سورۃ الفتح، آیت: ۲۵)

۱۳- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زمین پر بھیجنے کا مقصد دینِ اسلام کا غلبہ تھا یعنی اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کے دین کو تمام ادیان پر غالب کرنا۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ (سورۃ الفتح، آیت: ۲۸)

۱۴- کفار پر سخت ہونا (باطل سے کسی قسم کی مفاہمت نہ کرنا)، آپس میں رحم دل ہونا، ہمیشہ عبادتِ رب میں رکوع و سجدہ کرنا، اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کرتے رہنا یہ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کے محبوب بندوں بالخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف ہیں۔ (سورۃ الفتح، آیت: ۲۹)

۱۵- اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کے محبوب بندوں کی نشانی یہ بھی ہے کہ ان کے چہروں پر اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی عبادات اور سجدوں کا نور ہوتا ہے، مزید یہ کہ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ نے ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں سے بخشش اور عظیم اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔ (سورۃ الفتح، آیت: ۲۹)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

۱- سورۃ الفتح کی وجہ تسمیہ اور مرکزی مضمون تحریر کیجیے۔

۲- سورۃ الفتح کا سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے ربط بیان کیجیے۔

۳- صُلح حُدَیبیہ کی شرائط بیان کیجیے۔

۴- صُلح حُدَیبیہ کے کوئی پانچ نتائج بیان کیجیے۔

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کریں۔

(۱) منافق مَردوں اور منافق ــــــــــــ مشرک مَردوں اور ــــــــــــ پر اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی ــــــــــــ اور ــــــــــــ ہے اور اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ انھیں جہنم میں جھونکے گا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ مبارک پر بیعت کرنے والوں نے دراصل ــــــــــــ سے بیعت کی تھی، اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کا ــــــــــــ ان کے ــــــــــــ پر تھا۔

(۳) منافقین نے ــــــــــــ اور ــــــــــــ کے بارے میں بدگمانی کی کہ وہ سفرِ حُدَیبیہ سے واپس گھر نہیں لَوٹ سکیں گے۔

(۴) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کی ــــــــــــ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ ہی کی ہے وہ جسے چاہے ــــــــــــ دے اور جسے چاہے ــــــــــــ دے اور اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ بہت بخشنے والا اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

(۵) صُلح حُدَیبیہ کے موقع پر ــــــــــــ نہیں ہوئی، لیکن اگر ــــــــــــ ہو جاتی تو ــــــــــــ کو ہی شکست ہوتی اور ــــــــــــ کو فتح حاصل ہوتی۔

(۶) فرمانِ الٰہی ہے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے جو پہلے سے چلی آرہی ہے اور آپ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں کوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں پائیں گے۔

(۷) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب کفار نے اپنے دلوں میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رکھی، جاہلیت کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ اور ایمان والوں پر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نازل فرمایا اور ان کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی بات پر قائم رکھا۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجیے۔

۱۔ آیات: ۱تا ۷ میں کس بات کو فتحِ مبین قرار دیا گیا ہے اور اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضور ﷺ اور مسلمانوں پر کیا انعامات فرمائے؟

۲۔ آیات: ۸تا ۱۰ میں حضور ﷺ کے منصبِ رسالت اور آپ ﷺ کی عظمت کا بیان کس طرح ہوا ہے؟ اور مسلمانوں سے کیا مطالبہ کیا گیا ہے؟

۳۔ آیات: ۱۱تا ۱۷ میں منافقین کا کیا طرزِ عمل بیان کیا گیا ہے؟

۴۔ آیات: ۱۱تا ۱۷ کی روشنی میں یہ بتائیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے منافقین پر کیا گرفت فرمائی ہے؟

۵۔ آیات: ۱۸تا ۲۱ میں کس بیعت کا ذکر ہے؟ نیز حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مستقبل کے حوالہ سے کیا کیا بشارت دی گئی ہے؟

۶۔ آیات: ۲۲تا ۲۵ کی روشنی میں بتائیے کہ صُلحِ حُدَیبیہ کے موقع پر جنگ کیوں نہیں ہوئی اور اس میں کیا حکمت تھی؟

سوال ۴ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجیے۔

۱۔ حضور ﷺ نے کیا خواب دیکھا تھا؟

۲۔ حضور ﷺ کے خواب کی تعبیر کب اور کیسے پوری ہوئی؟

۳۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا کیا مقصد بیان ہوا ہے؟

۴۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کوئی پانچ صفات لکھیں؟

۵۔ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفات کن سابقہ الہامی کتابوں میں بیان ہوئی ہیں؟

۶۔ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے کیا مثال بیان کی گئی ہے؟

۷۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے دی گئی مثال کا کیا مطلب ہے؟

۸۔ سورۃ الفتح کے آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیا وعدہ فرمایا ہے؟

سوال ۵ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے تدریجی استحکام اور غلبہ پر سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ایک مضمون تحریر کیجیے۔

گھریلو سرگرمی

- سورۃ الفتح میں نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر انعاماتِ باری تعالیٰ کا بیان فرمایا گیا ہے۔ ایک جدول بنا کر ان انعامات کو آیات کا حوالہ دیتے ہوئے ذکر کیجیے۔
- سورۃ الفتح، آیت: ۱۸ میں بیعتِ رضوان کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ تحقیق کر کے بیعتِ رضوان کے حوالہ سے مندرجہ ذیل باتوں کی وضاحت کیجیے:

۱۔ بیعتِ رضوان کب ہوئی؟

۲۔ بیعتِ رضوان کہاں ہوئی؟

۳۔ بیعتِ رضوان کا پس منظر کیا تھا؟

۴۔ بیعتِ رضوان کے الفاظ کیا تھے؟

۵۔ اس موقع پر آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک پر کتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیعت کی؟

۶۔ اس بیعت کو بیعتِ رضوان کیوں کہتے ہیں؟

۷۔ بیعتِ رضوان کا نتیجہ کیا نکلا؟

۸۔ سورۃ الفتح میں بیعتِ رضوان کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے کیا بشارتیں آئی ہیں؟

۹۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب کے حوالہ سے اصحابِ بیعتِ رضوان رضی اللہ عنہم کا کیا مقام ہے؟

- سورۃ الفتح کی آیت: ۲۸ میں رسول اکرم ﷺ کو زمین پر بھیجنے کا مقصد بیان ہوا ہے اس مقصد کی وضاحت کیجیے۔ نیز آپ ﷺ کی حیاتِ طیّبہ کی روشنی میں واضح کریں کہ آپ ﷺ نے اپنا مقصدِ بعثت کس طریقہ سے اور کتنے وقت میں مکمل فرمایا؟ نیز اس حوالہ سے نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی اور مدنی زندگی کے اہم واقعات اور اقدامات کا بھی ذکر کیجیے۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق:۲۹

سُوْرَةُ الْحُجُرَات

وجہِ تسمیہ اور تعارف

اس سورت کا نام اس سورت کی آیت:۴ سے ماخوذ ہے۔ "حُجُرَات" حُجْرَة کی جمع ہے جس کا معنی کمرہ یا مکان ہے۔ اس سورت کی آیت:۴ میں ان حجروں کا ذکر ہے جو رحمتِ دو عالم رسول کریم ﷺ نے مسجد نبوی کے اِرد گرد تعمیر کرائے تھے جن میں ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ رہائش پذیر تھیں۔ اسی مناسبت سے اس سورت کا نام سورۃ الحجرات ہے۔ یوں ان بابرکت درودیوار کی شان اور عظمت بھی نمایاں کی گئی ہے۔

ربطِ سورت

سورۃ الحجرات سے پہلے سورۃ الفتح ہے۔ سورۃ الحجرات میں سورۃ الفتح کی بعض آیات کی وضاحت ہے۔ سورۃ الفتح میں نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر اور حمایت و نصرت کا حکم دیا گیا ہے جبکہ سورۃ الحجرات میں بارگاہِ رسالت ﷺ کے آداب سکھائے گئے ہیں اور اس حوالہ سے عملی ہدایات دی گئی ہیں۔ اسی طرح سورۃ الفتح میں اہلِ ایمان کے فضائل و مناقب کی ایک جھلک دکھائی گئی ہے جبکہ سورۃ الحجرات میں اہل ایمان کے کردار کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

زمانۂ نزول اور پس منظر

سورۃ الحجرات مدینہ طیّبہ میں نازل ہوئی۔ یہ سورت مختلف مواقع پر نازل شدہ احکام وہدایات کا مجموعہ ہے۔ روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں اکثر احکام مدینہ طیّبہ کے آخری دور میں نازل ہوئے۔ مثلاً آیت:۴ کے متعلق مفسرین کا بیان ہے کہ یہ آیت قبیلہ بنو تمیم کے بعض اعرابیوں یعنی دیہاتی و صحرا نشین لوگوں کے وفد کے بارے میں نازل ہوئی جنھوں نے ایک روز دوپہر کے وقت، جب نبی کریم ﷺ کے قیلولہ کا وقت تھا، حُجرہ سے باہر کھڑے ہو کر عامیانہ انداز میں یا محمد یا محمد (ﷺ) کی آوازیں لگائیں تا کہ آپ ﷺ باہر تشریف لے آئیں۔ (مسند احمد)

کتبِ سیرت میں اس وفد کی آمد کا زمانہ ۹ ہجری بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح آیت:۶ کے متعلق حدیث کی بکثرت روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت ولید بن عقبہ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جنھیں رسول اللہ ﷺ نے بنو مصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا اور یہ بات معلوم ہے کہ حضرت ولید بن عقبہ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ لہٰذا یہ سورت مدنی زندگی کے آخری دور میں نازل ہوئی۔

مرکزی مضمون

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت، آپ ﷺ کو صدقِ دل سے مرکزِ عقیدت تسلیم کرنے اور آپ ﷺ کا ادب و احترام بجالانے کی تاکید، مسلمانوں کے لئے اجتماعی معاملات اور ان کے اتحاد کے اصول، سچے اہل ایمان کی صفات اور جہاد فی سبیل اللہ کے احکامات۔

اہم مضامین پر ایک نظر

اعتقاد، اخلاق، سیرت و کردار کی تعمیر کے اہم مضامین بیان کیئے گئے ہیں اور تمام معاملات میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے تابع رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بارگاہِ رسالت ﷺ کے آداب و حقوق کی تعلیم دی گئی ہے اور اس تعظیم و تکریم کو اہم ترین فریضہ بلکہ جزوِ ایمان قرار دیا گیا۔ ان آداب کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے نہایت سخت وعید بیان کی گئی ہے۔ اسی ضمن میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ تقویٰ صرف ان لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جن کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی غایت درجہ محبت و اتباع کا جذبہ موجزن ہوتا ہے اور آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کا کامل لحاظ ہوتا

ہے۔ گویا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ کا ہر طرح سے ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھنے کا حکم دیا گیا ہے کہ اس میں کسی معمولی سی توہین اور نافرمانی کا بھی شائبہ تک نہ ہو ورنہ تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ معاشرے کو انتشار سے بچانے کے لئے یہ ہدایت بھی دی گئی ہیں کہ ہر خبر پر فوری یقین کر لینا، اس پر ردِّ عمل کا اظہار کرنا اور کوئی کارروائی کر گزرنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ اس لئے اُس خبر کی اچھی طرح تحقیق کر لینی چاہیئے۔

انسانوں کے آپس میں میل جول کے آداب اور اصلاح و حُسنِ معاشرت کے اہم احکام بتائے گئے ہیں۔ اگر کچھ مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو جائے تو بقیہ مسلمانوں کو صلح کرانے کی تاکید کی گئی ہے۔ وہ اسباب بیان فرمائے گئے ہیں جو عام طور پر رہن سہن کے دوران آپس کی لڑائی، جھگڑے اور معاشرے میں بگاڑ کا سبب بنتے ہیں۔ مثلاً ایک دوسرے کا مذاق اڑانا، عیب جوئی اور نکتہ چینی کرنا، ایک دوسرے کو بُرے القاب سے پکارنا، بدگمانی کرنا، دوسروں کے معاملات میں ناحق مداخلت کرنا اور غیبت کرنا۔ اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان تمام بُرائیوں سے دُور رہیں۔

قومی اور نسلی امتیازات پر ضرب لگائی گئی ہے جو انسانی معاشرہ کو رنگ، نسل، زبان، دولت وغیرہ کی بنیادوں پر باہم مخالف گروہوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور دنیا میں عالمگیر فسادات کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اللہ ﷻ نے اس بُرائی کی جڑ کاٹ دی ہے اور واضح فرما دیا ہے کہ تمام انسان اللہ ﷻ کی مخلوق اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی اولاد ہیں اور اب ان کی قدر و منزلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ قوموں اور قبیلوں میں ان کا تقسیم ہونا صرف باہمی تعارف کے لئے ہے نہ کہ فخر و فوقیت جتلانے کے لئے۔ اگر کوئی فوقیت و فضیلت ہے تو وہ صرف تقویٰ اور حُسنِ کردار کی بنیاد پر ہے۔ جو جتنا زیادہ متقی ہو گا اللہ ﷻ کی جناب میں اس کا مقام و مرتبہ اتنا ہی بلند ہو گا۔

یہ حقیقت بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے صرف زبان سے اسلام کا اقرار کر لینا کافی نہیں ہے، بلکہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے تمام احکامات کو سچے دل سے ماننا، عملاً فرماں بردار بن کر رہنا، اور خلوص کے ساتھ اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد و قتال کے لئے اپنی جان و مال کھپانا بھی ضروری ہے، ایسے لوگ ہی سچے ایمان والے ہیں۔ اس کے بغیر اسلام کا دعویٰ معتبر نہیں ہے۔ اسلام قبول کرنے والوں کا اللہ ﷻ پر کوئی احسان نہیں ہے بلکہ اللہ ﷻ کا ان پر احسان ہے کہ اس نے انہیں دینِ حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کے اُمتی ہونے کا شرف بخشا۔

سُوْرَۃُ الْحُجُرَات (آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ)

آیات	مضامین	آیات	مضامین
آیت: ۱	❁ اللہ ﷻ اور رسول کریم ﷺ کے احکامات کے تابع ہونے کا حکم	آیات: ۲ تا ۵	❁ رسالت مآب ﷺ کی تعظیم و توقیر اور ادب و احترام کے حوالہ سے اہم تعلیمات اور ضروری احکامات
آیات: ۶	❁ سنی سنائی خبروں کی مکمل تحقیق و تصدیق کا حکم	آیات: ۷ تا ۸	❁ رسول کریم ﷺ کی اتباع کا حکم ❁ صحابہ کرام پر اللہ ﷻ کے فضل و کرم اور انعام و احسان کا ذکر
آیات: ۹ تا ۱۲	❁ اخوت و مصالحت کے فروغ کے لئے احکامات ❁ اُمّت کا شیرازہ بکھیرنے والے اسباب کے سدِّباب کے لئے احکامات و ہدایات	آیت: ۱۳	❁ عالمی امن و مساواتِ انسانی کا اسلامی تصور ❁ انسانوں کی مختلف گروہوں اور قبائل میں تقسیم محض تعارف کا ذریعہ ہے۔ ❁ اللہ ﷻ کے نزدیک عزت اور فضیلت کا معیار تقویٰ ہے۔
آیات: ۱۴ تا ۱۸	❁ نعمتِ ایمان پر اللہ ﷻ کا احسان ماننے کا بیان ❁ سچے اہل ایمان کی صفات ❁ شانِ باری تعالیٰ۔		

سبق: ۳۰

سُوْرَةُ الْحُجُرَات

سورۃ الحجرات ۴۹ — رکوع: ۱ تا ۲ (آیات: ۱ تا ۱۸)

رکوع: ۱ تا ۲ کے اہم مضامین

۱۔ ملی اور اجتماعی زندگی میں اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی کامل اطاعت کا حکم
۲۔ بارگاہِ نبوی ﷺ کے آداب
۳۔ اسلامی اخوت کے تقاضے
۴۔ معاشرتی و اخلاقی بُرائیوں سے بچنے کی تاکید
۵۔ مساوات کا اسلامی تصور
۶۔ حقیقی ایمان والوں کی صفات

رکوع: ۱ تا ۲ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱ تا ۱۰)

اللہ ﷻ نے ملتِ اسلامیہ کے لئے اپنے حبیب حضور نبی کریم ﷺ کے خصوصی مقام و مرتبہ کو واضح کرنے کے لئے آپ ﷺ کی بارگاہ کے آداب سکھائے ہیں اور آپ ﷺ کی صحیح طور پر تعظیم و توقیر بجالانے کا حکم دیا ہے۔ مزید یہ سمجھایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر اپنی رائے کو کسی صورت میں فوقیت نہ دی جائے۔ جس طرح انفرادی زندگی کے تمام معاملات میں ہر مسلمان اللہ ﷻ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا پابند ہے اِسی طرح ایک اسلامی معاشرہ اور اِسلامی ریاست بھی اپنے قواعد و قوانین میں مطلقاً آزاد نہیں بلکہ وہ بھی اللہ ﷻ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکامات کے پابند ہیں۔

جو لوگ نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر بجالاتے ہیں اور ان کے حضور اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں، ایسے لوگوں کے دلوں کو تقویٰ کے لئے منتخب کیئے جانے کی تصدیق کی گئی ہے اور اللہ ﷻ کی طرف سے ان لوگوں کو بخشش اور اجرِ عظیم کی بشارت دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی کی صورت میں تمام اعمال ضائع ہو جانے کی وعید سنائی گئی ہے۔ مقامِ غور ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر کے حوالہ سے ظاہری آداب کا پاس نہ کرنے پر اعمال ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہے تو بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حکم عدولی اور نافرمانی پر کتنا بڑا خسارہ ہو گا۔

نبی اکرم ﷺ کی توقیر و تعظیم اور اطاعت و اتباع کے حوالہ سے گویا اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ جوں جوں دنیا بھر کے مسلمان نبی اکرم ﷺ کو مرکزِ عقیدت، مرکزِ اطاعت اور مرکزِ اِتباع مانتے ہوئے آپ ﷺ کے قریب ہوں گے، ویسے ویسے اُن میں باہمی اخوت، اتحاد اور یکجہتی کا عمل بھی بڑھتا جائے گا۔

اللہ ﷻ اور رسول کریم ﷺ کی سچی فرماں برداری اسی وقت ہو سکتی ہے جب تقویٰ یعنی اللہ ﷻ کا خوف دل میں ہو۔ تقویٰ ہی دراصل اطاعت و ادب کی روح ہے اور اِس کے بغیر انسان ادب بجا نہیں لا سکتا اور شریعت کے بڑے بڑے احکامات کو انسان حیلہ سازی کے ذریعہ کھیل بنالیتا ہے اور عمل سے بھاگتا ہے اس لئے بار بار تقویٰ اور احکاماتِ شریعت پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ بذاتِ خود انسان کی ہر بات کو سنتا ہے اور اِس کے ہر عمل کے ظاہر و باطن سے خوب واقف ہے۔ اِن الفاظ میں اہلِ تقویٰ کے لئے سامانِ تسکین اور قرآن و سنت سے روگردانی کرنے والوں کے لئے وعید ہے۔

نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کے حوالہ سے نو مسلموں کی طرف سے ایک کوتاہی کا ذکر ہے۔ اِس عمل پر تمام مسلمانوں کو متوجہ کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کی ذاتی مشغولیت اور آرام کا خیال رکھنا چاہیئے اور حجرہ کے باہر سے آوازیں دینے کے بجائے اُنہیں آپ ﷺ کی باہر تشریف آوری کا انتظار کرنا چاہیئے۔

چونکہ اُن نو مسلموں سے یہ کوتاہی لاعلمی میں سرزد ہوئی تھی لہٰذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفات غفور اور رحیم بیان کرکے اُنہیں بخشش کی خوشخبری دی گئی۔

مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے حوالہ سے بتایا گیا ہے کہ کسی اہم خبر اور بات کے حوالہ سے کوئی فیصلہ یا عمل کرنے سے قبل اُس خبر کی صداقت کی تحقیق کرلینی چاہیئے۔ یہ نہ ہو کہ کسی غلط فہمی کی وجہ سے کسی بات پر عمل یا کسی کے خلاف اقدام کرنے سے، بعد میں ندامت کا سامنا کرنا پڑے۔

پھر یہ بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع میں ہی اہل ایمان کا بھلا ہے۔ کیونکہ اگر اہل ایمان کی بہت سی باتیں آپ ﷺ مان لیں تو وہ لوگ خود مشکل میں پڑ جائیں گے۔

ان آیات میں حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں صراحتاً اعلان کردیا گیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایمان کو ان کا محبوب بنادیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا باطن اِس قدر پاکیزہ اور نورِ ایمان سے منور ہے کہ اُنہیں کفر، نافرمانی اور گناہوں کے تصور سے بھی نفرت ہے۔ گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صاحبِ ایمان، صاحبِ کردار اور صاحبِ ہدایت ہونے کی سند عطا کی گئی ہے۔ ایسے ہی مخلص ساتھیوں کی رفاقت اور جان نثاری کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کی انقلابی جدوجہد کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

ایمان کی محبت اور کفر ونافرمانی سے نفرت کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل قرار دیا گیا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے خصوصی طور پر عطا ہوا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی ایمان کی محبت وجذبۂ اطاعت نصیب فرمائے اور اپنا خصوصی فضل وکرم ہمیں بھی عطا فرمائے۔

فرمایا گیا کہ تمام اہلِ ایمان بھائی بھائی ہیں۔ کوئی سلیم الفطرت آدمی پسند نہیں کرتا کہ دو بھائیوں کے درمیان اِختلافات رہیں۔ لہٰذا اِختلافات کی صورت میں صلح کرانے کی بھرپور کوشش کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ صلح عدل پر مبنی ہونی چاہیئے۔ اگر کوئی شخص کسی پر ظلم کررہا ہے تو اُس پر ہر ممکنہ دباؤ ڈال کر اُسے ظلم سے روکا جائے۔ اگر ہم مسلمان بھائیوں کے درمیان تنازعات ختم کرواکر اُن پر مہربانی کریں گے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں بھی اپنے رحم وکرم سے نوازے گا۔

رکوع: ۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی کی۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم، بحار الانوار)

۲۔ حضرت اُمِّ کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرواتا ہے (یعنی صُلح کروانے کے لئے کوئی خلافِ واقعہ بات کرتا ہے) وہ خیر میں اضافہ کررہا ہے، یا بھلائی کی بات کہہ رہا ہے۔" (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے بھائی کی مدد کرو، ظالم ہو تو بھی اور مظلوم ہو تو بھی۔" ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! مظلوم ہونے کی حالت تو ظاہر ہے، تاہم ظالم ہونے کی حالت میں کیسے اس کی مدد ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے ظلم سے باز رکھو یہی اس کی مدد ہے۔" (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”جو لوگ انصاف کرتے ہیں وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دونوں ہاتھ (اس کی شان کے مطابق) دائیں ہیں اور یہ انصاف کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں میں، اپنے اہل وعیال میں اور جس کام کا ذمہ دار انہیں بنایا جائے، اس میں انصاف کرتے ہیں۔“ (صحیح مسلم)

۵۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”ایمان والوں کی آپس کی محبت، رحم دلی اور شفقت کی مثال ایک جسم جیسی ہے کہ اگر جسم کا کوئی حصّہ تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے تو (وہ تکلیف صرف اُسی حصّہ میں منحصر نہیں رہتی، بلکہ اُس سے) پورا جسم متاثر ہوتا ہے۔“ (صحیح مسلم)

۶۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہٗ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، اور نہ اسے (کسی ظالم کے) سپرد کرتا ہے اور جو شخص اپنے کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا ہو گا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کی ضرورت اور حاجت پوری فرمائے گا اور جو کوئی کسی مسلمان کی مصیبت دور کرے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے اس کی مصیبت دور فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کا پردہ رکھا، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قیامت کے دن اس کا پردہ رکھے گا۔“ (صحیح مسلم)

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس کے معاملہ میں خیانت نہیں کرتا، اس سے جھوٹ نہیں بولتا اور نہ ہی وہ اس کو رُسوا کرتا ہے۔“ (جامع ترمذی)

۸۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں روزہ، نماز اور صدقہ کے درجات سے زیادہ فضیلت والے اعمال نہ بتاؤں؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کیوں نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”آپس کے میل جول اور روابط کو بہتر بنانا، جھگڑے والوں میں صُلح کرانا اور اس کے برعکس آپس کے میل جول اور روابط میں پھوٹ ڈالنا (دین کو) مونڈ دینے (ختم کر دینے) والی خصلت ہے۔“ (سنن ابی داؤد)

۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”لوگوں میں صُلح کرانا، نفل نماز اور (نفلی) روزوں سے افضل ہے۔“ (تہذیب الاحکام، اصول الکافی)

رکوع: ۲ (آیات: ۱۱ تا ۱۸)

اُن مجلسی بُرائیوں سے روکا گیا ہے جن کی وجہ سے دو افراد یا گروہوں میں محبت و الفت کمزور پڑ جاتی ہے، نفرت وعداوت کا آغاز ہوتا ہے اور بعض اوقات دشمنی ایسی شدت اختیار کر لیتی ہے کہ فتنہ وفساد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ وہ بُرائیاں یہ ہیں: کسی کا مذاق اڑانا، کسی کو طعنہ دے کر یا اُس پر الزام لگا کر اُسے شرمندہ کرنا، کسی کے ایمان لانے کے بعد، کسی شخص یا گروہ کا ایسا نام رکھنا جو اُسے ناگوار محسوس ہو یا اُسے بدکردار کہنا، سُوئے ظن یعنی بُرا گمان کرنا، جاسوسی کرنا یعنی کسی کی ٹوہ اور کھوج میں لگنا اور غیبت کرنا یعنی کسی کی غیر موجودگی میں اُس کی بُرائی کرنا۔ پھر یہ بتایا گیا ہے کہ وہ مجلسی بُرائیاں جن سے ملت کی شیرازہ بندی متاثر ہوتی ہے عام طور پر ایک دوسرے کو حقیر سمجھنے کی وجہ سے کی جاتی ہیں۔ اِس لئے اسلام نے رنگ ونسل کی بنیاد پر قومی اور نسلی برتری کے نظریہ کو ختم کرتے ہوئے ایک ہی حکم سے اسے ملیامیٹ کر دیا اور واضح کر دیا کہ کوئی بھی انسان حقیر نہیں ہے۔ تمام انسان ایک ہی خالق کی مخلوق اور ایک مرد اور عورت کی اولاد ہیں۔ یہ وضاحت نوعِ انسانی کے درمیان وحدت و مساوات کی اَساس فراہم کرتی ہے۔

یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ انسانوں کی مختلف گروہوں اور قبائل میں تقسیم محض تعارف اور پہچان کے لئے ہے۔ کسی تفاخر کے لئے نہیں اب تمہاری قدر و منزلت کا معیار دولت و حکومت وغیرہ نہیں بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک اہلِ ایمان میں سے زیادہ صاحبِ عزت وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ تقویٰ کا تعلق ظاہر سے نہیں بلکہ باطن سے ہے۔ جو زیادہ متقی ہو گا اسی کے اعتبار سے آخرت میں انسان کا مقام و مرتبہ طے ہو گا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جناب میں اسی کا مقام بلند ہو گا۔

یہ حقیقت واضح فرمائی گئی ہے کہ سچا مسلمان ہونے کے لئے صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینا کافی نہیں ہے، بلکہ دل سے اسلامی عقائد کو ماننا اور اپنے آپ کو اسلامی احکام کا پابند کرنا بھی ضروری ہے۔ کوئی شخص سچا مومن کہلانے کا مستحق تب ہی ہو سکتا ہے جب اس کی کیفیت یہ ہو کہ وہ شک و تذبذب سے پاک ہو کر یقینِ قلبی کے ساتھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے لئے یکسو ہو جائے اور جان و مال کے ذریعہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دین کے غلبہ اور سربلندی کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی شانِ غفاری و رحیمی کا اظہار ہے کہ اگر صدقِ دل سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی جائے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے پورا پورا بدلہ ملے گا۔ اِستقامت کے ساتھ دینِ حق پر عمل کرنے سے دل میں نورِ ایمان پیدا ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے قبولِ اِسلام کا احسان جتلانے والوں کی اصلاح کی گئی ہے کہ کسی انسان کا مسلمان ہو جانا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی احسان نہیں بلکہ یہ تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا اُس انسان پر احسان ہے کہ اُس نے اُسے اِسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت میں شامل فرمایا۔ یہ بھی فرمایا گیا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ بذاتِ خود جانتا ہے کہ کون اخلاصِ نیت سے اِسلام لایا ہے اور کس کا دل ایمانِ حقیقی سے منور ہے۔

رکوع ۲: کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایام تشریق کے وسط میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لوگو! تمہارا رب بھی ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے، خبردار! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے، مگر تقویٰ کے ساتھ۔ کیا میں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہاں! (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "پس حاضر کو چاہیئے کہ وہ غیر حاضر کو پہنچا دے۔" (بیہقی)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو بندہ بھی کسی دوسرے بندہ کے عیب دنیا میں چھپاتا ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا۔" (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر کوئی شخص کسی شخص کو کافر یا فاسق کہے اور وہ درحقیقت کافر یا فاسق نہ ہو تو خود کہنے والا فاسق اور کافر ہو جائے گا۔" (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ کسی کی (خفیہ) باتوں کو معلوم نہ کرو، کسی کا عیب تلاش نہ کرو، قیمت بڑھانے کے لئے بولی نہ لگاؤ، حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو اور کسی کی پیٹھ پیچھے بُرائی نہ کرو، بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بندو! بھائی بھائی بن کے رہو۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تمہارا اپنے بھائی کے اس عیب کو ذکر کرنا کہ جس کے ذکر کو وہ ناپسند کرتا ہو۔"

آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اگر وہ عیب واقعی اس بھائی میں ہو، جو میں بیان کر رہا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر وہ عیب اس میں ہے جو تم کہہ رہے ہو تو وہ تبھی تو غیبت ہے، اگر اس میں نہ ہو تو وہ بہتان ہے۔" (صحیح مسلم)

۶۔ حضرت ابو بَرزَہ اَسلَمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے وہ لوگو! جو صرف زبانی اسلام لائے ہو اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور ان کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے پوشیدہ معاملات کے پیچھے پڑے گا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے عیوب کو ظاہر فرما دے گا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ جس کی پردہ دری فرمائے اسے گھر بیٹھے رُسوا کر دیتا ہے۔" (سنن ابی داؤد، اصول الکافی)

۷۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک بدبودار لاش کی بدبو بلند ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ یہ بدبو کیسی ہے؟ یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مومنوں کی غیبت کرتے ہیں۔" (مسند احمد)

۸۔ روزِ قیامت ایک شخص کو اس کے دائیں ہاتھ میں اس کی نیکیوں کا نامۂ اعمال تھمایا جائے گا اس شخص کو یاد ہو گا کہ میں نے زندگی میں فلاں نیک کام انجام دیا تھا مگر وہ نامۂ اعمال میں اسے نظر نہیں آئے گا وہ عرض کرے گا: اے اللہ! شاید غلطی سے کسی اور کا نامۂ اعمال مجھے دیا گیا ہے، جواب ملے گا اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے نہ بھول چوک ہوتی ہے اور نہ ہی وہ لاعلم ہے۔ یہ تیرا ہی نامۂ اعمال ہے۔ دراصل تم نے فلاں شخص کی غیبت کی تھی اس لئے تیری نیکی اس کے نامۂ اعمال میں منتقل کر دی گئی ہے۔ اس طرح ایک شخص کے بائیں ہاتھ میں بُرائیوں کا نامۂ اعمال تھمایا جائے گا اس میں اسے ایسی بُرائی نظر آئے گی جو اس شخص سے زندگی بھر سرزد نہیں ہوئی تھی یہ بھی سوال کرے گا میں نے اپنی زندگی میں یہ بُرائی نہیں کی شاید کسی اور کا نامۂ اعمال مجھے دیا گیا ہے اس کو جواب دیا جائے گا اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے نہ بھول چوک ہوتی ہے اور نہ ہی وہ لاعلم ہے۔ تیرا ہی نامہ اعمال ہے۔ دراصل یہ اس شخص کی بُرائی ہے جس کی تو نے غیبت کی تھی جو تیرے نامۂ اعمال میں منتقل کر دی گئی ہے۔ (مستدرک الوسائل)

۹۔ حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اسلام کی کوئی ایسی بات بتا دیجیے کہ پھر میں اس کو آپ ﷺ کے بعد کسی سے نہ پوچھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کہو! میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان لایا اور پھر اس پر قائم رہو۔" (صحیح مسلم)



سُوْرَةُ الْحُجُرَات

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ①

اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) سے آگے نہ بڑھو اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو بے شک اللہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کریم (ﷺ) کی آواز پر بلند نہ کرو اور اُن کے ساتھ بات کرنے میں آواز اونچی نہ کرو

كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ

جیسا کہ تم ایک دوسرے سے بلند آواز سے بات کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ کہیں تمہارے اعمال برباد ہو جائیں

وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ② اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اور تمہیں شعور تک بھی نہ ہو۔ بے شک جو لوگ رسول اللہ (ﷺ) کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ③

یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ (کر خالص کر) لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ④ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا

(اے حبیب ﷺ!) بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔ اور بے شک اگر وہ لوگ صبر کرتے

حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤

یہاں تک کہ آپ (خود) اُن کی طرف باہر تشریف لے آتے تو یہ اُن کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (شخص) کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو

اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ⑥

(ایسا نہ ہو) کہ کہیں تم لاعلمی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر تم اپنے کیئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ

اور جان لو! تمہارے درمیان اللہ کے رسول (ﷺ) موجود ہیں اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہارا کہنا مان لیں تو ضرور تم بڑی مشکل میں پڑ جاؤ گے

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ

لیکن اللہ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب بنا دیا اور اُسے تمہارے دلوں میں مزیّن فرما دیا اور تمہارے نزدیک کفر، فسق اور نافرمانی کو قابل نفرت بنا دیا۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ﴿۷﴾ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۸﴾

یہی لوگ راہِ راست پر ہیں۔ (یہ) اللہ کی طرف سے فضل اور (اس کی) نعمت ہے اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا بڑی حکمت والا ہے۔

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى

اور اگر مومنوں میں سے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُن دونوں کے درمیان صلح کرا دو پھر اگر دونوں میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے

فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ

تو اُس سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر وہ پلٹ آئے تو تم عدل کے ساتھ ان کے درمیان صلح کرا دو

وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۹﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ

اور (ہر معاملہ میں) انصاف کرو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ بے شک سب اہل ایمان (تو آپس میں) بھائی ہیں۔

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۰﴾ؑ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ع ١ ١٠

پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اے ایمان والو!

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ

مردوں کا کوئی گروہ دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے وہ لوگ اُن (مذاق اُڑانے والوں) سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا (مذاق اڑائیں)

عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ

ممکن ہے کہ وہ اِن (مذاق اڑانے والیوں) سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو اور ایک دوسرے کو بُرے القاب کے ساتھ نہ پکارو

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

ایمان کے بعد فسق بہت بُرا نام ہے اور جو لوگ (اس روش سے) توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔ اے ایمان والو!

اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ

بدگمانی سے بہت زیادہ بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں اور نہ (کسی کے متعلق) جاسوسی کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو

اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرے گا کہ وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے پس اس سے تو تم (انتہائی) نفرت کرتے ہو اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو

اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى

بے شک اللہ بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا فرمایا

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ

اور ہم نے تمہیں (مختلف) قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۱۳

بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو بے شک اللہ خوب جاننے والا بڑا باخبر ہے۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا

دیہاتیوں نے کہا ہم ایمان لے آئے آپ فرما دیجیے تم ایمان تو نہیں لائے لیکن یہ کہو ہم اسلام لے آئے

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا اور اگر تم نے اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی

لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۱۴

(تو) وہ تمہارے اعمال (کے ثواب میں) سے کچھ بھی کمی نہیں کرے گا بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا

بے شک ایمان والے تو صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لائے پھر کسی شک میں نہ پڑے

وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۱۵ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۭ

اور انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کیا یہی لوگ سچے ہیں۔ (اے نبی ﷺ!) آپ فرما دیجیے کیا تم اللہ کو اپنی دین داری جتلاتے ہو

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۱۶

حالانکہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ

وہ آپ پر احسان جتلاتے ہیں کہ وہ اسلام لے آئے آپ فرما دیجیے تم اپنے اسلام کا مجھ پر احسان نہ جتلاؤ

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۱۷

بلکہ اللہ تم پر احسان فرماتا ہے کہ اُس نے تمہیں ایمان کی طرف ہدایت فرمائی اگر تم سچے ہو۔

ع ۲ ۸ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۱۸

بے شک اللہ آسمانوں اور زمینوں کی (سب) پوشیدہ باتیں جانتا ہے اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرامین پر اپنی رائے کو کسی صورت مقدم رکھنا جائز نہیں۔ جس طرح انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر معاملہ میں ایک مسلمان اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکامات کا پابند ہے اِسی طرح ایک اِسلامی ریاست اور مسلمان معاشرہ بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکامات کے مطابق تمام شعبہ ہائے زندگی میں قانون سازی اور ان احکامات کو نافذ کرنے کا پابند ہے۔ (سورۃ الحجرات، آیت:۱)

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ادب و احترام اہم ترین فریضہ اور جزو ایمان ہے۔ لہٰذا ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حد درجہ تعظیم و توقیر بجالانی چاہیئے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بے ادبی کرنے والے کے تمام اعمال ضائع ہوجاتے ہیں اور بے ادبی کرنے والے کو اس کا شعور بھی نہیں ہوتا۔ (جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم و توقیر کے حوالہ سے محض ظاہری آداب کا پاس نہ کرنے پر اعمال ضائع ہونے کا اندیشہ ہے تو پھر بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حکم عدولی اور نافرمانی پر کتنا بڑا خسارہ ہوگا)۔ (سورۃ الحجرات، آیت:۲)

۳۔ جو لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم و توقیر بجالاتے ہیں ایسے لوگوں کے قلوب کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے منتخب فرمایا ہے اور ان خوش نصیب افراد کو بخشش اور اجرِ عظیم کی بشارت دی گئی ہے۔ اطاعت و ادب کی روح تقویٰ ہی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نافرمانی کا خوف اور ادب کا پاس نہ ہو تو لوگ شریعت کے بڑے بڑے احکامات کو مختلف حیلے، بہانوں سے مذاق اور کھیل بنالیتے ہیں۔ (سورۃ الحجرات، آیت:۳)

۴۔ کسی بھی اہم خبر کی تحقیق کرنے سے معاشرہ میں افواہوں اور سُوئے ظن کا سدِّباب ہوجاتا ہے۔ جھوٹی اطلاعات اور افواہوں سے فتنے، حادثات اور غلط اقدامات جنم لیتے ہیں جو نقصان اور شرمندگی کا باعث بنتے ہیں۔ (سورۃ الحجرات، آیت:۶)

۵۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہدایت یافتہ ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے ہدایت یافتہ ہونے کی خود گواہی دی، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں ایمان کی محبت عطا فرمائی اور ایمان سے ان کے دلوں کو مزیّن فرمایا۔ اسی طرح ان کے دلوں میں کفر، گناہ اور نافرمانی کی نفرت ڈالی کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامل اطاعت و اتباع کی۔ ہماری تمام مشکلات سے نجات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامل اطاعت ہی میں مضمر ہے۔ کیونکہ مشکلات کا اصل سبب اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت نہ کرنا ہے۔ (سورۃ الحجرات، آیت:۷)

۶۔ تمام اہلِ ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کوئی سلیم الفطرت آدمی پسند نہیں کرتا کہ دو بھائیوں کے درمیان اختلافات رہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کے باہمی اختلافات اور جھگڑوں کی صورت میں ان کے درمیان صلح کی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے۔ (سورۃ الحجرات، آیات:۹، ۱۰)

۷۔ اگر کوئی مسلمان بھائی اپنے کسی دوسرے مسلمان بھائی پر ظلم کررہا ہے تو اُس پر ہر ممکنہ دباؤ ڈال کر اُسے ظلم سے روکا جائے۔ اگر ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے درمیان تنازعات ختم کراکر اُن پر مہربانی کریں گے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ بھی ہمیں اپنے رحم و کرم سے نوازے گا۔ (سورۃ الحجرات، آیات:۹، ۱۰)

۸۔ ہم دوسروں کا مذاق ظاہری حالت کو دیکھ کر اڑاتے ہیں جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ انسان کے باطن کو دیکھتا ہے۔ مذاق اڑانے والوں کو سوچنا چاہیئے کہ وہ جس کا مذاق اڑا رہے ہیں ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نظر میں ان سے زیادہ اچھا ہو یا آئندہ کوئی نیکی کا کام کر کے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نظر میں محبوب ہوجائے۔ (سورۃ الحجرات، آیت:۱۱)

۹۔ مسلمان کا کسی مسلمان کو طعنہ دینا گویا اپنی ہی ملت کو داغدار کرنا ہے۔ نیز کسی شخص یا گروہ کو بُرے القاب سے پکارنا بہت بُرا عمل ہے۔ (سورۃ الحجرات، آیت:۱۱)

۱۰۔ کسی کے بارے میں بلاوجہ بُرا گمان نہیں رکھنا چاہیئے۔ سُوئے ظن بعض اوقات غلط فہمیوں اور افسوس ناک اقدامات کا سبب بن جاتا ہے۔ (سورۃ الحجرات، آیت:۱۲)

۱۱۔ کسی کی غیر موجودگی میں اس کی بُرائی کرنا جبکہ وہ بُرائی اس میں موجود ہو غیبت کہلاتا ہے اور غیبت کو مُردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہ ایک بہت بُرا اور قابل نفرت فعل ہے۔ (سورۃ الحجرات، آیت:۱۲)

۱۲۔ اسلام عالمی امن و بھائی چارہ کی تعلیم دیتا ہے۔ رنگ، نسل اور زبان کی بنیاد پر تعصّبات، تکبر اور نخوت کا خاتمہ کرتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے لوگوں کی کنبوں اور قبیلوں میں تقسیم آپس میں فقط تعارف کے لئے فرمائی ہے نہ کہ فخر جتانے کے لئے۔ یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ کوئی بھی انسان حقیر نہیں بلکہ سب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا علیہا السلام کی اولاد ہیں۔ قدر و منزلت کا معیار دولت اور شہرت، کوئی بڑا دنیاوی منصب وغیرہ نہیں بلکہ ایمان و تقویٰ ہے۔ جو زیادہ متقی ہو گا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی جناب میں اسی کا مقام بلند ہو گا۔ اس کے علاوہ کوئی اور چیز فخر کا باعث نہیں ہو سکتی، نہ مال و دولت، نہ خاندان اور نہ ہی کوئی اور چیز۔ (سورۃ الحجرات، آیت:۱۳)

۱۳۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آخرت کو ماننے کا زبانی دعویٰ اسلام کہلاتا ہے اور ان پر دل سے یقین رکھنے کا نام ایمان ہے۔ اخلاص کے ساتھ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنے والوں کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے۔ (سورۃ الحجرات، آیت:۱۴)

۱۴۔ حقیقت میں سچّا مومن وہی ہے جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سچے دل سے ایسا ایمان لائے کہ پھر کسی شبہ میں مبتلا نہ ہو اور مال و جان سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے۔ (سورۃ الحجرات، آیت:۱۵)

۱۵۔ کسی انسان کا مسلمان ہو جانا، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی احسان نہیں بلکہ یہ تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا اُس انسان پر احسان ہے کہ اُس نے اُسے اِسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اپنے پیارے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی ہونے کا شرف بخشا۔ اس لئے ہمیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے اس احسان پر اس کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔ (سورۃ الحجرات، آیات:۱۷، ۱۸)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیئے۔

۱۔ سورۃ الحجرات کی وجہ تسمیہ لکھیں۔

۲۔ سورۃ الحجرات کا سورۃ الفتح سے ربط بیان کریں۔

۳۔ سورۃ الحجرات کا مرکزی مضمون بیان کریں۔

۴۔ سورۃ الحجرات کا شانِ نزول تحریر کریں۔

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کریں۔

(۱) اہلِ ایمان کو اپنے معاملاتِ زندگی میں ــــــــ اور ــــــــ سے آگے بڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی آواز پست رکھنے والوں کے دلوں میں ــــــــ ہے اور ان کے لئے ــــــــ اور ــــــــ ہے۔

(۳) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے لئے ــــــــ کو محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے ــــــــ میں مزیّن کر دیا ہے اور کفر، ــــــــ اور نافرمانی کو تمہارے نزدیک ناپسند بنا دیا ہے۔

(۴) اگر مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان ــــــــ ہو جائے تو دیگر مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ وہ ان کے درمیان ــــــــ کرائیں۔

(۵) فرمانِ الٰہی ہے کہ اے ایمان والو! نہ مَردوں کا کوئی گروہ دوسرے مَردوں کا ــــــــ اڑائے ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے ــــــــ ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا ــــــــ اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے ــــــــ ہوں۔

(۶) غیبت اتنا سخت گناہ ہے کہ اسے ــــــــ کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

(۷) حقیقی ایمان والے تو صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان لائیں پھر کسی ــــــــ میں نہ پڑیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے ــــــــ کریں۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱۔ آیات: ۱تا۵ میں حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر کے حوالہ سے کیا آداب سکھائے گئے ہیں؟ اور یہ آداب بجانہ لانے پر کیا وعید ذکر کی گئی؟

۲۔ آیات: ۶تا۸ میں مسلمانوں کو تحقیق کا کیا اصول دیا گیا ہے؟

۳۔ آیات: ۹تا۱۰ میں اسلامی اخوت و مساوات کا کیا تصور دیا گیا ہے؟

۴۔ آیت: ۱۱ میں کن تین اخلاقی بُرائیوں سے منع کیا گیا ہے؟ ان بُرائیوں کے نقصانات بھی تحریر کریں۔

۵۔ آیت: ۱۲ میں کن تین اخلاقی بُرائیوں سے منع کیا گیا ہے؟ ان بُرائیوں کے نقصانات بھی تحریر کریں۔

۶۔ آیت: ۱۳ میں قوموں اور قبیلوں کی کیا حقیقت بیان ہوئی ہے؟ نیز فضیلت اور برتری کا کیا معیار بیان کیا گیا ہے؟

سوال ۴ آیات: ۱۴تا۱۷ کی روشنی میں درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیجئے۔

۱۔ دیہاتی لوگوں نے کس بات کا دعویٰ کیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں کیا جواب دیا؟

۲۔ حقیقی اور سچا مومن کسے کہتے ہیں؟

۳۔ دیہاتیوں نے رسول اللہ ﷺ پر کیا احسان جتلایا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں کیا جواب دیا؟

سوال ۵ اسلامی اخوت سے کیا مراد ہے؟ موجودہ دور میں اسلامی اخوت کی ضرورت و اہمیت اور اس کے حصول کے عملی طریقہ کار پر قرآنِ حکیم و احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ایک نوٹ تحریر کیجئے۔

گھریلو سرگرمی

- سورۃ الحجرات کی روشنی میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ کے آداب پر مشتمل ایک نوٹ لکھیں۔ اس حوالہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی سے کچھ عملی مثالیں بیان کریں۔ یہ بھی تحریر کریں کہ آپ ﷺ کے ادب و احترام میں کوتاہی پر کیا وعید بیان کی گئی ہے۔ نیز بیان کریں کہ آج ہم ان آداب کو کیسے ملحوظ رکھ سکتے ہیں؟
- چند احادیثِ مبارکہ سے مسلمانوں کے باہمی اتحاد و اتفاق کی فضیلت واضح کریں۔ نیز تحریر کریں کہ مسلمانوں کے باہمی اتحاد کے لئے کن اقدامات کی ضرورت ہے؟ مزید برآں مسلمانوں کے باہمی اتحاد کو پارہ پارہ کر دینے والے عوامل کا بھی ذکر کیجیے۔
- سورۃ الحجرات آیت: ۱۱ میں ان مجلسی بُرائیوں کا ذکر کیا گیا ہے جو کسی کی موجودگی میں کی جاتی ہیں اور جن کی وجہ سے باہمی محبت ختم اور باہمی نفرت پیدا ہو جاتی ہے جبکہ آیت: ۱۲ میں ان مجلسی بُرائیوں کا ذکر کیا گیا ہے جو کسی کی غیر موجودگی میں کی جاتی ہیں لیکن بعض مواقع پر ان کا ذکر کرنے کی گنجائش بھی ہے۔ ایک جدول بنا کر دونوں قسم کی بُرائیوں کو لکھیں، ان کی وضاحت کریں، ان کی مثالیں بیان کریں نیز ان سے بچاؤ کی تدابیر بھی تحریر کریں۔ مزید برآں آیت: ۱۲ میں بیان کی جانے والی بُرائیوں کی چند جائز صورتوں کی بھی نشاندہی کیجیے۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق:۳۱

سُوْرَۃُ الْحَدِیْد

وجہ تسمیہ اور تعارف

”حَدِیْد“ کا معنی ”لوہا“ ہے۔ اس سورت کی پچیسویں آیت میں ”حَدِیْد“ یعنی لوہے کا ذکر ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورت کا نام سورۃ الحدید رکھا گیا ہے۔ سورۃ الحدید مدنی سورت ہے جو مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ یہ سورت ”مُسَبِّحَات“ میں سے پہلی سورت ہے۔ ”مُسَبِّحَات“ ان سورتوں کو کہا جاتا ہے جن کا آغاز لفظ ”سَبَّحَ“ یا ”یُسَبِّحُ“ سے ہوا ہے مثلاً سورۃ الحدید، سورۃ الحشر، سورۃ الصف، سورۃ الجمعہ اور سورۃ التغابن۔ اِن سورتوں کی ابتدا اللہ ﷻ کی تسبیح سے ہوتی ہے۔

ربطِ سورت

۱۔ قرآنِ مجید میں سورۃ الحدید سے پہلے سورۃ الواقعہ ہے۔ سورۃ الواقعہ میں یہ اصولی حقیقت واضح فرمائی گئی ہے کہ جزا و سزا کا دن لازماً آکر رہے گا اور اس دن لوگ تین گروہوں اَلسَّابِقُوْن (مقربین)، اَصْحَابُ الْیَمِیْن (دائیں طرف والے) اور اَصْحَابُ الشِّمَال (بائیں طرف والے) میں تقسیم ہو جائیں گے۔ سورۃ الحدید میں مسلمانوں کو مذکورہ پہلے دونوں گروہوں میں شامل ہونے کی ترغیب دی گئی ہے۔

۲۔ اس معنوی ربط کے ساتھ ساتھ دونوں سورتوں میں ظاہری ربط بھی نہایت واضح ہے۔ سورۃ الواقعہ کا اختتام اللہ ﷻ کی تسبیح کے الفاظ پر ہوا ہے اور سورۃ الحدید کا آغاز اللہ ﷻ کی تسبیح کے الفاظ سے ہوا ہے۔

۳۔ سورۃ الواقعہ میں کفر و شرک کی تردید کا ذکر تھا اور اس سورت میں منافقین کی بداعمالیوں پر سخت وعید ہے۔

۴۔ سورۃ الواقعہ کے آخر میں قیامت کا ذکر تھا، سورۃ الحدید کے شروع میں توحیدِ باری تعالیٰ کا ذکر ہے۔

۵۔ سورۃ الحدید میں ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت کے ساتھ ساتھ اس کے عملی تقاضوں کی تکمیل کے لئے جہاد و انفاق کے لئے اُبھارا گیا ہے جبکہ اس کے بعد والی سورت سورۃ المجادلہ میں رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرنے اور جہاد و انفاق کے خلاف پروپاگنڈا اور تشہیر کرنے والے منافقین کی ان کے منفی رویئے پر سخت تنبیہ کی گئی ہے۔

فضیلت

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے ”المُسَبِّحَات“ پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ: ”ان میں ایک آیت (ایسی) ہے جو ایک ہزار آیات سے افضل ہے۔“ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، مسند احمد) ”المُسَبِّحَات“ میں سورۃ الحدید بھی شامل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سونے سے پہلے سورۃ الحدید کی بھی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

زمانۂ نزول اور پس منظر

سورۃ الحدید مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اکثر مفسرین کے مطابق یہ سورت غزوۂ اُحد اور فتحِ مکہ کے درمیان کے زمانہ میں نازل ہوئی ہے۔ البتہ بعض مفسرین کے نزدیک یہ سورت غزوۂ اُحد اور صلحِ حُدَیبیہ کے درمیان کے زمانہ میں نازل ہوئی ہے۔ یہ سورت جس دور میں نازل ہوئی، یہ وہ دور تھا جب مسلمانوں کے لئے بے شمار خطرات تھے، کفر کی طاقت اپنے آخری حربوں کے ساتھ مسلمانوں کو مٹانے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔ غزوۂ بدر اور اس کے بعد کے غزوات نے کافروں کو یہ باور کرا دیا تھا کہ اب بھرپور اور یکبارگی مسلمانوں کا مقابلہ کرنا ہوگا ورنہ مسلمان بڑھتے ہی چلے جائیں گے۔

یہ سورت اس غرض کے لئے نازل فرمائی گئی کہ مسلمانوں کو خاص طور پر جانی و مالی قربانیوں کے لئے آمادہ کیا جائے اور یہ بات ان کے ذہن نشین کرائی جائے کہ ایمان محض زبانی اقرار اور کچھ ظاہری اعمال ہی کا نام نہیں ہے بلکہ اللہ ﷻ اور اس کے دین کے لئے مخلص ہونا اور رسول اللہ ﷺ کا حد درجہ ادب اور کامل اطاعت اس کی اصل روح اور حقیقت ہے۔ نیز خلوص کے ساتھ ایمان لا کر اللہ ﷻ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کیا جائے تاکہ نظامِ عدل و انصاف قائم ہو سکے۔

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح نے مسلمانوں کی طاقت و ہیبت کا ایک رعب قائم کر دیا تھا جس کے نتیجہ میں یہود، منافقین اور پڑوس کے قبائل مسلمانوں کی اُبھرتی ہوئی طاقت سے خوفزدہ ہو گئے تھے۔ لیکن غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کو جو ظاہری طور پر شدید نقصان ہوا اور حاصل شدہ فتح ہاتھ سے جاتی رہی اس سے صورت حال کافی حد تک بدل گئی۔ نفاق کی بیماری بہت زیادہ ظاہر ہو گئی اور دشمن پہلے کی نسبت زیادہ چُست و چالاک اور بے باک ہو گئے۔ مسلمانوں کے لئے یہ صورت حال زیادہ خطرناک اور پریشان کن ہو گئی۔ حالات ایسے تھے کہ اہل ایمان کی چھوٹی سی جماعت گویا پورے عرب کے دشمنوں کا مقابلہ کر رہی تھی۔ اس صورتِ حال کے تحت مسلمانوں سے جانی اور مالی ہر قسم کی قربانی درکار تھی۔ چنانچہ ان حالات میں اللہ ﷻ نے مسلمانوں سے جہاں جسم و جان کی قربانی کا مطالبہ کیا، وہیں مالی قربانی کی بھی انہیں ترغیب دی اور بطورِ خاص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے یہ بات ارشاد فرمائی کہ اِن مشکل حالات میں تم میں سے جو لوگ اپنے مال خرچ کریں گے اور اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کریں گے، وہ ان لوگوں سے بہت افضل ہیں جو فتح حاصل ہو جانے کے بعد اپنا مال خرچ کریں گے اور اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کریں گے۔

مرکزی مضمون

اللہ ﷻ کی قدرت، ایمان باللہ کا تقاضا اور اس پر ثابت قدمی، انفاق اور جہاد و قتال فی سبیل اللہ کی ترغیب و تلقین۔

اہم مضامین پر ایک نظر

سورۃ الحدید کی ابتدا میں توحید، صفاتِ باری تعالیٰ، اللہ ﷻ کی قدرت، تصرف اور علم کا بیان ہے۔ اس کے بعد یہ حکم دیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ اور اس کے آخری نبی و رسول سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، آپ ﷺ کے لائے ہوئے پیغامِ حق اور آیاتِ باری تعالیٰ پر ایمان لایا جائے۔ قیامت کے دن سچے مومنوں کے نورِ ایمان سے سرفراز ہونے کا بیان ہے، منافقوں کے اس نور سے محروم ہونے اور ان کے بُرے ٹھکانوں کا ذکر ہے۔ اللہ ﷻ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے واضح کیا گیا کہ قیامت کے دن کوئی مال وغیرہ بطورِ فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ مسلمانوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ وہ سخت دل نہ ہو جائیں جس طرح ان سے پہلے اہل کتاب دنیا کی محبت میں ڈوب کر ہدایت سے دُور اور سخت دل ہو گئے تھے جس کی وجہ سے ان میں سے اکثر لوگ فسق و گناہ میں مبتلا ہو گئے۔ دنیا کی عارضی اور آخرت کی دائمی زندگی کا بیان فرما کر ترغیب دلائی گئی ہے کہ آخرت کی تیاری اور جنت کے حصول کے لئے مسلمانوں کو مسلسل تگ و دو کرنی چاہیئے۔ بتایا گیا ہے کہ انسان پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ تقدیر الٰہی سے ہے۔ اگر دنیا میں کچھ حاصل نہ ہو تو اس پر رنج اور افسوس نہیں کرنا چاہیئے اور اگر کچھ مل جائے تو اس پر اِترانا نہیں بلکہ اس پر شکر کرنا چاہیئے۔

اللہ ﷻ نے اپنے رسولوں کو کھلی نشانیوں، کتاب اور میزانِ عدل کے ساتھ بھیجا تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں، اور اس کے ساتھ لوہا بھی نازل کیا تاکہ حق کو قائم کرنے اور باطل کا سر نیچا کرنے کے لئے بوقتِ ضرورت طاقت استعمال کی جائے۔ یہ مواقع اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو ان ہی کی ترقی و سرفرازی کے لئے عطا کیئے ہیں ورنہ اللہ ﷻ اپنے کام کے لئے کسی کا محتاج نہیں ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت و شان کا بیان ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی اولاد میں نبوت و رسالت کو جاری فرمایا۔ البتہ ان کے پیروکاروں میں سے بعض لوگ ہدایت یافتہ ہوئے جبکہ ان کی اکثریت نافرمان تھی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل کے ذکر کے ساتھ نصاریٰ کو یاد دلایا گیا ہے کہ انہیں تو محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے حصول کا حکم دیا گیا تھا، رہبانیت (ترکِ دنیا) کا نہیں۔ رہبانیت کی جو روش انہوں نے اختیار کی ہے وہ انہوں نے اپنی طرف سے خود ہی ایجاد کی پھر اسے نبھا بھی نہ سکے، نتیجتاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحیح پیروکاروں کے حُسنِ انجام اور نافرمانوں کے لئے رحمتِ الٰہی سے محرومی کا ذکر ہے۔

یہ بھی واضح کیا گیا کہ اب اہلِ کتاب کی کامیابی اور نجات اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ آخری نبی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئیں۔ مزید یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل پر اہلِ کتاب کا کوئی اختیار نہیں کہ وہ ان کے علاوہ کسی اور کو نصیب نہ ہو بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل اُس کے اپنے کامل اختیار میں ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نواز تا ہے۔

سُوْرَۃُ الْحَدِیْد (آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ)

آیات	مضامین
آیات: ۱تا۶	❁ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توحید اور عظمت ❁ قدرت اور صفات باری تعالیٰ کا جامع بیان
آیات: ۷تا۱۱	❁ خلوص کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی تاکید ❁ بالخصوص مخلص اہل ایمان کے لئے بہترین اجر کا وعدہ ❁ انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب
آیات: ۱۲تا۱۵	❁ آخرت میں مخلص مومنین کے لئے نور اور جنت کی بشارت ❁ منافقین کے لئے نور سے محرومی اور عذاب
آیات: ۱۶تا۱۹	❁ خشیتِ الٰہی اختیار کرنے کی ترغیب ❁ انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت ❁ کامل ایمان کی برکات کا بیان
آیات: ۲۰تا۲۴	❁ دنیا کی عارضی زندگی کی حقیقت ❁ آخرت کی تیاری کی ترغیب ❁ بخل کی مذمت کا ذکر
آیات: ۲۵تا۲۷	❁ رسولوں کی بعثت کا مقصد ❁ عدل وانصاف کے قیام کے لئے جہاد کی ترغیب ❁ رہبانیت کی تردید
آیات: ۲۸تا۲۹	❁ اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثمرات ❁ مخلص اہل ایمان کے لئے دوگنی جزا ❁ اللہ تعالیٰ کا اپنے فضل پر کامل اختیار

سبق: ۳۲

سُوۡرَۃُ الۡحَدِیۡد

سورۃ الحدید ۵۷ — رکوع: ۱ تا ۴ (آیات: ۱ تا ۲۹)

رکوع: ۱ تا ۴ کے اہم مضامین

۱۔ صفاتِ باری تعالیٰ اور اس کی عظمت و قدرت

۲۔ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کی تاکید

۳۔ قتال و انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب

۴۔ مومنین اور منافقین کے انجام کا موازنہ

۵۔ دین اسلام کے تقاضے اور انجامِ آخرت

۶۔ قربِ الٰہی کے حصول کا راستہ

۷۔ حیاتِ دنیا اور اِس کے حوادثات کی حقیقت

۸۔ دنیا و آخرت کا موازنہ

۹۔ تمام رسولوں کا مشن۔۔۔ نظامِ عدل کا قیام

۱۰۔ رہبانیت۔۔۔ دین کے تقاضوں سے فرار کی راہ

۱۱۔ نصاریٰ کو آخری نبی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے کی ترغیب

رکوع: ۱ تا ۴ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱ تا ۱۰)

ان آیات میں اللہ ﷻ کی عظمت اور صفات بیان ہوئی ہیں۔ کائنات کی ہر چیز اللہ ﷻ کی حمد و تسبیح بیان کر رہی ہے۔ اللہ ﷻ کی صفتِ غلبہ، حکمت، بادشاہت اور قدرت کا ذکر ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کائنات کا ایک ہی خالق ہے، وہی کائنات کا بادشاہ اور مالک ہے، ہر شے اور اس کی نقل و حرکت اُس کے علم میں ہے، ہر لحظہ اُسی کا حکم جاری و ساری ہے اور انسانوں کے نفع و نقصان اور کامیابی و ناکامی کا اصل اختیار اُسی کو حاصل ہے۔ زندگی اور موت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ہر آن لوگوں کے ساتھ ہے اور ان کے سب اعمال اس کی نظر میں ہیں۔ آخر کار تمام معاملات اللہ ﷻ کی طرف ہی لوٹا دیئے جائیں گے۔ صفاتِ باری تعالیٰ بیان کرنے کے بعد ایمان کے دو تقاضے بیان ہوئے ہیں، اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ پر کامل طور پر ایمان لانا اور اللہ ﷻ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرنا۔ انسان کی خیر اور فوز و فلاح اِسی میں ہے کہ وہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لا کر اُن کو مطلوب و مقصود بنالے ان کی معرفت حاصل کرے اور اُن کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے اپنی ساری صلاحیتیں صَرف کر دے۔ انفاق کا وسیع تر مفہوم یہ ہے کہ ہر وہ شے جس پر اللہ ﷻ نے ہمیں خلافت یعنی عارضی اختیار عطا فرمایا ہے اسے اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے۔ گویا حکم دیا جا رہا ہے کہ ہم اپنی جسمانی صلاحیتوں، قوتوں، اپنے مال و اسباب، وسائل اور اپنی اولاد کو اللہ ﷻ کے دین کی سربلندی پر قربان کر دیں۔ اس کے بدلہ میں بہت بڑے اجر کا وعدہ ہے۔ اللہ ﷻ کی یہ رحمت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ پر قرآنِ کریم نازل فرمایا جو گمراہی کے اندھیروں سے ہدایت کے نور کی طرف لے جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی گراں قدر خدمات کے لحاظ سے بلند درجات اور بہترین جزا کی بشارت دیتے ہوئے واضح کیا گیا کہ دین کی مغلوبیت کے دور میں جن لوگوں نے فتح مکہ سے قبل اللہ ﷻ کے دین کی سربلندی کے لئے انفاق کیا اور قتال کیا، وہ بہت عظیم درجات کے حامل ہوں گے بہ نسبت اُن لوگوں کے جنہوں نے بعد میں اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کیا اور قتال کیا۔ البتہ ان سب کے لئے اللہ ﷻ کی طرف سے حُسنِ آخرت (جنت) کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ اس بشارت اور وعدہ کے ضمن میں ان اہل ایمان کے لئے بھی خوشخبری ہے جو دین کی مغلوبیت کے دور میں اللہ ﷻ کے دین کی سربلندی کے لئے انفاق اور قتال کریں گے کہ اللہ ﷻ اپنے فضل سے انہیں بھی اعلیٰ درجات سے نوازے گا۔

رکوع: ۱کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ جب ہم بستر پر لیٹیں تو یہ پڑھیں: اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی وَمُنْزِلَ التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْفُرْقَانِ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الظَّاھِرُ فَلَیْسَ فَوْقَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ ”اے اللہ! آسمانوں اور زمینوں کے رب اور عرشِ عظیم کے رب! ہمارے اور ہر شے کے رب! دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! تورات، انجیل اور فرقان نازل کرنے والے! میں ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کی پیشانی کو تو پکڑے ہوئے ہے۔ اے اللہ! تو ہی اول ہے، پس تجھ سے پہلے کوئی نہیں۔ تو ہی آخر ہے، پس تیرے بعد کوئی نہیں۔ تو ہی ظاہر ہے، پس تجھ سے اوپر کوئی نہیں اور تو ہی باطن ہے پس تجھ سے پوشیدہ کوئی چیز نہیں۔ ہم سے قرض ادا کر دے اور ہمیں فقر سے غنی کر دے۔“ (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کے اعمال دن سے پہلے اور دن کے اعمال رات سے پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جناب میں پیش کر دیئے جاتے ہیں۔“ (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خرچ کرو لیکن شمار نہ کرو، ورنہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تجھے بھی گن گن کر دے گا۔ (مال کو) روک کر نہ رکھو، ورنہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تجھ سے روک لے گا اور جتنا ہو سکے عطا کرتے رہو۔“ (صحیح مسلم، صحیح بخاری)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم! تم (مخلوق پر) خرچ کرو، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔“ (صحیح بخاری)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر روز صبح کے وقت دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما۔ جبکہ دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! کنجوس کو تباہی سے دو چار کر۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، بحار الانوار)

۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرے اصحاب کو بُرا نہ کہو، کیونکہ اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ جتنا بھی سونا خیرات کر دے تو وہ ان کے صدقہ کیئے ہوئے ایک کلو یا نصف کلو کے برابر (بھی) نہیں ہو گا۔“ (صحیح بخاری)

رکوع: ۲ (آیات: ۱۱تا۱۹)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کو قرضِ حسنہ سے تعبیر کیا گیا ہے جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کئی گنا بڑھا کر واپس عطا فرمائے گا۔ اہل ایمان کی عظمت و شان کا ذکر ہے کہ اہل ایمان اس شان سے جنت میں جائیں گے کہ ان کے آگے بھی نور ہو گا، ان کے دائیں جانب بھی نور ہو گا اور اس کی روشنی ان کے چاروں طرف پھیلی ہو گی اور حضور اکرم خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ شاہد و شفیع ہونے کے لحاظ سے قیامت کے دن اپنی امّت کے جنت میں داخلہ کا یہ حسین منظر مشاہدہ فرما رہے ہوں گے۔ یہ نور ہر شخص کی قوتِ ایمانی اور اعمالِ صالحہ کے مطابق ہو گا اور وہ جنت کی اعلیٰ نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ جب کہ ایمان کے تقاضوں سے پہلو تہی کرنے والے منافق اِس نور سے محروم ہوں گے اور تاریکیوں میں ٹھوکریں کھا کر جہنم میں گر جائیں گے۔ منافقین اہل ایمان کو پکار کر کہیں گے کہ کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ اہل ایمان کہیں گے ہاں! لیکن تم مال و اولاد کے فتنے کا شکار ہو گئے، ہم پر آفات، حوادثات اور آزمائشیں آنے کا انتظار کرتے رہے اور دین و ایمان کے بارے میں شک میں پڑ گئے۔ شیطان نے تمھیں جھوٹی اُمیدیں دلا کر دھوکہ دیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں دھوکہ میں رکھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تم سے کوئی باز پرس اور مواخذہ نہیں کرے گا۔

اب تمہارا حشر جہنم میں کافروں کے ساتھ ہو گا۔ اس کے بعد جھنجھوڑا گیا کہ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ اہل ایمان کے دلوں پر رقّت طاری ہو ان میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ منافقت کے بُرے انجام سے بچنے کے لئے دین و ایمان کے تقاضے ادا کریں۔ ایک امید دلائی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مُردہ دلوں کو ایک نئی زندگی دینے پر قادر ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کر کے حُبِّ دنیا سے چھٹکارا پایا جا سکتا ہے اور نورِ ایمان اور عمل صالح حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لئے بڑھا چڑھا کر اجر دینے کا وعدہ ہے۔ کامل ایمان والوں کو صدیقین اور شہداء کا مرتبہ نصیب ہو گا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اجر و ثواب اور نور ملے گا۔ اس کے برعکس کفار اور تکذیب کرنے والے دوزخ میں ہوں گے۔

رکوع: ۲ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ طَیّب ہے اور طَیّب (پاک) کے سوا کسی چیز کو قبول نہیں کرتا۔" (صحیح مسلم، مسند احمد)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ سبحانہ وتعالیٰ وضو کے بغیر نماز قبول نہیں فرماتا اور اسی طرح حرام مال سے صدقہ قبول نہیں کرتا۔" (سنن ابن ماجہ)

۳۔ حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں کوئی چیز خرچ کی تو اس کے لئے اس کا اجر سات سو گنا لکھا جائے گا۔" (جامع ترمذی)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بے شک پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہو گی۔ ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند جیسی ہوں گی اور جو ان کے بعد جائے گی وہ آسمان میں سب سے زیادہ چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح ہوں گی۔" (صحیح مسلم)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، معاف کر دینے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندے کی عزت میں اضافہ ہی فرماتا ہے اور جو کوئی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خاطر تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو رفعت و بلندی عطا فرماتا ہے۔" (صحیح مسلم)

۶۔ حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں میں سے کسی نے ایک بکری ذبح کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: "اس میں سے کچھ باقی ہے؟" (جو صدقہ نہ کیا ہو) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: "دستی کے سوا اور کچھ باقی نہیں ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس کی دستی کے سوا سب کچھ باقی ہے۔ (کیونکہ جو کھا لیا وہ ختم ہو گیا اور جو صدقہ کیا اس کا اجر و ثواب باقی رہتا ہے۔)" (جامع ترمذی)

۷۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نمازِ فجر کے لئے باہر تشریف لاتے تو (راستہ میں) یہ دعا پڑھتے جاتے: اے اللہ! میرے دل میں نور، میری آنکھوں میں نور، میرے کانوں میں نور، میرے دائیں طرف نور اور میرے بائیں طرف نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور اور مجھے (سراپا) نور کر دے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن نسائی)

۸۔ حضرت بُرَیدَہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اندھیرے میں چل کر مسجد آنے والوں کو قیامت کے دن کامل نور کی بشارت دے دو۔" (جامع ترمذی)

رکوع: ۳ (آیات: ۲۰ تا ۲۵)

دنیوی زندگی کے پانچ ادوار کا ذکر ان دلچسپیوں کے ساتھ کیا گیا جو انسان کو اپنے اندر جذب کر کے دینی تقاضوں سے غافل کر دیتی ہیں۔ وہ پانچ اَدوار یہ ہیں، بچپن کا معصومانہ کھیل، لڑکپن میں کھیل تماشہ اور تفریحات کی لذت، جوانی میں زیب و زینت کا اہتمام، ادھیڑ عمر میں ایک دوسرے سے آگے

نکلنے کی دوڑ اور بڑھاپے میں مال و اولاد کی کثرت کی ہوس۔ دنیوی زندگی بالکل کھیتی کی مانند ہے جو بڑھتی ہے، عروج کو پہنچتی ہے لیکن پھر زرد ہو کر خشک ہوتی ہے اور چورا چورا ہو کر مٹی میں مل جاتی ہے۔ کھیتی پک کر ریزہ ریزہ ہونے کے بعد دوبارہ ہری بھری نہ ہوگی۔ لیکن انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور اپنے اعمال کا صلہ پانا ہے۔ عقل مند ہیں وہ لوگ جو دنیا کی رعنائیوں میں کھونے کے بجائے آخرت میں بخشش، جنت اور رضائے الٰہی کے حصول کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ اس کے بعد دنیا کے ان حوادثات کی حقیقت بیان کی گئی ہے جن کا اثر لے کر انسان ایمان کے تقاضوں سے غافل ہو جاتا ہے۔ یہ حوادثات انسان کے صبر یا شکر کا امتحان بن کر آتے ہیں۔ امتحان میں کامیاب وہ ہوتا ہے جو مصائب پر صبر کرے اور کامیابیوں پر اِترانے کے بجائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ بخل کرنے والوں کے لئے تنبیہ ہے کہ جب وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے منہ موڑ رہے ہیں، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بھی ان کے مال کی ضرورت نہیں ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ تمام انبیاء ورسل علیہم السلام دنیا میں ایک انقلابی مقصد لے کر اس لئے تشریف لائے کہ معاشرہ میں نظامِ عدل قائم ہو۔ نظامِ عدل کے قیام میں مفاد پرست عناصر رکاوٹ بنتے ہیں۔ انہیں پہلے تبلیغ کے ذریعہ سمجھانے کا حکم ہے۔ اگر وہ نہ مانیں تو ان کے علاج کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے لوہا عطا فرمایا ہے۔ لوہے کا اہم ترین استعمال جنگی ساز و سامان کی فراہمی ہے۔ اس کے علاوہ بھی لوگوں کے لئے اس میں فوائد و منافع ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ظلم کے خاتمہ اور نفاذِ عدل کے لئے جب ضرورت ہو تو لوہے کی طاقت کو استعمال کر کے مسلح ہو کر ظالموں کا سر کچل دیا جائے اور قیامِ عدل کی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو دور کر دیا جائے تا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کا غلبہ اور نظامِ عدل قائم ہو۔

رکوع: ۳ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”اگر ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ پسند کرے گا کہ اس کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں۔ اس کے منہ کو (قبر کی) مٹی کے علاوہ کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جس پر چاہتا ہے کرم فرماتا ہے۔“ (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے کندھے کو پکڑا اور فرمایا: ”تم دنیا میں اس طرح زندگی گزارو گویا کہ تم اجنبی ہو یا مسافر۔“ (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”اللہ سبحانہ وتعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا: اے اہل جنت! وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! تجھ سے سعادت مندی حاصل کرنے کے لئے حاضر ہیں، بھلائی ساری کی ساری تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا: کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہمیں کیا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں، جبکہ تو نے ہمیں وہ نعمتیں عطا فرمادی ہیں جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا: کیا میں تمہیں وہ نعمت نہ دوں جو ان سب نعمتوں سے افضل ہے؟ وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ان (سب نعمتوں) سے افضل کیا چیز ہو سکتی ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا: (وہ نعمت میری رضا و خوشنودی ہے)، اب میں تم پر اپنی رضا نازل کرتا ہوں، اس کے بعد میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۴۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک دنیا کی وقعت اگر ایک مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی، تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔“ (جامع ترمذی)

۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”جنت میں ایک درخت ہے، اس کے سائے میں سوار سو برس تک چلتا رہے گا لیکن وہ ختم نہ ہوگا۔“ (صحیح بخاری)

۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے راستہ میں جہاد کے لئے ایک صبح یا ایک شام سفر کرنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اس سے بڑھ کر ہے اور جنت میں تمہاری ایک کمان کے برابر جگہ یا ایک قدم کے فاصلہ کے برابر جگہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اس سے بہتر ہے۔“ (صحیح بخاری)

۷۔ حضرت عبد اللہ بن عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو بنانے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا اور اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔“ (صحیح مسلم)

۸۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”مومن کا معاملہ عجیب ہے۔ اس کا ہر معاملہ اس کے لئے بھلائی کا ہے اور یہ بات مومن کے سوا کسی اور کو میسر نہیں۔ اسے خوشی ملے تو شکر کرتا ہے۔ لہٰذا یہ اس کے لئے اچھا ہوتا ہے اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچے تو (اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے لئے) صبر کرتا ہے، تو یہ (بھی) اس کے لئے بھلائی ہوتی ہے۔“ (صحیح مسلم)

۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”رشک صرف دو اشخاص پر ہی ہو سکتا ہے۔ ایک وہ جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ کریم عطا فرمایا ہو اور وہ دن رات اس کی تلاوت کرتا ہے اور اس پر (سننے والا) کہے کہ اگر مجھے بھی اس کا ایسا ہی علم دیا جاتا جیسا کہ اس شخص کو دیا گیا ہے تو میں بھی اسی طرح کرتا جیسا کہ یہ کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مال دیا اور وہ اسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتا ہے تو (دیکھنے والا) کہے کہ اگر مجھے بھی اتنا دیا جاتا جیسا اسے دیا گیا ہے تو میں بھی اسی طرح کرتا جیسا کہ یہ کر رہا ہے۔“ (صحیح بخاری)

۱۰۔ حضرت عیاض بن حِمار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ تم لوگ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر کرے۔“ (سنن ابی داؤد)

رکوع: ۴ (آیات: ۲۶ تا ۲۹)

حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رسالت اور ان دونوں کی فضیلت کا ذکر ہے کہ ان کی اولاد میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبوت کو جاری رکھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کئی انبیاء و رسل علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا اور ان کو انجیل عطا فرمائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار رحم دل اور نرم مزاج تھے۔ یوں تو شفقت اور رحم دلی سارے ہی انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات میں شامل رہی ہے البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں اس پر بہت زیادہ زور دیا گیا تھا اور ان کے عہد میں اس وقت تک چونکہ جہاد و قتال کا مرحلہ نہ آیا تھا تو ابھی جہاد اور قتال کے احکام بھی نہ آئے تھے، اس لئے ان کے پیروکاروں میں شفقت و رحمت ہی کا پہلو بہت نمایاں تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں نے نیک نیتی سے رہبانیت کی روش اختیار کر لی۔ رہبانیت سے مراد ہے ترکِ دنیا کی روش اختیار کرنا، نیکی کا خود ساختہ تصور گھڑ لینا اور اپنے آپ کو ذاتی نیکی تک محدود کر لینا۔ حُبِّ دنیا کی طرح یہ رویّہ بھی دینی تقاضوں سے راہِ فرار ہے۔ رہبانیت کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سچے پیروکاروں پر مختلف ظالم بادشاہوں نے بڑے ظلم ڈھائے تو انہوں نے اپنے دین کو بچانے کے لئے شہروں سے دور رہنا شروع کر دیا جہاں دنیا کی عام سہولیات میسر نہیں تھیں۔ پھر رفتہ رفتہ اسی غیر فطری طرزِ زندگی کو بذاتِ خود عبادت سمجھ لیا اور اس کی آڑ میں آہستہ آہستہ بد کرداری کے لحاظ سے تمام اخلاقی حدود کو پار کر لیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اس غیر فطری اور مشکل طرزِ زندگی کا ہم نے انہیں حکم نہیں دیا تھا بلکہ انہوں نے خود ہی یہ راستہ اختیار کیا جس کی انہوں نے پھر پوری رعایت بھی نہیں کی۔

اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا کہ ایمان پر استقامت اور تقویٰ اختیار کریں۔ اہلِ کتاب کو ترغیب دی گئی کہ وہ رہبانیت کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے آخری رسول اور نبی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر ایمان لا کر ان کی پیروی کریں اور تقویٰ اختیار کریں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان کے گناہوں کو بخش دے گا اور اپنے عظیم فضل سے دُہرا اجر عطا فرمائے گا۔ وہ یہ بھی جان لیں کہ فضل اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہاتھ ہی میں ہے اور وہ جس کے لئے چاہتا ہے اسے عطا فرماتا ہے۔

رکوع: ۴ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: "جب ایک آدمی اپنی کنیز کی اچھی تربیت کرے، اسے بہترین آداب (اور طور طریقے) سکھائے اور اچھی طرح تعلیم سے آراستہ کرے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کو دُہرا ثواب ملتا ہے اور جب ایک آدمی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام پر ایمان لائے، پھر مجھ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم) پر بھی ایمان لائے، تو اسے بھی دُہرا ثواب ملتا ہے اور ایک غلام جب اپنے رب سے ڈرتا رہے (گناہوں سے بچتا رہے) اور اپنے آقا کی اطاعت کرتا رہے، تو اسے بھی دُہرا ثواب ملتا ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ تین آدمیوں نے اُمہات المؤمنین میں سے کسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی عبادت کے متعلق سوال کیا۔ تو جب انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا عمل بتایا گیا تو انہوں نے اسے کم سمجھا (اور وہ جو عبادت کر رہے تھے اس سے زیادہ عبادت کرنے کا ارادہ کیا)۔ انہوں نے کہا: ہمارا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے بھلا کیا مقابلہ! آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے تو اگلے پچھلے (بظاہر) تمام خلافِ اولیٰ امور میں مغفرت ہو چکی ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا: میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ (دن کو) روزہ رکھوں گا کبھی افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے علیحدہ رہوں گا، کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ (تاکہ ہر وقت عبادت میں مصروف رہوں)۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: "تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے اس اس طرح کہا ہے؟ سن لو! اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ متقی ہوں، لیکن میں (نفل) روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، میں (رات میں نفل) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، لہٰذا جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں۔" (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے پوچھا گیا: کون سے کام لوگوں کو زیادہ تر جنت میں داخل کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: "تقویٰ (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا خوف) اور حُسنِ خُلق (اچھے اخلاق)" اور پوچھا گیا: کون سے کام زیادہ تر آدمی کو جہنم میں لے جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: "دو کھوکھلی چیزیں: منہ اور شرمگاہ (کا ناجائز استعمال)۔" (سنن ابن ماجہ)

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١

اللہ کی تسبیح کی ہر اس چیز نے جو بھی آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور وہ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٢

اُسی کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے وہی زندگی دیتا اور (وہی) موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝٣

وہی اوّل بھی ہے اور آخر بھی اور (وہی) ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ

وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا پھر (اپنی شان کے مطابق) عرش پر جلوہ افروز ہوا

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ

وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝٤

اور تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے اور جو تم کر رہے ہو اللہ اُسے خوب دیکھنے والا ہے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝٥ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ

اُسی کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے اور تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ وہ رات کو دن میں داخل فرماتا ہے

وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٦ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اور دن کو رات میں داخل فرماتا ہے وہ سینوں کے رازوں کو بھی خوب جاننے والا ہے۔ اللہ پر اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لاؤ

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا

اور اُس میں سے خرچ کرو جس میں اُس نے تمہیں (پہلے لوگوں کا) جانشین بنایا ہے پس تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا

لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝٧ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ

تو ان کے لئے بہت بڑا اَجر ہے۔ اور تمہیں کیا ہوگیا ہے! کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے جبکہ رسول (ﷺ) تمہیں بُلا رہے ہیں

لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ

کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ اور یقیناً وہ (اللہ) تم سے پختہ عہد لے چکا ہے اگر تم ماننے والے ہو۔ وہی ہے جو اپنے بندہ پر واضح آیتیں نازل فرماتا ہے

لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹﴾

تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے اور بے شک اللہ تم پر یقیناً بہت شفقت فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

اور تمہیں کیا ہوگیا ہے! کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے جبکہ آسمانوں اور زمینوں کا وارث اللہ ہی ہے۔

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ

تم میں سے وہ جنہوں نے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور قتال کیا وہ (دوسروں کے) برابر نہیں ہو سکتے

اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ

وہ ان لوگوں سے درجہ میں بہت بڑھے ہوئے ہیں جنہوں نے (فتح مکہ کے) بعد خرچ کیا اور قتال کیا اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرما رکھا ہے

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۰﴾ ع مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ ع ۱/۱۰

اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے۔ کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے تو (اللہ) اِس کو اُس کے لئے کئی گنا بڑھاتا رہے

وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اور اُس کے لئے عزت والا اَجر ہے۔ (اے حبیب ﷺ! قیامت کے) دن آپ مومن مَردوں اور مومن عورتوں کو دیکھیں گے

يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

کہ اُن کا نور اُن کے آگے اور اُن کے دائیں طرف دوڑ رہا ہوگا (اور ان سے کہا جائے گا کہ) آج تمہیں ایسے باغات کی خوشخبری ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ ج يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا

(تم) ان میں ہمیشہ رہو گے یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ جس دن منافق مَرد اور منافق عورتیں (پل صراط پر) ایمان والوں سے کہیں گے

انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ج قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا

کہ (ذرا) ہمارا انتظار کرو تاکہ ہم تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کریں (ان سے) کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر (وہاں سے) نور تلاش کرو

فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ

تو اُن کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا اُس کے اندرونی حصہ میں رحمت ہوگی

وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ ط يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى

اور اُس کے بیرونی جانب عذاب ہوگا۔ وہ (منافق) ان (مومنوں) کو پکاریں گے کیا ہم (دنیا میں) تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں!

وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ

لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں ڈالا اور تم (ہمارے نقصان کا) انتظار کرتے تھے اور تم شک میں پڑے رہے

وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾

اور جھوٹی اُمیدوں نے تمہیں دھوکہ میں ڈال دیا تھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ گیا اور دھوکے باز (شیطان) تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دیتا رہا۔

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ

تو (اے منافقو!) آج تم سے کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اُن سے جنہوں نے کفر کیا تم سب کا ٹھکانا (جہنم کی) آگ ہے وہی تمہارے لائق ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ

اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔ کیا جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کے لئے (اب بھی) وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل اللہ کے ذکر کے لئے جھک جائیں

وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ

اور اُس (کلام) حق کے لئے (بھی) جو (اللہ کی طرف سے) نازل ہوا ہے اور (اہلِ ایمان) اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں اس سے پہلے کتاب دی گئی تھی

فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

پھر اُن پر ایک طویل مدت گزر گئی تو اُن کے دل سخت ہوگئے اور ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہیں۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾

(خوب) جان لو بے شک اللہ زمین کو مُردہ ہونے کے بعد زندہ فرماتا ہے یقیناً ہم نے تمہارے لئے آیات کو واضح کر دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ

بے شک صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور جنہوں نے اللہ کو قرضِ حسنہ دیا ان کے لئے (ان کے اجر و ثواب کو) کئی گنا بڑھا دیا جائے گا

وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ

اور اُن کے لئے بہت بڑا اَجر ہے۔ اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولوں پر (کامل) ایمان لائے یہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں

ع ۲ ۹ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾

ان کے لئے ان کا اجر اور ان کا نور ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنم والے ہیں۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ

(خوب) جان لو کہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا اور زینت اور آپس میں فخر جتانا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے پر کثرت حاصل کرنا ہے

كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ

اس کی مثال اُس بارش کی طرح ہے جس سے اُگنے والی کھیتی نے کسان کو خوش کر دیا پھر وہ (پک کر) خشک ہو جاتی ہے

فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ

پھر (اے دیکھنے والے) تُو اُسے دیکھتا ہے کہ زرد پڑگئی ہے پھر وہ چُورا چُورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں (کفار کے لئے) سخت عذاب ہے

وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (۲۰)

اور (اہل ایمان کے لئے) اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکہ کا سامان ہے۔

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۙ

اپنے رب کی بخشش کی طرف ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ اور ایسی جنت (کے حصول) کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی جیسی ہے

اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ

وہ اُن کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے یہ اللہ کا فضل ہے

يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (۲۱) مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ

وہ اِسے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ نہیں آتی کوئی مصیبت زمین پر اور نہ تمہاری جانوں پر

اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ (۲۲) ۚۖ

مگر وہ ایک کتاب (لوحِ محفوظ) میں (لکھی ہوئی) ہے اِس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں بے شک یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ

(یہ اس لئے بتا دیا) تاکہ تم اس چیز پر غم نہ کرو جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی اور اُس چیز پر نہ اِتراؤ جو اُس نے تمہیں عطا کی ہے

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۨ (۲۳) الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ

اور اللہ کسی اِترانے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کی تلقین کرتے ہیں

وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ (۲۴) لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ

اور جس نے (اللہ کے حکم سے) مُنہ پھیرا تو یقیناً اللہ (بھی) بے نیاز بہت تعریفوں والا ہے۔ یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ بھیجا

وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ

اور ہم نے اُن کے ساتھ کتاب بھی اتاری اور میزان (عدل) بھی تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے لوہا اتارا

فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ

جس میں سخت (جنگی) طاقت بھی ہے اور لوگوں کے لئے دوسرے فائدے بھی اور تاکہ اللہ ظاہر فرما دے

مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ (۲۵) ع

کہ کون اُس (کے دین) کی اور اُس کے رسولوں کی بن دیکھے مدد کرتا ہے بے شک اللہ بہت قوت والا بہت غالب ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ

اور یقیناً ہم نے نوح (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کو (رسول بنا کر) بھیجا اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب کا سلسلہ جاری فرمایا

فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا

پھر اُن میں سے کچھ تو ہدایت یافتہ ہوئے اور اُن میں سے اکثر فاسق رہے۔ پھر ہم نے ان کے بعد اُن ہی کے نقوشِ قدم پر اپنے رسولوں کو بھیجا

وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ

اور ان کے بعد عیسٰی ابن مریم (علیہما السلام) کو بھیجا اور ہم نے اُنہیں انجیل عطا فرمائی

وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا

اور جنہوں نے اُن کی پیروی کی ہم نے اُن لوگوں کے دلوں میں نرمی اور رحمت پیدا کر دی اور رہبانیت تو انہوں نے خود ایجاد کر لی تھی

مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ

ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا مگر اللہ کی رضا جوئی (کے لئے انہوں نے خود سے یہ ایجاد کی) پھر وہ اُسے نباہ نہ سکے جیسے اُس کے نباہنے کا حق تھا

فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

تو جو اُن میں سے ایمان لائے ہم نے اُن لوگوں کو ان کا اجر دیا اور اُن میں سے اکثر فاسق رہے۔ اے ایمان والو! اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو

وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ

اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لاؤ وہ تمہیں اپنی رحمت میں سے (ثواب کے) دو حصے عطا فرمائے گا

وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ ۙ

اور بنا دے گا تمہارے لئے ایسا نور جس میں تم چلو گے اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ

تا کہ اہل کتاب (جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لائے) جان لیں کہ انہیں اللہ کے فضل میں سے کسی چیز پر کوئی اختیار نہیں

وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ ع

اور بے شک فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ اِسے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ کائنات کی تمام مخلوقات اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تسبیح کر رہی ہیں۔ ہر شے پر اسی کی حکومت و قدرت ہے۔ وہ ہر شے کا خوب علم رکھتا ہے اور ہمارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔ (سورۃ الحدید، آیات: ۱تا۴)

۲۔ انفاق کا وسیع تصور یہ ہے کہ صرف مال و دولت نہیں بلکہ ہر شے جس پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں عارضی اختیار عطا فرمایا ہے مثلاً ذہنی و جسمانی صلاحیتیں، حکومت و اقتدار، مال و اولاد اور دیگر وسائل سب کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں اس کی رضا کے مطابق خرچ کیا جائے۔ (سورۃ الحدید، آیت: ۷)

۳۔ قرآنِ حکیم کی واضح آیات ہمیں کفر، شرک، الحاد، مادہ پرستی، ظلم اور تمام قسم کی گمراہیوں کے اندھیروں سے نکال کر توحید و رسالت کی روشنی میں لاتی ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت، رشد و ہدایت اور ایمان کے حصول کا بھی ذریعہ بنتی ہیں۔ (سورۃ الحدید، آیت: ۹)

۴۔ دین کی مغلوبیت کے دور میں جو لوگ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور جہاد کرتے ہیں وہ اُن لوگوں سے کہیں اعلیٰ درجات پر ہوں گے جو غلبۂ دین کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کریں گے اور جہاد کریں گے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے خرچ کیے گئے مال کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے ذمہ قرض قرار دیا ہے جسے وہ کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس عطا فرمائے گا۔ (سورۃ الحدید، آیات: ۱۰، ۱۱)

۵۔ قیامت کے دن مومنوں کے ایمان اور عمل صالح کا نور ان کے آگے اور دائیں طرف ہوگا۔ یہ نور ہر شخص کے ایمان اور اعمالِ صالحہ کی کیفیت کے مطابق کم یا زیادہ ہوگا۔ اس نور کی روشنی میں وہ پُل صراط سے گزر کر جنت میں داخل ہو جائیں گے جبکہ منافقین نور سے محروم ہوں گے اور جہنم واصل ہو جائیں گے۔ (سورۃ الحدید، آیات: ۱۲، ۱۳)

۶۔ اپنے آپ کو دنیا کے فتنہ میں مبتلا کرلینا، ایمان کے تقاضے پورے کرنے میں گومگو کی کیفیت میں مبتلا رہنا، اہل ایمان کے نقصان کے منتظر رہنا، جھوٹی تمناؤں کے دھوکے میں رہنا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بارے میں شیطان کے دھوکہ میں پڑے رہنا یہ سب منافقانہ صفات ہیں اور جہنم میں لے جانے والے اسباب ہیں۔ (سورۃ الحدید، آیت: ۱۴)

۷۔ حق بات سن کر بھی جو لوگ عمل کی مہلت سے فائدہ اٹھا کر اپنے عمل کی اصلاح نہیں کرتے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کے دل سخت کر دیتا ہے اور ایسے لوگ فاسق رہتے ہیں۔ ہمیں قرآنِ کریم سے مضبوط تعلق قائم کرکے ایمان کی آبیاری کرتے ہوئے اس کے تقاضوں پر آگے بڑھ کر عمل کرنا چاہیے۔ (سورۃ الحدید، آیت: ۱۶)

۸۔ اگر انسان محسوس کرے کہ وہ ایمان اور نیک اعمال میں پیچھے رہ گیا ہے تو بھی مایوسی کی کوئی بات نہیں جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ بارش برسا کر مردہ زمین کو زندہ و آباد کر سکتا ہے وہ ہمارے دلوں کی زمین کو ایمان کے نور سے سیراب اور نیک اعمال کی توفیق عطا فرما سکتا ہے۔ (سورۃ الحدید، آیت: ۱۷)

۹۔ مال کی محبت بہت بڑا فتنہ ہے اور ایمان کے تقاضوں پر عمل کرنے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ صدقات اور قرضِ حسنہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے قرب کے حصول کا ذریعہ اور مال کی محبت کو کم کرنے کا باعث ہیں۔ (سورۃ الحدید، آیت: ۱۸)

۱۰۔ اکثر انسان اپنی زندگی کے مختلف مراحل میں ایسی دلچسپیوں میں مشغول ہو جاتے ہیں جو انہیں ایمان کے تقاضوں کی ادائیگی سے غافل کر دیتی ہیں مثلاً بچپن میں کھیل کود، نوجوانی میں زیب و زینت، جوانی میں دوسروں سے آگے بڑھ جانے کا فخر اور بڑھاپے میں جمع کیئے ہوئے مال و اولاد پر کثرت کی ہوس۔ ہمیں دنیا کی زندگی کے اس دھوکہ میں پڑ کر آخرت کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ (سورۃ الحدید، آیت: ۲۰)

۱۱۔ سب سے اعلیٰ نعمت جس کے لئے بھرپور جدوجہد اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور جنت کا حصول ہے۔ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خاص فضل ہے اور وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ (سورۃ الحدید، آیت: ۲۱)

۱۲۔ ہمیں کسی نقصان پر بہت زیادہ غم نہیں کرنا چاہیئے بلکہ صبر کرنا چاہیئے کیونکہ جس نقصان کا ہونا مقدر ہو چکا ہو اس نقصان سے بچا نہیں جا سکتا اور جو نعمتیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں عطا فرمائے ان پر اِترانا نہیں چاہیئے بلکہ شکر ادا کرنا چاہیئے کیونکہ ہر نعمت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل سے ملتی ہے اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوتی ہے۔ (سورۃ الحدید، آیات: ۲۲، ۲۳)

۱۳۔ تمام رسولوں کو زمین پر بھیجنے اور ان کے ساتھ کتابوں کو نازل کرنے کا اصل مقصد ہی یہ تھا کہ لوگ عدل و انصاف کے نظام کو قائم کریں۔ یہ اسی صورت ممکن ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے نظامِ عدل کے قیام کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کریں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطا کردہ کتاب اور شریعت کے نفاذ کی بھرپور کوشش کریں۔ (سورۃ الحدید، آیت: ۲۵)

۱۴۔ رہبانیت یعنی ترکِ دنیا کی روش دراصل دین کے تقاضوں کی ادائیگی سے فرار اختیار کرنے کی راہ ہے۔ یہود نے دنیا پرستی میں مبتلا ہو کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ناراض کیا اور عیسائی ترکِ دنیا کی گمراہی میں پڑ گئے جبکہ دینِ اسلام کے احکامات فطرت کے عین مطابق ہیں اور غیر فطری پابندیوں اور انتہاؤں سے پاک ہیں۔ (سورۃ الحدید، آیت: ۲۷)

۱۵۔ اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل اور نجات کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ وہ خاتم الانبیاء، سید المرسلین سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صدقِ دل سے ایمان لے آئیں۔ اس صورت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں، سابقہ رسولوں اور موجودہ رسول نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی وجہ سے، اپنی رحمت میں سے دُہرا حصہ عطا فرمائے گا اور آخرت میں انہیں نور اور مغفرت عطا فرمائے گا۔ (سورۃ الحدید، آیت: ۲۸)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالوں کے جوابات تحریر کریں۔

۱۔ سورۃ الحدید کی وجہ تسمیہ لکھیں اور مُسَبِّحَات کی تعریف کریں۔

۲۔ سورۃ الحدید کا سورۃ الواقعہ سے کیا ربط ہے؟

۳۔ سورۃ الحدید کا مرکزی مضمون کیا ہے؟

۴۔ آیات: ۱ تا ۱۱ کے مضامین کے عنوانات کون کون سے ہیں؟

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کریں۔

(۱) اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ پر ــــــــــــــــ اور اللہ ﷻ کی راہ میں ــــــــــــــــ کی ترغیب دلائی گئی ہے اور اس کے بدلہ میں اللہ ﷻ کی طرف سے ــــــــــــــــ کا وعدہ ہے۔

(۲) اللہ ﷻ کو ــــــــــــــــ دینے کا حکم ہے جس کو اللہ ﷻ ــــــــــــــــ لوٹائے گا اور ــــــــــــــــ بھی عطا فرمائے گا۔

(۳) اللہ ﷻ کا ارشاد ہے کہ روزِ قیامت ایمان والوں کا ــــــــــــــــ ان کے ــــــــــــــــ اور ان کے ــــــــــــــــ دوڑ رہا ہو گا۔

(۴) قیامت کے دن مومنین اور منافقین کے درمیان ایک ــــــــــــــــ کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک ــــــــــــــــ ہو گا اُس کے اندرونی حصہ میں ــــــــــــــــ ہو گی اور اُس کے بیرونی جانب ــــــــــــــــ ہو گا۔

(۵) اللہ ﷻ نے ایمان والوں کو ــــــــــــــــ اور اس ــــــــــــــــ کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی ترغیب دی ہے جس کی وسعت ــــــــــــــــ کے برابر ہو گی۔

(۶) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ نہیں آتی کوئی ــــــــــــــــ زمین پر اور نہ تمہاری ــــــــــــــــ پر مگر وہ ایک کتاب لوحِ محفوظ میں ــــــــــــــــ ہوئی ہے۔

(۷) اللہ ﷻ کا ارشاد ہے کہ ہم نے ــــــــــــــــ اتارا جس میں ــــــــــــــــ ہے اور لوگوں کے لئے نفع کی چیزیں ہیں تاکہ واضح کر دیا جائے کہ کون اللہ ﷻ کو دیکھے بغیر ــــــــــــــــ کرتا ہے۔

(۸) حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ ان دونوں کی ــــــــــــــــ میں اللہ ﷻ نے ــــــــــــــــ اور ــــــــــــــــ کو جاری کر دیا۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

۱۔ آیات: ۱تا ۶ کی روشنی میں اللہ ﷻ کی کوئی آٹھ صفات تحریر کیجئے۔

۲۔ آیات: ۷تا ۱۱ کی روشنی میں انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت بیان کریں۔

۳۔ آیات: ۱۲تا ۱۵ کی روشنی میں بتائیے کہ قیامت کے دن مومنین کی کیا شان ہو گی اور منافقین کا حال کیسا ہو گا؟

۴۔ آیت: ۲۰ کو سامنے رکھتے ہوئے دنیا کی زندگی کی حقیقت بیان کریں۔

۵۔ آیت: ۲۵ میں رسولوں کا مقصدِ بعثت کیا بیان کیا گیا ہے؟

۶۔ آیت: ۲۸ میں ایمان والوں کو کیا حکم دیا گیا ہے نیز اس کے بدلہ میں انہیں کیا ملے گا؟

سوال ۴ نظامِ عدل کے قیام کی اہمیت اور اس کے لئے نفاذِ شریعت کی ضرورت پر نوٹ تحریر کریں۔

گھریلو سرگرمی

- سورۃ الحدید میں دین کے دو اہم تقاضے ادا کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے یعنی ایمان لاؤ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں ہر اس شے کو خرچ کرو جس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہیں اختیار عطا فرمایا ہے۔ متعلقہ آیات پر غور و فکر کر کے بتائیں کہ ایمان کے حصول کے لئے کیا ذریعہ بیان فرمایا گیا ہے۔ نیز ایک فہرست بنائیں کہ ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیا نعمتیں اور اختیارات عطا فرمائے ہیں اور وضاحت کریں کہ ہم انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں کیسے خرچ کر سکتے ہیں؟ مزید برآں یہ بھی تحریر کریں کہ دین کے تقاضوں کو پورے کرنے والوں اور ادا نہ کرنے والوں کا کیا انجام بیان کیا گیا ہے؟
- سورۃ الحدید میں انسانی زندگی کے پانچ مراحل بیان فرمائے گئے ہیں۔ ایک جدول بنا کر ان مراحل کو ترتیب وار لکھیں، ہر مرحلہ سے متعلق انسانی عمر کا تعین کریں، ہر مرحلہ میں انسان کی دلچسپی کا ذکر کریں جو انسان کی مشغولیت اور اس کے لئے غفلت کا سبب بن جاتی ہے۔ نیز آخرت کے دو نتائج کا ذکر کیجئے۔ مزید برآں زندگی کے بارے میں صحیح تر رویہ کی نشاندہی اور اس کے تقاضوں کو بیان کیجئے۔
- سورۃ الحدید میں مطالباتِ دین سے فرار کی راہ رہبانیت کو قرار دیا گیا ہے۔ تحقیق کر کے معلوم کریں کہ رہبانیت کسے کہتے ہیں؟ نصاریٰ نے رہبانیت کا طریقہ کیوں اختیار کیا؟ وہ رہبانیت کا حق کیوں نہ ادا کر سکے؟ رہبانیت کی راہ اختیار کرنے کے کیا بھیانک نتائج نکلے؟ نیز یہ بھی تلاش کر کے تحریر کریں کہ دینِ اسلام نے رہبانیت کی نفی کس طرح کی ہے اور کس طریقۂ زندگی کو اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے؟

دستخط استاد مع تاریخ: ____________________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________________

سبق:۳۳

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَة

وجہ تسمیہ اور تعارف

اس سورت کا نام پہلی آیت کے لفظ "تُجَادِلُكَ" سے ماخوذ ہے۔ مُجَادَلَة کا معنی "بحث و تکرار" ہے۔ اس سورت کے شروع میں ایک صحابیہ حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے جنہوں نے اپنے شوہر کی طرف سے پیش آنے والے واقعہ ظہار کا معاملہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کر کے شکوہ کیا اور اس مسئلہ پر بار بار تکرار کیا۔ اسی تکرار کو لفظ "مُجَادَلَة" سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورت کا نام "سُوْرَةُ الْمُجَادَلَة" رکھا گیا ہے۔ اس سورت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ قرآنِ حکیم کی واحد سورت ہے جس کی ہر آیت میں اسم باری تعالیٰ "اللہ" آتا ہے۔ ہر آیت میں کم از کم ایک مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ پانچ مرتبہ جبکہ پوری سورت میں اسم باری تعالیٰ "اللہ" چالیس (۴۰) مرتبہ آیا ہے۔

ربطِ سورت

۱۔ سورۃ المجادلہ سے پہلے سورۃ الحدید ہے۔ سورۃ الحدید کا مرکزی مضمون یہ تھا کہ خلوص کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لا کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کیا جائے تا کہ دنیا میں نظامِ عدل وانصاف قائم ہو سکے۔ سورۃ المجادلہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی سے بچنے کی شدید تاکید کی گئی ہے اور اس مقصد کے لئے جدوجہد کرنے والے لوگوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جماعت (حزب اللہ) قرار دیا گیا ہے اور ان کے اوصاف بیان کیئے گئے ہیں۔

۲۔ سورۃ الحدید میں بیرونی دشمنوں یعنی کفار سے جان اور مال سے جہاد کر کے عدل و انصاف کو یقینی بنانے کا حکم تھا۔ جبکہ سورۃ المجادلہ میں اندرونی دشمنوں یعنی منافقین کی پہچان کرائی گئی اور ان کے مذموم طرزِ عمل پر شدید وعید سنائی گئی ہے اور ان لوگوں کو شیطان کا گروہ (حزب الشیطان) قرار دیا گیا ہے اور ان کی بُری عادات اور بدعملیاں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔

۳۔ سورۃ الحدید کے آخر میں رہبانیت کی تردید تھی جو نصاریٰ نے ازخود اختیار کرلی تھی۔ جبکہ سورۃ المجادلہ کے شروع میں ظِہار کا حل پیش کیا گیا ہے جس کو زمانۂ جاہلیت میں لوگوں نے ازخود طلاق قرار دے دیا تھا۔

۴۔ سورۃ المجادلہ کا دیگر مدنی سورتوں کے ساتھ ایک ربط یہ بھی ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب کا مضمون سورۃ الحشر، سورۃ الممتحنہ اور سورۃ الصّف میں بھی ہے۔

زمانۂ نزول اور پس منظر

سورۃ المجادلہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ مفسرین کی عمومی رائے کے مطابق اس کا نزول غزوۂ احزاب ۵ھ کے بعد ہوا۔ سورۃ الاحزاب غزوۂ احزاب کے بعد نازل ہوئی۔ سورۃ الاحزاب میں ظِہار کے مسئلہ کو اجمالاً اور سورۃ المجادلہ میں تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ المجادلہ سورۃ الاحزاب کے بعد نازل ہوئی۔

ظِہار کا مسئلہ

اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو اپنی ماں کی پشت سے مشابہت دے کر اپنے اوپر حرام کرلے کہ اب وہ میرے لئے حرام ہے، تو اصطلاحاً یہ "ظِهَار" کہلاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل اہل عرب میں دستور تھا کہ جب کوئی شوہر اپنی بیوی سے کہہ دیتا کہ "أَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي" "تُو میرے لئے میری

ماں کی پشت کی طرح ہے" تو اس کے بارے میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ ایسا کہنے سے بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی ہے۔ جس کے نتیجہ میں میاں بیوی دونوں کے درمیان ہمیشہ کے لئے طلاق ہو جاتی تھی اور وہ دوبارہ کبھی کسی بھی صورت میں میاں بیوی کے طور پر اکٹھے نہیں ہو سکتے تھے اور اسے ظِہار کہا جاتا تھا۔ اس غلط رسم کی اصلاح کے لئے اللہ ﷻ نے سورۃ المجادلہ نازل فرمائی اور اس میں ظِہار سے متعلق احکام بیان فرمائے۔ اللہ ﷻ نے یہ واضح فرما دیا کہ بیوی کو ماں کی پیٹھ سے مشابہت دینے سے وہ حقیقی ماں کی طرح ہمیشہ کے لئے حرام نہیں ہو جاتی، البتہ ایسا کہنا بہت ہی بُری بات ہے۔ اللہ ﷻ نے ظِہار کا حل یہ بتایا کہ اس کا صرف کفارہ ادا کیا جائے تو میاں بیوی کے اَزدواجی تعلقات دوبارہ بحال ہو جائیں گے۔

شانِ نزول

حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا سے ان کے شوہر حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے ظِہار کیا جس کے بعد وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اس بات کی شکایت کی کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، اب میرا کیا بنے گا؟ اس پر اللہ ﷻ نے سورۃ المجادلہ کی آیات نازل فرمائیں اور ان میں ظِہار سے متعلق احکام بیان فرمائے۔ حدیث شریف میں اس واقعہ کی تفصیل یوں ہے:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس کی سماعت ہر چیز کا احاطہ کیئے ہوئے ہے۔ میں حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے کلام کو سن رہی تھی اور اس کی بعض باتیں مجھ پر بھی مخفی رہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنے خاوند کی شکایت کر رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں: یا رسول اللہ ﷺ! وہ میری جوانی کھا گیا، میں اُس کی اولاد جنتی رہی، یہاں تک کہ جب میں بوڑھی ہو گئی اور ولادت کا سلسلہ منقطع ہو گیا، تو اُس نے مجھ سے ظِہار کر لیا۔ اے اللہ! میں تجھ سے فریاد کرتی ہوں۔ وہ اپنی جگہ کھڑی رہیں یہاں تک کہ حضرت جبرائیل آمین علیہ السلام یہ آیت لے کر اُترے۔ "قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ" (سورۃ المجادلہ ۵۸، آیت: ۱) "یقیناً اللہ نے اُس عورت کی بات سن لی جو آپ (ﷺ) سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ سے فریاد کر رہی تھی۔" (سنن ابن ماجہ)

مرکزی مضمون

ایک معاشرتی رسم کی اخلاقی اصلاح، اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت سے بچنا، اللہ ﷻ کی جماعت (حزب اللہ) بمقابلہ شیطان کی جماعت (حزب الشیطان) اور دین اسلام کے غلبہ کی جدوجہد۔

اہم مضامین پر ایک نظر

اس سورت میں سب سے پہلے زمانۂ جاہلیت کی ایک رسم "ظِہار" کی اصلاح کی گئی ہے اور اس سے متعلق شرعی احکام بیان کیئے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ سختی سے متنبہ کیا گیا ہے کہ اسلام کے بعد بھی جاہلیت کے طریقوں پر قائم رہنا اور اللہ ﷻ کی مقرر کی ہوئی حدود کو توڑنا یا ان کی پابندی سے انکار کرنا یا ان کے مقابلہ میں خود اپنی مرضی سے کچھ اور قاعدے اور قوانین بنالینا، قطعی طور پر ایمان کے منافی حرکت ہے۔

اسلام کے خلاف سازشیں، خفیہ منصوبے بنانے اور حضور اکرم خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں توہین آمیز رویہ اختیار کرنے والے منافقین کو خبردار کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ ان کی بُری سرگوشیوں کو سُن رہا ہوتا ہے۔ ان کی یہ سازشیں اور سرگوشیاں اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ جو اخلاقی تعلیم اُنہیں دی گئی ہے اس کے مطابق کام کرتے رہیں اور اللہ ﷻ پر بھروسہ رکھیں۔ سچے اہل ایمان کا کام گناہ، ظلم و زیادتی اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کے لئے سرگوشیاں کرنا نہیں۔ اگر کہیں مجبوراً سرگوشی کرنا ہی پڑے تو وہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں کے لئے کرنی چاہیئے۔

مسلمانوں کو آدابِ مجلس کی تعلیم دی گئی ہے کہ جب وہ کسی محفل میں بیٹھے ہوں اور باہر سے کوئی آدمی آجائے تو کشادگی پیدا کریں اور اس کو جگہ دیں۔ ایسا نہ ہو کہ اسے دہلیز پر بیٹھنا پڑے یا وہ کھڑا رہنے پر مجبور ہو یا پھر وہ محروم ہو کر واپس چلا جائے۔ نیز اُنہیں یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ جس شخص کی ملاقات کے لئے وہ آئے ہیں، اس کی اپنی بھی مصروفیات ہیں۔ اس لئے ضرورت کے مطابق ہی بیٹھا جائے اور ضرورت پوری ہونے پر فوراً اجازت لے کر چلے جائیں۔ ورنہ اگر اُنہیں مجلس سے جانے کے لئے کہا جائے گا تو پھر ان کو دل شکنی محسوس ہو گی۔ ایمان والوں اور علم والوں کے درجات کی بلندی کا ذکر کیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی مجلس کے آداب کے حوالہ سے یہ حکم دیا گیا تھا کہ آپ ﷺ سے سرگوشی کرنے سے قبل صدقہ دیا جائے۔ بعد میں یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔

منافقوں پر گرفت کی گئی ہے کہ یہ شیطان کی جماعت ہے اور بالآخر یہ نقصان اٹھائیں گے۔ کیونکہ یہ لوگ ظاہر میں تو ایمان اور مسلمانوں سے دوستی کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن درحقیقت وہ ایمان نہیں لائے ہیں اور درپردہ اہل ایمان کے دشمنوں کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں مخلص اہل ایمان کی صفات کا ذکر ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اپنے عزیز و اقارب سے مقدم رکھنے والے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے ایمان میں سچے ہیں اور یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جماعت ہے۔ یہی لوگ دنیا میں غالب آئیں گے اور ان کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ یہ واضح کیا گیا ہے کہ انسانوں کے دو گروہ ہیں، ایک حزب اللہ ہے اور دوسرا حزب الشیطان ہے۔ اب ہر شخص اپنے بارے میں جائزہ لے کہ وہ کس گروہ سے وابستہ ہے اور اس کا انجام بھی اسی کے ساتھ ہو گا۔

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَة (آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ)

آیات: ۱ تا ۴	ظِہار سے متعلق شرعی احکام اور اس کا حل
آیات: ۵ تا ۶	اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی مخالفت کرنے والوں کو سخت سزا کی وعید
آیات: ۷ تا ۱۰	سرگوشی کے بارے میں احکام واحکامات ❁ منافقین کی شرارتوں اور رسول اللہ ﷺ کی توہین پر ان کی شدید گرفت
آیات: ۱۱ تا ۱۳	مجلس کے آداب ❁ اہل علم کی فضیلت ❁ رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کرنے کے بارے میں خصوصی حکم
آیات: ۱۴ تا ۲۰	اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کی مخالفت اور سرگوشیوں پر منافقین کی گرفت ❁ شیطان کے گروہ کا تذکرہ
آیات: ۲۱ تا ۲۲	اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسولوں کے غلبہ کا اعلان ❁ حزب اللہ کے مطلوبہ اوصاف

سبق: ۳۴

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَة

سورۃ المجادلہ ۵۸ — رکوع: ۱تا ۳ (آیات: ۱تا ۲۲)

رکوع: ۱تا ۳ کے اہم مضامین

۱۔ ظِہار سے متعلق احکام ۲۔ منافقین اور یہود کی سرگوشیوں پر گرفت ۳۔ مجلس کے آداب کا بیان

۴۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جماعت اور شیطان کے گروہ کا موازنہ ۵۔ کامیابی کا دارو مدار۔۔۔۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت

رکوع: ۱تا ۳ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱تا ۶)

ظِہار سے متعلق شرعی احکام بیان ہوئے ہیں۔ ایک صحابیہ حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا سے ان کے شوہر نے ظِہار کیا۔ اس پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی مشکل کے لئے استدعا کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”ابھی تک تمہارے معاملہ میں مجھے کوئی حکم نہیں دیا گیا۔“ دورِ جہالت کا قدیم دستور یہی ہے کہ ظِہار سے عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔ وہ مسلسل شکوہ کرتی رہیں کہ میرے شوہر نے طلاق کا تو نام بھی نہیں لیا تو پھر طلاق کیسے ہو گئی؟ وہ اپنے بڑھاپے اور اپنی بے کسی، عجز و انکساری کا بھی اظہار کرتی رہیں۔ اس طرح وہ بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنا مدعا عرض کرتی رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہی فرماتے رہے کہ تم اس پر حرام ہو چکی ہو، تو اس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی بے بسی کی فریاد کی: اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں اپنی حاجت اور مصیبت کو پیش کرتی ہوں تو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایسا حکم نازل فرما جس سے میری پریشانی دور ہو جائے، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی فریاد سن لی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ بیوی کو ماں کی پشت سے تشبیہ دینے سے وہ ماں نہیں بن جاتی کہ وہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے، بلکہ کفارہ ادا کرنے کے بعد اَزدواجی تعلقات بحال ہو سکتے ہیں۔ البتہ یہ کہنا بہت ہی بُری بات ہے۔ ظِہار سے ثابت ہونے والی عارضی حرمت کے اِزالہ کے لئے ظِہار کا کفارہ یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے صحبت سے پہلے ایک غلام آزاد کرے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو مسلسل دو مہینوں کے روزے رکھے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مقرر کردہ حدود ہیں اور ان کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت کرنے والوں کے لئے ذلّت اور عذاب کی وعید ہے۔ ان مخالفین کو سخت تنبیہ کی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آخرت میں اُنہیں دوبارہ زندہ فرمائے گا اور ان کے تمام اعمال ان کے سامنے پیش کر دے گا جس کا اُنہیں حساب دینا ہو گا۔

رکوع: ۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۱۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”تمہارا پروردگار بہت حیادار ہے اور کریم ہے۔ وہ اپنے بندہ سے حیا کرتا ہے کہ اسے خالی ہاتھ واپس کرے جب اس کا بندہ اس کی طرف (دعا کے لئے) اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے۔“ (سنن ابی داوٗد)

۲۔ حضرت خولہ بنت مالک بن ثعلبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: مجھ سے میرے خاوند حضرت اَوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے ظِہار کر لیا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اس بات کی شکایت اور استدعا کرنے کے لئے گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھ پر مسلسل اسی بات پر زور دیتے اور فرماتے رہے کہ: ”تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرو۔ وہ تمہارا چچازاد ہے۔ میں اسی طرح (شکوہ اور) تکرار کرتی رہی، حتیٰ کہ قرآنِ مجید کی یہ آیت نازل ہوئیں: ”قَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ

زَوْجِهَا۔" (سورۃ المجادلہ، آیت: ۱) تب آپ ﷺ نے فرمایا: "اس سے کہو کہ وہ ایک غلام کو آزاد کردے۔" حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر وہ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔" حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: وہ بہت بوڑھے ہیں روزوں کی طاقت بھی نہیں رکھتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے"، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اُن کے پاس کوئی ایسی چیز (مال وغیرہ) نہیں جس سے وہ صدقہ کریں۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر اسی وقت آپ ﷺ کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا آیا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! (آپ ﷺ یہ عطا فرما دیجئے) ایک اور ٹوکرا (ان کی معاونت کے طور پر) میں دے دوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے ٹھیک کہا ہے، اسے لے جاؤ! اس سے اس کی طرف سے ساٹھ مسکینوں کو کھلاؤ اور پھر اپنے چچازاد (حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ) کی طرف لوٹ جاؤ۔" (سنن ابی داؤد)

۳۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کا رب کلام فرمائے گا، اس کے اور اس (بندے) کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا اور نہ کوئی حجاب ہوگا جو اسے چھپا سکے۔ وہ (بندہ) اپنے دائیں دیکھے گا تو اپنے اعمال ہی دیکھے گا جو اس نے آگے بھیجے تھے۔ وہ اپنے بائیں دیکھے گا تو وہ آگے بھیجے ہوئے اپنے اعمال ہی دیکھے گا۔ وہ اپنے آگے چہرے کے سامنے دیکھے گا تو اسے (جہنم کی) آگ ہی نظر آئے گی۔ تم (جہنم کی) آگ سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعہ ہو۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

رکوع: ۲ (آیات: ۷ تا ۱۳)

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے علم کی وسعت بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس آسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزوں کا علم ہے۔ حتیٰ کہ اس کے پاس لوگوں کی خفیہ طریقہ سے کی جانے والی سرگوشیوں کا بھی علم ہے۔ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت یہ تمام اعمال ان کے سامنے پیش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی پر مبنی منافقین اور یہود کی سازشی سرگوشیوں کو بے نقاب کیا ہے۔ یہ لوگ بارگاہِ رسالت ﷺ میں دل آزاری کا رویہ اپناتے ہوئے ایسے لفظوں سے آپ ﷺ کو سلام کرتے تھے جن کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر سلام نہیں بھیجا ہے۔ اس پر اُنہیں جہنم کے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ ایمان والوں کو نبی کریم ﷺ کا احترام اور تعظیم بجالانے کی تاکید کی گئی ہے۔ اُنہیں صرف ایسی سرگوشی کی اجازت ہے جس کا مقصد نیکی اور تقویٰ اور اصلاحِ احوال ہو۔ مزید یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بُری سرگوشیاں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں اور اِن کا مقصد اہلِ ایمان کو پریشان کرنے کے سوا کچھ نہیں۔ البتہ مومنوں کو تسلّی رکھنی چاہیئے کہ شیطان ان کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا، اُنہیں صرف اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ آدابِ مجلس کی تعلیم دی گئی ہے کہ مجلس میں کشادگی اختیار کرنے یا مجلس سے اٹھ جانے کا حکم دیا جائے، تو فوراً بات مانی جائے اور غیر اخلاقی رویہ نہ اختیار کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں اور علم رکھنے والوں کے درجات کی بلندی کا ذکر کرکے ان کی عظمت بیان فرمائی ہے۔ اگرچہ اہلِ علم، اہلِ ایمان میں داخل ہیں لیکن ان کا مستقل تذکرہ فرما کر ان کی شان اور بڑھائی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ آپ ﷺ سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دیا جائے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ منافقین باز آجائیں اور مسلمان بھی غیر ضروری سرگوشی سے بچیں تاکہ آپ ﷺ کا وقت ضائع نہ ہو اور مجلس میں موجود دیگر مسلمان آپ ﷺ سے استفادہ سے محروم نہ رہیں۔ منافقین تو بخل کی وجہ سے رُک گئے اور مسلمان بھی اس بات کو سمجھ گئے کہ جب نبی کریم ﷺ سے سرگوشی کرنے پر صدقہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو سرگوشی کوئی اچھا کام نہیں ہے اس لئے وہ بھی غیر ضروری سرگوشیوں سے باز آگئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو مشقت سے بچانے اور حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ سے زیادہ فیض یاب

ہونے کا موقع دینے کے لئے یہ حکم منسوخ کر دیا۔ البتہ دوسرے دینی فرائض مثلاً نماز اور زکوٰۃ وغیرہ ادا کرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ متعدد روایات میں آتا ہے کہ سورۃ المجادلہ کی آیت: ۱۲ قرآنِ حکیم کی وہ آیت ہے جس پر صرف حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجہَہٗ نے عمل کیا۔

رکوع: ۲ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكَ، يَا اَبَا الْقَاسِمِ! آپ ﷺ نے جواب دیا: ’’وَعَلَيْكُمْ بلکہ تمہیں ہی (موت) آئے‘‘ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا: بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَالذَّامُ بلکہ تمہیں ہی موت آئے اور ذلّت (تمہارا مقدر بنے)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اے عائشہ! تم اپنی زبان سے نازیبا الفاظ ادا نہ کرو۔‘‘ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیا آپ نے سماعت نہیں فرمایا جو انہوں نے کہا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’کیا میں نے ان کی (غلط) بات کو انہی پر نہیں لوٹا دیا؟ میں نے اُنہیں جواب دیا تھا: وَعَلَيْكُمْ تم پر ہی ہو۔‘‘ (صحیح مسلم، مسند احمد)

۲۔ حضرت ابو واقد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں تین آدمی آئے۔ ان میں سے دو تو رسول اللہ ﷺ کی طرف آئے اور ایک چل دیا۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے سامنے آکر کھڑے ہوگئے۔ ان میں سے ایک نے مجلس میں کچھ خالی جگہ دیکھی اور وہاں بیٹھ گیا، دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ (وعظ سے) فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’کیا میں تمہیں تین آدمیوں کا حال نہ بتاؤں؟ ان میں سے ایک نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ٹھکانا لیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو جگہ (پناہ) دے دی، دوسرے نے شرم کی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ بھی اس سے شرمایا (کہ اسے بخش دیا) اور تیسرے نے منہ پھیر لیا، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔‘‘ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’کوئی آدمی (مجلس میں بیٹھے ہوئے) کسی شخص کو اٹھا کر خود اس کی جگہ نہ بیٹھے، بلکہ کشادگی پیدا کیا کرو اور (دوسروں کو) جگہ دو۔‘‘ (صحیح مسلم، صحیح بخاری)

۴۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص علم کی تلاش میں کسی راہ پر چلتا ہے، (تو) اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے لئے جنت کی راہ آسان فرما دیتا ہے اور فرشتے طالب علم سے خوش ہو کر اس کے لئے اپنے پَر جھکا دیتے ہیں اور طالب علم کے لئے آسمان اور زمین کی ہر مخلوق دُعائے مغفرت کرتی ہے حتیٰ کہ پانی میں مچھلیاں بھی (اس کے لئے دُعائیں کرتی ہیں) اور عالم کو عبادت گزار پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی فضیلت چاند کو باقی تمام ستاروں پر حاصل ہے۔ علماء، انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں، انبیاء کرام علیہم السلام نے وراثت میں دینار اور درہم نہیں چھوڑے، انہوں نے تو علم کا ترکہ چھوڑا ہے، جس نے اسے حاصل کیا، اس نے (انبیاء کرام علیہم السلام کی وراثت میں سے) وافر حصہ پالیا۔‘‘ (سنن ابی داود، جامع ترمذی، بحار الانوار)

۵۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ سبحانہ وتعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عنایت فرما دیتا ہے۔‘‘ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب آدمی مر جاتا ہے، تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے، لیکن تین عمل جاری رہتے ہیں۔ ایک صدقہ جاریہ، دوسرا اس کا پھیلایا ہوا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، تیسرا نیک اولاد جو اس کے حق میں دعا کریں۔‘‘ (صحیح مسلم)

۷۔ حضرت عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن اپنے کسی کمرے سے باہر تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے، آپ ﷺ نے اس میں دو حلقے دیکھے، ایک تلاوتِ قرآن اور ذکر و دعا میں مشغول تھا اور دوسرا تعلیم و تعلم میں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’دونوں

حلقے نیکی کے کام میں ہیں، یہ لوگ قرآنِ مجید پڑھ رہے ہیں اور اللہ ﷻ سے دعا مانگ رہے ہیں، اگر اللہ ﷻ چاہے تو انہیں دے اور چاہے تو نہ دے اور یہ لوگ علم سیکھنے اور سکھانے میں مشغول ہیں اور میں تو صرف مُعلّم بنا کر بھیجا گیا ہوں، پھر اُنہیں کے ساتھ تشریف فرما ہوئے۔" (سنن ابن ماجہ)

رکوع: ۳ (آیات: ۱۴ تا ۲۲)

منافقین پر گرفت کی گئی ہے کہ وہ یہود سے دوستی رکھتے ہیں، لیکن نہ وہ اہل ایمان کے ساتھ مخلص ہیں اور نہ ہی یہود کے ساتھ۔ اللہ ﷻ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ وہ ایمان کے دعویٰ کے لئے جھوٹی قسموں کا سہارا لیتے ہیں اور لوگوں کو اللہ ﷻ کے راستہ سے روکتے ہیں۔ ان کی اوّلین ترجیح اپنے مال اور اولاد ہیں، حالانکہ روزِ قیامت مال اور اولاد اُنہیں اللہ ﷻ کے عذاب سے بچا نہ سکیں گے۔ روزِ قیامت اللہ ﷻ ان سب کو دوبارہ زندہ فرمائے گا، تو وہاں اللہ ﷻ کے سامنے بھی جھوٹی قسمیں کھائیں گے۔ شیطان نے اُنہیں پوری طرح سے گھیر لیا ہے اور اللہ ﷻ کی یاد سے غافل کر دیا ہے، یہ شیطان کی جماعت ہے اور یہی خسارہ میں ہیں۔ اللہ ﷻ اور رسول کریم ﷺ کی مخالفت کرنے والے لوگ ہی سب سے زیادہ ذلیل ہیں۔ اللہ ﷻ نے یہ طے فرما دیا ہے کہ آخر کار غلبہ اللہ ﷻ اور اس کے رسولوں کا ہو گا، گویا اللہ ﷻ اپنے دین حق کو تمام ادیانِ باطلہ پر غالب فرما کر رہے گا جس کے لئے اس نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ سچے مومن ان لوگوں کے لئے کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتے جو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ اور دین اسلام کے دشمن ہیں، خواہ وہ لوگ ان کے باپ، بیٹے، بھائی یا کوئی اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ ﷻ نے ان کے دلوں میں ایمان کو ثبت کر دیا ہے اور اپنے فیض خاص سے اُنہیں تقویت بخشی اور اُنہیں یہ خوشخبری سنا دی کہ ان کے لئے ہمیشہ قائم رہنے والی جنت ہے۔ اللہ ﷻ ان سے راضی اور وہ اللہ ﷻ سے راضی ہیں۔ یہ اللہ ﷻ کی جماعت ہے یہ اللہ والے ہیں اور اللہ ﷻ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے۔

رکوع: ۳ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان پھرتی ہے کبھی ایک ریوڑ کی طرف جاتی ہے کبھی دوسرے کی طرف۔" (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟" ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ضرور بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ ﷻ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔" آپ ﷺ اس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے، پھر آپ ﷺ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: "آگاہ ہو جاؤ!، جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی بھی (سب سے بڑے گناہ ہیں) آگاہ ہو جاؤ!، جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی بھی (سب سے بڑے گناہ ہیں)۔" آپ ﷺ اسے مسلسل دُہراتے رہے اور میں نے سوچا کہ آپ ﷺ خاموش نہیں ہوں گے۔ (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس شخص میں یہ تین چیزیں ہوں گی، وہی ایمان کی حلاوت پائے گا: ۱۔ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ اسے ہر شے سے بڑھ کر محبوب ہوں۔ ۲۔ اگر کسی سے محبت کرے تو اللہ ﷻ کے لئے کرے۔ ۳۔ اللہ ﷻ نے اسے کفر سے نجات دی ہے اور اس کے بعد اسے کفر میں لوٹنا اس قدر ناپسند ہو جس طرح آگ میں جانا ناپسند ہو۔" (صحیح مسلم)

۴۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا: کیا تمہیں (مزید) کسی چیز کی خواہش ہے، تو وہ بھی پوری کر دیتا ہوں؟ وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! جو کچھ تُو نے عطا فرمایا، اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے (کہ اس کے حصول کی آرزو کی جائے)۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا: (تم سے) میرا راضی ہو جانا سب سے بڑی (نعمت) ہے۔" (مستدرک حاکم)

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہ آئے گی ضرور مگر یہ بتاؤ تم نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے۔" اس نے عرض کیا: میں نے قیامت کے لئے نماز، روزہ، صدقہ و خیرات کی کثرت سے تو کوئی تیاری نہیں کی لیکن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ کہ تم اس کے ساتھ ہو گے جس سے تم نے محبت کی ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَة

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ

یقیناً اللہ نے اُس عورت کی بات سن لی جو آپ (ﷺ) سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ سے فریاد کر رہی تھی

وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ①

اور اللہ آپ دونوں کی گفتگو سن رہا تھا بے شک اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ

تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے (ہوئے اُنہیں ماں کی پیٹھ سے تشبیہ دے بیٹھتے) ہیں وہ اُن کی (حقیقی) مائیں نہیں ہیں

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ

ان کی مائیں تو صرف وہی ہیں جنھوں نے اُنہیں جنا ہے اور یقیناً وہ بُری اور جھوٹ بات کہتے ہیں

وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا

اور یقیناً اللہ بہت معاف فرمانے والا بڑا ہی بخشنے والا ہے۔ اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر بیٹھیں پھر جو انہوں نے کہا ہے اُس سے رجوع کرنا چاہیں

فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ

تو (ان کے ذمہ) ایک غلام (یا کنیز) آزاد کرنا ہے اِس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں یہ وہ (کفارہ) ہے جس کی تمھیں نصیحت کی جاتی ہے

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ

اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے خوب خبردار ہے۔ پھر جو (غلام) نہ پائے تو (اس پر) دو مہینے لگاتار روزے (رکھنا لازم) ہیں

مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ

اِس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں پھر جو اِس کی (بھی) استطاعت نہ رکھے تو پھر (اس پر) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (لازم) ہے

ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ④

یہ اِس لئے تاکہ تم اللہ پر اور اُس کے رسول (ﷺ) پر ایمان رکھو اور یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدود ہیں اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا

بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کرتے ہیں وہ (اسی طرح) ذلیل کیئے جائیں گے

كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۚ ۵

جس طرح ان سے پہلے لوگ ذلیل کیئے جاچکے ہیں اور یقیناً ہم نے واضح آیات نازل فرما دی ہیں اور کافروں کے لئے ذلت والا عذاب ہے۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ

جس دن اللہ اُن سب کو (دوبارہ زندہ کر کے) اُٹھائے گا پھر وہ اُنہیں آگاہ فرمائے گا جو انہوں نے کیا اللہ نے وہ (سب) محفوظ کر رکھا ہے اور وہ اُسے بھول گئے

ع ۱ ۶ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۧ ۶ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ (اے مخاطب!) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے

مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ

کہیں بھی تین (آدمیوں) کی کوئی سرگوشی نہیں ہوتی مگر وہ (اللہ) اُن کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ ہی پانچ کی (سرگوشی ہوتی ہے) مگر وہ اُن کا چھٹا ہوتا ہے

وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ

اور نہ اِس سے کم ہوتے ہیں اور نہ زیادہ مگر وہ اُن کے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی وہ ہوتے ہیں

ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۷

پھر وہ قیامت کے دن اُنہیں آگاہ فرما دے گا جو کچھ اُنہوں نے کیا بے شک اللہ ہر شے کو خوب جاننے والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ

(اے حبیب ﷺ!) کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں (بری) سرگوشی سے منع کیا گیا تھا پھر وہ وہی کر رہے ہیں جس سے اُنہیں منع کیا گیا تھا

وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۫ وَاِذَا جَآءُوْكَ

اور وہ آپس میں گناہ اور زیادتی اور رسول (ﷺ) کی نافرمانی کے لئے سرگوشی کرتے ہیں اور جب وہ آپ (ﷺ) کے پاس آتے ہیں

حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

تو آپ (ﷺ) کو ایسے (طریقہ اور) لفظوں سے سلام کہتے ہیں جن سے اللہ نے آپ (ﷺ) کو سلام نہیں کہا اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں

لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۸

اللہ ہمیں اُس پر عذاب کیوں نہیں دیتا جو ہم کہتے ہیں اُن کے لئے جہنم ہی کافی ہے وہ اُس میں جھلسائے جائیں گے تو وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ

اے ایمان والو! جب تم آپس میں سرگوشی کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول (ﷺ) کی نافرمانی کے لئے سرگوشی نہ کرو

وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۹

بلکہ نیکی اور پرہیزگاری کے لئے سرگوشی کرو اور اُس اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو جس کی طرف تمہیں جمع کیا جائے گا۔

إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ

(بری) سرگوشی تو شیطان ہی کی طرف سے ہے تاکہ وہ ایمان والوں کو غمگین کرے اور وہ اللہ کے اذن کے بغیر اُنہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا

وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَٰلِسِ

اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کشادگی پیدا کرو

فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانشُزُوا

تو کشادگی پیدا کر دیا کرو اللہ تمہیں کُشادگی عطا فرمائے گا اور جب کہا جائے اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو

يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَٰتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١﴾

اللہ ان لوگوں کے درجات بلند فرمادے گا جو تم میں سے (کامل) ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا اور اللہ تمہارے تمام اعمال سے خوب خبر دار ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِذَا نَٰجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَىٰكُمْ صَدَقَةً ۚ

اے ایمان والو! جب تم رسول (ﷺ) سے سرگوشی کرو تو اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ پیش کرو

ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾

یہ تمہارے لئے زیادہ اچھا اور بہت پاکیزہ ہے پھر اگر تم (صدقہ کے لئے کچھ) نہ پاؤ تو بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

ءَأَشْفَقْتُمْ أَن تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَىٰكُمْ صَدَقَٰتٍ ۚ فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ

کیا تم (اس حکم سے) گھبرا گئے کہ اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقات پیش کرو پس جب تم نے ایسا نہیں کیا اور اللہ نے تمہیں معاف فرمادیا

ع ۲ فَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَآتُوا الزَّكَوٰةَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٣﴾

تو نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اللہ تمہارے تمام اعمال سے اچھی طرح خبر دار ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِم ۚ

(اے نبی ﷺ!) کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو ایسی قوم سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ غضب ناک ہوا

مَّا هُم مِّنكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٤﴾

نہ وہ تم میں سے ہیں اور نہ ہی اُن میں سے اور وہ جانتے بوجھتے جھوٹی (باتوں) پر قسمیں کھاتے ہیں۔

أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ إِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾

اللہ نے اُن کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک بہت بُرے کام ہیں جو وہ کر رہے ہیں۔

اتَّخَذُوٓا أَيْمَٰنَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٦﴾

اُنہوں نے اپنی (جھوٹی) قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے پھر (دوسروں کو بھی) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں تو اُن کے لئے نہایت ذلّت والا عذاب ہے۔

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۷

اُن کے مال اور اُن کی اولاد اللہ کے (عذاب کے) مقابلہ میں ہرگز کچھ بھی کام نہ آئیں گے وہی اہل دوزخ ہیں وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ

جس دن اللہ اُن سب کو (زندہ کرکے) اٹھائے گا تو وہ اُس کے سامنے (بھی) ایسی قسمیں کھائیں گے جیسے وہ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝۱۸ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ

اور وہ گمان کریں گے کہ وہ کسی (اچھی) شے (دلیل) پر ہیں آگاہ ہو جاؤ! یقیناً وہ جھوٹے ہیں۔ شیطان نے ان پر غلبہ پالیا ہے

فَاَنْسٰـىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۹

تو اُس نے اُنہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا یہی لوگ شیطان کا گروہ ہیں آگاہ ہوجاؤ! بے شک شیطان کا گروہ ہی خسارہ اٹھانے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰۗىِٕكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۝۲۰

بے شک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کرتے ہیں وہی ذلیل ترین لوگوں میں سے ہیں۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۲۱

اللہ نے لکھ دیا ہے کہ بے شک میں اور میرے رسول ضرور غالب آئیں گے بے شک اللہ بڑا ہی قوت والا بہت غالب ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

(اے نبی ﷺ!) آپ نہیں پائیں گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر

يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ

کہ وہ اُن لوگوں سے دوستی کریں جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کی خواہ وہ اُن کے باپ ہوں یا اُن کے بیٹے یا اُن کے بھائی

اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ

یا اُن کے قریبی رشتہ دار یہی لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان نقش فرمادیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح (کے فیض) سے اُن کی مدد فرمائی ہے

وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

اور وہ انہیں ایسے باغات میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا

وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۲۲ ع ۳

اور وہ اس (اللہ) سے راضی ہوئے یہ اللہ کا گروہ ہے (لوگو!) آگاہ ہو جاؤ! بے شک اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہماری فریاد کو ضرور سنتا ہے بشرطیکہ ہم خلوص نیت سے اس کی بارگاہ میں فریاد کریں مزید یہ کہ ہمیں کسی اہم مسئلہ پر گفتگو کرنی ہو تو اس مسئلہ سے متعلقہ ذمہ دار افراد کے سامنے ہی اسے پیش کرنا چاہیئے جیسے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اپنا معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے رکھا۔ جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ہیں اور اہل ایمان کے تمام اُمور کے ذمہ دار اور امیر بھی۔ (سورۃ المجادلہ، آیت: ۱)

۲۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ بیوی کو ماں کہنے سے وہ حقیقی ماں کی طرح ہمیشہ کے لئے حرام نہیں ہو جاتی، البتہ ایسا کہنا گناہ کبیرہ اور جھوٹ ہے۔ (سورۃ المجادلہ، آیت: ۲)

۳۔ ظِہار کا کفارہ یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے صحبت کرنے سے پہلے ایک غلام آزاد کرے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو مسلسل دو مہینوں کے روزے رکھے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ (سورۃ المجادلہ، آیات: ۳، ۴)

۴۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت کرنے والے کفار سابقہ کفار کی طرح دنیا میں بھی ذلیل ہوں گے اور آخرت میں رُسوا کر دینے والے عذاب سے بھی دوچار ہوں گے۔ (سورۃ المجادلہ، آیت: ۵)

۵۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا علم ایسا وسیع ہے کہ وہ آسمانوں اور زمینوں کی ہر شے کا جاننے والا ہے، یہاں تک کہ وہ لوگوں کی تمام سرگوشیوں کے بارے میں بھی جانتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کے تمام اعمال ظاہر فرما دے گا اور اُن سے ان کا حساب لے گا۔ (سورۃ المجادلہ، آیات: ۶، ۷)

۶۔ انسان اعمال کر کے بھول جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ موت کے ساتھ یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا، اس کے عمل کو کوئی یاد رکھنے والا نہیں اور نہ اس کا کوئی حساب و کتاب ہو گا۔ ایسا ہرگز نہیں، بلکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمام انسانوں کو آخرت میں دوبارہ زندہ کرے گا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے لوگوں کی تمام باتوں کو محفوظ کر رکھا ہے۔ وہ لوگوں کے تمام اعمال ان کے سامنے پیش کرے گا جس کے بعد حساب و کتاب اور جزا و سزا کا عمل ہو گا۔ (سورۃ المجادلہ، آیت: ۷)

۷۔ گناہ، ظلم اور زیادتی کے اعمال بالخصوص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نافرمانی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین انسان کو جہنم میں لے جانے والی باتیں ہیں۔ اہل ایمان پر لازم ہے کہ جب بھی وہ سرگوشی کی کوئی بات کریں تو گناہ، سرکشی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نافرمانی کی بات نہ کریں بلکہ اگر کوئی سرگوشی کرنی بھی ہو تو نیکی اور پرہیزگاری ہی کے بارے میں کریں۔ (سورۃ المجادلہ، آیات: ۸، ۹)

۸۔ بُری سرگوشیاں شیطان کی طرف سے ہیں اور ان کا مقصد مسلمانوں کو خوف زدہ، ہراساں اور رنجیدہ کرنا ہے۔ لیکن ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نہ چاہے تو کفار، مشرکین اور منافقین کی یہ ساری بُری سرگوشیاں اور سازشیں ہمارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتیں۔ اس لئے ایسی باتوں سے ہمیں پریشان نہیں ہونا چاہیئے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر مکمل بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ (سورۃ المجادلہ، آیت: ۱۰)

۹۔ مجلس کے آداب پر عمل کرنے سے باہمی محبت بڑھتی ہے اور ایک دوسرے کا احترام بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس حوالہ سے کسی مجلس میں شرکت کے مسنون آداب کا لحاظ رکھنا چاہیئے اور انتظامیہ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے مجالس میں اپنے بھائیوں کے لئے کشادہ دلی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ (سورۃ المجادلہ، آیت: ۱۱)

۱۰۔ اللہ ﷻ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ وہ اُنہیں کسی مشقت میں نہیں ڈالتا، بلکہ ان کے لئے اپنے احکامات آسان فرماتا ہے۔ لہٰذا بندوں کو بھی چاہیئے کہ وہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے ہر حکم پر کاربند رہیں اور یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں کہ اللہ ﷻ ان کے ہر عمل سے پوری طرح باخبر ہے۔ (سورۃ المجادلہ، آیت:۱۳)

۱۱۔ اللہ ﷻ کے دشمنوں سے دوستی رکھنا، مسلمان ہونے کی جھوٹی قسمیں کھانا اور لوگوں کو اللہ ﷻ کی راہ سے روکنا منافقین کا طرزِ عمل ہے۔ منافقین دوغلے لوگ ہیں، نہ وہ مسلمانوں سے مخلص ہیں اور نہ ہی ان کے دشمنوں سے مخلص ہیں، بلکہ وہ جھوٹے اور مفاد پرست ہیں۔ یہ قسموں کو اپنی ڈھال بناتے ہیں، ان کے مال اور اولاد قیامت کے دن اُنہیں اللہ ﷻ کے غضب سے نہیں بچا سکیں گے اُن کے لئے رُسواکن عذاب تیار ہے جس میں وہ ہمیشہ جلتے رہیں گے۔ (سورۃ المجادلہ، آیات:۱۴ تا ۱۷)

۱۲۔ منافقانہ طرزِ عمل اختیار کرنے والے پر شیطان غلبہ پاکر اسے اللہ ﷻ کی یاد سے غافل کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ شیطان کے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے اور ہمیشہ کے لئے خسارے میں چلا جاتا ہے۔ (سورۃ المجادلہ، آیت:۱۹)

۱۳۔ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت اور دشمنی رکھنے والے کفار و منافقین ہی حزب الشیطان ہیں اور وہ ذلیل ہونے والے ہیں جب کہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ پر کامل ایمان رکھنے والے اور اپنا سب کچھ اس کی راہ میں قربان کرنے والے مومنین ہی حزبُ اللہ (اللہ ﷻ کی جماعت) ہیں اور وہی غالب رہنے والے ہیں۔ (سورۃ المجادلہ، آیات:۱۹ تا ۲۲)

۱۴۔ مخلص مومنین اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں سے دوستی نہیں رکھتے خواہ وہ ان کے باپ دادا، بیٹے، بھائی، یا کنبہ و خاندان والے ہی کیوں نہ ہوں یہی حزب اللہ ہیں اور یہی فلاح و نجات پانے والے ہیں۔ (سورۃ المجادلہ، آیت:۲۲)

۱۵۔ سورۃ المجادلہ کی آیات:۸ تا ۱۹ میں منافقین کی دس بڑی بُرائیاں بیان ہوئی ہیں: ۱۔ بُری سرگوشی کرنا۔ ۲۔ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرنا اور بات کرتے ہوئے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کے ادب و احترام اور اسلوبِ بیان کا لحاظ نہ رکھنا۔ (آیت:۸)۔ ۳۔ مجالس میں الگ مجمع لگا کر بیٹھنا۔ ۴۔ مجلس ختم ہونے کے بعد بھی اس مجلس کے اثرات زائل کرنے کے لئے بیٹھے رہنا۔ (آیت:۱۱)۔ ۵۔ بلاضرورت انفرادی ملاقات کے ذریعہ رسول اکرم ﷺ کا قیمتی وقت ضائع کرنا۔ (آیت:۱۲)۔ ۶۔ دین کے دشمنوں سے دوستی کرنا۔ ۷۔ جھوٹی باتوں پر قسمیں کھانا۔ (آیت:۱۴)۔ ۸۔ اللہ ﷻ کے راستہ سے روکنا۔ (آیت:۱۶)۔ ۹۔ جان و مال کو بچا بچا کر رکھنا۔ (آیت:۱۷)۔ ۱۰۔ اللہ ﷻ کی یاد سے غافل رہنا۔ (آیت:۱۹)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالوں کے جوابات تحریر کریں۔

۱۔ سورۃ المجادلہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

۲۔ سورۃ المجادلہ کا سورۃ الحدید سے کیا ربط ہے؟

۳۔ سورۃ المجادلہ کا شانِ نزول تحریر کریں۔

۴۔ سورۃ المجادلہ کا مرکزی مضمون کیا ہے؟

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کریں۔

(۱) اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ ـــــــــــــ کو ـــــــــــــ کی پشت سے مشابہت دینے سے وہ ـــــــــــــ نہیں بن جاتی بلکہ یہ کہنا بہت ہی بُری اور ـــــــــــــ بات ہے۔

(۲) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ـــــــــــــ کرتے ہیں وہ اسی طرح ـــــــــــــ ہوں گے جس طرح ان سے پہلے لوگ ـــــــــــــ ہوئے تھے۔

(۳) اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے منافقین اور یہود کی ـــــــــــــ سے پردہ اٹھایا ہے اور اُنہیں ـــــــــــــ کی وعید سنائی ہے۔

(۴) اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ بُری سرگوشی ـــــــــــــ کی طرف سے ہوتی ہے اور اس کا مقصد اہل ایمان کو ـــــــــــــ کرنا ہے، حالانکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اِذن کے بغیر وہ ـــــــــــــ نہیں کر سکتا۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ـــــــــــــ کرنے سے پہلے ـــــــــــــ دیا جائے۔

(۶) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے کہ منافقین نے اپنی قسموں کو ـــــــــــــ بنا رکھا ہے جس کی آڑ لے کر وہ ـــــــــــــ سے لوگوں کو روکتے ہیں لہٰذا اُن کے لئے ـــــــــــــ ہے۔

(۷) سچے ایمان والوں کی جزا بیان ہوئی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اُنہیں ـــــــــــــ میں داخل کرے گا جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان سے ـــــــــــــ ہے اور وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ـــــــــــــ ہیں۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

۱۔ آیات: ۱ تا ۴ میں ظِہار کا ذکر ہے اس سے کیا مراد ہے؟ نیز اس سے متعلق کیا احکام بیان ہوئے ہیں؟

۲۔ آیات: ۵ تا ۶ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالف کرنے والوں کا کیا انجام بیان کیا گیا ہے؟

۳۔ آیات: ۷ تا ۱۰ کی روشنی میں درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

۱۔ نجویٰ سے کیا مراد ہے؟

۲۔ منافقین کس قسم کا نجویٰ کرتے ہیں؟

۳۔ اہل ایمان کو کون سے نجویٰ سے منع کیا گیا ہے؟

۴۔ اہل ایمان کو کس قسم کے نجویٰ کی اجازت دی گئی ہے؟

۵۔ نجویٰ میں شیطان کا کیا کردار ہے؟

۶۔ کیا شیطان کسی کو اپنے اختیار سے کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے؟

۴۔ آیات: ۱۱تا ۱۳ میں مجلس کے کون سے آداب بیان ہوئے ہیں؟

۵۔ آیات: ۱۴تا ۲۲ میں منافقین پر کس طرح گرفت کی گئی ہے؟

۶۔ آیات: ۱۴تا ۲۲ میں اللہ ﷻ نے اہلِ ایمان کو کیا بشارت دی ہے؟

۷۔ آیات: ۱۴تا ۲۲ میں کی روشنی میں حزب اللہ اور حزب الشیطان کا موازنہ کریں۔

سوال ۴ قرآنِ حکیم و احادیث مبارکہ سے رہنمائی لیتے ہوئے حصولِ علم اور درس گاہ کے آداب تحریر کیجیے۔

گھریلو سرگرمی

❁ سورۃ المجادلہ میں ظہار کے مسئلہ کے حوالہ سے ایک واقعہ اور اس مسئلہ کے بارے میں رہنمائی کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ سورۃ المجادلہ کی روشنی میں مندرجہ ذیل باتوں کی وضاحت فرمائیں:

۱۔ مجادلہ کے معنی کیا ہیں؟

۲۔ ایک خاتون کس سے مجادلہ کر رہی تھیں؟

۳۔ اس مجادلہ کو کون سن رہا تھا؟

۴۔ "ظہار" سے کیا مراد ہے؟

۵۔ کیا بیوی سے ظہار کرنے سے وہ ماں کی طرح ہو جاتی ہے؟

۶۔ ظہار کرنا کیسا ہے؟

۷۔ ظہار کے کفارہ کی تین صورتیں کیا ہیں؟

❁ مسلمانوں کی اجتماعیت میں بے چینی اور انتشار پیدا کرنے کے لئے خفیہ سرگوشیوں اور غیبت کرنے کو نجویٰ کہتے ہیں۔ سورۃ المجادلہ کی روشنی میں تحریر کریں کہ نجویٰ کے بارے میں اللہ ﷻ نے کس طرح متنبہ فرمایا ہے؟ نیز بیان کریں کہ منافقین آپس میں کن امور پر نجویٰ کرتے تھے؟ مزید برآں تحقیق کر کے نجویٰ کی جائز صورتیں تحریر کیجیے؟

❁ سورۃ المجادلہ میں حزب الشیطان میں سے منافقین کی دس برائیاں بیان کی گئی ہیں۔ ایک جدول میں ان برائیوں کا ذکر کریں۔ نیز یہ بھی تحریر کہ ان برائیوں سے بچنے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ مزید برآں سورۃ المجادلہ کی آخری آیت کی روشنی میں تحریر کریں کہ حزب اللہ کے افراد کی کیا صفت بیان فرمائی گئی ہے؟ نیز حزب اللہ کے افراد کا دنیاوی اور اخروی انجام کیا ہوگا؟

دستخط استاد مع تاریخ: ____________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق: ۳۵

سُوْرَةُ الْحَشْر

وجہ تسمیہ اور تعارف

اس سورت کا نام اس کی دوسری آیت میں موجود الفاظ "لِاَوَّلِ الْحَشْرِ" سے ماخوذ ہے۔ "حَشْر" کے معنٰی ہے منتشر افراد کو اکٹھا کرنا یا بکھرے ہوئے افراد کو کسی جگہ سے نکالنے یا جلاوطن کرنے کے لئے اکٹھا کرنا۔ اسی وجہ سے اس سورت کا نام "سورۃ الحشر" رکھا گیا ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام "سورۃ بنی نضیر" بھی ہے کیونکہ اس سورت میں یہود کے قبیلہ بنو نضیر کا ذکر ہے کہ ان کے تمام افراد کو ان کے گھروں سے نکال کر ذلّت و رُسوائی کے ساتھ مدینہ منورہ سے اکٹھے جلاوطن کر دیا گیا۔ حضرت سعید بن جُبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے سورۃ التوبہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ سورۃ التوبہ تو (کافروں اور منافقوں کو) ذلیل کرنے والی ہے، اس سورت میں برابر یہی اترتا رہا کہ "اور ان میں سے (بعض لوگ ایسے ایسے ہیں)" "اور ان میں سے (بعض لوگ ایسے ایسے ہیں)" یہاں تک کہ (منافق) لوگ سمجھے کہ کوئی باقی نہ رہے گا جس کا ذکر اس سورت میں نہ کیا جائے گا۔ میں نے پوچھا کہ سورۃ الانفال؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ سورت تو بدر کی لڑائی کے بارے میں ہے (اس میں مالِ غنیمت کے احکام مذکور ہیں)۔ میں نے کہا کہ سورۃ الحشر؟ انہوں نے فرمایا کہ اس کو "سُوْرَةُ النَّضِيْرِ" کہو۔ کیونکہ وہ بنو نضیر (کے انجام) کے بارے میں نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری)

ربطِ سورت

گزشتہ سورت "سورۃ المجادلہ" میں یہ بیان تھا کہ جو لوگ اللہ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اور اس کے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کی مخالفت کر رہے ہیں وہ بالآخر ذلیل و خوار ہو کر رہیں گے نیز غلبہ تو اللہ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اور اس کے رسولوں اور ان کی سچی پیروی کرنے والوں کے لئے ہے۔ سورۃ الحشر میں اس دعویٰ کے اثبات کے لئے واقعاتی شواہد پیش کیئے گئے ہیں کہ اللہ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی نے بنو نضیر کو شکست دی اور مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ جن دشمنوں کو ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا، اللہ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی نے کس طرح ان کے دلوں میں اہل ایمان کا رعب ڈال دیا کہ یہ لوگ خود اپنے ہاتھوں اپنے گھروں کو اُجاڑ کر جلاوطنی کی زندگی اختیار کرنے پر مجبور ہوئے اور ان کے حامیوں میں سے کوئی ان کا ساتھ دینے والا نہ ہوا۔

گزشتہ سورت میں منافقین کی بُری عادات اور باطنی خباثتوں کا ذکر تھا۔ اس سورت میں یہود کی خباثتوں اور خرابیوں کے ساتھ ساتھ منافقین کی طرف سے اُنہیں جھوٹی تسلیوں اور ان کے نتائج کا ذکر ہے۔

سورۃ المجادلہ میں اللہ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اور اس کے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کی نافرمانی اور مخالفت پر شدید وعید بیان کی گئی جب کہ اس سورت میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کی غیر مشروط اطاعت کی تاکید کی گئی ہے اور اس سے روگردانی پر سخت تنبیہ کی گئی ہے۔

زمانۂ نزول اور پس منظر

یہ سورت ۴ ؁ھ میں مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اس میں غزوۂ بنی نضیر کا ذکر ہے۔ جو یہود کا ایک قبیلہ ہے یہ فلسطین کے باشندے تھے۔ یہودیوں کے چند قبائل جن میں بنو قینقاع، بنو نضیر، بنو قریظہ شامل تھے۔ یہ لوگ ۱۳۲ ؁ عیسوی میں یہود کے بہت سے قبائل رومیوں (نصاریٰ) کے مظالم سے تنگ آکر فلسطین سے بھاگ کر حجاز (یثرب) کے قرب و جوار میں آکر آباد ہوئے۔ بنو نضیر مدینہ منورہ میں قباء کے قریب مشرقی جانب آکر آباد

ہو گئے تھے۔ اُس وقت مدینہ طیّبہ میں عرب قبائل میں سے بنو اَوس اور بنو خزرج ممتاز قبائل تھے۔ اسی طرح یہود قبائل میں سے بنو نضیر اور بنو قریظہ زیادہ ممتاز تھے، کیونکہ وہ کاہنوں (Priests) کے طبقہ میں سے تھے، اُنہیں یہودیوں میں عالی نسب مانا جاتا تھا۔ رفتارِ زمانہ کے ساتھ یہ دونوں یہودی قبائل بنو نضیر اور بنو قریظہ بنو اَوس کے حلیف بن گئے اور بنو خزرج کی باہمی لڑائیوں میں بنو اَوس کا ساتھ دیتے رہے۔

جب نبی کریم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دونوں عرب قبائل بنو اَوس اور بنو خزرج کو مہاجرین مکہ مکرمہ کے ساتھ ملا کر ایک بِرادری اور وحدت قائم کی جو "مؤاخات" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ یہود کے قبائل سے واضح شرائط پر امن کی صلح اور مدینہ منورہ کے دفاع کا ایک متحدہ معاہدہ "میثاقِ مدینہ" طے کیا۔ لیکن یہود نے اس معاہدہ کی پابندی نہیں کی، اسلام اور مسلمانوں کی روز بروز بڑھتی ہوئی طاقت نے ان کے دلوں میں حسد کی آگ بڑھادی، انہوں نے نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے ہر ناپاک چال چلنا شروع کر دی۔ یہاں تک کہ یہود قبائل میں سے بنو نضیر نے رسول کریم ﷺ کو شہید کرنے سازش کی۔ آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ اس کا بروقت علم ہو گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ وہاں سے فوراً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ واپس آ گئے، آپ ﷺ نے بنو نضیر کو اس غداری اور عہد شکنی پر تنبیہ کرتے ہوئے دس دن کے اندر اندر مدینہ منورہ سے نکلنے کی مہلت دی۔

لیکن جب یہود نے لڑائی کی ٹھان لی تو مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا جو چند دن جاری رہا۔ بنو نضیر کو یہ گھمنڈ تھا کہ یہودی اور عرب قبائل کی مدد سے وہ مسلمانوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ لیکن آخر کار خدائی طاقت کے سامنے بہت جلد ان کو ہتھیار ڈال کر اپنی ہار مانتے ہوئے اپنی بستی کو چھوڑنا پڑا اور اُن میں بعض ملک شام اور بعض خیبر کی طرف نکل گئے۔ ان کے چھوڑے ہوئے اموال و اسباب نبی کریم ﷺ کے تصرف میں آ گئے، آپ ﷺ نے جسے جو چاہا عطا کر دیا۔ سورۃ الحشر بنو نضیر کی اسی جلاوطنی کے واقعہ کے پس منظر میں نازل ہوئی۔ اس میں غزوۂ بنی نضیر کی بنیادی وجوہات کو بیان کیا گیا۔ تمام تر وسائل کے باوجود ان کی ذلّت آمیز جلاوطنی ہوئی اور رہتی دنیا تک اُنہیں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت و توہین اور آپ ﷺ کے خلاف سازش کرنے پر نشانِ عبرت بنا دیا گیا۔

بعض آیات کا شانِ نزول

احادیثِ مبارکہ میں سورۃ الحشر کی بعض مخصوص آیات کا شانِ نزول یہ بیان ہوا ہے:

جب حضور اکرم خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے بنو نضیر کا محاصرہ کیا تو وہ اپنے قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے، تو آپ ﷺ نے ان کے کھجور کے درختوں کو کاٹنے کا حکم دیا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب مسلمانوں کو بنو نضیر کے درخت کاٹنے کا حکم دیا گیا تو ان کے دلوں میں اس سے کچھ تردّد اور بے چینی کی کیفیت پیدا ہوئی۔ مسلمانوں نے کہا: ہم نے بعض درخت کاٹ دیئے ہیں اور بعض چھوڑ دیئے ہیں۔ اس کے بارے میں ہم رسول اللہ ﷺ سے لازماً پوچھیں گے کہ کیا جو درخت ہم نے کاٹے ہیں اس پر ہمیں اجر ملے گا؟ اور کیا جو درخت ہم نے چھوڑ دیئے ہیں اس پر ہمیں کوئی گناہ ہو گا؟ تو اللہ ﷻ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

> مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (سورۃ الحشر ۵۹، آیت:۵)
>
> "تم نے کھجور کے جو درخت کاٹے یا انہیں اپنی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا تو یہ (سب) اللہ کے حکم سے تھا۔" (جامع ترمذی، سنن نسائی)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں فاقہ سے ہوں۔ حضور اکرم خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ کے پاس کھانے کے لئے بھیجا، لیکن ان کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا کوئی شخص ایسا نہیں جو آج رات اس مہمان کی ضیافت کرے؟ اللہ ﷻ اس پر رحم فرمائے گا۔" اس پر ایک انصاری صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ آج میرے مہمان ہیں۔ پھر وہ اُنہیں اپنے ساتھ گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں، کوئی چیز ان سے بچا کے نہ رکھنا۔ بیوی نے کہا: اللہ ﷻ کی قسم میرے پاس اس وقت بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ انصاری صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے کہا: اگر بچے کھانا مانگیں تو اُنہیں بہلا کر سُلا دو اور تم یہ چراغ بھی ٹھیک کرنے کے بہانے بُجھا دینا۔ آج رات ہم بھوکے ہی رہ لیں گے (تاکہ مہمان پیٹ بھر کر کھانا کھائے) بیوی نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ انصاری صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ ﷻ نے فلاں (انصاری صحابی) اور ان کی بیوی (کے عمل) کو پسند فرمایا۔" پھر اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل کی۔

> وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔ (سورۃ الحشر ۵۹، آیت:۹)
>
> "اور وہ اپنے آپ پر (اُنہیں) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود اُنہیں شدید حاجت ہو۔" (صحیح بخاری)

مرکزی مضمون

اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کے لئے بنو نضیر کے رُسوا کن انجام سے عبرت، رسول اللہ ﷺ کی کامل اطاعت کی تاکید، انصار و مہاجرین کی عظمت اور منافقین کی گرفت۔

اہم مضامین پر ایک نظر

بنو نضیر کی ذلّت آمیز جلاوطنی کا ذکر کرکے لوگوں کو ان کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کی تلقین کی گئی ہے کہ ایک ایسی بستی جس کی مضبوط حیثیت کو دیکھتے ہوئے کوئی یہ گمان نہیں کر سکتا تھا کہ یہ بستی والے کبھی یہاں سے نکلنے پر مجبور کیئے جاسکتے ہیں، لیکن جب انہوں نے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی اور ان سے جنگ کرنے کی ٹھان لی تو آخر کار وہ انتہائی بُرے انجام سے دوچار ہوئے۔

جنگی ہدایات کے بارے میں ذکر ہے کہ دورانِ جنگ جنگی ضرورت کے پیشِ نظر دشمن کے علاقہ میں درخت کاٹنے یا جلانے جیسی کوئی کاروائی کی جائے، تو وہ زمین میں فساد کرنے کے زُمرے میں نہیں آتی جیسا کہ عموماً ایسا کرنا زمین پر فساد اور خرابی پیدا کرنے کے مفہوم میں آتا ہے۔ اگر کفار کی کسی بستی یا ملک کی جائیدادیں اور دیگر مال و اسباب بغیر کسی قتال کے محض اللہ ﷻ کے فضل سے مسلمانوں کے ہاتھ آئیں یہ "مالِ فَے" کہلاتا ہے۔ ان کے بارے میں احکام بیان کیئے گئے ہیں۔ بنو نضیر کے واقعہ کے تناظر میں منافقین کے رویہ اور بُری خصلتوں پر تنبیہ کی گئی ہے۔ ان اسباب اور محرکات کی نشاندہی کی گئی ہے جو ان کے اس رویہ کے پیچھے کار فرما تھے۔ گردشِ دولت کا اصول ذکر کیا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی کامل اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، جن چیزوں سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے ان سے رُکنے کی تاکید فرمائی گئی ہے، مہاجرین اور انصار کی تحسین اور منافقین کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

اہلِ ایمان کو خود احتسابی اور تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ فاسقین کا مذموم طرزِ عمل بیان ہوا، مخلص اہلِ ایمان اور قرآنِ مجید کی عظمت کا بھی ذکر ہے۔ اللہ ﷻ کی شانِ قدرت، عظمت اور صفاتِ عالیہ بیان کی گئی ہیں۔

سُوْرَۃُ الْحَشْر (آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ)

آیات: ۱ تا ۷
- تسبیح و تقدیس باری تعالیٰ
- بنو نضیر کی ذلّت آمیز جلاوطنی کا حال
- مالِ فَے اور ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے احکام

آیات: ۸ تا ۱۰
- مہاجرین اور انصار کے فضائل و مناقب
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد آنے والے مومنین کی فضیلت

آیات: ۱۱ تا ۱۷
- غزوۂ بنی نضیر میں منافقین کے بُرے کردار پر گرفت
- منافقین اور یہود کا خود غرضی کا تعلق

آیات: ۱۸ تا ۲۱
- اہل ایمان کو فسق سے بچنے اور خشیتِ الٰہی اختیار کرنے کی تاکید
- قرآنِ مجید کی عظمت

آیات: ۲۲ تا ۲۴
- اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اسماء الحسنٰی اور اس کی صفات کا بیان

سبق:۳۶

غزوۂ بنی نضیر

مدینہ منورہ کے یہودی قبائل کا تعارف

یہود کے تین قبیلے بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ مدینہ کے اطراف میں آباد تھے۔ انہوں نے مضبوط بُرج اور قلعے بنائے ہوئے تھے۔ ہجرتِ مدینہ سے قبل یہود کو وہاں کے مشرک قبائل بنو اَوس اور بنو خزرج پر مذہبی، معاشی اور سیاسی برتری حاصل تھی۔ یہود سماجی، معاشی اور سیاسی اعتبار سے ایک باشعور قوم تھی۔ انہوں نے صنعت و تجارت اور معاشرت و معیشت پر اپنی گرفت مضبوط کر رکھی تھی۔ ان کی حریف قوم اَوس اور خَزرَج دو قبیلوں میں منقسم تھی۔ چونکہ یہ دونوں قبیلے جنگجو فطرت کے حامل تھے اور ان کی متحدہ قوت کسی وقت بھی یہود کے لئے خطرہ بن سکتی تھی۔ اس لئے یہود کی قوت اور سیاسی و سماجی حیثیت کی بقا، تحفظ اور تسلسل اس صورت میں ممکن تھا کہ اَوس و خزرَج کسی طور بھی متحد نہ ہوں اور وہ باہمی انتشار و افتراق کا شکار رہیں۔ اس لئے یہود ان میں سازشیں کرتے رہتے تھے۔ ان کی سازشوں کا نتیجہ یہ تھا کہ اَوس اور خَزرَج باہمی نفاق اور افتراق کا شکار رہتے اور کبھی متحد نہ ہو سکے تھے۔ اسی وجہ سے وہ معاشی اور معاشرتی طور پر مدینہ منورہ کے معاشرہ میں پسماندہ تھے۔ مگر جب حضور اکرم خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو بنو اَوس اور بنو خزرج مسلمان ہو گئے اور مجموعی طور پر حضور ﷺ اور مسلمانوں کو مدینہ منورہ میں سربراہی اور برتری حاصل ہو گئی۔ حضور ﷺ نے ہجرت کے پہلے ہی سال یہود کے تمام قبائل کے ساتھ "میثاقِ مدینہ" کے نام سے امن اور صلح کا معاہدہ کیا۔ لیکن ۲ ہجری میں بنو قینقاع نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی جس کے نتیجہ میں اُنہیں مدینہ طیّبہ سے جلاوطن کر دیا گیا۔ ۴ ہجری میں بنو نضیر نے حضور ﷺ کو شہید کرنے کی سازش کی (معاذ اللہ) جس کے نتیجہ میں ان کے خلاف غزوۂ بنی نضیر پیش آیا اور اُنہیں بھی مدینہ منورہ سے جلاوطن کر دیا گیا۔ ۵ ہجری میں غزوۂ احزاب کے دوران بنو قریظہ نے حضور ﷺ سے غداری کی جس کی وجہ سے ان کے خلاف غزوۂ بنی قریظہ ہوا۔ اس طرح یہود کی اپنی بدعہدی اور بُرے کرتوتوں کی بنا پر ان کے پہلے دو قبائل مدینہ منورہ سے نکالے گئے اور تیسرے یعنی بنو قریظہ کے بالغ مرد قتل کر دیئے گئے اور بچوں اور عورتوں کو ان کی اپنی شریعت کے مطابق غلام بنایا گیا۔

حضور اکرم ﷺ کا بنو نضیر کے ساتھ معاہدہ

یکم ہجری میں حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں آباد بنو نضیر قبیلہ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جسے "میثاقِ مدینہ" کہتے ہیں۔ اس میں یہ طے ہوا کہ یہود اور مسلمانوں کے تعلقات خیر خواہی کی بنیاد پر ہوں گے۔ مدینہ طیّبہ پر حملہ کی صورت میں سب باہم تعاون کریں گے اور جب تک جنگ برپا رہے گی تمام یہود بھی مسلمانوں کے ساتھ اس کے اخراجات برداشت کریں گے۔ مسلمانوں اور یہود سب پر مدینہ طیّبہ میں ہنگامہ آرائی، مار دھاڑ اور قتل و غارت کرنا حرام ہو گا۔ جھگڑے اور اختلافات کی صورت میں حضور ﷺ کا فیصلہ حتمی ہو گا۔ اس معاہدہ پر سب نے متفقہ طور پر رضامندی ظاہر کی۔

بنو نضیر کی اسلام دشمنی

بنو نضیر کے یہود حضور اکرم خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں سے حسد کرتے تھے۔ ان کے دلوں میں اسلام کے خلاف بُغض اور عداوت تھی۔ مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کے باوجود وہ مسلمانوں کو اذیّت دینے کے لئے طرح طرح کے حیلے، سازشیں اور چالیں اختیار کرتے تھے۔ غزوۂ اُحد کے بعد بنو نضیر نے کھلم کھلا عداوت و بدعہدی کا اظہار کیا۔ انہوں نے منافقین اور کفارِ مکہ سے پس پردہ سازباز کی اور مسلمانوں کے

خلاف کفارِ مکہ کی حمایت اور مدد کی۔ حضور ﷺ نے سب کچھ جانتے ہوئے صبر سے کام لیا۔ مگر وقت کے ساتھ ساتھ یہود کی جرأت وجسارت حد سے بڑھ گئی اور انہوں نے حضور ﷺ کے خلاف ایک بہت بڑا سازشی منصوبہ بنالیا۔

حضورِ اکرم خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بنو نضیر کے محلہ میں تشریف آوری

ایک مرتبہ قبیلہ بنو عامر کے دو مقتولین کا خون بہا ادا کرنے کا معاملہ پیش آیا۔ چونکہ یہ خون بہا سب نے مل کر ادا کرنا تھا اس لئے مسلمانوں سے حصہ لیا گیا۔ بنو نضیر کے ساتھ کیئے جانے والے معاہدہ کی رو سے ایک حصہ ان پر بھی ادا کرنا لازم تھا۔ لہٰذا اس کے مطالبہ کے لئے حضور اکرم ﷺ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے۔

بنو نضیر کی حضور ﷺ کو شہید کرنے کی سازش

جب حضور ﷺ بنو نضیر کے ہاں پہنچے تو انہوں نے کہا کہ آپ (ﷺ) یہاں تشریف رکھیئے ہم آپ (ﷺ) کا حکم پورا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ ان کے ایک گھر کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور ان کے وعدہ کی تکمیل کا انتظار کرنے لگے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔

درپردہ بنو نضیر نے سیدِ عالم حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کی سازش تیار کر رکھی تھی (معاذاللہ)۔ ان کا ارادہ یہ تھا کہ ایک شخص چپکے سے چھت پر چڑھ کر حضور ﷺ پر پتھر گرادے۔ ایک یہودی عمرو بن جحاش چھت پر چڑھ گیا اور وہ آپ ﷺ پر ایک بھاری پتھر گرانا چاہتا تھا۔

حضور ﷺ کو سازش کی اطلاع

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بذریعہ وحی حضور ﷺ کو یہود کی اس سازش کے بارے میں مطلع فرمادیا۔ آپ ﷺ وہاں سے فوراً اُٹھے اور مدینہ منورہ کی طرف واپس تشریف لے آئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ سے جلدی چلے آنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے بنو نضیر کی سازش کے بارے میں مطلع فرمایا۔

بنو نضیر کی عہد شکنی اور غداری

میثاقِ مدینہ کی صورت میں بنو نضیر کا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ صلح اور امن کا معاہدہ تھا۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے حضور ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا۔ یہ بنو نضیر کی طرف سے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھلی عہد شکنی اور غداری تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ کا بنو نضیر کو پیغام

رسول اللہ ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو یہود کی طرف پیغام دے کر بھیجا کہ تم نے غداری کی ہے لہٰذا اب تم ہمارے ساتھ مدینہ طیّبہ میں نہیں رہ سکتے۔ تمہیں دس روز کی مہلت دی جاتی ہے تم جہاں چاہو چلے جاؤ لیکن اس مدت کے بعد جو شخص یہاں نظر آئے گا اس کی گردن اڑادی جائے گی۔

منافقین کے بنو نضیر سے جھوٹے وعدے

نبی کریم ﷺ کی طرف سے اس فیصلہ کے بعد بنو نضیر نے جلاوطنی قبول کرلی اور مدینہ منورہ چھوڑنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ مگر منافقین کے سردار عبد اللہ بن اُبَی نے بنو نضیر کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ تم اپنی جگہ پر ڈٹ جاؤ اور گھر بار چھوڑ کر ہرگز کہیں نہ جاؤ، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اس

نے کہا کہ میرے پاس دو ہزار جنگجو افراد موجود ہیں جو تمہارے ساتھ تمہارے قلعہ میں داخل ہو کر تمہاری حفاظت میں جان دے دیں گے۔ اگر جنگ کی نوبت آئی تو ہم تمہارے ساتھ مل کر مسلمانوں سے جنگ کریں گے اور اگر تمہیں مدینہ منورہ سے نکالا ہی گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور تمہارے بارے میں کسی سے ہرگز نہیں دبیں گے۔ اس کے علاوہ بنو قریظہ اور بنو غطفان بھی تمہاری مدد کریں گے۔

بنو نضیر کا آپ ﷺ کے پیغام کو ماننے سے انکار

بنو نضیر نہایت مضبوط قلعوں میں پناہ گزین تھے، جن کا فتح کرنا بظاہر آسان نہ تھا۔ عبد اللہ بن ابی کا پیغام سن کر اُنہیں مدد کا ایک اشارہ اور سہارا سا مل گیا اور انہوں نے طے کر لیا کہ جلاوطن ہونے کے بجائے مقابلہ کیا جائے۔ ان کے سردار حیی بن اخطب کو توقع تھی کہ عبد اللہ بن ابی نے جو کچھ کہا ہے وہ اُسے پورا کرے گا اس لئے اس نے نبی کریم ﷺ کے پاس جوابی پیغام بھیج دیا کہ ہم یہاں سے نہیں نکلیں گے آپ جو چاہیں کر لیں۔

حضورِ اکرم ﷺ کا بنو نضیر کے خلاف جنگ کی تیاری کا حکم

بنو نضیر نے حضور اکرم ﷺ کو شہید کرنے کی سازش کر کے خود ہی معاہدہ توڑ دیا۔ چنانچہ اس عہد شکنی کے نتیجہ میں اُنہیں جو پیغام بھیجا گیا اسے بھی انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ اس بنا پر اب ضروری تھا کہ ان کے خلاف کوئی حتمی اَقدام کیا جائے۔ لہٰذا حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بنو نضیر سے جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا۔

بنو نضیر کا محاصرہ

حضور ﷺ نے مدینہ طیّبہ کا انتظام حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو سونپا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بنو نضیر کے علاقہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں عَلَم (جھنڈا) تھا۔ حضور ﷺ اور مسلمانوں نے بنو نضیر کے علاقہ میں پہنچ کر ان کا محاصرہ کر لیا۔ دوسری طرف بنو نضیر نے اپنے قلعوں میں پناہ لی اور قلعہ بند رہ کر چار دیواری سے تیر اور پتھر برساتے رہے۔

منافقین اور یہود کا باہمی تعلق اور منافقین کا بنو نضیر کی مدد نہ کرنا

یہود اور منافقین بظاہر ایک دوسرے کے حلیف و مددگار تھے لیکن دونوں گروہ دلی طور پر ایک دوسرے سے کوسوں دور تھے۔ منافقین نے بنو نضیر کو بڑی تسلیاں دی تھیں اور اُنہیں مدد کی بھرپور یقین دہانی کرائی تھی۔ اب بنو نضیر منافقین کی مدد کا انتظار کر رہے تھے مگر منافقین میں سے کوئی بھی یہود کی مدد کے لئے نہ آیا۔ دراصل منافقین اپنے وعدہ میں جھوٹے تھے۔ انہوں نے صرف زبانی وعدہ کیا تھا حقیقتاً اپنی بُزدلی اور کم ہمتی کی وجہ سے وہ لشکرِ اسلام کا سامنا نہیں کر سکتے تھے۔ یہود اس معاملہ میں منافقین سے دھوکہ کھا گئے۔ چنانچہ جب حقائق سامنے آئے اور یہود کا محاصرہ کر لیا گیا تو منافقین نے ان سے الگ ہو کر اُنہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بے پناہ احسانات و انعامات دیکھنے کے باوجود سچے دل سے اسلام کے نہ ہو سکے وہ کسی اور کے کیا ہوتے؟

بنو نضیر کے بعض درخت کاٹنے کا حکم

بنو نضیر کے قلعوں کے گرد کھجور کے باغات تھے۔ درختوں کے یہ جھنڈ مسلمانوں کے حملہ میں رکاوٹ تھے اور بنو نضیر کے لئے حفاظت کا کام دے رہے تھے نیز وہ ان درختوں میں چھپ کر مسلمانوں پر حملہ بھی کر سکتے تھے اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے جنگی حکمت عملی کے تحت ان میں سے

بعض درخت کاٹنے کا حکم دیا۔ لہٰذا مسلمانوں نے کچھ درخت کاٹ دیئے۔ ان درختوں کے کاٹنے سے مسلمانوں کے لئے محاصرہ میں آسانی ہوگئی۔ دوسری طرف جب یہود نے اپنے کھجوروں کے درخت کٹتے ہوئے دیکھے تو ان کے حوصلے بھی پست ہوگئے۔

بنو نضیر کی طرف سے جلاوطنی کی درخواست

صرف ۱۵ دن تک ہی یہ محاصرہ جاری رہنے سے ساری صورتِ حال بدل گئی۔ منافقین اور بنو غطفان میں سے کوئی بھی بنو نضیر کی مدد کے لئے نہ آیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بنو نضیر کے دلوں میں اہل ایمان کا رعب ڈال دیا۔ ان کے حوصلے ٹوٹ گئے اور وہ ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہوگئے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ ہم مدینہ منورہ سے نکلنے کے لئے تیار ہیں آپ ﷺ ہمیں پُرامن جلاوطنی کا موقع دیں۔

جلاوطنی کی شرط

رسول اللہ ﷺ نے جلاوطنی کے لئے بنو نضیر کی درخواست منظور کرلی اور اُنہیں یہ بھی اجازت دے دی کہ ہتھیاروں کے سوا باقی جتنا سازوسامان وہ اُونٹوں پر لاد سکتے ہوں سب لے کر بال بچوں سمیت یہاں سے نکل جائیں۔

بنو نضیر کی اپنے ہاتھوں سے اپنی تباہی اور جلاوطنی

جلاوطنی کے فیصلہ کے نتیجہ میں بنو نضیر اپنا سامان اونٹوں پر لادنے لگے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں اور مکانات کی توڑ پھوڑ کی تاکہ دروازے، کھڑکیاں اور زیادہ سے زیادہ سامان لاد کرلے جائیں چنانچہ جتنا سامان وہ لاد سکتے تھے انہوں نے اونٹوں پر لاد لیا اور جو کچھ باقی بچا اسے اپنے ہاتھوں سے خراب کردیا تاکہ مسلمان اس سے استفادہ نہ کرسکیں۔ اس طرح انہوں نے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے گھروں کو تباہ کردیا۔ بیشتر یہود خیبر کے علاقہ کی طرف جبکہ بعض یہود شام کی طرف چلے گئے۔ بنو نضیر میں سے دو آدمیوں یامین بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابو سعد بن وہب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا لہٰذا یہ دونوں مسلمانوں کے ساتھ مدینہ طیّبہ میں ہی رہے اور ان کے اموال بھی ان کے پاس ہی رہے۔

بنو نضیر سے حاصل ہونے والا مالِ فَے

مالِ فَے اُس مال کو کہتے ہیں جو دشمن سے بغیر جہاد و قتال کے حاصل ہو، خواہ اس طرح کہ وہ اپنا مال چھوڑ کر بھاگ جائے یا رضامندی سے بصورتِ جزیہ وخراج وغیرہ ان سے حاصل ہو۔ اس مالِ فَے میں تصرف کا حق اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے۔ اسے معمول کے مطابق مالِ غنیمت کی طرح عام مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا جاتا۔ بنو نضیر سے چونکہ جنگ نہیں ہوئی تھی اس لئے ان کے چھوڑے ہوئے اموال کو مالِ فَے قرار دیا گیا اور ان کے چلے جانے کے بعد ان کے ہتھیار، اموال، باغات، زمینیں اور مکانات مالِ فَے تھے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو نضیر کے باغات وغیرہ ان اموال میں سے تھے جن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بغیر قتال کے دے دیا تھا۔ مسلمانوں نے ان کے حاصل کرنے کے لئے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تو یہ اموال خاص طور سے رسول اللہ ﷺ ہی کے تھے جن میں سے آپ ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ کو سالانہ نفقہ کے طور پر بھی دے دیتے تھے اور باقی ہتھیار اور گھوڑوں پر خرچ کرتے تھے تاکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے راستہ میں (جہاد کے لئے) ہر وقت تیاری رہے۔ (صحیح بخاری)

مالِ فَے کی تقسیم

بنو نضیر کے یہ اموال مالِ فَے ہونے کی وجہ سے خاص طور پر حضور نبی کریم ﷺ کا حق تھا۔ آپ ﷺ کو یہ اختیار تھا کہ آپ ﷺ اسے اپنے لئے محفوظ رکھیں یا جسے چاہیں عطا فرمائیں۔

غزوۂ بنی نضیر کے ضمن میں اصولی ہدایات اور اسباق

۱۔ عروج و زوال اور فتح و شکست اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ بنو نضیر کے پاس بہترین مادی وسائل تھے لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا اس قدر رعب ڈال دیا کہ ان کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ اپنے گھر خود ویران کر کے نکل گئے۔

۲۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے اس کی مدد ضرور حاصل ہوتی ہے لہٰذا اگر اسی پر اعتماد کرتے ہوئے اس کے احکام پر عمل کیا جائے تو فتح مسلمانوں کو ہی نصیب ہو گی۔

۳۔ جنگی ضرورت و حکمت عملی کے تحت دشمن کے درخت وغیرہ کاٹے جا سکتے ہیں۔ غزوۂ بنو نضیر میں حضور ﷺ نے اپنی فراست و بصیرت کے مطابق جنگی حکمت عملی کے طور پر بنو نضیر کے درخت کاٹنے کا جو حکم دیا تھا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسی کو قائم رکھا اور اسے اپنا حکم اور فیصلہ قرار دیا۔

۴۔ ”مالِ فَے“ میں تصرف کا حق اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے پاس ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی حکومت کے سربراہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ مصلحت کے پیشِ نظر اِسے جہاں چاہے خرچ کرے۔ چاہے تو غریبوں پر خرچ کرے یا رفاہِ عامہ کے کاموں پر یا پھر دفاع کے لئے خرچ کرے۔

۵۔ منافقین جھوٹے وعدے کرتے ہیں۔ جیسا کہ منافقین کے سردار عبد اللہ بن ابی نے بنو نضیر سے جھوٹے وعدے کیئے اور وقت آنے پر ان کا ساتھ نہ دیا۔

۶۔ منافقین اور یہود ظاہری طور پر ایک دوسرے کے ساتھی نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار اور بُزدل ہوتے ہیں۔

۷۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کا انجام بہت بُرا ہے۔ بنو نضیر نے حضور اکرم خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کی سازش کی (معاذ اللہ)، جس کے نتیجہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اُنہیں جلا وطن کر دیا اور وہ ذلیل و رُسوا ہوئے۔

سبق: ۳۷

سُورَةُ الْحَشْر

سورۃ الحشر ۵۹ — رکوع: ۱تا۳ (آیات: ۱تا ۲۴)

رکوع: ۱تا۳ کے اہم مضامین

۱۔ بنو نضیر کی جلاوطنی کا حال ۲۔ مالِ فَے کے احکام اور اطاعتِ رسول ﷺ کا حکم ۳۔ سابقہ اہلِ ایمان کے لئے دعائے مغفرت

۴۔ غزوۂ بنی نضیر میں منافقین کے رویّہ پر گرفت ۵۔ عظمتِ قرآنِ کریم اور اللہ ﷻ کے اسماءِ حسنیٰ اور صفات کا بیان

رکوع: ۱تا۳ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱تا ۱۰)

اللہ ﷻ کی عظمت اور صفات بیان ہوئی ہیں۔ کائنات کی ہر چیز اللہ ﷻ کی حمد و تسبیح بیان کر رہی ہے۔ پھر یہودی قبیلہ بنو نضیر کی مدینہ منورہ سے جلاوطنی کا حال بیان ہوا ہے۔ ان لوگوں نے غزوۂ اُحد کے موقع پر میثاقِ مدینہ کی خلاف ورزی کی اور بعد ازاں نبی اکرم ﷺ کو شہید کرنے کی ناپاک سازش کی۔ اِس پر اس قبیلہ کے خلاف اقدام کا فیصلہ کیا گیا۔ جب مسلمانوں نے ان کے قلعوں کا گھیراؤ کیا تو انہوں نے بغیر جنگ کیئے ہتھیار ڈال دیئے۔ ان کے قلعے مضبوط تھے اور کسی کو گمان نہ تھا کہ وہ کبھی یہاں سے نکلنے پر مجبور ہوں گے، لیکن اللہ ﷻ نے ان کے دلوں میں ایسا رُعب ڈال دیا کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے ہی اپنے گھروں کو برباد کر دیا اور ذلّت ورُسوائی کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکل گئے۔ اس واقعہ میں مسلمانوں نے جنگی ضرورت کے پیشِ نظر کچھ درخت کاٹے اور کچھ نہیں کاٹے، یہ سب اللہ ﷻ کے حکم سے ہوا۔ اس جنگ میں باقاعدہ فوجی طاقت استعمال کیئے بغیر جو مال حاصل ہوا، وہ مالِ فَے قرار دیا گیا۔ اس مالِ فَے کے حقدار اللہ ﷻ، اس کے رسول ﷺ، آپ ﷺ کے قرابت دار، یتیم، مسکین، مسافر، فقراءِ مہاجرین، انصار اور ان کے بعد آنے والے لوگ ہیں۔

معیشت کے بارے میں اہم اصول بیان کیا گیا ہے کہ دولت کی گردش صرف امراء کے درمیان نہ ہو بلکہ اسے محرومین تک بھی پہنچنا چاہیئے۔

رسول اللہ ﷺ کی کامل اطاعت اختیار کرنے کا حکم ہے کہ وہ جس بات کا حکم دیں اس پر عمل کیا جائے اور جس بات سے روک دیں اس سے اجتناب کیا جائے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے احکامات بھی دین میں اسی طرح حجت ہیں جیسے قرآنِ کریم کے احکامات۔

مہاجرین کی یہ فضیلت بیان ہوئی ہے کہ انہوں نے اللہ ﷻ کی رضا کی خاطر اپنے مال اور گھر بار چھوڑ کر مدینہ منورہ ہجرت کی۔ وہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی حمایت کرتے ہیں اور سچے ہیں۔ انصارِ مدینہ کی یہ عظمت و فضیلت ذکر ہوئی ہے کہ انہوں نے تنگ دستی اور ضرورت کے باوجود ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے مہاجرین کی بھرپور نصرت کی۔ وہ مہاجرین سے محبت کرتے ہیں، مہاجرین کو مالِ فَے میں سے جو دیا جائے اس پر یہ راضی رہتے ہیں اور اس تقسیم پر دل میں کسی بھی طرح کی کوئی تنگی، خلش محسوس نہیں کرتے اور ضرورت مند ہونے کے باوجود اس مال کی کوئی تمنا نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان کے مہاجر بھائیوں کی مدد کی جارہی ہے۔ کامیاب ہونے والوں کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نفس کی ترغیبات پر قابو پا کر اللہ ﷻ کی رضا کی پیروی کرتے ہیں۔

مالِ فَے میں ان مسلمانوں کا بھی حق ہے جو قیامت تک آئیں گے اور ان کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں: کہ اے

ہمارے رب! ہماری بخشش فرما اور ہمارے اُن بھائیوں کی (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کوئی بغض نہ رکھ، اے ہمارے رب! بے شک تو بہت شفقت فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

رکوع: ا کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔ " الحمد للہ " کے الفاظ میزان کو بھر دیتے ہیں۔ " سبحان اللہ " اور " الحمد للہ " دونوں کلمے زمین و آسمان کو (اجر و ثواب سے) بھر دیتے ہیں۔" (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو کلمے رحمٰن کو نہایت محبوب ہیں (وہ ایسے ہیں) جو زبان پر ہلکے پھلکے ہیں (قیامت کے دن)، میزان میں بہت بھاری ہوں گے۔ وہ یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔" (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: " جو باتیں میں تمہیں بیان کرنے سے چھوڑ دوں، تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، (یعنی ان کی بابت کرید کرید کر مت پوچھو) اس لئے کہ تم سے پہلے لوگوں کو اسی چیز نے ہلاک کیا کہ وہ کثرت سے سوال کرتے اور اپنے پیغمبروں سے اختلاف کرتے تھے۔ اس لئے جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم اس سے (مکمل) اجتناب کرو اور جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اسے اپنی طاقت کے مطابق بجالاؤ۔" (صحیح مسلم)

۴۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے متعلق فرمایا: " ان سے محبت صرف مومن ہی کر سکتا ہے اور ان سے بغض رکھنے والا منافق ہی ہو سکتا ہے اور جو ان سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں، اس نے سوال کیا: میرے پاس ایک کھجور کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی، میں نے وہی کھجور اس کو دے دی۔ اس نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کیئے اور اپنی بیٹیوں کو کھلا دیئے اور خود اس میں سے کچھ نہیں کھایا، پھر وہ چلی گئی۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص بیٹیوں کی پرورش میں مبتلا ہوا تو یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ کی آگ سے حجاب بن جائیں گی۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی)

۶۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم صدقہ کریں۔ اتفاق سے اس وقت میرے پاس دولت تھی۔ میں نے (دل میں) کہا: اگر میں کسی دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سبقت لے سکوں گا تو آج کا دن ہو گا۔ چنانچہ میں اپنا آدھا مال لے کر آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: اپنے گھر والوں کے لئے تم نے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا: اسی قدر یعنی آدھا مال اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے کر حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: " اپنے گھر والوں کے لئے تم نے کیا چھوڑا ہے؟ "انہوں نے عرض کیا: " میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ " تب میں نے (دل میں) کہا: میں ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے کبھی بھی کسی معاملہ میں نہیں بڑھ سکوں گا۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی)

۷۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " (آدمی کی حرص کا تو یہ حال ہے کہ) اگر اس کے پاس مال و دولت (یا سونے) کی دو وادیاں ہوں، تو یہ تیسری وادی کا خواہش مند ہو گا۔ آدمی کے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھر سکتی، سوائے مٹی کے اور اللہ تعالیٰ تو اس شخص کی توبہ قبول فرماتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی)

۸۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "یہ دنیا کا مال بڑا خوشنما اور شیریں ہے، پس جو شخص اسے نیک نیتی سے لے تو اس میں اس کے لئے برکت دی جاتی ہے اور جو شخص حرص اور طمع کے ساتھ اسے لیتا ہے تو اس کے لئے اس میں برکت نہیں ہوتی، بلکہ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔" (صحیح بخاری)

۹۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا باعث ہو گا اور بخل سے بچو، اس لئے کہ تم سے پہلے لوگوں کو بخل نے تباہ کر دیا۔ بخل و حرص نے ان کو اکسایا کہ اپنوں کا خون بہاؤ اور حرام کو حلال کر لو۔" (صحیح مسلم)

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "ہر پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، پھر ہر بندہ کی، جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو، بخشش کر دی جاتی ہے، سوائے اس شخص کے جس کے دل میں اپنے بھائی کے لئے بغض ہو۔ (ان کے متعلق) کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑ دو جب تک یہ آپس میں صلح نہ کر لیں۔ ان دونوں کو چھوڑ دو جب تک یہ آپس میں صلح نہ کر لیں۔ ان دونوں کو چھوڑ دو، جب تک یہ آپس میں صلح نہ کر لیں۔" (صحیح مسلم)

۱۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ آئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات قائم کی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ۔ مال دار آدمی تھے، انہوں نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا: میں آپ کے لئے اپنے مال کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں اور (اپنی ایک بیوی کو طلاق دے کر) آپ کی شادی کراتا ہوں۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو آپ کے مال اور آپ کے اہل میں برکت عطا فرمائے، مجھے تو آپ بازار کے بارے میں معلومات دیں (تاکہ میں کوئی تجارت کروں) پھر وہ بازار سے (نفع میں) کافی پنیر اور گھی بچا کر ہی گھر کی طرف واپس ہوئے۔ (صحیح بخاری)

۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرض الوصال میں) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ انصار کی محافل میں سے ایک محفل کے پاس سے گزرے اور وہ لوگ رو رہے تھے، انہوں نے پوچھا: تم کس وجہ سے رو رہے ہو؟ تو انصار نے بتایا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محفل کو یاد کر رہے تھے، پس وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس حال میں باہر نکلے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سر کے اوپر چادر کے کنارے کی پٹی بندھی ہوئی تھی، راوی نے کہا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اس دن کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر جلوہ گر نہیں ہوئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر اس کے بعد فرمایا: "میں تمہیں انصار کے ساتھ خیر خواہی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ انصار میرے مخلص ساتھی اور ہمراز ہیں، ان پر جو فرض تھا وہ انہوں نے ادا کر دیا اور ان کے حقوق باقی ہیں۔ پس تم ان میں سے نیکوکاروں کی قدر کرو اور ان کی کوتاہیوں سے درگزر کرو۔" (صحیح بخاری)

رکوع: ۲ (آیات: ۱۱تا ۱۷)

منافقین کے اس رویہ پر گرفت کی گئی ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف یہود سے ساز باز کی۔ غزوۂ بنی نضیر سے قبل منافقین نے یہود کو پیغام بھیجا کہ جنگ ہو یا جلاوطنی، ہم ہر صورت میں تمہارا ساتھ دیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو تسلی دی کہ منافقین جھوٹے اور بزدل ہیں۔ وہ کسی بھی صورت میں یہود کا ساتھ نہیں دیں گے کیونکہ مومنوں کا خوف ان کے دلوں میں بہت زیادہ ہے۔ منافقین اور یہود کی بزدلی اور باہمی اختلافات کا یہ حال ہے کہ وہ سب اکٹھے مل کر بھی مسلمانوں کے سامنے آکر جنگ نہیں کر سکتے۔ منافقین کو تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں ورنہ اُنہیں سزا ملے گی جس طرح ان سے پہلے کافر لوگوں کو سزا مل چکی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو بتا دیا کہ منافقین صرف زبانی باتیں کرنے والے ہیں،

یہ جنگ میں نکلنے والے نہیں ہیں۔ منافقین، یہود کے ساتھ شیطان والا کردار ادا کر رہے ہیں۔ جس طرح شیطان انسان کو اللہ ﷻ کی نافرمانی پر اکساتا ہے، لیکن جب انسان جرم کر بیٹھتا ہے تو شیطان اس کے جرم سے اعلانِ برأت کرتے ہوئے صدا لگاتا ہے کہ میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ روزِ قیامت جرم کرنے اور جرم پر اکسانے والے دونوں کا بدترین انجام جہنم کا ٹھکانا ہو گا۔

رکوع: ۲ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ سوال کر دیتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب معاملہ یہاں تک پہنچ جائے تو اسے چاہیئے کہ اللہ ﷻ کی پناہ مانگے اور (شیطان کے اس وسوسے) رک جائے۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگ ایک دوسرے سے سوال (پر سوال) کرتے رہیں گے حتیٰ کہ کہا جائے گا کہ اللہ ﷻ نے یہ مخلوق پیدا کی ہے، تو اللہ ﷻ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جو شخص یہ (شیطانی وسوسہ) محسوس کرے تو کہہ دے کہ میں اللہ ﷻ پر ایمان لایا ہوں۔" (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جہنم کی آگ سے ایک شعلہ کلام کرتا ہوا نکلے گا۔ وہ کہے گا مجھے تین آدمیوں پر مقرر کیا گیا ہے۔ ۱۔ ہر جابر و سرکش پر۔ ۲۔ اور جس نے اللہ ﷻ کے ساتھ دوسرا معبود بنایا۔ ۳۔ اور جس نے کسی کو ناحق قتل کیا۔ لہٰذا وہ (آگ کا شعلہ) ان کے گرد لپٹ جائے گا اور اُنہیں جہنم کی گہرائیوں میں پھینک دے گا۔" (مسند احمد)

رکوع: ۳ (آیات: ۱۸ تا ۲۴)

ایمان والوں کو تقویٰ اختیار کرنے اور خود احتسابی کی روش اپنانے کا حکم ہے۔ ترغیب دلائی گئی ہے کہ وہ اپنا جائزہ لیں کہ آخرت کی ابدی زندگی کے لئے انہوں نے کیا تیاری کی ہے؟ توشۂ آخرت کے لئے مال اور جان کی کتنی قربانیاں دی ہیں؟ اللہ ﷻ کی یاد کی تلقین کی گئی ہے اور توجہ دلائی گئی کہ اللہ ﷻ کی یاد سے روگردانی کرنا درحقیقت اپنے آپ کو بھلا دینا ہے۔ جو ایسا عمل کرتے ہیں وہ فاسق و فاجر ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ ایسے لوگ اور اہل جنت کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ کامیاب ہونے والے تو صرف اہل جنت ہی ہیں۔

قرآن مجید کی عظمت کا بیان ہے کہ کسی پہاڑ پر بھی اتارا جاتا تو وہ اللہ ﷻ کے رعب سے پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ اس بات سے نبی کریم ﷺ کے قلبِ اطہر کی عظمت و استعداد کا اندازہ ہوتا ہے جس پر قرآنِ کریم کا نزول ہوا کافروں کے لئے تنبیہ بھی ہے کہ ان کے دل اتنے سخت ہو گئے ہیں کہ قرآنِ حکیم سُن کر بھی ایمان نہیں لاتے۔ آخر میں سترہ (۱۷) اسماء الحسنیٰ کا ذکر کر کے اللہ ﷻ کی عظمت و جلال کی کئی شانیں بیان کی گئی ہیں۔

رکوع: ۳ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ ﷻ اس کتاب (قرآنِ حکیم) کی بدولت قوموں کو عروج عطا فرماتا ہے اور اس کو ترک کرنے کی وجہ سے بہت (سی قوموں) کو ذلیل و رسوا کرتا ہے۔" (صحیح مسلم، مسند احمد)

۲۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قرآنِ حکیم پڑھا کرو، اس لئے کہ قرآنِ حکیم اپنے پڑھنے والوں کے لئے قیامت کے دن سفارش کرے گا۔" (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”(قیامت کے دن) صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا: (قرآن حکیم) پڑھتا جا اور (بلندی کی طرف) چڑھتا جا اور ویسے ہی ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا۔ پس تیری منزل وہ ہوگی جہاں آخری آیت کی تیری تلاوت ختم ہوگی۔“ (سنن ابی داؤد)

۴۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”سوائے دو آدمیوں کے کسی پر رشک کرنا جائز نہیں۔ ایک وہ آدمی جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ کریم عطا کیا (یعنی اُسے پڑھنے اور حفظ کرنے کی توفیق دی) تو وہ اُس کے ساتھ رات اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہے (یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرتا ہے) اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا تو وہ اُسے (اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں) رات اور دن کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے۔“ (صحیح مسلم)

۵۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندو! تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے سوائے اس کے جس کو میں ہدایت سے سرفراز کروں۔ لہٰذا تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے سوائے اس کے جس کو میں کھلاؤں۔ لہٰذا تم مجھ سے مانگو، میں تمہیں کھلاؤں گا۔ میرے بندو! تم سب لباس کے بغیر ہو سوائے اس کے جس کو میں پہناؤں۔ لہٰذا تم مجھ سے پہناوا طلب کرو میں تمہیں پہناؤں گا۔ میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو، میں تمام گناہوں کو بخش دینے والا ہوں۔ مجھ سے بخشش طلب کرو، میں تمہیں بخش دوں گا۔ میرے بندو! تم مجھے نقصان اور نفع پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ میرے بندو! تمہارے تمام اگلے پچھلے جن وانس، سب سے زیادہ متقی انسان کے دل کی طرح ہو جائیں، تو یہ میری سلطنت میں ذرّہ بھر اضافہ نہیں کر سکتے۔ میرے بندو! تمہارے اگلے پچھلے جن و انس سب بدترین فاسق و فاجر انسان کی طرح ہو جائیں، تو ان کا یہ (فعل) میری حکومت میں کچھ نقص واقع نہیں کر سکتا۔ میرے بندو! تمہارے اگلے پچھلے، جن و انس اگر سب کھلے میدان میں اکٹھے ہو جائیں پھر وہ مجھ سے مانگنے لگیں اور میں ہر آدمی کو اس کی منہ مانگی مرادیں دے دوں، تو میرے خزانوں میں اتنی کمی بھی واقع نہیں کر سکتے جتنی سوئی کو سمندر میں ڈبونے سے ہوتی ہے۔“ (صحیح مسلم)

۶۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سلام پھیرتے تو یہ کلمات پڑھتے: (اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ) ”یا اللہ! تو ہی سلامتی والا ہے اور سلامتی تجھی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اے بزرگی اور بخشش کے مالک! تیری ذات بڑی بابرکت ہے۔“ (جامع ترمذی)

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”عزت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ازار (تہ بند) ہے اور کبریائی اس کی چادر ہے۔ (اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے) جو شخص (ان دونوں صفتوں میں) مجھ سے جھگڑے گا میں اسے عذاب دوں گا۔“ (صحیح مسلم)

۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ننانوے (۹۹) نام ہیں، جو شخص بھی اُنہیں یاد کر لے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا اور وہ (اللہ سبحانہ وتعالیٰ) طاق (ایک) ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

سُوْرَةُ الْحَشْرِ

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١
اللہ کی تسبیح کی ہر اس چیز نے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمینوں میں ہے اور وہی بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ
وہی ہے جس نے اہلِ کتاب میں سے کافروں کو نکالا (جلاوطنی کے لئے) اُن کے گھروں سے پہلی بار اکٹھا کر کے۔

مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ
(مسلمانو!) تمہیں یہ گمان (بھی) نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور ان (اہلِ کتاب) کو یہ گمان تھا کہ اُن کے قلعے ان کو اللہ (کے عذاب) سے بچالیں گے

فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ
پھر اللہ (کا عذاب) ان کے پاس ایسی جگہ سے آیا جہاں سے اُنہیں گمان (بھی) نہ تھا اور اُس (اللہ) نے اُن کے دلوں میں رُعب ڈال دیا

يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝٢
وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور اہل ایمان کے ہاتھوں اجاڑ رہے تھے تو اے بصیرت رکھنے والو! عبرت حاصل کرو۔

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝٣
اور اگر اللہ نے اُن کے حق میں جلاوطنی لکھ نہ دی ہوتی تو وہ اُنہیں دنیا میں ہی یقیناً عذاب دے دیتا اور آخرت میں اُن کے لئے آگ کا عذاب ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ
یہ اِس وجہ سے (ہے) کہ اُنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کی اور جو اللہ کی مخالفت کرتا ہے

فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٤ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ
تو بے شک اللہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔ تم نے کھجور کے جو درخت کاٹے

اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٥
یا اُنہیں اپنی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا تو یہ (سب) اللہ کے حکم سے تھا اور اس لئے (بھی) کہ وہ نافرمانوں کو رسوا کرے۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ
اور جو کچھ بھی (مالِ فَے) اللہ نے اپنے رسول (ﷺ) کو اُن سے دلوایا اُس پر نہ تو تم نے گھوڑے دوڑائے اور نہ ہی اونٹ

وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝٦

لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ

جو کچھ بھی (مالِ فَے) اللہ نے اپنے رسول (ﷺ) کو (اُن) بستیوں والوں سے دلوایا تو وہ اللہ کے لئے ہے

وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ

اور رسول (ﷺ) کے لئے ہے اور (رسول ﷺ کے) رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے

كَىْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ

تاکہ وہ (سارا مال صرف) تمہارے مال داروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے اور جو کچھ رسول (ﷺ) تمہیں عطا فرمائیں تو اُسے لے لو

وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٧

اور جس سے تمہیں منع فرمائیں تو (اُس سے) رُک جاؤ اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو بے شک اللہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ

(نیز مالِ فَے) اُن حاجت مند مہاجرین کے لئے (بھی) ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝٨

وہ اللہ کا فضل اور رضامندی چاہتے ہیں اور اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اور (نیز مالِ فَے اُن انصار کے لئے بھی ہے) جو پہلے سے اُسی جگہ (مدینہ) میں مقیم اور ایمان پر (ثابت قدم) ہیں

يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِىْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا

وہ اُن سے محبت کرتے ہیں جو اُن کے پاس ہجرت کر کے آئے ہیں اور وہ اپنے دلوں میں اُس (مال) کی کوئی طلب نہیں پاتے جو اُن (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝٩

اور وہ اپنے آپ پر (اُنہیں) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود اُنہیں شدید حاجت ہو اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا

اور (مالِ فَے اُن کے لئے بھی ہے) جو ان (مہاجرین اور انصار) کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے

وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِىْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور ہمارے اُن بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کوئی بغض نہ رکھ

ع ۱۰

رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝١٠ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا

اے ہمارے رب! بے شک تو بہت شفقت فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ کیا آپ نے ان لوگوں (کے حال) کو نہیں دیکھا جو منافق ہوئے

يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ

جو اپنے ان بھائیوں سے کہتے ہیں جو اہلِ کتاب میں سے کافر ہوگئے ہیں کہ اگر تم (مدینہ سے) نکالے گئے تو ہم بھی ضرور تمہارے ساتھ نکلیں گے

وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ

اور ہم تمہارے بارے میں کبھی بھی کسی کی بات نہیں مانیں گے اور اگر تم سے قتال کیا گیا تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝١١ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ

اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً وہ جھوٹے ہیں۔ اگر وہ (یہود) نکالے گئے تو یہ (منافقین) اُن کے ساتھ (کبھی) نہیں نکلیں گے

وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۣ

اور اگر اُن کے ساتھ قتال کیا گیا تو یہ اُن کی (ہرگز) مدد نہیں کریں گے اور اگر انہوں نے (بالفرض) اُن کی مدد کی بھی تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے

ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝١٢ لَاَانْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ

پھر (کہیں سے) ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ (بے شک مسلمانو!) تمہارا ڈر اُن یہود کے دلوں میں اللہ سے (بھی) زیادہ ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝١٣ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا

یہ اِس لئے کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں۔ (مسلمانو!) یہ سب لوگ اکٹھے ہو کر (بھی) تم سے جنگ نہیں کر سکیں گے

اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۭ

مگر قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کی آڑ میں (چھپ کر) اُن کی لڑائی اُن کے آپس میں (ہی) بہت سخت ہے

تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝١٤

(اے مخاطب) تو انہیں اکٹھا سمجھتا ہے حالانکہ اُن کے دل (ایک دوسرے سے) جدا جدا ہیں یہ اس وجہ سے (ہے) کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں۔

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝١٥ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ

ان کا حال تو ان ہی لوگوں جیسا ہے جو ان سے کچھ ہی مدت پہلے اپنے کیئے کا وبال چکھ چکے ہیں اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ان کی مثال شیطان کی سی ہے

اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِيْۤءٌ مِّنْكَ

جب اس نے انسان سے کہا کہ کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ بے شک میں تجھ سے بیزار ہوں

اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٦ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ

بے شک میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا رب ہے پھر اُن دونوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں جہنمی ہوگئے

خٰلِدَيْنِ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۷ؑ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ ع ۲ ۷

جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

اور چاہیئے کہ ہر شخص دیکھتا رہے کہ اُس نے کل (قیامت کے دن) کے لئے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۸ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ

بے شک اللہ اُس سے خوب با خبر ہے جو تم کرتے ہو۔ اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے اُنہیں خود اپنے آپ سے غافل کر دیا

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۱۹ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝۲۰

یہی لوگ نافرمان ہیں۔ جہنم والے اور جنت والے برابر نہیں ہو سکتے جنت والے ہی کامیاب ہیں۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

اگر ہم اِس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو (اے مخاطب!) یقیناً تو اسے اللہ کے خوف سے جھک کر پاش پاش ہوتے ہوئے دیکھتا

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝۲۲ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ

وہ (ہر) پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا ہے وہ بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ ہے

الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ

(ہر عیب سے) پاک ذات (ہر نقص سے) سالم امن بخشنے والا (سب کا) نگہبان بہت غلبہ والا بڑی طاقت والا بے حد بڑائی والا ہے

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۲۳ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ

اللہ ہر اس چیز سے پاک ہے جسے وہ (اللہ کا) شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہی اللہ ہے جو پیدا فرمانے والا وجود میں لانے والا صورت بنانے والا ہے

لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲۴ؑ ع ۳ ۷

اُسی کے لئے تمام اچھے نام ہیں آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے (وہ) سب اس کی تسبیح کرتے ہیں اور وہی بڑا غالب نہایت حکمت والا ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کو آخرت کے سخت عذاب کے ساتھ دنیا میں بھی ذلّت و رُسوائی اٹھانا پڑتی ہے جس کی مثال یہودی قبیلہ بنو نضیر کا انجام ہے جنہیں نبی کریم ﷺ کو اذیّت پہنچانے اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے کے سبب مدینہ منورہ سے نکالا گیا جو باعث عبرت ہے۔ (سورۃ الحشر، آیات: ۲تا ۴)

۲۔ مالِ فَے اُس مال کو کہتے ہیں جو دشمن سے بغیر جہاد و قتال کے حاصل ہو، خواہ اس طرح کہ وہ اپنا مال چھوڑ کر بھاگ جائیں یا رضامندی سے بصورتِ جزیہ و خراج وغیرہ ان سے حاصل ہو۔ مالِ غنیمت کی طرح یہ مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا جاتا بلکہ اس مالِ فَے میں تصرف کا حق اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے۔ یہ مال آپ ﷺ کے قرابت داروں، یتیموں، مساکین، مسافروں، فقراء، مہاجرین، انصار اور ان کے بعد آنے والے مسلمانوں کے لئے بھی ہے۔ (سورۃ الحشر، آیات: ۶، ۷)

۳۔ اسلامی نظامِ معیشت کا ایک اصول یہ ہے کہ دولت صرف مالداروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتی رہے، بلکہ مالِ فَے، مالِ غنیمت، زکوٰۃ و صدقات وغیرہ کی صورت میں مال و دولت فقراء، غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور ضرورت مندوں تک بھی پہنچے تاکہ ان کی ضروریاتِ زندگی بھی پوری ہو سکیں۔ (سورۃ الحشر، آیت: ۷)

۴۔ قرآنِ حکیم کی طرح سنت و حدیثِ رسول ﷺ بھی دین میں حجت ہے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں جو حکم دیں اسے مانو اور جس بات سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ۔ اس آیت کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کا ہر حکم قرآنِ حکیم ہی کا حکم ہے اور اس پر عمل کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ (سورۃ الحشر، آیت: ۷)

۵۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی خاطر اپنے گھروں اور اموال سے نکالے جانے کے باوجود، اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا فضل اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی خوشنودی چاہنا، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنا اور آپ ﷺ کی مدد کرنا ہی سچے مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان ہے۔ صاحب ایمان ہونا، مہاجرین سے محبت کرنا، مہاجرین کو مالِ فَے میں سے عطا ہونے پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کرنا، حاجت مند ہونے کے باوجود ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے مہاجرین کو اپنے اوپر ترجیح دینا اور بخل و حرص سے بچنا انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اعلیٰ صفات میں سے ہیں۔ (سورۃ الحشر، آیات: ۸، ۹)

۶۔ فلاح کے حصول کے لئے ہمدردی اور ایثار و قربانی کا رویہ ضروری ہے۔ اس سے اُخوّت کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ مزید برآں بخل، حرص، حسد، بغض، تنگ نظری، سنگ دلی، بے مروّتی وغیرہ جیسی باطنی بیماریوں سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کریں۔ (سورۃ الحشر، آیت: ۹)

۷۔ ایمان والوں کی شان بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے لئے اور اپنے سے پہلے ایمان لانے والوں کے لئے اور بالخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتے ہوئے ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے بھی دعا کرتے ہیں اور مومنوں کے بارے میں اپنے دلوں کو ہر قسم کے بغض و کینہ سے پاک رکھنے کی دعائیں بھی کرتے ہیں۔ (سورۃ الحشر، آیت: ۱۰)

۸۔ مسلمانوں کے دشمن سے ساز باز کرنا اور مسلمانوں کے خلاف ان کے دشمن کی مدد کرنا، منافقین کا طرزِ عمل ہے۔ منافقین بُزدل ہوتے ہیں اور میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں۔ (سورۃ الحشر، آیات: ۱۱، ۱۲)

۹۔ ظاہر پرست لوگوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے تو بے خوف رہتے ہیں کیونکہ اُنہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قوت بظاہر نظر نہیں آتی۔ مگر انسانوں میں اگر کوئی زور آور دکھائی دے تو وہ فوراً اُس سے ڈرنے کی ضرورت محسوس کرنے لگتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بارے میں ان کی بے شعوری اُنہیں ان کی دنیا کے بارے میں بھی بے شعور بنا دیتی ہے۔ (سورۃ الحشر، آیت: ۱۳)

۱۰۔ یہود اور مدینہ کے منافقین مل کر کبھی بھی مسلمانوں سے آمنے سامنے، کھلے میدان میں جنگ کرنے کی جرأت ہرگز نہیں کریں گے۔ جنگ کی نوبت اگر آ بھی گئی تو وہ قلعہ میں بند ہو کر یا دیواروں کے پیچھے مورچہ بنا کر لڑیں گے۔ گویا وہ چھپ کر ہی مسلمانوں پر وار کریں گے۔ (سورۃ الحشر، آیت: ۱۴)

۱۱۔ منافقین کا حال بھی شیطان جیسا ہے جو لوگوں کو پہلے جوش و خروش کے ساتھ مجرمانہ افعال، اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی پر اُکساتا ہے۔ پھر جب کوئی اس کی باتوں میں آ کر نافرمانی کر بیٹھتا ہے اور اس کے کفر و نافرمانی کا بھیانک انجام سامنے آتا ہے تو وہ طرح طرح کے بہانے بنا کر اس سے اعلانِ بیزاری کر دیتا ہے۔ جو لوگ ایسے شیطان خصلت لوگوں کو اپنا ساتھی اور رہنما بنائیں گے وہ بھی ان کے ساتھ جہنم میں جھونکے جائیں گے۔ (سورۃ الحشر، آیات: ۱۶، ۱۷)

۱۲۔ ہمیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ آخرت کی زندگی کی کیا تیاری کی ہے۔ عقل مند وہی ہے جو دنیا کی عارضی زندگی کے بجائے آخرت کی دائمی زندگی کی تیاری کرے۔ (سورۃ الحشر، آیت: ۱۸)

۱۳۔ جو لوگ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو بھلا دیتے ہیں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ اُنہیں ان کے اپنے آپ سے غافل کر دیتا ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو محض حیوان کی طرح انسانی جسم کا ایک ڈھانچہ ہی تصور کرتے ہیں اور روحانی تقاضوں سے اکثر غافل رہتے ہیں۔ (سورۃ الحشر، آیت: ۱۹)

۱۴۔ قرآنِ کریم کی تاثیر تو ایسی ہے کہ اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ اِسے کسی پہاڑ پر نازل فرماتا تو پہاڑ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے خوف سے جھک جاتا اور ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ کفار کے دل تو اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے کہ وہ قرآنِ کریم پر ایمان نہ لائے۔ (غور طلب بات ہے کہ ہمارے دلوں پر قرآنِ کریم کا کتنا اثر ہوتا ہے؟) (سورۃ الحشر، آیت: ۲۱)

۱۵۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بہت سے صفاتی نام ہیں۔ ان آیات میں سترہ (۱۷) اَسمائے باری تعالیٰ کی صورت میں توحیدِ باری تعالیٰ کا حسین و جمیل گلدستہ اور بیش بہا خزانہ ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ان اَسمائے مبارکہ کا مفہوم ذہن نشین کرتے ہوئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی یاد دل میں بسائے رکھیں۔ (سورۃ الحشر، آیات: ۲۲ تا ۲۴)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالوں کے جوابات تحریر کریں۔

۱۔ سورۃ الحشر کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

۲۔ سورۃ الحشر کا سورۃ المجادلہ سے کیا ربط ہے؟

۳۔ سورۃ الحشر کا مرکزی مضمون لکھیں۔

۴۔ سورۃ الحشر کی آیت: ۵ یا آیت: ۹ کا شانِ نزول بیان کریں۔

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کریں۔

(۱) بنو نضیر کے مقدر میں ــــــــــــــ تھی ورنہ اللہ ﷻ اُنہیں دنیا میں ہی ــــــــــــــ دیتا کیونکہ انہوں نے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی ــــــــــــــ کی۔

(۲) غزوۂ بنی نضیر میں مسلمانوں نے جنگی حکمت عملی کے تحت ــــــــــــــ کے بعض ــــــــــــــ کاٹے اور بعض ــــــــــــــ چھوڑ دیئے۔

(۳) اہل ایمان کی شان بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ ﷻ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ــــــــــــــ لا چکے ہیں اور ہمارے ــــــــــــــ میں ایمان والوں کے لئے کوئی ــــــــــــــ نہ رکھ۔

(۴) اللہ ﷻ نے بتا دیا کہ اگر ــــــــــــــ گھروں سے نکالے گئے تو ــــــــــــــ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ــــــــــــــ سے جنگ ہوئی تو ان کی مدد نہیں کریں گے۔

(۵) اللہ ﷻ نے ــــــــــــــ اور اس کی باتوں میں آ کر کفر کرنے والے کا انجام بیان کیا ہے کہ وہ دونوں ــــــــــــــ میں ــــــــــــــ رہیں گے۔

(۶) اللہ ﷻ کا ارشاد ہے کہ ــــــــــــــ اور ــــــــــــــ برابر نہیں ہو سکتے، ــــــــــــــ ہی اصل میں کامیاب ہیں۔

(۷) وہی اللہ ﷻ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے (ہر عیب سے) ــــــــــــــ ذات (ہر نقص سے) ــــــــــــــ امن بخشنے والا (سب کا) ــــــــــــــ بہت غلبہ والا بڑی طاقت والا بے حد بڑائی والا ہے۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

۱۔ آیات: ۱ تا ۴ کی روشنی میں بنو نضیر کی جلاوطنی کا حال بیان کریں۔

۲۔ آیات: ۵ تا ۷ میں نبی کریم ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری کے حوالہ سے کیا حکم دیا گیا ہے؟

۳۔ آیات: ۶ تا ۷ میں مالِ فَے کے کیا احکام بیان ہوئے ہیں؟

۴۔ آیات: ۸ تا ۹ میں مہاجرین اور انصار کی کیا صفات بیان ہوئی ہیں؟

۵۔ آیات: ۱۱ تا ۱۵ کی روشنی میں منافقین کا غزوۂ بنی نضیر میں کردار بیان کریں۔

۶۔ آیات: ۱۶ تا ۱۷ میں منافقین اور یہود کے تعلق کی کیا مثال دی گئی ہے؟

۷۔ آیات: ۲۱ تا ۲۰ میں قرآنِ مجید کی عظمت کے بارے میں کیا مثال دی گئی ہے؟

۸۔ آیات: ۲۲ تا ۲۴ میں اللہ ﷻ کی کون سی صفات اور اسماء بیان ہوئے ہیں؟

سوال ۴ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

۱۔ سورۃ الحشر میں کس کی جلاوطنی کا ذکر ہے؟
۲۔ کسی جنگ میں دشمن سے لڑائی کیئے بغیر حاصل ہونے والا مال کیا کہلاتا ہے؟
۳۔ نبی کریم ﷺ نے ہجرتِ مدینہ کے بعد میثاقِ مدینہ کے نام سے کس کے ساتھ معاہدہ کیا؟
۴۔ منافقین کے دلوں میں کس کا ڈر زیادہ ہوتا ہے؟
۵۔ منافقین کے طرزِ عمل کی کس سے تشبیہ دی گئی ہے؟
۶۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ناموں کے لئے کون سی اصطلاح استعمال ہوتی ہے؟

سوال ۵ قرآنِ مجید کی عظمت اور فضیلت پر قرآنِ حکیم واحادیث مبارکہ کی روشنی میں ایک مضمون لکھیں۔

گھریلو سرگرمی

❁ سورۃ الحشر میں غزوۂ بنی نضیر کا بیان فرمایا گیا ہے۔ اس غزوہ کے حوالہ سے مندرجہ ذیل باتوں کی تحقیق کریں:

۱۔ غزوہ بنی نضیر کب واقع ہوا؟
۲۔ غزوہ بنی نضیر کا پس منظر کیا تھا؟
۳۔ مسلمانوں نے بنو نضیر کا کتنے دن محاصرہ کیا؟
۴۔ غزوہ بنی نضیر کا نتیجہ کیا نکلا؟
۵۔ اس واقعہ میں ہمارے لئے عبرت کا کیا سامان ہے؟
۶۔ مال فَے اور مال غنیمت میں کیا فرق ہے؟
۷۔ مال فَے کے مصارف کیا ہیں؟
۸۔ گردشِ دولت کے حوالہ سے اسلام کا معاشی اصول کیا ہے؟

❁ سورۃ الحشر میں مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ ان آیات کی روشنی میں ایک جدول میں مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات تحریر کریں۔ نیز تحقیق کرکے ایثار کا مفہوم تحریر کریں؟ مزید برآں انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایثار و قربانی کی کوئی تین مثالیں تلاش کرکے تحریر کیجئے۔

❁ سورۃ الحشر میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے اسمائے حُسنیٰ کا حسین گلدستہ بیان کیا گیا ہے۔ ایک جدول میں ان اسمائے حُسنیٰ کو معنٰی کے ساتھ تحریر کریں۔ تحقیق کریں کہ قرآن کریم میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے کتنے اسمائے حُسنیٰ بیان ہوئے ہیں۔ نیز اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ۹۹ اسمائے حسنہ کی فضیلت احادیث مبارکہ کی روشنی میں تحریر کریں۔ مزید برآں ان اسمائے حُسنیٰ کو ترجمہ کے ساتھ یاد کریں اور ان کے پڑھنے کو اپنے معمولات میں شامل رکھیں۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________

دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق: ۳۸

سُوْرَۃُ الْمُمْتَحِنَۃ

وجہ تسمیہ اور تعارف

اس سورت کا نام اس سورت کی دسویں آیت میں لفظ "فَامْتَحِنُوْهُنَّ" سے ماخوذ ہے۔ "مُمْتَحِنَۃ" کے معنیٰ "امتحان لینے، جانچنے اور آزمانے والی" ہیں۔ اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جو عورتیں مدینہ طیّبہ ہجرت کر کے آئیں اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کریں، ان کا ظاہری طور پر خوب امتحان، تحقیق اور جانچ پڑتال کر لی جائے کہ واقعی وہ مسلمان ہیں یا نہیں؟ اسی مناسبت سے اس سورت کا نام سورۃ الممتحنہ رکھا گیا ہے۔

ربطِ سورت

سورۃ الممتحنہ سے پہلے سورۃ الحشر میں یہود کی اسلام دشمنی کے عبرت ناک انجام کے ساتھ ساتھ منافقین کے یہود سے تعلقات اور دوستی پر گرفت کی گئی ہے اور ان کے مذموم کردار کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ سورۃ الممتحنہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے بارے میں کفار کے دشمنانہ رویہ اور مخالفت کو بیان کیا گیا ہے اور اہلِ ایمان کو اسلام دشمن کفار سے دوستانہ روابط و تعلقات رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

شانِ نزول

اس سورت کے پہلے حصہ کا شانِ نزول ایک جلیل القدر صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ۸ ھ میں قریش مکہ پر حملہ کا ارادہ فرمایا اور جنگ کی تیاریوں کا حکم فرمایا۔ آپ ﷺ نے اس مہم کو انتہائی خفیہ رکھا تا کہ اہلِ مکہ کو علم نہ ہو، وہ جنگ کے لئے تیار نہ ہو پائیں اور مکہ مکرمہ کم سے کم خون ریزی کے ساتھ فتح ہو جائے۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ بدری صحابی تھے اور یمن کے رہنے والے تھے۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ خود مدینہ منورہ میں تھے مگر اُن کے بیوی بچے اور جائیدادیں مکہ مکرمہ میں قریش کے رحم و کرم پر تھیں۔ ان کے قبیلہ کا کوئی اور شخص مکہ مکرمہ میں نہ رہتا تھا۔ چنانچہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں مقیم اپنے اہلِ خانہ کو مصائب سے بچانے اور قریش پر احسان کرنے کے لئے اہلِ مکہ کے نام ایک خفیہ خط تحریر کیا جس میں مدینہ منورہ کی صورتِ حال اور مکہ مکرمہ کے حوالہ سے آپ ﷺ کی آئندہ منصوبہ بندی کا ذکر تھا۔ اگر وہ خط سردارانِ قریش کے ہاتھ لگ جاتا تو یقینی طور پر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیّبہ کے رہنے والوں کا شدید جانی و مالی نقصان ہوتا۔

وہ خط اُنہوں نے ایک عورت کو دیا تھا تا کہ وہ اسے قریش تک پہنچا دے۔ وہ عورت سر کی چوٹی میں اس خط کو چھپا کر روانہ ہوئی۔ حضورِ اکرم خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعہ اس کی خبر دے دی گئی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس عورت کے تعاقب کے لئے بھیجا۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس عورت سے وہ خط حاصل کیا اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

کتبِ احادیث میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ کی تفصیل

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ چلتے جانا، یہاں تک کہ روضۂ خاخ جا پہنچو، وہاں تمہیں (اُونٹ کے) کجاوہ میں سوار ایک عورت ملے گی جس کے پاس ایک خط ہے، وہ خط اس سے لے لو۔" چنانچہ حسبِ حکم جب ہم لوگ گھوڑے دوڑاتے ہوئے مقامِ خاخ کے باغ (جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان تھا) پر پہنچے، تو ٹھیک اسی مقام پر ہمیں کجاوہ میں سوار ایک بوڑھی عورت ملی جس جگہ کے بارے میں حضورِ اکرم خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔ ہم نے اس سے کہا: وہ خط نکال۔ وہ کہنے لگی: میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا: تجھے خط ضرور نکالنا ہو گا، ورنہ ہم تیری مکمل تلاشی لیں گے۔ چنانچہ

اس نے اپنے بالوں کی چوٹی میں سے ایک خط نکال کر ہمارے حوالہ کر دیا۔ ہم وہ خط لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ خط میں لکھا تھا کہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے لوگوں کی طرف، اس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعض (اہم رازدارانہ) معاملات (اور ارادوں) کی خبر دی تھی (کہ نبی کریم ﷺ ایک بڑی فوج لے کر آرہے ہیں تم اپنا جو بچاؤ کر سکتے ہو کر لو وغیرہ)۔ رسول اللہ ﷺ نے حاطب (کو بلا کر اُن) سے پوچھا: "اے حاطب! یہ کیا ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! میرے معاملہ میں جلدی نہ فرمائیں، میں اصلاً قریش کے خاندان اور قبیلہ سے نہیں ہوں، بلکہ صرف ان کا حلیف بن کر (مکہ مکرمہ) میں رہا کرتا تھا۔ جب کہ دوسرے مہاجرین جو آپ ﷺ کے ساتھ ہیں، ان کے وہاں عزیز واقارب موجود ہیں، جو ان کے اہل وعیال اور مال واسباب کی حفاظت ونگرانی کرتے ہیں۔ میں نے یہ چاہا کہ میں قریش کے خاندان سے تعلق تو نہیں رکھتا، اس لئے ان پر کچھ ایسا احسان ہی کر دوں کہ جس کے باعث وہ میرے گھر والوں کی حفاظت کریں۔ میں نے یہ کام اس وجہ سے نہیں کیا کہ میں کافر ہو گیا ہوں یا مرتد ہو گیا ہوں اور نہ مسلمان ہونے کے بعد کفر سے خوش ہو کر کیا۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حاطب نے سچ بات بیان کر دی ہے۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اُڑا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ تو بدر کی لڑائی میں شریک تھے اور تمہیں کیا معلوم کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بدر والوں کے تمام حالات سے واقف تھا اور اس کے باوجود ان کے متعلق فرمادیا کہ جو جی چاہے کرو کہ میں نے تمہیں معاف فرما دیا ہے۔ اس موقع پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ الممتحنۃ کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

زمانۂ نزول اور پس منظر

سورۃ الممتحنۃ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اس کے زمانۂ نزول کا تعین دو اہم معاملات کے وقوع پذیر ہونے سے معلوم ہوتا ہے۔ پہلا معاملہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ چنانچہ کافروں سے دوستی کی ممانعت کے معاملہ پر اس سورت کی آیات نازل ہوئیں۔ دوسرا معاملہ ان مسلمان عورتوں کا ہے جو صُلح حُدَیبیہ کے بعد مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آنے لگی تھیں اور ان کے بارے میں یہ سوال پیدا ہو گیا تھا کہ شرائطِ صلح کی رو سے مسلمان مَردوں کی طرح کیا ان عورتوں کو بھی کفار کے حوالہ کیا جائے گا یا نہیں؟ اس کا جواب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس سورت میں نازل فرمایا ہے۔ ان دونوں معاملات سے یہ متعین ہو جاتا ہے کہ یہ سورت صُلح حُدَیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ ۶ سنہ ہجری اور ۸ سنہ ہجری کے درمیان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ۸ سنہ ہجری میں ہوا ہے اور اسی سال مکہ مکرمہ فتح ہوا ہے۔

مرکزی مضمون

اسلام دشمن کفار سے دوستانہ تعلقات رکھنے اور ذاتی مصلحتوں کی خاطر ان سے خفیہ روابط رکھنے کی ممانعت۔ صُلح حُدَیبیہ کے بعد مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے آنے والی خواتینِ اسلام کے بارے میں اہم احکامات۔

اہم مضامین پر ایک نظر

اس سورت کے تین حصّے ہیں۔ پہلے حصّہ میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر گرفت کی گئی ہے کہ اُنہوں نے محض اپنے اہل وعیال کو بچانے کی خاطر حضور ﷺ کے ایک نہایت اہم جنگی راز سے دشمنوں کو خبردار کرنے کی کوشش کی تھی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام اہلِ ایمان کو یہ تعلیم دی ہے کہ کسی مومن کو کسی حال میں اور کسی غرض کے لئے بھی اسلام کے دشمن کفار کے ساتھ محبت اور دوستی کا تعلق نہیں رکھنا چاہیئے اور کوئی ایسا کام بھی نہیں کرنا چاہیئے جو کفر واسلام کی کشمکش میں کفار کے لئے مفید ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اُسوۂ حسنہ کا ذکر ہے، جب ان کی مخاطب قوم نے ان کی

دعوتِ توحید کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو اُنہوں نے ان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا۔ اہلِ ایمان کو ہدایت کی گئی ہے کہ اُسوۂ ابراہیمی کی پیروی کریں۔ ایک نکتہ کی وضاحت کر دی گئی کہ قطع تعلقی کا یہ حکم ان کفار کے بارے میں ہے جو مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہوں، البتہ جو کفار اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عملاً دشمنی اور ایذا رسانی کا برتاؤ نہ کر رہے ہوں، ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کا رویہ اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

سورت کے دوسرے حصّہ میں عورتوں کے بارے میں ایک اہم مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ صُلحِ حُدَیبیہ کے بعد ایک نئی صورت پیدا ہو گئی تھی۔ معاہدہ صلح میں یہ تو طے پایا تھا کہ اگر کوئی مسلمان مَرد آج کے بعد مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے گا تو اسے واپس کر دیا جائے گا، لیکن عورتوں کے بارے میں کوئی صراحت نہ تھی۔ صُلحِ حُدَیبیہ کے بعد کئی عورتیں جو مسلمان ہو چکی تھیں، وہ اپنے کافر شوہروں کو مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ طیّبہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ اب یہ سوال پیدا ہوا کہ شرائطِ صلح کی رو سے کیا اُنہیں بھی واپس کرنا ہو گا یا نہیں؟ اللہ ﷻ نے فرمایا کہ جب کوئی عورت ہجرت کر کے تمہارے پاس آ جائے تو تم اس کے ایمان کا جائزہ لو۔ اگر وہ سچے دل سے ایمان لائی ہو تو اسے واپس نہ کرو اور جائزہ کا طریقہ یہ تھا کہ وہ حلفیہ اقرار کرتی کہ میں کسی دُنیاوی غرض سے نہیں صرف اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں اپنا وطن چھوڑ کر آئی ہوں۔ کیونکہ اب کوئی مومن عورت کسی کافر کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح کئی مسلمان مَرد اپنی کافر بیویاں مکہ مکرمہ میں چھوڑ آئے تھے۔ ان کے بارے میں بتا دیا گیا کہ وہ کافر عورتیں بھی مسلمانوں کے عقدِ نکاح میں باقی نہیں رہیں گی۔ لہٰذا اب وہ کافر عورتیں بھی آزاد ہیں جس سے چاہیں شادی کریں۔

سورت کے تیسرے حصّہ میں اللہ ﷻ نے اپنے حبیب حضور اکرم خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو تلقین فرمائی ہے کہ جو عورتیں اسلام قبول کریں، ان سے آپ ﷺ ان بڑی بُرائیوں سے جو عرب کے جاہلیت زدہ معاشرہ میں عورتوں کے اندر پھیلی ہوئی تھیں بچنے کی بیعت لیں اور اقرار کرائیں مثلاً: ۱۔ اللہ ﷻ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا۔ ۲۔ چوری نہیں کرنا۔ ۳۔ بدکاری نہیں کرنا۔
۴۔ اپنی اولاد کو قتل نہیں کرنا۔ ۵۔ کسی پر تہمت اور الزام نہیں لگانا۔ ۶۔ نیکی کے کاموں میں آپ ﷺ کی نافرنی نہیں کرنا۔
مزید یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اُن کو جن باتوں کا حکم دیا جائے اُن پر عمل پیرا ہونا۔

سُوْرَۃُ الْمُمْتَحِنَۃ (آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ)

آیات	مضامین
آیات: ۱ تا ۳	اسلام دشمن کفار سے دوستانہ روابط قلبی دوستی رکھنے کی ممانعت
آیات: ۴ تا ۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کا کردار بطورِ اُسوۂ حسنہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دُعائیں
آیات: ۷ تا ۹	کفار سے تعلقات کے بارے میں اصولی ہدایات
آیات: ۱۰ تا ۱۱	مہاجر عورتوں کے بارے میں ہدایات اور احکام مشرک بیویوں کو چھوڑنے کا حکم
آیات: ۱۲ تا ۱۳	حضور اکرم ﷺ کو مسلمان خواتین سے شرعی احکامات پر عمل کرنے کے بارے میں بیعت لینے کی تلقین کفار سے دلی دوستی کی ممانعت

سبق: ۳۹

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَة

سورۃ الممتحنہ ۶۰ رکوع: ۱تا ۲ (آیات: ۱تا ۱۳)

رکوع: ۱تا ۲ کے اہم مضامین

۱۔ دین دشمن کفار سے دوستانہ روابط رکھنے کی ممانعت
۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کا کردار بطورِ اُسوۂ حسنہ
۳۔ مسلمانوں کے کافروں سے تعلقات کے بارے میں احکام
۴۔ مہاجر عورتوں کے بارے میں احکام
۵۔ احکامِ شریعت پر عمل درآمد کرنے کی بیعت

رکوع: ۱تا ۲ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱تا ۶)

ایمان والوں کو دشمنانِ اسلام سے دوستانہ روابط رکھنے کی سخت ممانعت ہے کیونکہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مسلمانوں کے دشمن اور حق کے منکر ہیں۔ ان مسلمانوں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے جو اپنے مفاد کی خاطر دین دشمن کفار سے خفیہ دوستی کرتے ہیں اور راز کی باتیں ان تک پہنچاتے ہیں۔ حالانکہ ان دشمنوں کا حال یہ ہے کہ اگر ان کا مسلمانوں پر قابو چل جائے تو وہ ہر طرح سے اُنہیں نقصان پہنچائیں گے اور دین سے منحرف اور پھیر کر ہی چھوڑیں گے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ وہ جن رشتہ داروں اور اولاد کی خاطر ان کفار سے دوستی نبھانا چاہتے ہیں، یہ روزِ قیامت کام آنے والے نہیں ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کے کردار کو مسلمانوں کے لئے اُسوۂ حسنہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں نے ہر طرح سے اپنی قوم کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا دشمن پایا، تو ان سے صاف صاف برأت کا اعلان کر دیا اور ان سے کہہ دیا کہ جب تک تم اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر ایمان نہ لاؤ، ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ اُن اہل ایمان نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر توکل کیا اور ثابت قدمی اختیار کی۔ پھر اُنہوں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے آزمائشوں سے بچانے اور بخشش کی دُعا مانگی۔ یہ بات واضح کی گئی ہے کہ اس اُسوۂ حسنہ سے وہی مستفید ہو سکتا ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور آخرت پر پختہ ایمان رکھتا ہے۔

رکوع: ۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: "اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس شخص کو خوب جانتا ہے جو (خلوصِ دل کے ساتھ صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا کے لئے) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے، اس شخص کی سی ہے جو رات میں برابر نماز پڑھتا رہے اور دن میں برابر روزے رکھتا رہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے راستہ میں جہاد کرنے والے کے لئے ذمہ داری لے لی ہے کہ اگر اسے شہادت دے گا تو اسے بے حساب وکتاب جنت میں داخل کرے گا یا پھر زندہ و سلامت (گھر) ثواب اور مالِ غنیمت کے ساتھ واپس کرے گا۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: ایک آدمی مالِ غنیمت کی خاطر قتال کرتا ہے، دوسرا آدمی شہرت کی خاطر لڑتا ہے، کوئی آدمی اپنا مقام و مرتبہ دکھانے کی خاطر لڑتا ہے، تو ان میں سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کلمہ کی سربلندی کے لئے لڑتا ہے، وہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں ہے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۳۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اگر تم اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر توکل کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے، تو تمہیں اسی طرح رزق ملے گا جیسا کہ پرندوں کو ملتا ہے کہ صبح کو وہ بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔" (جامع ترمذی)

۴۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَآئِماً وَّاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِداً وَّاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِداً وَّلَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوًّا وَّلَا حَاسِداً اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُکَ مِنْ کُلِّ خَیْرٍ خَزَآئِنُہٗ بِیَدِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ کُلِّ شَرٍّ خَزَآئِنُہٗ بِیَدِکَ۔

"اے اللہ! کھڑے، بیٹھے اور نیند کی حالت میں اسلام کے ساتھ میری حفاظت فرما اور میرے مصائب سے میرے حاسد دشمن کو خوش نہ کر۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہر اُس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں اور تیری پناہ میں آتا ہوں ہر اس شر سے جس کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں۔" (مستدرک حاکم)

رکوع ۲: (آیات: ۷ تا ۱۳)

مسلمانوں کو یہ اُمید دلائی گئی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کے درمیان محبت پیدا فرما دے۔ کافروں کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کا اصول بیان ہوا ہے کہ ایسے کافروں سے دوستانہ تعلقات کی ممانعت ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہوں۔ لیکن جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن نہ ہوں، ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے کی اجازت ہے۔ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آنے والی مومن عورتوں کے ایمان کی تحقیق کرنے کا حکم ہے۔ اس امتحان میں ان کے ظاہری ایمان پر ہی اکتفا کیا جائے گا اور اپنی بساط کے مطابق ظاہری طور پر ان کے ایمان کی تسلی کی جائے گی۔ کیونکہ ان کے قلبی ایمان کو حقیقتاً اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ ایمان ثابت ہونے کے بعد ان عورتوں کو کفارِ مکہ کی طرف واپس لوٹانے کی ممانعت ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ مومن عورتوں کا کافر مَردوں سے نکاح برقرار نہیں رہتا۔ البتہ مومن مَردوں کو ان مومن خواتین سے ان کی عدّت پوری ہونے پر نکاح کی اجازت ہے۔ دوسری طرف مومن مَردوں کو بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس ساری صورتِ حال میں یہ تلقین کی گئی ہے کہ دونوں اطراف سے ادا کیئے گئے حق مہر کا مطالبہ یا تبادلہ کر لیا جائے۔ چونکہ مکہ مکرمہ کے کافروں سے اس وقت صلح کا معاہدہ تھا، اس لئے ان کو یہ سہولت دی گئی تھی کہ اُنہوں نے اپنی بیویوں کو جو مہر دیا تھا، وہ ان کو اس طرح واپس کرنے کا حکم دیا گیا کہ جو مسلمان ان عورتوں سے نکاح کرے، وہ اس کا مہر اس کے پہلے کافر شوہر کو ادا کر دے۔

حضورِ اکرم خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تلقین فرمائی گئی ہے کہ مومن عورتوں سے اس عہد پر بیعت لیں کہ وہ شرک، چوری، زنا، قتلِ اولاد اور بہتان تراشی کا جرم نہیں کریں گی اور کسی بھی نیک کام اور شریعت کے احکام میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نافرمانی نہیں کریں گی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عورتوں سے بیعت لینے کا طریقہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کبھی زبانی بیعت لیتے، کبھی پانی سے بھرے ہوئے پیالہ میں اپنا دستِ مبارک ڈالتے اور اس کے بعد بیعت ہونے والی عورتوں کو اس میں اپنا ہاتھ رکھنے کا حکم دیتے اور بعض اوقات دستِ مبارک میں کپڑے کا ایک سِرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پکڑتے دوسرا سرا عورتیں پکڑتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان عورتوں سے بیعت لیتے۔

ایمان والوں کو یہ بھی حکم ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے دوستانہ تعلقات نہ رکھیں جن پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا غضب ہوا۔ بعض مفسرین کے نزدیک اِن لوگوں سے مُراد یہود ہیں۔ جب کہ بعض کے قول کے مطابق یہود اور نصاریٰ ہیں۔ تاہم اس سے مُراد وہ تمام کفار ہیں جو اسلام کے دشمن ہیں۔

مسلمانوں کے غیر مسلموں سے تعلقات کی چار قسمیں:

وہ غیر مسلم جو نہ مسلمانوں سے جنگ کریں اور نہ جنگ کرنے والوں کی مدد کرنے والے ہوں ان سے تعلقات کی چار قسمیں ہیں:

۱) مدارات: غیر مسلموں کے ساتھ ظاہری خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنے کی اجازت ہے۔

۲) مواسات: محتاج، غریب، نادار اور بیمار غیر مسلموں کے ساتھ ہمدردی کرنے یا ان کی مدد کرنے کی اجازت ہے۔

۳) معاملات: غیر مسلموں سے خرید و فروخت کرنے کی اجازت ہے۔

۴) موالات: غیر مسلموں سے دلی دوستی رکھنا منع ہے۔

رہے وہ غیر مسلم جو مسلمانوں سے جنگ کریں اور اسلام کے خلاف جنگ کرنے والوں کے مددگار ہوں، مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالنے میں کسی طرح حصہ لینے والے ہوں تو ان کفار کے ساتھ اللہ ﷻ کی طرف سے قلبی دوستی اور دوستانہ تعلقات اور ہر قسم کی مروت اور نرمی کی ممانعت ہے۔ ہاں عدل و انصاف ہر حال میں ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ اس میں مومن، کافر اور دوست، دشمن سب برابر ہوتے ہیں۔

رکوع ۲: کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قتیلہ بنتِ عبدالعزیٰ ضب، پنیر اور گھی کے ہدیے لے کر اپنی بیٹی حضرت اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس آئی، جبکہ وہ مشرکہ تھی، اس لئے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کے تحائف قبول کرنے سے اور اس کو اپنے گھر میں داخل کرنے سے انکار کر دیا، (چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ رسول اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کرنے کا کہا گیا) جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ "اللہ تمہیں ان لوگوں سے منع نہیں کرتا جنہوں نے نہ تم سے دین کے بارے میں جنگ کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا کہ تم ان سے نیک سلوک کرو اور ان کے حق میں انصاف کرو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔" (سورۃ الممتحنۃ، آیت: ۸) پھر آپ ﷺ نے حضرت اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ اپنی ماں کے تحفے قبول کریں اور ان کو اپنے گھر میں داخل کریں۔ (مسند احمد)

۲۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنی اولاد کے درمیان انصاف کیا کرو، اپنے بیٹوں کے حقوق کی ادائیگی میں برابری کا خیال رکھا کرو" (کسی کے ساتھ ناانصافی اور زیادتی نہ ہو)۔ (سنن ابی داؤد)

۳۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (صُلح حُدیبیہ کے بعد) مومن عورتیں ہجرت کر کے آنے لگیں، حضرت اُم کلثوم بنتِ عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا بھی ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں۔ وہ اس وقت جوان تھیں، تو ان کے خاندان والے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان (اُمّ کلثوم) کو ان کی طرف واپس کر دینے کا سوال کیا۔ چنانچہ اس موقع پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مومن عورتوں کے متعلق ہدایت نازل فرمادی۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۴۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے آنے والی مومن عورتوں کا اس آیت کے مطابق امتحان لیا کرتے تھے: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ۔۔۔ (سورۃ الممتحنۃ ۶۰، آیت: ۱۲) جو مومن عورت اس شرط کا اقرار کر لیتی تو رسول اللہ ﷺ اس سے

زبانی ارشاد فرماتے: ”میں نے تم سے بیعت لے لی ہے۔“ اللہ کی قسم! بیعت لیتے وقت رسول اللہ ﷺ کا دستِ مبارک کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا تھا۔ آپ ﷺ اُن سے مخاطب ہو کر زبانی یہ فرماتے ہوئے بیعت لیتے تھے: ”میں نے تم سے اس پر یہ بیعت لے لی ہے۔“ (صحیح بخاری)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سات تباہ کرنے والے گناہوں سے بچو۔“ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”۱۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ ۲۔ جادو (کرنا یا کروانا)۔ ۳۔ جس جان کا قتل اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حرام کیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا۔ ۴۔ سود کھانا۔ ۵۔ یتیم کا مال ناحق کھانا۔ ۶۔ کافروں سے مقابلہ کے وقت بھاگ جانا۔ ۷۔ مومن و آزاد اور بھولی بھالی پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔“ (صحیح بخاری)

۶۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اسی طرح بیعت لی جس طرح آپ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی تھی کہ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، ہم چوری نہ کریں، ہم زنا نہ کریں، ہم اپنی اولاد کو قتل نہ کریں اور نہ ہم میں سے کوئی دوسرے پر اِفترا باندھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پس تم میں سے جس نے اس عہد کو پورا کیا اس کا اجر اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ہے اور تم میں سے جس نے کسی حد کا ارتکاب کیا اور اس پر وہ حد قائم کر دی گئی تو وہ اس کا کفارہ ہے اور جس کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پردہ رکھا تو اس کا معاملہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سپرد ہے اگر چاہے تو اس کو عذاب دے اور اگر چاہے تو اس کو معاف کر دے۔“ (صحیح مسلم)

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَة

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ تم اُن کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ وہ اس حق کا انکار کرتے ہیں جو تمہارے پاس آیا ہے

يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ

وہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اور تمہیں اس بنا پر (مکہ مکرمہ سے) جلا وطن کرتے ہیں کہ تم اللہ پر ایمان لائے ہو جو تمہارا رب ہے

اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ

اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا حاصل کرنے کے لئے نکلے ہو (تو پھر ان سے دوستی نہ رکھو) تم اُن کی طرف دوستی کے خفیہ پیغام بھیجتے ہو

وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ (۱)

حالانکہ میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور تم میں سے جو شخص بھی ایسا کرے تو یقیناً وہ (تو) سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ

اگر وہ تم پر قابو پالیں تو تمہارے دشمن بن جائیں گے اور بُرائی کے ساتھ تم پر اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں دراز کریں گے

وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ (۲) ؕ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚۛ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚۛ

اور ان کی خواہش یہ ہے کہ تم بھی کافر بن جاؤ۔ قیامت کے دن تمہاری رشتہ داریاں اور تمہاری اولاد تمہیں ہرگز نفع نہ دیں گی

يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۳)

وہ (اللہ) تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے گا اور جو تم کر رہے ہو اللہ اُسے خوب دیکھنے والا ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ

یقیناً تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے ابراہیم (علیہ السلام) اور اُن لوگوں میں جو (ایمان اور اطاعت میں) اُن کے ساتھ تھے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا

اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ

بے شک ہم تم سے اور اُن سے بیزار ہیں جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہوئے

وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ

ہمارے اور تمہارے درمیان عداوت اور بغض ہمیشہ کے لئے ظاہر ہو چکا ہے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ

اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ

مگر ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ سے یہ کہنا (اس سے مستثنٰی ہے) کہ میں تمہارے لئے ضرور بخشش طلب کروں گا

وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا

اور میں اللہ کے مقابل تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں (ان کی دعا تھی) اے ہمارے رب! ہم نے تجھ ہی پر بھروسہ کیا

وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور تیری ہی طرف ہم نے رجوع کیا اور تیری ہی طرف پلٹنا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں کافروں کے لئے آزمائش نہ بنا

وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۵ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اور اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے بے شک تو بہت ہی غالب بڑی حکمت والا ہے۔ یقیناً تمہارے لئے اُن (کے طرزِ عمل) میں بہترین نمونہ ہے

لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ

ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن کی (ملاقات کی) اُمید رکھتا ہو اور جو منہ موڑے

ع ۱ ۶ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۶ ع عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ

تو (وہ یاد رکھے کہ) بے شک اللہ ہی بے نیاز بہت تعریفوں والا ہے۔ قریب ہے کہ اللہ تمہارے اور ان کے درمیان جن سے تم دشمنی رکھتے ہو محبت پیدا کر دے

وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷

اور اللہ بہت قدرت رکھنے والا ہے اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ

اللہ تمہیں (اس بات سے) منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے دین (کے معاملہ) میں تم سے جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے

اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸

کہ تم ان سے بھلائی کا سلوک کرو یا انصاف کا برتاؤ کرو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ

بے شک اللہ تمہیں ان لوگوں سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین (کے معاملہ) میں جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا

وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹

اور تمہارے نکالنے میں (تمہارے دشمنوں کی) مدد کی کہ تم اُن سے دوستی کرو اور جو ان سے دوستی کرے گا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کا امتحان کر لیا کرو اللہ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے

فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ

پھر اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ ایمان والیاں ہیں تو اُنہیں کافروں کی طرف واپس نہ بھیجو نہ یہ (مومنات) اُن (کافروں) کے لئے حلال ہیں

وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَآتُوهُم مَّا أَنفَقُوا ۚ

اور نہ وہ (کفار) اِن (مومنات) کے لئے حلال ہیں اور ان (کافر شوہروں) کو ادا کر دو جو (مہر) انہوں نے خرچ کیا ہے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَن تَنكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ

اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ان (عورتوں) سے نکاح کر لو جب تم اُنہیں اُن کے مہر ادا کر دو اور (اے مسلمانو!) تم بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ روکے رکھو

وَاسْأَلُوا مَا أَنفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنفَقُوا ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ ۖ

اور جو (مہر) تم نے خرچ کیا تھا وہ (کافروں سے) طلب کر لو اور وہ (بھی تم سے) مانگ لیں جو (مہر) انہوں نے خرچ کیا ہے یہ اللہ کا حکم ہے

يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ وَإِن فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ

وہ تمہارے درمیان فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور اگر تمہاری بیویوں میں کوئی تمہارے ہاتھ سے نکل کر کافروں کی طرف چلی جائے

فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُم مِّثْلَ مَا أَنفَقُوا ۚ

پھر (جب) تمہاری باری آ جائے تو جن (مسلمانوں) کی بیویاں چلی گئی تھیں اُنہیں اتنا (مال) ادا کرو جتنا انہوں نے (ان بیویوں کے مہر میں) خرچ کیا ہے

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ

اور اُس اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ اے نبی (ﷺ)! جب ایمان والی عورتیں آپ کے پاس آئیں

يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ

(تاکہ) اِس بات پر آپ سے بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور چوری نہیں کریں گی اور زنا نہیں کریں گی

وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ

اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور کوئی (ناجائز اولاد کا) بہتان نہیں لائیں گی جسے وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑ (کر شوہر کے ذمہ ڈال) رہی ہوں

وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ ۙ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ ۖ

اور کسی (بھی) نیک کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی تو اُن سے بیعت لے لیا کریں اور اُن کے لئے اللہ سے بخشش طلب کریں

إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اے ایمان والو! ایسے لوگوں سے دوستی مت رکھو جن پر اللہ نے غضب فرمایا

قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ﴿١٣﴾ ع ۲

یقیناً وہ آخرت سے (اس طرح) مایوس ہو چکے ہیں جیسے کفار اہل قبور سے مایوس ہیں۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ ایسے غیر مسلموں کو دوست بنانے سے منع کیا گیا ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں سے دشمنی رکھتے ہوں جو لوگ اس حکم پر عمل نہیں کرتے وہ سیدھی راہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ (سورۃ الممتحنہ، آیت: ۱)

۲۔ کفار سے دلی دوستی نہ رکھنے کی اہم وجوہات یہ ہیں کہ وہ دینِ حق کا انکار کرتے ہیں، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل ایمان سے دشمنی رکھتے ہیں، مسلمانوں کے دشمنوں سے دوستانہ تعلقات قائم کرتے ہیں، موقع پانے پر مسلمانوں کے قتل سے ہاتھ اور گالی گلوچ سے زبان کو نہیں روکتے اور وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی کافر بن جائیں۔ (سورۃ الممتحنہ، آیات: ۱، ۲)

۳۔ اولاد اور رشتہ داروں کی خاطر انسان کفر و فسق کا رویہ اختیار نہ کرے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک اصل اہمیت ایمان اور پرہیز گاری کی ہے ہمیں ان ہی کو سب سے قیمتی دولت سمجھنا چاہیئے۔ آخرت میں کام آنے والی اصل قرابت داری دین اور ایمان کی نسبت سے ہے۔
(سورۃ الممتحنہ، آیات: ۳، ۴)

۴۔ کفر و شرک سے اعلانِ برأت کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اُسوہ ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دشمنوں اور ان کے غلط کاموں سے برأت اختیار کریں اور ان کے مقابلہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر کامل بھروسہ کریں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی سے مدد کی دعا کریں۔ (سورۃ الممتحنہ، آیت: ۴)

۵۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ظالم کے مقابلہ میں مظلوم کی مدد کا کامل اختیار رکھتا ہے۔ مظلوم قوموں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے یوں دعا کرنی چاہیئے کہ اے ہمارے رب! ہمیں کافروں کے ظلم کا تختۂ مشق نہ بنا اور ہمیں معاف فرما دے۔ (سورۃ الممتحنہ، آیت: ۵)

۶۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اہل ایمان ساتھیوں نے تمام مشکلات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف رجوع کیا، ان کی زندگی ہر اس شخص کے لئے نمونہ ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ملاقات اور روزِ آخرت پر یقین رکھتا ہے۔ جو اس سے انحراف کرتا ہے وہ دراصل اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اس لئے آخرت کے طلب گاروں کو مصائب و مشکلات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ جو اس سے روگردانی کریں گے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے بے نیاز ہے۔ (سورۃ الممتحنہ، آیت: ۶)

۷۔ بعض اوقات سختی اور لاتعلقی برتنا بھی کفار کے لئے اسلام کی طرف مائل ہونے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ (سورۃ الممتحنہ، آیت: ۷)

۸۔ اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی نہ رکھنے والے بے ضرر غیر مسلموں سے حُسنِ سلوک کی ممانعت نہیں ہے البتہ قلبی دوستی ان سے بھی رکھنا ممنوع ہے۔ (سورۃ الممتحنہ، آیت: ۸)

۹۔ عدل کی اسلام میں بہت اہمیت ہے جو ہر فرد کو ملنا چاہیئے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ لہٰذا ہمیں غیر مسلموں کے ساتھ بھی عدل و انصاف کرنے کا حکم ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ عدل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ نیز صلہ رحمی اور حُسنِ سلوک کی بھی اسلام میں بہت اہمیت ہے اس لئے ہر انسان سے حُسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیئے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ لہٰذا ہمیں غیر مسلموں کے ساتھ بھی حُسنِ سلوک اور مروت سے پیش آنا چاہیئے بشرطیکہ وہ اسلام کے دشمن نہ ہوں۔ (سورۃ الممتحنہ، آیت: ۸)

۱۰۔ مسلمانوں کے دشمن حربی کفار سے دوستی کرنے والے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک ظالم ہیں۔ (سورۃ الممتحنہ، آیت: ۹)

۱۱۔ سب رشتوں سے بڑھ کر ایمان کا رشتہ ہے۔ مشرک مَردوں کے نکاح میں مومن عورتیں نہیں رہ سکتیں اور مومن مَردوں کے نکاح میں مشرک عورتیں نہیں رہ سکتیں۔ (سورۃ الممتحنہ، آیت: ۱۰)

۱۲۔ ہمیں آپس کے تعلقات اور معاملات کو درست رکھنے کے لئے ہمیشہ تقویٰ اختیار کرنا چاہیئے۔(سورۃ الممتحنۃ، آیت:۱۱)

۱۳۔ نیک اعمال انجام دینے کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے۔ دین کی تعلیم و تبلیغ کرنے والوں کے لئے لازم ہے کہ وہ لوگوں کو منکرات سے بھی روکنے کی کوشش کریں۔(سورۃ الممتحنۃ، آیت:۱۲)

۱۴۔ حضورِ اکرم خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نیکیوں پر استقامت اختیار کرنے، بُرائیوں سے بچنے اور مختلف اجتماعی اُمور سر انجام دینے کا عہد لیتے تھے جسے "بیعت" کہا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ مومن عورتوں سے جن اُمور پر بیعت لیتے ان میں یہ باتیں بھی شامل ہیں کہ وہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، کوئی زنا کی تہمت نہیں لگائیں گی اور نہ کسی معروف حکم میں آپ ﷺ کی نافرمانی کریں گی۔(سورۃ الممتحنۃ، آیت:۱۲)

۱۵۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے تمام کافروں بالخصوص یہود سے قلبی دوستی سے منع فرمایا ہے جن پر حضور نبی کریم ﷺ سے بغض و حسد رکھنے اور مسلسل سرکشی اور نافرمانی کرنے کے باعث اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا غضب نازل ہوا۔ اُنہیں آخرت میں کسی خیر کی کوئی اُمید نہیں۔ وہ بالکل ایسے مایوس ہو چکے ہیں جس طرح قبروں میں پڑے ہوئے کفار اپنی بخشش سے مایوس اور نا اُمید ہیں۔ مومن کی یہ شان نہیں کہ جس پر اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ناراض اور غضب ناک ہوا ہو اس سے وہ دوستی اور رفاقت کا معاملہ کرے لہٰذا ایسے کفار سے بیزار اور لا تعلق ہونا چاہیئے۔(سورۃ الممتحنۃ، آیت:۱۳)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

۱۔ سورۃ الممتحنۃ کی وجہ تسمیہ لکھیں۔

۲۔ سورۃ الممتحنۃ کا سورۃ الحشر سے ربط لکھیں۔

۳۔ سورۃ الممتحنۃ کا مرکزی مضمون تحریر کریں۔

۴۔ سورۃ الممتحنۃ کے شانِ نزول میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ کی تفصیل لکھیں۔

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کریں۔

(۱) فرمانِ الٰہی ہے کہ تم ان دشمنانِ اسلام کی طرف ــــــــــــــــ کے خفیہ پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ مجھے خوب معلوم ہے جو تم ــــــــــــــــ ہو اور جو تم ــــــــــــــــ ہو۔

(۲) اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمنانِ اسلام سے ــــــــــــــــ رکھنے سے ــــــــــــــــ کیا ہے۔

(۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کے اُسوۂ حسنہ سے وہی رہنمائی لے سکتا ہے جو ــــــــــــــــ اور ــــــــــــــــ کی اُمید رکھتا ہو۔

(۴) مسلمانوں کو یہ اُمید دلائی گئی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ــــــــــــــــ اور ان کے ــــــــــــــــ کے درمیان ــــــــــــــــ پیدا کر دے۔

(۵) مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والی مسلمان عورتوں کے بارے میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حکم دیا کہ ان کے ایمان کا۔۔۔۔۔۔۔ لیا کرو اور اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں تو ان کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے پاس واپس نہ بھیجو۔

(۶) اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نہ مسلمان عورتیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے لئے حلال ہیں اور نہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔، ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے لئے حلال ہیں۔

(۷) اے ایمان والو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جن پر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا غضب ہوا، جو آخرت سے اس طرح ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہو چکے ہیں جس طرح کفار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے مایوس ہیں۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱۔ آیات: ۱ تا ۳ میں دشمنانِ اسلام کے ساتھ تعلقات رکھنے کے حوالہ سے کیا احکامات بیان کیئے گئے ہیں؟

۲۔ آیات: ۴ تا ۶ کی روشنی میں یہ بتائیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی زندگی میں ہمارے لئے کیا اُسوۂ حسنہ ہے؟

۳۔ آیت: ۵ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی کون سی دُعائیں نقل کی گئی ہیں؟

۴۔ آیات: ۸ کی روشنی میں یہ بتائیے کہ غیر دشمن کفار سے مسلمانوں کا تعلق کیسا ہونا چاہیئے؟

۵۔ آیت: ۹ میں دشمن کفار سے کون لوگ مراد ہیں جن سے دوستانہ تعلقات رکھنے کی ممانعت ہے؟

۶۔ آیات: ۱۰ تا ۱۱ میں مکہ مکرمہ سے مدینہ طیّبہ ہجرت کر کے آنے والی مسلمان عورتوں کے بارے میں کیا احکام دیئے گئے ہیں؟

۷۔ آیت: ۱۲ میں مسلمان خواتین سے کن باتوں پر بیعت لینے کا حکم دیا گیا ہے؟

سوال ۴ کسی صاحبِ علم سے بیعت کی اہمیت و ضرورت کے بارے میں دریافت کیجئے۔ نیز معلوم کیجئے کہ آیاتِ قرآنی اور ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بیعت کا ذکر کس طرح آیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مردوں اور عورتوں سے کن باتوں پر اور کس طرح بیعت لیتے تھے؟ نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں بیعت کا کیا طریقہ کار تھا اور کن باتوں پر بیعت لی جاتی تھی؟

گھریلو سرگرمی

- سورۃ الممتحنہ میں مسلمانوں کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ وہ کفار سے دلی دوستی اختیار نہ کریں۔ تحقیق کر کے بتایئے کہ کفار سے دلی دوستی کی ممانعت کے اسباب کیا ہیں؟ کم از کم پانچ اسباب تحریر کریں۔ نیز تحقیق کر کے وضاحت کریں کہ کن غیر مسلموں سے حُسنِ سلوک کرنا منع نہیں ہے؟
- اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کے کیا حقوق ہیں؟ کم از کم پانچ حقوق تحریر کریں۔ کسی غیر مسلم کے ساتھ برتاؤ کے حوالہ سے کوئی پانچ باتیں لکھیں۔ نیز اگر موقع میسر ہو تو کسی غیر مسلم کو دینِ اسلام کی حقانیت کے حوالہ سے کون سی پانچ باتیں بتائیں گے؟
- سورۃ الممتحنہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خواتین سے بیعت لینے کا ذکر کیا گیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خواتین سے جن باتوں پر بیعت لیتے تھے ان کو کسی صاحبِ علم سے معلوم کر کے تحریر کریں۔ نیز تحقیق کریں کہ بیعت کا مفہوم کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو متعدد مواقع پر بیعت لیں ان میں سے کم از کم پانچ مثالیں بیان کریں۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق:۴۰

سُورَةُ الصَّف

وجہ تسمیہ اور تعارف

سورۃ الصّف کی آیت:۴ میں "صفًّا" کا لفظ مذکور ہے۔اس آیت میں اللہ ﷻ کی راہ میں صف بستہ ہو کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح جہاد کرنے والوں کی عظمت کا ذکر ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورت کا نام "سُوْرَةُ الصَّف" رکھا گیا ہے۔ اس کی ابتدا اللہ ﷻ کی تسبیح سے ہوتی ہے، اس لئے یہ سورت بھی "مُسَبِّحَات" میں شامل ہے۔

ربطِ سورت

قرآنِ مجید میں سورۃ الصّف سے پہلے سورۃ الممتحنہ ہے۔سورۃ الصف کا سورۃ الممتحنہ سے درج ذیل ربط اور مناسبت ہے:

۱۔سورۃ الممتحنہ میں کفار سے سوالات اور دوستی سے منع فرمایا گیا تھا اور اس سورت میں باطل کے حامی اور دین دشمن کفار سے خوب ڈٹ کر قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۲۔سورۃ الممتحنہ میں اہلِ ایمان کو ان اُمور کی اصلاح کی نصیحت کی گئی ہے جن کی وجہ سے ایمان کے تقاضوں کی ادائیگی میں سُستی اور کوتاہی ہو جاتی ہے۔سورۃ الصّف میں اہلِ ایمان کو اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ وہ حضور اکرم خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ویسا رویہ اختیار نہ کریں جیسا کہ قومِ یہود نے اپنے رسولوں کے ساتھ دل آزاری، نافرمانی اور ان کی شان میں توہین کا رویہ اختیار کیا۔

۳۔سورۃ الممتحنہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات کو اُسوہ قرار دیا گیا ہے۔سورۃ الصّف میں بنی اسرائیل کو شدید تنبیہ کی گئی کہ اگر تم واقعی ملّتِ ابراہیمی پر ہو تو پھر اس نبی آخر الزماں ﷺ پر ایمان کیوں نہیں لاتے۔

شانِ نزول

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحابِ رسول ﷺ میں سے ایک جماعت ہمارے ساتھ بیٹھی اور ہم نے کہا: اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ اللہ ﷻ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کون سا ہے تو ہم اسی کو انجام دیں؟ اس پر اللہ ﷻ نے اس سورت کی آیات نازل فرمائیں اور حضور ﷺ نے یہ سورت ہم پر تلاوت فرمائی۔(جامع ترمذی، مستدرک حاکم، سنن دارمی)

زمانۂ نزول اور پس منظر

سورۃ الصّف مدینہ طیّبہ میں نازل ہوئی۔ اکثر مفسرین کی رائے کے مطابق یہ غزوۂ اُحد ۳ھ کے قریب کے زمانہ میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اس سورت کے بیان میں جن حالات کی طرف اشارہ محسوس ہوتا ہے وہ اسی دور میں پائے جاتے تھے۔ جن لوگوں کو غزوۂ بدر میں شرکت کا موقع نہیں ملا تھا وہ کسی آنے والے غزوہ میں شرکت کے بھرپور جذبات رکھتے تھے۔ان کی خواہش تھی کہ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو کر ہم جس عظیم سعادت سے محروم رہے ہیں اس کی تلافی آنے والے کسی غزوہ میں کریں۔ ابتدائی آیات میں محض زبانی باتیں کرنے والے لوگوں کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ ایسی بات کرو جس سے تمہارے قول و فعل میں تضاد نہ ہو اور اللہ ﷻ کی راہ میں عمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے استقامت کے ساتھ صف بستہ ہو کر اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کا مقابلہ کرو۔

مرکزی مضمون

حضور ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر، آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر اور اطاعت، آپ ﷺ کا مقصدِ بعثت، دین حق کا غلبہ، نیز آخرت کی کامیابی کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر سچے ایمان اور باہمی اخلاص و اتحاد کے ساتھ جان و مال سے جہاد فی سبیل اللہ کا حکم۔

اہم مضامین پر ایک نظر

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح و تحمید اور پاکی و تقدیس بیان کی گئی ہے۔ قول و فعل میں تضاد رکھنے والے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نگاہ میں نہایت قابلِ نفرت ہیں۔ جبکہ منظّم انداز میں راہِ حق میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت محبوب اور مقبول ہیں۔

یہود کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی پر مبنی مذموم طرزِ عمل بیان ہوا ہے۔ ان کی نافرمانیوں کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام اُنہیں ایمان و عمل میں ثابت قدم رہنے کی تلقین فرماتے رہے۔ یہود کی مسلسل کج روی اور ہٹ دھرمی پر ہدایت سے محرومی کا بیان ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بنی اسرائیل کی طرف بعثت، تورات کی تصدیق، نبی آخر الزمان رسول مکرم سیدنا احمد مجتبیٰ ﷺ کی آمد کی بشارت اور تصدیق کا ذکر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نہایت واضح معجزات کے باجود یہود کا ان معجزات کو جادو قرار دے کر انکار کرنے اور رسول کی تکذیب پر ان کے ڈٹے رہنے کا ذکر ہے۔ ان کی اس ہٹ دھرمی اور کج روی کا ذکر کر کے مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایسا سلوک کبھی نہ کریں جیسا کہ یہود نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ کیا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے دینِ حق "اسلام" کے غلبہ کا اعلان کیا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ اور منافقین اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود نورِ اسلام کو ہرگز بجھا نہ سکیں گے۔ قادرِ مطلق ان کے مذموم عزائم کو ناکام بنانے والا ہے۔ حضور اکرم خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا مقصدِ بعثت بھی یہی بیان ہوا ہے کہ دینِ حق پوری شان کے ساتھ غالب ہو۔

آخرت میں کامیابی صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر سچے دل سے ایمان لانے اور جان و مال سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں ثابت قدمی کے ساتھ جہاد و قتال کرنے میں پوشیدہ ہے۔ دنیا میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ غلبۂ دین اس کا حاصل ہے اور آخرت میں بخشش، رضائے الٰہی اور جنت کا حصول اس کا اعلیٰ ترین انعام ہے۔

مسلمانوں کو غلبۂ دین کی جدوجہد کی ترغیب دلانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں (مخلص ساتھیوں) کی مثال پیش کی گئی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں مدد اور دین کی سربلندی کے لئے اپنے حواریوں کو دعوت دی، تو اُنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دیا۔ حواریوں کی قربانی اور کوششوں سے اس عہد میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کو فروغ حاصل ہوا۔ کچھ لوگ ایمان لے آئے اور کچھ نے انکار کر دیا۔ انجام کار اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد سے ایمان والے اپنے مخالفین پر غالب آ گئے۔

سُوْرَۃُ الصَّف (آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ)

آیت: ۱
- اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح و تحمید اور صفات

آیات: ۲ تا ۴
- قول و فعل کے تضاد پر سخت گرفت
- اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نام کی سربلندی کے لئے منظّم ہو کر قتال فی سبیل اللہ کرنا

آیات: ۵ تا ۸
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور غلبۂ دینِ حق کے لئے جہاد سے اِعراض کرنے والوں کے لئے سخت تنبیہ
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت۔

آیت: ۹
- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصدِ بعثت۔۔۔۔ دین اسلام کا تمام ادیانِ باطلہ پر غلبہ

آیات: ۱۰ تا ۱۳
- دنیا و آخرت کی عظیم کامیابی کے لئے مال و جان کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں نفع بخش تجارت کی ترغیب

آیت: ۱۴
- غلبۂ دینِ حق کے لئے جہاد کرنے والوں کے لئے عظیم سعادت۔۔۔۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار ہونے کا اعزاز، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے غلبہ کا ذکر

سبق: ۴۱

سُوْرَةُ الصَّف

سورۃ الصّف ۶۱ — رکوع: ۱ تا ۲ (آیات: ۱ تا ۱۴)

رکوع: ۱ تا ۲ کے اہم مضامین

۱۔ جہاد و قتال فی سبیل اللہ کی ترغیب
۲۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت
۳۔ جہنم کے عذاب سے بچانے والی تجارت
۴۔ اہل ایمان کو اللہ ﷻ اور رسول کریم ﷺ پر کامل ایمان لانے کی تلقین
۵۔ دین اسلام کے غلبہ کا اعلان

رکوع: ۱ تا ۲ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱ تا ۹)

اللہ ﷻ کی تسبیح اور صفات کا ذکر ہے۔ زمین و آسمان کی ہر شے اپنے قول یا حال سے اس اللہ ﷻ کی پاکی بیان کرتی ہے جو زبردست حکمت والا ہے۔ لہٰذا جو ایسی عظمت اور شان والا ہے اس کی اطاعت بھی ہر حکم میں ضروری ہے، جن میں سے ایک حکم جہاد کا بھی ہے۔ پھر ان لوگوں پر گرفت کی گئی ہے جن کے قول اور فعل میں تضاد ہے، جو بڑے بڑے دعوے تو کرتے ہیں لیکن وقت آنے پر وہ جہاد اور دیگر احکامِ اسلام پر عمل سے جی چُراتے ہیں۔ اللہ ﷻ ایسے دعوے کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

اللہ ﷻ ایسے بندوں کو پسند فرماتا ہے جو اس کی راہ میں ثابت قدم رہتے ہیں اور منظم ہو کر اس کی راہ میں قتال کرتے ہیں اور دشمن طاقتوں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے ہیں۔ وہی لوگ اللہ ﷻ کے مقبول بندے ہیں۔

مسلمان کلمہ پڑھ کر دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ ﷻ ہی سب سے بڑا ہے اور وہی اِس کا معبود ہے۔ اب اگر معاشرہ میں عملاً اللہ ﷻ کی بڑائی تسلیم نہ کی جائے اور مسلمان اپنے گھربار، ملازمت، کاروبار اور ضروریاتِ دنیا ہی میں مشغول ہو کر رہ جائے تو یہ طرزِ عمل اُس کے دعویٰ کے برخلاف اور اللہ ﷻ کو ناراض کرنے والا ہے۔ اِسی طرح کلمہ پڑھ کر ایک مسلمان اعلان کرتا ہے کہ وہ سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ کو اللہ ﷻ کا رسول اور تمام انسانوں سے محبوب ترین ہستی سمجھتا ہے۔ اب اِس دعویٰ کا تقاضا ہے کہ اس کا کوئی عمل آپ ﷺ کی سنتِ مطہرہ کے خلاف نہ ہو اور اس کا وقت، توانائی اور مال اِسی مشن کے لئے خرچ ہو رہا ہو جو مشن حضور نبی کریم ﷺ کا تھا اور جسے آپ ﷺ نے عملاً پورا کر کے دکھایا یعنی دین حق کو تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کرنا۔ یہاں مسلمانوں کو درحقیقت تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ اپنے رسول ﷺ اور دین اسلام کے ساتھ وہ روش نہ رکھیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل نے اختیار کی۔ اُنہوں نے اپنے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی اور جہاد فی سبیل اللہ سے اِعراض کر کے آپ علیہ السلام کو اذیت دی اور کج روی اختیار کی جس کے نتیجہ میں ان کے دل ٹیڑھے ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بنی اسرائیل کو اپنی رسالت کی یقین دہانی کرائی، اپنے بعد آنے والے آخری نبی اور رسول سیدنا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی آمد کی بشارت دی اور اُنہیں نہایت واضح معجزات دکھائے۔ لیکن بنی اسرائیل نے ان معجزات کو جادو کا کرشمہ قرار دیا (معاذاللہ) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی۔ ان لوگوں کو ظالم قرار دیا گیا ہے جو اللہ ﷻ کے بارے میں جھوٹ گھڑ لیتے ہیں اور اسلام کی مخالفت کرتے ہیں۔ جب نبی کریم ﷺ کی آمد ہوئی تو یہود کو حسد ہو گیا کہ آخری نبی بنی اسرائیل کے بجائے بنی اسماعیل میں سے کیوں آئے ہیں۔ اُنہوں نے حضور اکرم خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے واضح اوصاف و کمالات کو چھپا کر رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا بھی انکار کیا اور آپ ﷺ کی تکذیب بھی کی اس لئے اُنہیں سب سے بڑا ظالم قرار دیا گیا۔

اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے واضح اعلان ہے کہ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ اپنے نور (دینِ حق) کو اپنے رسول کے ذریعہ ہر حال میں مکمل فرمائے گا، چاہے مخالفین اس کو بجھانے کی جتنی مرضی کوششیں اور سازشیں کرلیں۔ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ اُس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ہدایت اور دین حق (اسلام) دے کر اس مقصد کے ساتھ بھیجا ہے کہ وہ اپنے عطا کردہ دین حق کو غالب کردے۔ اس سے حضور اکرم خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی یہ شان بھی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر صرف نبوت ختم نہیں ہوئی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر رسالت کی تکمیل بھی ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے قبل رسولوں کا مقصد بھی حق بات پہنچانا اور دینِ حق کو غالب کرنے کی کوشش کرنا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا فرضِ منصبی نہ صرف حق کا پہنچانا بلکہ دینِ حق کو عملاً غالب کر کے دکھانا تھا۔ معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا مشن محض وعظ و نصیحت، دعوت و تبلیغ اور تعلیم و تربیت ہی نہ تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا مقصدِ بعثت یہ بھی تھا کہ نظامِ باطل کو جڑ سے اکھاڑنا اور دین اسلام کو غالب فرمانا تا کہ لوگوں کو عدل بھی میسر آئے اور وہ زندگی کے تمام معاملات میں اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کے احکامات پر عمل کر سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے جان نثار اصحاب رضی اللہ عنہم کو باطل سے مقابلہ کے لئے لا کھڑا کیا اور تیئیس (۲۳) برس کی کٹھن جدوجہد کے نتیجہ میں اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کے دین کو تمام ادیان اور کُل نظامِ زندگی پر غالب فرما کر تمام اُمور کا اس انداز میں احاطہ فرمایا کہ کوئی گوشۂ زندگی اِس سے محروم نہ رہا۔

رکوع: ۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

۱۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: ”ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا، پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، آگ میں اس کی آنتیں باہر نکل پڑیں گی۔ وہ آنتوں کو لے کر اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا چکی کسو لے کر گھومتا ہے۔ دوزخی اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے: اے فلاں! یہ تیرا کیا معاملہ ہے؟ کیا تو (دنیا میں) ہمیں اچھی بات کا حکم دیتا اور بُری بات سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا: بے شک میں تمہیں اچھی بات کا حکم دیتا تھا، لیکن میں خود وہ عمل نہیں کرتا تھا اور تمہیں بُرے کام سے منع کرتا تھا، لیکن میں خود وہی کام کیا کرتا تھا۔“ (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: ”معراج کی شب میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا، جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، جب بھی ان کو کاٹا جاتا وہ (پہلے کی طرح) جڑ جاتے اور پھر ان کو کاٹا جاتا۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اُمت کے وہ واعظین ہیں جو لوگوں سے اچھی باتیں کہتے تھے اور خود ان پر عمل نہیں کرتے تھے۔“ (مسند احمد)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص کا گزر ایک گھاٹی سے ہوا، جہاں میٹھے (وخوشگوار) پانی کا ایک چشمہ بہتا تھا۔ اس کا ذائقہ اسے اچھا لگا، اس نے سوچا: اگر میں لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر یہاں ٹھہر جاؤں (اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں تو کتنا اچھا ہو)، تاہم میں یہ کام اس وقت تک نہیں کروں گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے اجازت نہ لے لوں۔ بعد ازاں اس نے سارا ماجرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: ”ایسا نہ کرنا، بے شک تم میں سے کسی کا جہاد فی سبیل اللہ میں کھڑے ہونا گھر کی ستر (۷۰) سال کی نمازوں سے بہتر ہے۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ تمہیں بخش دے اور جنت میں داخل فرما دے؟ لہٰذا اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرو۔ (سنو!) جو شخص اونٹنی کے دودھ دوہنے کے درمیانی وقفہ جتنا بھی اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کے راستہ میں لڑا اس پر جنت واجب ہو گئی۔“ (جامع ترمذی، مستدرک حاکم)

۴۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: ”جہاد دو قسم کا ہے۔ ایک وہ شخص جس نے اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جہاد کیا، امام و امیر کی اطاعت کی، انتہائی قیمتی مال خرچ کیا، اپنے ساتھی کو آسانی و سہولت فراہم کی اور فساد سے اجتناب کیا تو ایسے شخص کا سونا اور جاگنا سب باعثِ اجر ہے۔ دوسرا وہ شخص جس نے فخر، ریاکاری اور شہرت کی خاطر جہاد کیا، امام و امیر کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد کیا، تو وہ ثواب کے ساتھ واپس نہیں آتا۔“ (سنن ابی داؤد)

۵۔ حضرت عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بے شک بنی آدم کے دل رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی طرح ہیں، وہ ان کو جیسے چاہتا ہے پھیرتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا کی: اے دلوں کو پھیرنے والے (اللہ)! ہمارے دلوں کو اپنی فرماں برداری کی طرف پھیرے رکھنا۔" (صحیح مسلم)

۶۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے پانچ نام ہیں، میں "محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)" بھی ہوں، میرا نام "احمد" بھی ہے، میرا نام "ماحی" بھی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر کو ملیامیٹ کردے گا، میں "حاشر" بھی ہوں کہ (قیامت کے دن) تمام انسانوں کا حشر میرے نقشِ قدم پر ہوگا اور میں "عاقب" ہوں کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔" (صحیح بخاری)

۷۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ کی ابتدا کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں اپنے باپ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا ہوں، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی بشارت ہوں اور میری والدہ نے (میری ولادت کے وقت) جو منظر دیکھا کہ اس میں سے ایک ایسا نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے۔" (مسند احمد)

۸۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دین اسلام وہاں تک پہنچے گا جہاں تک رات کا اندھیرا اور دن کا اُجالا پہنچتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی کچے پکے مکان کو نہیں چھوڑے گا مگر دین کو وہاں داخل فرمائے گا۔ عزت والے کو عزت دے گا اور ذلیل کو مزید ذلیل کرے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ معزز کو دین اسلام کے ساتھ عزت دے گا اور ذلیل کو کفر کی وجہ سے مزید ذلت ملے گی۔" تمیم داری رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں اپنے خاندان میں ان لوگوں کو پہچانتا ہوں جو دین کی وجہ سے معزز ہوئے اور انہوں نے بھلائی حاصل کی۔ جو کافر تھے ان پر ذلّت، حقارت مسلط کر دی گئی اور وہ جزیہ دینے پر مجبور ہوئے۔ (مسند احمد)

۹۔ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "روئے اَرضی پر کوئی ایک گھر بھی ایسا نہیں بچے گا، خواہ وہ اینٹ گارے کا بنا ہوا ہو خواہ کمبلوں کے خیمے کی صورت میں ہو، جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کلمۂ اسلام کو داخل نہ کردے، خواہ کسی عزت والے کے اعزاز کے ساتھ، خواہ کسی پست ہمت کے ضعف کے ذریعہ۔" (یعنی یا تو گھر والا خود ایمان لے آئے گا یا اسے اسلام کی بالادستی قبول کرنی ہوگی) اس پر حضرت مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا: "تب تو وہی بات پوری ہوجائے گی کہ کُل دین اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے لئے ہوجائے۔" (مسند احمد)

رکوع:۲ (آیات:۱۰ تا ۱۴)

ہر انسان ایسی تجارت کا خواہش مند ہوتا ہے جس میں خسارے کا اندیشہ نہ ہو۔ یہاں ایسی تجارت کا ذکر کیا جارہا ہے جو آخرت کے دائمی دردناک عذاب سے انسان کو بچالے گی۔ درد ناک عذاب سے بچنے کے لئے دو کام کرنے کا کہا گیا ہے۔

ایک یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سچے دل سے ایمان لانا اور دوسرے یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرنا۔ اس کے بدلہ میں ان کے گناہ معاف ہوں گے، اُنہیں ہمیشہ رہنے والے پاکیزہ گھر اور جنت عطا ہوگی۔ یہی ان کے لئے عظیم کامیابی ہوگی۔ اس کے علاوہ اُنہیں دنیا میں بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد اور جلد فتح حاصل ہوگی جس کی وہ تمنا رکھتے ہیں۔ دنیا کی کامیابی کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک زیادہ اہمیت نہیں۔ البتہ انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ اِس کی محنتوں کے نتائج بھی اِس کے سامنے ظاہر ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دنیوی فتح کی بھی بشارت دی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی مثال پیش کر کے اہل ایمان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مددگار بننے کی ترغیب دلائی گئی۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں دین کی مدد کے لئے اپنے حواریوں کو دعوت دی، تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دین کی جدوجہد میں شریک ہو کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین اور اس کے نبی علیہ السلام کے مددگار بن گئے۔ اہلِ ایمان کے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے اور اِس سے بڑھ کر اور کوئی اونچا مقام نہیں ہو سکتا

کہ اگر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نام کی سربلندی کے لئے جہاد کریں گے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مددگار قرار پائیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے لیکن امتحان کے لئے اُس نے ہمارے سامنے دین و ایمان کے تقاضے رکھے ہیں۔ اب جو کوئی اِن تقاضوں کو پورا کرے گا وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا مددگار قرار پائے گا۔ سچے اہل ایمان نہ صرف خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت پر کاربند ہوتے ہیں بلکہ جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے ذریعہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کے نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔

آخر میں ذکر ہے کہ بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے اور کچھ لوگوں نے کفر کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی، جس کے نتیجہ میں اہل ایمان کو کفار پر غلبہ حاصل ہو گیا۔

رکوع ۲: کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامینِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پناہ طلب کرتے تھے: "اے اللہ! میں دوزخ کے فتنہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں دوزخ کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔" (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص یہ گواہی دے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جہنم کی آگ کو اس پر حرام کر دیا ہے۔" (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کو اس حالت میں موت آئے کہ وہ جانتا ہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔" (صحیح مسلم)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں میں سے بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو جہاد میں اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھا لگام تھامے ہوئے دوڑا پھرتا ہے۔ جب کسی طرف سے حملے کا شور یا گھبراہٹ کی آواز سنتا ہے، تو اس طرف دوڑ پڑتا ہے۔ وہ موت کو موت کی وادیوں میں تلاش کرتا پھرتا ہے۔" (صحیح مسلم)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے راستہ میں جہاد کیا اور وہ اپنے گھر سے صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے اور اس کے احکام کی تصدیق کے لئے نکلا، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ضمانت دیتا ہے کہ یا تو اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اجر و غنیمت کے ساتھ اسے اس کے گھر کی طرف لوٹائے گا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۶۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دو آنکھیں جنہیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی: ایک وہ آنکھ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ڈر سے روئی اور دوسری وہ آنکھ جو رات کے وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں پہرا دیتی ہے۔" (جامع ترمذی)

۷۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں کسی مجاہد کو تیار کیا تو اس نے جہاد کیا۔ جس شخص نے کسی مجاہد کے اہل خانہ میں جانشینی کا حق ادا کیا تو اس نے بھی جہاد کیا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۸۔ حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں شہید کے لئے چھ فضیلتیں ہیں:
۱۔ خون کا پہلا قطرہ نکلتے ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور اسے جنت میں اُس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔ ۲۔ وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔
۳۔ وہ (قیامت کے دن) بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا۔ ۴۔ اسے ایمان کا جوڑا پہنایا جاتا ہے۔ ۵۔ خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے اس کا نکاح کر دیا جاتا ہے۔ ۶۔ اس کے ستر (۷۰) رشتے داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔" (سنن ابن ماجہ)

۹۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں گھوڑے پسند کرتا ہوں، کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تجھے جنت میں داخل کر دیا جائے گا، تو تیرے پاس یاقوت کا گھوڑا لایا جائے گا، اس کے دو پر ہوں گے، تجھے اس پر سوار کیا جائے گا اور جہاں تو چاہے گا وہ پرواز کر کے تجھے وہیں لے جائے گا۔" (جامع ترمذی)

سُوْرَةُ الصَّف

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اللہ کی تسبیح کی ہر اُس چیز نے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمینوں میں ہے اور وہ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو!

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳
تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ اللہ کے نزدیک (یہ) سخت ناپسندیدہ بات ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرتے نہیں۔

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴
بے شک اللہ اُن سے محبت کرتا ہے جو اُس کی راہ میں صف باندھ کر قتال کرتے ہیں جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں۔

وَإِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ
اور (یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا اے میری قوم! تم مجھے کیوں اذیت دیتے ہو

وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ ۖ فَلَمَّا زَاغُوْٓا أَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۖ
حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں پھر جب انہوں نے ٹیڑھ اختیار کی تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ وَإِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ
اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ اور (یاد کیجیے) جب عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) نے کہا اے بنی اسرائیل! بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں

مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ
تصدیق کرنے والا ہوں اپنے سے پہلے آنے والی (کتاب) تورات کی اور اس (عظمت والے) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوشخبری دینے والا ہوں

يَّأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ أَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۶
جو میرے بعد تشریف لائیں گے جن کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے پھر جب وہ (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) اُن کے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے وہ کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰىٓ إِلَى الْإِسْلَامِ ۖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۷
اور اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جارہا ہو؟ اور اللہ (ایسی) ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸
وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ (کی پھونکوں) سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا فرما کر رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔

هُوَ الَّذِيٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ

وہی (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُسے ہر دین پر غالب کر دے

وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ۝٩ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰى تِجَارَةٍ ع ۱/۹

خواہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ اے ایمان والو! کیا میں ایسی تجارت کی طرف تمہاری رہنمائی کروں

تُنۡجِيۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ ۝١٠ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُجَاهِدُوۡنَ فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے۔ (وہ یہ ہے کہ) تم اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) پر ایمان رکھو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو

بِاَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝١١ يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ

اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے تمہارے لئے یہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ وہ (اللہ) تمہارے گناہ بخش دے گا

وَيُدۡخِلۡكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِيۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ

اور تمہیں (ایسے) باغات میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور نہایت عمدہ رہائش گاہوں میں (ٹھہرائے گا جو) اَبدی جنتوں میں ہیں

ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ۝١٢ وَاُخۡرٰى تُحِبُّوۡنَهَا نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتۡحٌ قَرِيۡبٌ

یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور ایک دوسری (دنیاوی نعمت بھی عطا فرمائے گا) جسے تم پسند کرتے ہو (وہ) اللہ کی طرف سے مدد اور جلد ملنے والی فتح ہے

وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝١٣ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡۤا اَنۡصَارَ اللّٰهِ

اور (اے نبی مکرم ﷺ!) آپ مومنوں کو (اس بات کی) بشارت دے دیجئے۔ اے ایمان والو! تم اللہ (کے دین) کے مددگار ہو جاؤ

كَمَا قَالَ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ لِلۡحَوَارِيّٖنَ مَنۡ اَنۡصَارِيۡۤ اِلَى اللّٰهِ

جس طرح عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) نے حواریوں سے فرمایا تھا کون ہے جو اللہ کی راہ میں میرا مددگار بنے؟

قَالَ الۡحَوَارِيُّوۡنَ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتۡ طَّآئِفَةٌ مِّنۡۢ بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ وَكَفَرَتۡ طَّآئِفَةٌ

حواریوں نے کہا ہم ہیں اللہ کے (دین کے) مددگار تو بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے کفر اختیار کیا

فَاَيَّدۡنَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا عَلٰى عَدُوِّهِمۡ فَاَصۡبَحُوۡا ظٰهِرِيۡنَ ۝١٤ ع ۲/۵

چنانچہ جو لوگ ایمان لائے تھے ہم نے ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کی تو وہ غالب ہوگئے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ تسبیح باری تعالیٰ کرنے سے مراد اس حقیقت کو بیان کرنا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر کمی، عیب، نقص، احتیاج اور کمزوری سے پاک ہے۔ عزیز کی صفت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اختیارِ مطلق کو ظاہر کرتی ہے یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے۔ البتہ وہ حکیم بھی ہے اور اپنے اختیارات کو حکمت کے مطابق ظاہر فرماتا ہے۔ (سورۃ الصّف، آیت:۱)

۲۔ ایک سچے مسلمان کے قول اور عمل میں مطابقت ہونی چاہیئے جو کچھ کہے اسی کے مطابق کر گزرے کیونکہ قول و فعل کا تضاد انسان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ناراضگی میں مبتلا کرتا ہے۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جو مسلمان قول و فعل کے تضاد میں مبتلا ہوتے ہیں وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کس قدر غیظ و غضب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ (سورۃ الصّف، آیات:۲،۳)

۳۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خوشنودی سے وہی اہلِ ایمان سرفراز ہوتے ہیں جو جہاد فی سبیل اللہ میں جان قربان کرنے اور ہر خطرہ مول لینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو وہ لوگ بہت محبوب ہیں جو اس کی راہ میں سرفروشی و جانبازی کے جذبہ سے مضبوط نظم و ضبط کے ساتھ اس طرح قتال کریں کہ دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی کیفیت "سیسہ پلائی ہوئی دیوار" کی سی ہو۔ (سورۃ الصّف، آیت:۴)

۴۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ﷺ کی نافرمانی اور ایذا رسانی انسان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت سے محروم کر دیتی ہے اور مزید یہ کہ جو شخص خود کج روی اختیار کرتا ہے اور حق سے روگردانی کرتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ بھی اس کو اس کے حال پر رہنے دیتا ہے اور اس کو زبردستی ہدایت عطا نہیں فرماتا۔ (سورۃ الصّف، آیت:۵)

۵۔ مسلمانوں کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں اور یہود کے طرزِ عمل سے سبق حاصل کریں کہ جنہوں نے انعاماتِ باری تعالیٰ کی ناقدری اور جہاد و قتال سے اعراض کر کے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا رسول ماننے کے باوجود اذیت دی اور کج روی اختیار کی۔ فسق (جان بوجھ کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی) کی دنیاوی سزا یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (سورۃ الصّف، آیت:۵)

۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشادات کے ذریعہ نصاریٰ کی تردید ہو گئی جو آپ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ (معاذ اللہ) آپ علیہ السلام نے فرمایا: کہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس فرمان سے ان یہودی گستاخوں کی بھی تردید ہو گئی جو آپ علیہ السلام پر اور آپ علیہ السلام کی پاکباز والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام پر گھناؤنے بہتان لگاتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا: کہ مجھے صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور میں تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں۔ آپ علیہ السلام کے اس ارشاد سے آپ علیہ السلام کی شریعت کا مرکز و محور بھی معلوم ہو گیا کہ آپ علیہ السلام شریعتِ موسوی کو برقرار رکھنے اور بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ (سورۃ الصّف، آیت:۶)

۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے حضور نبی آخر الزمان ﷺ کی آمد کی بشارت آپ ﷺ کی عظمت و شان کا اظہار ہے۔ نبی کریم ﷺ کے مبارک ناموں میں سے ایک اسمِ گرامی "احمد ﷺ" بھی ہے جس کے معنیٰ ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا یا جس کی تعریف سب سے زیادہ کی گئی ہو۔ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ حمد کرنے والے تھے، اس لئے آپ ﷺ کا اسمِ گرامی احمد ﷺ

ہے۔ رسول اللہ ﷺ تمام مخلوقات اور سارے انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑھ کر تعریف و توصیف کے لائق ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے فضائل و محاسن اور اخلاق و مناقب سب سے اعلیٰ اور افضل تھے۔ (سورۃ الصّف، آیت: ۶)

۸۔ سب سے بڑا ظالم وہ شخص ہے جسے اسلام کی دعوت دی جائے اور وہ کسی نبی ورسول علیہ السلام کی رسالت کا انکار کرے۔ یہ روش تو درحقیقت اللہ ﷻ پر جھوٹ باندھنا ہے کہ اللہ ﷻ نے ان کو پیغمبر بنا کر نہیں بھیجا جیسا کہ یہود نے اپنے تعصب اور حسد کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کی رسالت کا انکار کیا۔ (سورۃ الصّف، آیت: ۷)

۹۔ یہود اپنے حسد کی وجہ سے نہ صرف قبولیتِ حق سے محروم رہے بلکہ وہ نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کی مخالفت میں دیگر کفار سے بھی آگے نکل گئے اور اپنی سازشوں کے ذریعہ مشرکین کو مسلمانوں کے خلاف اُبھار کر دینِ حق کو مٹانے کی کوشش میں لگے رہے۔ یہود کی سازشوں کو اللہ ﷻ نے پھونکوں سے تعبیر کیا ہے اور اللہ ﷻ نے واضح فرمادیا کہ یہود کی تمام تر مخالفتوں اور سازشوں اور جھوٹی باتوں کے باوجود اللہ ﷻ کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ اپنا نورِ ہدایت مکمل فرما کر رہے گا، اِسے تمام عالم میں پہنچائے گا اور اپنے دینِ حق کو تمام ادیان پر غالب فرما کر رہے گا۔ (سورۃ الصّف، آیت: ۸)

۱۰۔ اللہ ﷻ نے اپنے رسولِ مکرم ﷺ کو ہدایت اور دینِ حق (اسلام) دے کر مبعوث فرمایا ہے تاکہ آپ ﷺ اسے تمام ادیان پر غالب کردیں اور اس انداز پر زندگی کے تمام معاملات کا احاطہ کیا جائے کہ زندگی کا کوئی گوشہ بھی اس سے محروم نہ رہے۔ (سورۃ الصّف، آیت: ۹)

۱۱۔ نبی کریم ﷺ عظیم ترین مقاصد اور انقلابی مشن کے ساتھ مبعوث کیئے گئے۔ آپ ﷺ کی ذمہ داری صرف دعوت و تبلیغ اور تعلیم وتربیت ہی نہ تھی بلکہ ایک کٹھن انقلابی جدوجہد کے ذریعہ دینِ اسلام کو عملاً نافذ کرنا آپ ﷺ کی زندگی کا مقصود و مطلوب تھا تاکہ تمام ادیانِ باطلہ پر اس کا غلبہ قائم ہو جائے جسے آپ ﷺ نے تیئیس (۲۳) سال کے مختصر عرصہ میں پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ نبی کریم ﷺ کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ دینِ حق کے غلبہ کے لئے ہم اپنی تمام تر صلاحیتیں صَرف کردیں اور اس جدوجہد میں کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ (سورۃ الصّف، آیت: ۹)

۱۲۔ تجارت میں دو چیزیں دیکھی جاتی ہیں اوّل یہ کہ نفع ہو دوسرے یہ کہ نقصان نہ ہو اور دوسری چیز کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔ اس میں جس تجارت کی ترغیب دلائی گئی ہے اس میں نقصان کا تصور بھی نہیں۔ تجارت میں کوئی چیز کسی کو دے کر اس کی قیمت حاصل کی جاتی ہے، اسی طرح جب ایک مسلمان اپنی جان ومال اللہ ﷻ کے حوالہ کرتا ہے تو اللہ ﷻ کی شانِ کریمی ہے کہ وہ اس کے صلہ میں عذاب سے نجات، گناہوں کی بخشش اور جنت میں داخلہ کا وعدہ فرماتا ہے۔ (سورۃ الصّف، آیات: ۱۰ تا ۱۲)

۱۳۔ غلبۂ دینِ حق کی جدوجہد کرنے والوں کو اللہ ﷻ نے دردناک عذاب سے بچانے کے ساتھ دنیوی فتح کی بھی بشارت دی ہے۔ انسان کی کمزوری ہے کہ وہ اپنی محنت کا پھل جلد دیکھنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اہلِ ایمان دنیا میں بھی اللہ ﷻ کی مدد اور قریبی فتح کو پسند کرتے ہیں جبکہ اللہ ﷻ کے نزدیک زیادہ اہمیت اخروی کامیابی کی ہے۔ (سورۃ الصّف، آیت: ۱۳)

۱۴۔ رسول کے مددگار بن کر غلبۂ دینِ حق کی خاطر مال وجان کے ذریعہ جہاد کرنے والوں کو اللہ ﷻ نے اپنا مددگار فرمایا۔ ان خوش نصیبوں کو اللہ ﷻ نے عظیم اعزاز اور سعادت سے نوازا ہے۔ بندہ کے لئے اِس سے بڑھ کر اور کوئی اونچا مقام نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی غلبۂ دینِ حق کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کردیں اور اس عظیم مقصد کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ (سورۃ الصّف، آیت: ۱۴)

۱۵۔ اللہ ﷻ ایمان والوں کی کفار کے مقابلہ میں مدد فرماتا ہے اور غلبہ بالآخر اہلِ ایمان کو ہی عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ بدلتے حالات میں اہلِ ایمان کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے اور اللہ ﷻ کے وعدوں پر یقین رکھتے ہوئے غلبۂ دینِ حق کے لئے اپنی جان و مال اور دیگر صلاحیتوں کو استعمال کرنا چاہیئے۔ (سورۃ الصّف، آیت: ۱۴)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

۱۔ سورۃ الصّف کا تعارف اور وجہ تسمیہ کیا ہے؟

۲۔ سورۃ الصّف کا سورۃ الممتحنۃ سے کیا ربط ہے؟

۳۔ سورۃ الصّف کا کیا شانِ نزول بیان ہوا ہے؟

۴۔ سورۃ الصّف کا مرکزی مضمون کیا ہے؟

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کریں۔

(۱) اللہ ﷻ کی ____________ کی ہر اُس چیز نے جو ____________ میں ہے اور جو ____________ میں ہے اور وہ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔

(۲) مسلمانوں کے ____________ اور ____________ میں تضاد کو اللہ ﷻ ____________ کرتا ہے۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ____________ سے کہا کہ میں تمہیں ایک ____________ کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام ____________ ہوگا۔

(۴) فرمانِ الٰہی ہے کہ اس سے بڑھ کر ____________ کون ہوگا جو اللہ ﷻ پر ____________ باندھے، حالانکہ اسے ____________ کی طرف بلایا جارہا ہے۔

(۵) مسلمانوں کو ایک ____________ کی تلقین کی گئی ہے جو اُنہیں ____________ سے نجات دے سکتی ہے۔

(۶) مسلمانوں کے لئے اللہ ﷻ سے تجارت کے بدلہ میں دنیا میں بھی انعام ہے جسے وہ پسند کرتے ہیں، اللہ ﷻ کی طرف سے ____________ اور ____________، اس بات کی ان کو ____________ دی گئی ہے۔

(۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ____________ سے کہا کہ کون ہے جو اللہ ﷻ کی راہ میں میرا ____________ بنے گا؟ حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ ﷻ کے ____________ ہیں۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱۔ آیات: ۲ تا ۳ کی روشنی میں بیان کیجئے کہ مسلمان کا قول اور فعل کیسا ہونا چاہیئے؟

۲۔ آیات: ۳ تا ۵ کے مطابق اللہ ﷻ کن لوگوں کو پسند اور کن کو ناپسند کرتا ہے؟

۳۔ آیات: ۵ تا ۶ کی روشنی میں یہ بتائیے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

۴۔ آیات: ۷ تا ۹ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کا کیا مقصد بیان فرمایا ہے؟

۵۔ آیات: ۱۰ تا ۱۳ میں کس تجارت کے کرنے کی تلقین کی گئی ہے؟

۶۔ آیت: ۱۲ میں کس چیز کو عظیم کامیابی قرار دیا گیا ہے؟

۷۔ آیت: ۱۴ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مسلمانوں کو کس کام کا حکم دیا ہے؟

سوال ۴ جہاد سے کیا مراد ہے؟ اس کی مختلف اقسام اور احکام پر ایک نوٹ تحریر کیجئے۔

گھریلو سرگرمی

- سورۃ الصف میں جہاد و قتال فی سبیل اللہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جہاد کے لغوی و اصطلاحی معنیٰ تلاش کریں۔ نیز جہاد فی سبیل اللہ کی اقسام اور جہاد و قتال کا فرق تحریر کریں۔ مزید بر آں جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت پر پانچ آیاتِ کریمہ اور پانچ احادیثِ مبارکہ تحریر کریں۔
- سورۃ الصف کی روشنی میں درجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں:

۱۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کیسا دعویٰ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا؟
۲۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کن لوگوں سے محبت فرماتا ہے؟
۳۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا اذیت پہنچائی تھی؟
۴۔ جب لوگ خود ٹیڑھے ہوتے ہیں تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کے دلوں کے ساتھ کیا معاملہ فرماتا ہے؟
۵۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کس قوم کو ہدایت نہیں دیتا؟
۶۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کس کتاب کی تصدیق کرنے والا بنا کر بھیجا؟
۷۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کس رسول علیہ السلام کے آنے کی بشارت دینے والا بنا کر بھیجا؟
۸۔ جب وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واضح دلیل لے کر آئے تو بنی اسرائیل نے ان کے بارے میں کیا کہا؟
۹۔ سب سے زیادہ ظالم کون ہے؟
۱۰۔ بنی اسرائیل دین اسلام کو کیسے مٹانا چاہتے تھے؟
۱۱۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے دین اسلام کے بارے میں کیا فیصلہ فرما دیا ہے؟
۱۲۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے رسول سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو الہدیٰ اور دینِ حق دے کر کس مقصد کے لئے دنیا میں بھیجا ہے؟

- اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے دین کی نصرت کا حکم فرمایا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دین کی نصرت سے مراد اس کی دعوت و تبلیغ، نظام زندگی پر اور معاشرہ میں عملاً اِس کا غلبہ ہے۔ اس مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے موجودہ دور میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دین کو لوگوں تک پہنچانے اور اس کے عملاً نفاذ کے لئے بہت سے طریقے اور ذرائع ہو سکتے ہیں۔ ایک جدول میں دین کی دعوت و تبلیغ کے کوئی پانچ طریقے اور ان کی عملی صورت نیز اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دین کے غلبہ کی جدوجہد کے لئے پانچ سرگرمیوں اور ان کی عملی شکلوں کو تحریر کریں۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق: ۴۲

سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃ

تعارف اور وجہ تسمیہ

اس سورت میں جمعہ کے دن کی نماز کا ذکر ہے اس لئے اس سورت کا نام سورۃ الجمعہ رکھا گیا ہے۔ سورۃ الجمعہ کے تین بنیادی حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں بعثت کے ضمن میں حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا بیان ہے۔ دوسرے حصہ میں بنی اسرائیل کی خرابیوں کا تذکرہ ہے اور تیسرے حصہ میں نمازِ جمعہ کا فلسفہ ہے۔

ربطِ سورت

۱۔ سورۃ الجمعہ اور سورۃ الصّف دونوں کا آغاز اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تسبیح سے ہوتا ہے۔

۲۔ ان دونوں سورتوں میں نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے حوالہ سے دو اہم پہلوؤں کا ذکر ہے۔ سورۃ الصّف میں اسلامی انقلاب کے تکمیلی مراحل کا تذکرہ ہے اور سورۃ الجمعہ میں اسلامی انقلاب کی جماعت کی تیاری کے مراحل کا ذکر ہے۔

۳۔ سورۃ الصّف میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کی جہاد میں کامیابی کے لئے صف بندی، اتحاد و اتفاق اور منصوبہ بندی ضروری ہے جبکہ سورۃ الجمعہ میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے استحکام کے لئے قرآن و سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور حضور ﷺ کی اطاعت و اتباع پر کاربند رہنا اور اجتماعی نظم کو قائم رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں فضیلت

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ جمعہ کی نماز میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون تلاوت فرماتے تھے۔" (صحیح مسلم)

زمانۂ نزول

اکثر مفسرین کا قول یہی ہے کہ سورۃ الجمعہ مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد نازل ہوئی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے جب سورۃ الجمعہ نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی) چونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بات تاریخ سے ثابت ہے کہ وہ صلح حُدَیبیہ کے بعد اور فتح خیبر سے پہلے ایمان لائے تھے۔ لہٰذا معروف قول کے مطابق سورۃ الجمعہ کا پہلا رکوع تو صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوا جبکہ بعض محققین کے نزدیک دوسرے رکوع کا نزول ہجرت کے فوراً بعد ہوا۔

شانِ نزول

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ (کر خطبۂ جمعہ سن) رہے تھے کہ اتنے میں ملک شام سے ایک تجارتی قافلہ غلّہ لادے ہوئے اِدھر سے گزرا۔ لوگ خطبہ چھوڑ کر اِدھر (متوجہ ہو کر) چل دیئے، نبی کریم ﷺ کے ساتھ کُل بارہ (۱۲) آدمیوں کے سوا کوئی نہ بچا۔ (اس زمانہ میں جمعہ کی نماز پہلے اور خطبۂ جمعہ بعد میں ہوتا تھا)۔ اُس وقت اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱﴾ (سورۃ الجمعہ، آیت: ۱۱)

"اور جب (کچھ) لوگوں نے کوئی تجارت یا کوئی کھیل (تماشا) دیکھا تو اس کی طرف تیزی سے چل دیئے اور آپ (ﷺ) کو (خطبہ میں) کھڑا ہوا چھوڑ گئے، آپ فرما دیجیے جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل (تماشے) اور تجارت سے کہیں بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق عطا فرمانے والا ہے۔"

(صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی)

صفاتِ باری تعالیٰ کا بیان اور قدرتِ باری تعالیٰ کی دلیل کے طور پر نبی کریم ﷺ کی بعثت اور فرائضِ منصبی کا ذکر، یہود کے غلط دعوؤں کی تردید و ملامت اور نمازِ جمعہ کے احکامات کا ذکر۔

اہم مضامین پر ایک نظر

اس سورۂ مبارکہ کا آغاز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح کے بیان سے ہوا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی درج ذیل اہم ذمہ داریوں کا ذکر کیا گیا:

۱۔ تلاوت آیات۔ ۲۔ تزکیہ۔ ۳۔ تعلیم کتاب۔ ۴۔ تعلیم حکمت۔

نبی کریم ﷺ کی نبوت صرف عرب کے لوگوں ہی کے لئے نہیں بلکہ عرب اور عجم کے قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لئے ہے۔ یوں آپ ﷺ کو خَاتَمُ النَّبِيِّيْن کا اعزاز فرما کر نبوت و رسالت کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم کر دیا گیا۔

تورات سے اِعراض کے رویہ پر یہود کا ذکر ہے کہ ان کی مثال گدھے کی سی ہے جو کتابیں محض بوجھ کی صورت میں اُٹھاتا ہے لیکن اس سے کوئی رہنمائی نہیں لے سکتا۔ مزید آیاتِ الٰہی کی تکذیب کی روش میں یہ گدھوں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ گدھے علم اور سمجھ سے بے بہرہ ہیں اور یہ لوگ علم و فہم رکھتے ہوئے بھی آیاتِ ربّانی کو جھٹلا رہے ہیں۔ یہود کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے محبوب لوگ ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے اس زعم کو یہ فرما کر رد کیا ہے کہ اگر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو موت کی تمنا کریں۔ حالانکہ وہ اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے موت کی کبھی تمنا نہیں کریں گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایمان والوں کو نمازِ جمعہ کے بارے میں احکامات عطا فرمائے ہیں۔ جب بھی جمعہ کی نماز کے لئے اذان دی جائے تو خرید و فروخت نیز دیگر مصروفیات کو ترک کر کے پورے اہتمام کے ساتھ جلد خطبہ اور نمازِ جمعہ کے لئے مسجد پہنچنے کی کوشش کریں۔ نمازِ جمعہ کے بعد معاشی سرگرمیوں کی اجازت ہے۔ لیکن ساتھ ہی کثرت سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم بھی دیا گیا تا کہ اہل ایمان رزق کی تلاش میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بھول نہ جائیں اور مقصدِ زندگی کو پورا کرتے ہوئے آخرت کی تیاری کی فکر کریں۔

سُوْرَةُ الْجُمُعَة (آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ)

آیات	مضامین
آیت: ۱	اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح و تقدیس
آیات: ۲ تا ۴	رسول اکرم ﷺ کی بعثت اور آپ ﷺ کے چار فرائضِ رسالت کا تذکرہ
آیات: ۵ تا ۸	تورات سے یہود کا اعراض یہود کے غلط دعوؤں اور بُرے اعمال پر سخت ملامت
آیات: ۹ تا ۱۱	نمازِ جمعہ کی اہمیت نمازِ جمعہ کی تاکید اور اس کے احکام

سبق: ۴۳

سُوْرَةُ الْجُمُعَة

سورۃ الجمعہ ۶۲ — رکوع: ۱ تا ۲ (آیات: ۱ تا ۱۱)

رکوع: ۱ تا ۲ کے اہم مضامین

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت، عظمت اور فرائض کا بیان
۲۔ قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لئے نبی کریم ﷺ کی بعثت
۳۔ یہود کی بے عملی اور جھوٹے دعوؤں پر ان کی گرفت
۴۔ نمازِ جمعہ کی اہمیت اور اس کے متعلق احکامات

رکوع: ۱ تا ۲ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱ تا ۸)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح اور اس کی صفاتِ حمیدہ کا ذکر ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے جو بادشاہ، نہایت پاک، غالب اور حکمت والا ہے اسی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا احسان اور فضل ہے کہ اس نے اُمیّوں میں اپنے پیارے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا جو قیامت تک تمام لوگوں کے لئے معلّم و مُزکّی ہیں۔ اُمّیوں کا لفظ قرآنِ حکیم میں اہلِ کتاب کے مقابلہ میں قریش کے لئے آیا ہے کیوں کہ قریش اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطا کردہ کتاب اور شریعت کے علوم سے ناواقف تھے اور گمراہ تھے۔ آپ ﷺ اُنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتے اور صدقِ دل سے ایمان قبول کرنے والوں کا تزکیہ فرماتے اور اُنہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی بعثتِ عمومی کا تذکرہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو نہ صرف آخری رسول بلکہ سید الانبیاء والمرسلین کے مقام سے نوازا، قرآنِ حکیم جیسا عظیم معجزہ عطا فرمایا اور آپ ﷺ پر دینِ اسلام کی تکمیل فرمائی۔ نیز آپ ﷺ کو قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لئے آخری رسول کی حیثیت میں بھیجا۔ یہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل و کرم ہے جسے چاہتا ہے اپنا فضل عطا فرماتا ہے۔

یہود کی بے عملی اور بُرے کردار کی مذمت گدھے کی مثال ذکر کر کے کی گئی ہے جو عموماً بے وقوفی کے حوالہ سے معروف ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہود کو تورات عطا فرمائی تاکہ وہ اس سے ہدایت حاصل کریں۔ لیکن اُنہوں نے اس سے ہدایت حاصل کرنے کے بجائے اسے محض اپنے اوپر ایک بوجھ سمجھا اور پس پشت ڈال دیا۔ بالکل ایسے جیسے گدھے پر بہت سی کتابیں لاد دی جائیں تو اسے معلوم نہیں ہوتا کہ ان میں کیا لکھا گیا ہے۔ یہ قوم کس قدر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت سے محرومی کا شکار ہے کہ تورات میں نبی آخر الزماں ﷺ کے بارے میں جو بشارتیں دی گئی تھیں اُنہیں جھٹلا کر انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات کو جھٹلا دیا۔ لہٰذا واضح کر دیا گیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا جو اسلام اور پیغمبرِ اسلام سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف بغض و عناد رکھنے والے، ہٹ دھرم و بے انصاف ہوں۔

ان سب بُرائیوں کے باوجود یہود اپنے آپ کو انبیاء کرام علیہم السلام کی اولاد سمجھتے ہوئے تمام دنیا میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے چہیتے ہونے اور موت کے بعد اپنے لئے سیدھے جنت میں اور باقی لوگوں کے دوزخ میں جانے کا دعویٰ کرتے تھے۔ ان کے غلط دعوؤں پر ان کی گرفت کی گئی ہے کہ اگر وہ اپنے آپ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا لاڈلا اور محبوب سمجھتے ہیں تو پھر موت کی تمنا کریں تاکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس جا کر آرام دہ جنت میں عیش کریں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خود ہی بتا دیا کہ یہ لوگ اپنے بُرے اعمال اور کرتوتوں کی وجہ سے کبھی بھی موت کی تمنا نہیں کریں گے۔ گویا یہ لوگ اپنے بُرے انجام سے واقف ہیں اس لئے یہ زیادہ سے زیادہ مدت زندہ رہنے پر انتہائی حریص ہیں۔ لیکن یہ اٹل حقیقت ہے کہ موت سے کسی کو بھی راہِ فرار حاصل نہیں ہے۔ اُنہیں بتا دیا گیا کہ ان سب

کو لازماً موت آئے گی اور اُنہیں آخرت میں اللہ ﷻ کے حضور پیش ہو کر اپنے اعمال کا حساب بھی ضرور دینا پڑے گا۔ پھر وہ انہیں ان کے کرتوتوں سے آگاہ کر دے گا اور انہیں سخت عذاب میں ڈالا جائے گا۔

رکوع: ١ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

١۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو چالیس (٤٠) سال کی عمر میں مبعوث کیا گیا۔ آپ ﷺ (بعثت کے بعد تیرہ (١٣) سال مکہ مکرمہ میں رہے اور آپ ﷺ پر وحی آتی رہی۔ پھر آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا گیا تو آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد دس (١٠) سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ آپ ﷺ نے تریسٹھ (٦٣) سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

٢۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ پر سورۃ الجمعہ نازل ہوئی۔ جب آپ ﷺ اس آیت پر پہنچے: وَّاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ (سورۃ الجمعہ، آیت: ٣) تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کون لوگ ہیں؟ (جو عرب کے علاوہ ہیں) آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا، یہاں تک کہ میں نے تین بار یہی سوال کیا۔ اس وقت ہم لوگوں میں حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ ان پر رکھا اور فرمایا: "اگر ایمان ثُریّا (ستارے) پر بھی ہوتا تو تب بھی ان لوگوں (اہل فارس) میں سے کئی آدمی اس تک پہنچ جاتے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

٣۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر یہودی موت کی تمنا کرتے تو وہ فوراً مر جاتے اور جہنم میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتے۔" (مسند احمد)

٤۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ ﷻ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے تو اللہ ﷻ بھی اس سے ملنا پسند فرماتا ہے اور جو اللہ ﷻ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا تو اللہ ﷻ بھی اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا۔" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا (نبی کریم ﷺ کی) کسی اور زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ موت کو تو ہم بھی پسند نہیں کرتے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کا یہ مطلب نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت ہوتا ہے تو اس کو اللہ ﷻ کی (طرف سے) رضامندی اور اِعزاز کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ اس وقت اس (مومن) کو اس چیز کی نسبت جو اس کے آگے (اللہ ﷻ سے ملاقات اور جنت) ہے اور کوئی چیز اچھی معلوم نہیں ہوتی، چنانچہ وہ اللہ ﷻ سے ملاقات کا خواہش مند ہو جاتا ہے اور اللہ ﷻ اس سے ملنا پسند فرماتا ہے (اس کے برعکس) جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو اسے اللہ ﷻ کے عذاب اور سزا کی خبر دی جاتی ہے۔ تو جو کچھ اس کے آگے (عذاب اور سزا) ہے، اس سے زیادہ کوئی چیز اس کو ناگوار معلوم نہیں ہوتی۔ لہٰذا وہ اللہ ﷻ سے ملنے کو ناپسند کرنے لگتا ہے اور اللہ ﷻ اس سے ملنے کو پسند نہیں فرماتا۔" (صحیح بخاری)

رکوع: ٢ (آیات: ٩ تا ١١)

اہل ایمان پر خطبہ اور نمازِ جمعہ کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ اللہ ﷻ نے اجتماعِ جمعہ میں قرآنِ حکیم کے پڑھنے پڑھانے کو ایک خاص اہمیت کا حامل بنا دیا۔ اجتماعِ جمعہ میں اصل اہمیت خطبۂ جمعہ کی ہے جو اہل ایمان کی تعلیم و تربیت کا بہت اہم ذریعہ ہے۔ اجتماعِ جمعہ میں شرکت کے لئے غسل کرنا، عمدہ لباس زیب تن کرنا، تیل لگانا اور خوشبو کا اہتمام کرنا مسنون ہے۔ اجتماعِ جمعہ کے لئے یہ سارا اہتمام اِس لئے ہے کہ خطبہ سننے کے لئے ماحول خوشگوار اور معطر ہو۔ اِس اہتمام سے انسان خود بھی خطبہ سننے کے لئے ذہنی آمادگی اور تازگی محسوس کرے گا اور دوسروں کے لئے بھی فرحت بخش فضا فراہم

کرے گا۔ نمازِ جمعہ کی اذان کے بعد ہر قسم کے کاروبار، اور معاشی سرگرمی کی ممانعت ہے اور تمام مصروفیات ترک کر کے نمازِ جمعہ کے لئے حاضر ہونے کا حکم ہے۔ البتہ جمعہ کی نماز کے بعد مسلمانوں کو کاروبار اور کام کاج کرنے کی اجازت ہے۔ رزق کو اللہ ﷻ کا فضل قرار دیا گیا ہے اور اسے حاصل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اللہ ﷻ کا کثرت سے ذکر کرنے کا حکم ہے۔ اس پر کامیابی کی بشارت دی گئی ہے۔

خطبہ و نمازِ جمعہ چھوڑ کر کسی تجارت یا کھیل تماشا میں مشغول ہونے والوں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت و اتباع کرتے ہوئے ہمیں جو کچھ اللہ ﷻ کی طرف سے حاصل ہو گا وہ اس کھیل تماشا اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ ﷻ ہی بہترین رزق دینے والا ہے۔ لہٰذا معاش کے معاملات میں بھی، ذکرِ الٰہی اور اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو ترجیح دینی چاہیئے۔

رکوع: ۲ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(دنوں میں سے) بہترین دن کہ جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، وہ جمعہ کا دن ہے، اسی دن حضرت آدم (علیہ السلام) پیدا ہوئے، اسی دن جنت میں داخل کیئے گئے اور اسی دن جنت سے (زمین پر) اُتارے گئے، نیز قیامت بھی جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی۔" (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جمعہ کا دن سب ایّام کا سردار ہے اور اللہ ﷻ کے ہاں وہ ایّام میں عظیم دن ہے اور وہ تو اللہ ﷻ کے ہاں عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن سے زیادہ عظمت والا ہے۔ اس میں پانچ خصلتیں (اور امتیازات) ہیں: اللہ ﷻ نے اس روز حضرت آدم (علیہ السلام) کو پیدا فرمایا، اسی روز حضرت آدم (علیہ السلام) کو زمین کی طرف اتارا گیا اور اسی روز حضرت آدم (علیہ السلام) فوت ہوئے۔ اسی دن میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں بندہ اللہ ﷻ سے جو بھی مانگتا ہے اللہ ﷻ اسے عطا فرماتا ہے، جب تک کہ وہ حرام کا سوال نہ کرے۔ اسی روز قیامت قائم ہوگی۔ مقرب فرشتے، آسمان و زمین، ہوائیں، پہاڑ اور سمندر یہ سب جمعہ کے روز سے ڈرتے ہیں۔" (سنن ابن ماجہ)

۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے، جتنا ہو سکے پاکی کا اہتمام کرتا ہے اور تیل لگاتا ہے یا خوشبو استعمال کرتا ہے، پھر مسجد جاتا ہے، مسجد پہنچ کر جو دو آدمی پہلے سے (ساتھ) بیٹھے ہوں ان کے درمیان میں نہیں بیٹھتا، اور جتنی توفیق ہو جمعہ سے پہلے نماز پڑھتا ہے، پھر جب امام خطبہ دیتا ہے اس کو توجہ اور خاموشی سے سنتا ہے تو (اس کے) اس جمعہ سے گزشتہ جمعہ تک کے (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔" (صحیح بخاری)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص جمعہ کے دن سنت کے مطابق غسل کرے اور پھر مسجد میں جائے تو گویا کہ اس نے اللہ ﷻ کی راہ میں ایک اونٹ کا صدقہ کیا اور جو شخص دوسری ساعت میں گیا، گویا اس نے اللہ ﷻ کی راہ میں ایک گائے کا صدقہ کیا اور جو شخص تیسری ساعت میں گیا، اس نے اللہ ﷻ کی راہ میں ایک سینگ والے مینڈھے کا صدقہ کیا اور جو چوتھی ساعت میں گیا، گویا اس نے ایک مرغی کا صدقہ کیا اور جو شخص پانچویں ساعت میں گیا گویا کہ اس نے ایک انڈے کا صدقہ کیا۔ پھر جب امام آجاتا ہے تو فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔" (صحیح بخاری)

سُوْرَةُ الْجُمُعَة

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝١

اللہ کی تسبیح کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمینوں میں ہے جو بادشاہ، ہر عیب سے پاک، بہت غالب، بڑی حکمت والا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ

وہی (اللہ) ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک (عظمت والے) رسول کو بھیجا جو اُن پر اس (اللہ) کی آیات تلاوت کرتے ہیں

وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝٢

اور اُن کا تزکیہ کرتے ہیں اور اُنہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں جبکہ اس سے پہلے وہ لوگ یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٣

اور (ان) دوسرے لوگوں کے لئے بھی (مبعوث ہوئے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے اور وہ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝٤ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ

یہ اللہ کا فضل ہے وہ اِسے عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ ان (لوگوں) کی مثال جن پر تورات کی ذمہ داری ڈالی گئی تھی

ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ

پھر انہوں نے اس کو نہیں نبھایا اس گدھے کی سی ہے جو پیٹھ پر بہت سی کتابیں لادے ہوئے ہوں

بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٥

بہت بُری ہے ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت (کی توفیق) نہیں دیتا۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاۗءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ

(اے نبی ﷺ!) آپ فرما دیجئے اے وہ لوگو! جو یہودی بن گئے ہو اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ سارے لوگوں کو چھوڑ کر بس تم ہی اللہ کے دوست ہو

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٦ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ

تو (ذرا) موت کی تمنا تو کرو اگر تم سچے ہو۔ اور وہ کبھی بھی اِس کی تمنا نہیں کریں گے ان (گناہوں) کی وجہ سے جو وہ اپنے ہاتھوں آگے بھیج چکے ہیں

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝٧ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ

اور اللہ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔ (اے نبی ﷺ!) آپ فرما دیجئے بے شک وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو تو وہ ضرور تم سے آ ملنے والی ہے

ع ۱ ۸ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۸ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا

پھر تم (ہر) پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر وہ تمہیں بتادے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ اے ایمان والو!

اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ

جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف (جلدی) چل پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۹ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو۔ پھر جب نماز پوری ہو جائے تو (اپنے کاموں کی طرف) زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۱۰ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْۤا اِلَيْهَا

اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تاکہ تم فلاح پا سکو۔ اور جب (کچھ) لوگوں نے کوئی تجارت یا کوئی کھیل (تماشا) دیکھا تو اس کی طرف تیزی سے چل دیئے

وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ

اور آپ کو (خطبہ میں) کھڑا ہوا چھوڑ گئے آپ فرما دیجئے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل (تماشے) اور تجارت سے کہیں بہتر ہے

ع ۲ ۲ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۱۱

اور اللہ سب سے بہتر رزق عطا فرمانے والا ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ اللہ ﷻ خالق و مالکِ کائنات ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز اس کی تسبیح کرتی ہے، وہ اپنی مخلوق میں جس طرح چاہتا ہے تصرف فرماتا ہے وہ تمام عیوب و نقائص سے یکسر پاک ہے۔ وہ زبردست ہے، اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ (سورۃ الجمعہ، آیت:۱)

۲۔ اللہ ﷻ بادشاہ حقیقی ہے اور حضور ﷺ اس کے فرامین لوگوں کو سناتے ہیں، اللہ ﷻ انتہائی پاکیزہ ہے اور حضور ﷺ اللہ ﷻ کے بندوں کا تزکیہ فرما کر اُنہیں پاک صاف کرتے ہیں، اللہ ﷻ غالب ہے اور حضور ﷺ اس کے احکام لوگوں کو سکھاتے ہیں، اللہ ﷻ کمال حکمت والا ہے اور حضور ﷺ اس کی عطا کردہ حکمت کی تعلیم لوگوں کو دیتے ہیں۔ (سورۃ الجمعہ، آیات ۱، ۲)

۳۔ غلبۂ دین کی جدوجہد میں افراد کی تیاری کے لئے قرآنِ کریم اہم ترین ذریعہ ہے۔ آپ ﷺ کا بنیادی طریقہ کار یہ تھا کہ آپ ﷺ لوگوں کو اللہ ﷻ کی آیات سناتے، لوگوں کا تزکیہ فرماتے، اُنہیں اللہ ﷻ کے احکامات کی تعلیم دیتے اور ان احکامات کی حکمتیں تعلیم فرماتے۔ آپ ﷺ نے یہ چاروں اُمور قرآنِ حکیم نیز اپنے مبارک ارشادات کے ذریعہ انجام دیئے۔ اس طرح قرآنِ حکیم اور صاحب قرآن ﷺ ہی کے ذریعہ سرزمین عرب پر عظیم ترین اسلامی انقلاب برپا ہوا۔ (سورۃ الجمعہ، آیت:۲)

۴۔ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے انسان کھلی گمراہی میں تھے۔ آپ ﷺ کو اللہ ﷻ نے تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ قیامت تک آنے والے لوگوں کو آپ ﷺ ہی کی لائی ہوئی ہدایت سے رہنمائی اور اس پر عمل سے نجات میسر آئے گی۔ (سورۃ الجمعہ، آیات:۲، ۳)

۵۔ نبوت و رسالت اللہ ﷻ کا فضل ہے اور اس نے اپنی رضا کے مطابق جسے چاہا اپنے اس فضل سے نوازا۔ چنانچہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم الانبیاء اور سید المرسلین کے اعزاز سے سرفراز فرماتے ہوئے اس فضل سے نوازا۔ اہلِ اسلام پر بھی اللہ ﷻ کا فضل و کرم ہے کہ اِن کو رسول اکرم ﷺ کی اُمّت ہونے کا شرف بخشا۔ (سورۃ الجمعہ، آیت:۴)

۶۔ یہود کو اللہ ﷻ نے تورات جیسی عظیم کتاب کا حامل بنایا تھا۔ اُن پر کتاب کے فہم، اُس پر عمل، اُس کی تعلیمات کی تبلیغ اور اس کے نفاذ کی ذمہ داری ڈالی۔ انہوں نے اس ذمہ داری سے اعراض کیا اور آیاتِ الٰہی کی تکذیب کی۔ اس ظلم کے نتیجہ میں وہ ہدایت سے محروم کر دیئے گئے۔ یہود کا ذکر مسلمانوں کے لئے بطورِ عبرت ہے جن پر آخری الہامی کتاب قرآنِ حکیم کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ (سورۃ الجمعہ، آیت:۵)

۷۔ اللہ ﷻ کے احکامات پر عمل سے اعراض کرنے والے یہود کے لئے گدھے کی مثال بیان کی گئی ہے۔ گدھے پر اگر فلسفہ کی کتابیں لاد دی جائیں تو وہ اس سے فلسفی نہیں بن جاتا۔ اسی طرح جو قوم کتابِ الٰہی سے استفادہ نہ کرے اِس کی مثال بھی گدھے کی سی ہے۔ (سورۃ الجمعہ، آیت:۵)

۸۔ یہود کا یہ دعویٰ بالکل جھوٹا ہے کہ باقی سب لوگوں کو چھوڑ کر صرف وہی اللہ ﷻ کے خاص، چہیتے اور جنتی ہیں۔ اگر اُن سے موت کی تمنا کا کہا جائے تو وہ یہ تمنا ہرگز نہیں کریں گے۔ (غور کرنا چاہیئے کہ ہمارا اللہ ﷻ اور رسول اکرم ﷺ سے تعلق کیسا ہے؟ اسے جانچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم موت کا تصور کریں اگر فرحت محسوس ہو تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا اللہ ﷻ سے تعلق اچھا ہے اور اگر موت کا تصور کر کے پریشان ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ ہمیں دنیا سے محبت جبکہ موت سے نفرت ہے اور اللہ ﷻ اور رسول کریم ﷺ سے صحیح تعلق استوار نہیں ہے۔ (سورۃ الجمعہ، آیت:۶)

۹۔ یہود کا موت سے ڈرنے کا اصل سبب ان کی بد اعمالیاں تھیں۔ موت کے وقت آدمی کے لئے مہلتِ عمل ختم ہو جاتی ہے۔ انتہائی ضروری ہے کہ ہم زندگی کے تمام معاملات میں اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و اتباع کو یقینی بنائیں اور اپنی دینی ذمہ داریاں اَحسن طریقہ سے ادا کریں۔ کیونکہ روزِ قیامت اللہ ﷻ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے۔ اللہ ﷻ ہر ظاہر اور مخفی بات کا جاننے والا ہے۔ اسے ہمارے تمام اعمال اور نیتوں کا علم ہے اور وہ اسی حوالہ سے ہمارا احساب لے گا۔ (سورۃ الجمعہ، آیات:۷، ۸)

۱۰۔ موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے کسی کو بھی راہِ فرار حاصل نہیں ہے۔ ہر ایک کو مرنا ہے اور بالآخر روزِ قیامت اللہ ﷻ کے حضور پیش ہونا ہے۔ عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ عارضی دنیا کے بجائے آخرت کی دائمی زندگی کی فکر اور تیاری کی جائے۔ (سورۃ الجمعہ، آیت:۸)

۱۱۔ اَذانِ جمعہ کے بعد تمام مصروفیات چھوڑ کر نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لئے چلے جانا چاہیئے۔ (المیہ یہ ہے کہ اکثر لوگ کھیل تماشوں فضولیات، معاشی سرگرمیوں اور دیگر مصروفیات کو ترجیح دیتے ہیں اور اِجتماعِ جمعہ میں دیر سے پہنچتے ہیں۔ ضروری ہے کہ جمعہ کی اذان کے ساتھ خرید و فروخت، کاروبار و ملازمت اور دیگر تمام مصروفیات وغیرہ چھوڑ کر جلد سے جلد خطبہ سننے کے لئے مسجد پہنچنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔) (سورۃ الجمعہ، آیات:۹، ۱۱)

۱۲۔ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد خرید و فروخت، ملازمت یا کاروبار وغیرہ کرنے کی اجازت ہے۔ کچھ وقت کے لئے مصروفیات و مشاغل کو چھوڑ کر اِجتماعِ جمعہ میں بر وقت حاضر ہونا، خطبہ کا سننا اور نماز ادا کرنا بندوں کے حق میں زیادہ بہتر اور باعثِ برکت و ثواب ہے۔ (سورۃ الجمعہ، آیات:۹، ۱۰)

۱۳۔ تلاش رزق کی کوشش کرنا ضروری ہے یہ فرائض میں سے ایک فریضہ بھی ہے۔ البتہ جو کچھ بھی عطا ہوتا ہے وہ محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل سے عطا ہوتا ہے۔ ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس فضل کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ نہ کہ اسے اپنی محنت کا حاصل سمجھتے ہوئے اپنی قوتِ بازو اور محنت پر ناز کرنا چاہیئے۔ (سورۃ الجمعہ، آیت: ۱۰)

۱۴۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر نمازِ جمعہ تک محدود نہیں۔ نمازِ جمعہ اور دیگر نمازوں کے بعد بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا حقیقی کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ ذکر کے ذرائع قرآنِ حکیم، نماز، تسبیح، تحمید، تکبیر، تہلیل، استغفار، مسنون اذکار، دُرود شریف اور دعائیں ہیں۔ ذکر کا مؤثر ترین ذریعہ قرآنِ حکیم ہے، ذکر کا جامع ترین ذریعہ نماز ہے۔ نیز مستقل اور آسان ذریعہ اذکارِ مسنونہ کا اہتمام ہے۔ (سورۃ الجمعہ، آیت: ۱۰)

۱۵۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت و ذکر اور دینی اُمور کو بجا لانے کا اجر و ثواب جو آخرت میں ملنے والا ہے وہ کھیل تماشا اور دنیا کی تجارت سے کہیں بہتر ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب سے بہتر رزق عطا فرمانے والا ہے، اس لئے رزق کے معاملہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی پر کامل بھروسہ رکھنا چاہیئے اور رزق کے حصول کی خاطر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے روگردانی نہیں کرنی چاہیئے۔ (سورۃ الجمعہ، آیت: ۱۱)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

۱۔ سورۃ الجمعہ کی وجہ تسمیہ بیان کریں۔

۲۔ سورۃ الجمعہ کا مرکزی مضمون تحریر کریں۔

۳۔ سورۃ الجمعہ کا سورۃ الصف سے ربط ذکر کریں۔

۴۔ سورۃ الجمعہ کا شانِ نزول اور فضیلت تحریر کیجئے۔

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کریں۔

(۱) زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ____________ کرتی ہے جو بادشاہ، ____________، غالب اور ____________ ہے۔

(۲) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُمیّوں میں ایک ____________ بھیجے جو اُنہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں، ان کو ____________ کرتے ہیں اور اُنہیں ____________ کی تعلیم دیتے ہیں۔

(۳) بہت بُری ہے ان لوگوں ____________ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات کو ____________ ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ظالم لوگوں کو ____________ نہیں دیتا۔

(۴) یہود کے غلط دعوؤں پر ان کی گرفت کی گئی ہے کہ اگر وہ صرف اپنے آپ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ____________ سمجھتے ہیں، تو پھر ____________ کی ____________ کریں اگر وہ اپنے دعوؤں میں ____________ ہیں۔

(۵) اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کہہ دیجئے کہ جس ____________ سے تم ____________ رہے ہو وہ تمہیں آ کر رہے گی، پھر تم اس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے ____________ کیئے جاؤ گے جو غیب اور حاضر کو جاننے والا ہے۔

(۶) دوسرے رکوع میں اہل ایمان پر ____________ اور ____________ کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔

(۷) فرمانِ الٰہی ہے کہ جب ان لوگوں نے ____________ اور کھیل تماشا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھڑے چھوڑ کر اس کی طرف منتشر ہو گئے، کہہ دیجئے جو کچھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ہے وہ کھیل تماشے اور ____________ سے ____________ ہے۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱۔ آیات: ۲ تا ۴ کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کے فرائض نبوت بیان کیجئے۔

۲۔ آیات: ۱ تا ۴ کی روشنی میں یہ بتائیے کہ حضور ﷺ کو کن لوگوں میں مبعوث فرمایا گیا؟

۳۔ آیت: ۴ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل سے کیا مراد ہے؟

۴۔ آیت: ۵ میں یہود کی بے عملی کی کون سی مثال دی گئی ہے؟

۵۔ آیات: ۶ تا ۸ میں یہود کے کن دعوؤں کی تردید کی گئی ہے؟

۶۔ آیات: ۹ تا ۱۱ میں نمازِ جمعہ کے کیا احکام بیان ہوئے ہیں؟

۷۔ آیت: ۹ تا ۱۱ کی روشنی میں یہ بتائیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے مقابلہ میں دنیاوی کاروبار اور کھیل تماشوں کی کیا حیثیت ہے؟

سوال ۴ حضور نبی کریم ﷺ کے بحیثیت معلم و مزکی ہونے کے حوالہ سے آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کا اچھی طرح مطالعہ کریں اور اس کی روشنی میں حضور ﷺ کے قائم کردہ نظام تعلیم و تربیت پر ایک جامع مضمون تحریر کیجئے۔

گھریلو سرگرمی

- سورۃ الجمعہ میں یہود کی مثال بطورِ عبرت بیان فرمائی گئی ہے جنہیں تورات عطا کی گئی تھی۔ تحقیق کر کے لکھیں کہ یہود کے لئے گدھے کی مثال کیوں دی گئی؟ ان کی کتاب الٰہی سے لاپرواہی کا سبب بھی تحریر کیجئے۔ نیز غور کیجئے کہ آج ہم مسلمانوں کو قرآن کریم جیسی عظیم نعمت عطا کی گئی ہے تو ہم پر اس حوالہ سے کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ نیز یہود کی مثال میں ہمارے لئے کیا عبرت ہے، اُسے بھی تحریر کیجئے۔
- سورۃ الجمعہ کی آیت: ۸ میں ذکر فرمایا گیا ہے کہ موت ضرور آ کر رہے گی، ہم سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور پیش کیئے جائیں گے اور ہمیں بتایا جائے گا کہ ہم نے دنیا میں کیا اعمال کیئے۔ گویا موت سے فرار ممکن نہیں البتہ موت کی تیاری ممکن ہے۔ آیاتِ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں موت کے بارے میں کوئی پانچ حقائق تحریر کریں۔ نیز موت کی تیاری کے لئے کیا کیا جائے، اس حوالہ سے کوئی پانچ عملی باتیں وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔
- سورۃ الجمعہ میں جو احکام و آدابِ جمعہ بیان فرمائے گئے ہیں ان کی ایک فہرست بنائیں۔ جمعہ کے دن کی فضیلت پر تین احادیثِ مبارکہ تلاش کر کے تحریر کریں۔ نیز احادیث مبارکہ کی روشنی میں جمعہ کے دن کے مسنون اعمال، نمازِ جمعہ کے لئے مسجد جلد آنے والوں کی فضیلت، خطبہ جمعہ سننے کے آداب نیز جمعہ کی نماز میں غیر حاضری پر وعید تحریر کریں؟ مزید برآں یہ بھی تحریر کریں کہ کن لوگوں پر جمعہ کی نماز میں حاضری لازم نہیں۔

دستخط استاد مع تاریخ: ______________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ______________

سبق:۴۴

سُوْرَةُ الْمُنَافِقُوْن

تعارف اور وجہ تسمیہ

اس سورت کا نام اس کی پہلی آیت اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ سے ماخوذ ہے۔ نِفاق کے موضوع پر قرآنِ حکیم کی مختصر مگر جامع ترین سورت ہے۔ یہ سورت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی جو وقتاً فوقتاً رسول اللہ ﷺ کی ایذا رسانی کا سبب بنتے، آپ ﷺ کی توہین کرتے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں گردشِ ایام کے منتظر رہتے تھے۔ اس سورت میں ان کے دوغلے کردار اور بُری صفات کا ذکر کیا گیا ہے، اس لئے اس سورت کا نام سورۃ المنافقون رکھا گیا ہے۔

نِفاق کا مفہوم

مُنافق نَفَق سے ماخوذ ہے۔ نَفَق کا مطلب سُرنگ یا بِل ہے۔ سُرنگ کو بھی اس لئے نِفاق کہا جاتا ہے کہ وہ بھی ایک طرف کو چیرتی ہوئی دوسری طرف نکل جاتی ہے۔ مُنافق بھی ایک روپ سے دوسرا روپ اختیار کر لیتا ہے۔ مُنافق کو "نَافِقَ الْيَرْبُوْع" سے تشبیہ دی جاتی ہے "يَرْبُوْع" جنگلی چوہے کی ایک قسم ہے اس کی خاص بات یہ ہے کہ اس چوہے کی بِل کے دو سوراخ ہوتے ہیں وہ کبھی ایک سوراخ سے داخل ہوتا ہے اور دوسرے سے نکل جاتا ہے اور کبھی دوسرے سے داخل ہو کر پہلے سے نکل جاتا ہے۔ جس بِل کے ذریعہ سے جنگلی چوہا دھوکہ دیتا ہے اس کا نام نافقاء ہے جو نِفاق سے ہے۔ جس کی وضاحت اس طرح بھی کی گئی ہے کہ یہ جنگلی چوہے کا وہ خفیہ بِل ہوتا ہے جو اس نے اس نوعیت کا بنایا ہوتا ہے کہ وہ زمین کی سطح سے دکھائی نہیں دیتا مگر ہنگامی طور پر وہ اس میں سر مار کر زمین چیرتا ہوا نکل جاتا ہے۔

مُنافق شخص کو بھی مُنافق (دوغلا) اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ کفر یا اسلام میں سے ایک پر بھی قائم نہیں رہتا۔ وہ زبان سے اسلام میں داخل ہوتا ہے اور دل سے اسلام سے نکل جاتا ہے۔ جب وہ مسلمانوں کے درمیان ہوتا ہے تو خود کو مسلمان ظاہر کرتا ہے اور اگر کافروں کے درمیان ہو تو خود کو ان ہی میں سے کہتا ہے۔ یقیناً وہ دونوں میں سے کسی کے ساتھ نہیں ہوتا بلکہ اپنے مفاد کے لئے کام کرتا ہے۔ حق کا راستہ چونکہ کٹھن ہوتا ہے اس لئے وہ زیادہ دیر اس راستہ پر قائم نہیں رہتا اور جہاں آزمائش آتی ہے اپنا رخ بدل لیتا ہے۔

ربطِ سورت

۱۔ سورۃ المنافقون سے پہلے سورۃ الجمعہ اور اس سے پہلے سورۃ الصّف ہیں۔ اِن دو سورتوں کے ساتھ سورۃ المنافقون کا ربط یہ ہے کہ سورۃ الصّف میں جہاد و قتال فی سبیل اللہ کا بیان ہے جبکہ سورۃ الجمعہ میں نبی کریم ﷺ کی عظمت و شان اور آپ ﷺ کے فرائض رسالت اور ان کے طریقہ کار کا بیان ہے جس کے ذریعہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے عظیم جانثاروں کی جماعت بنائی جنہوں نے جہاد و قتال کے مراحل طے کر کے دینِ حق کو غالب کیا جبکہ سورۃ المنافقون میں جہاد و قتال اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر سے اِعراض کرنے والے منافقین کی سزا یعنی حضور نبی کریم ﷺ کی دُعاؤں اور آپ ﷺ کی شفاعت سے محرومی کا بیان ہے۔

۲۔ سورۃ الجمعہ میں رسول اللہ ﷺ کی عظمت و رفعت اور یہود کے حسد، تعصب اور ہٹ دھرمی کا بیان ہے۔ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کے بجائے آپ ﷺ کی بھرپور مخالفت کی جبکہ سورۃ المنافقون میں ایمان کے دعویدار ہونے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنے،

آپ ﷺ پر دل سے ایمان لانے اور آپ ﷺ کی جدوجہد میں آپ ﷺ کا ساتھ دینے کے بجائے موقع بموقع آپ ﷺ کو ایذا پہنچانے والے اور آپ ﷺ کی توہین کرنے والے منافقین کا بیان ہے۔

زمانۂ نزول اور پس منظر

یہ سورت مدنی ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ ۵ھ یا ۶ھ میں غزوۂ بَنِیْ مُصْطَلِق کے بعد نازل ہوئی۔ غزوۂ بَنِیْ مُصْطَلِق سے واپسی پر مقام مُرَیْسِیْع پر ایک گھاٹ سے پانی بھرنے پر ایک مہاجر اور انصاری کے درمیان کشمکش ہوئی تو عبد اللہ بن اُبی رئیس المنافقین نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف سخت باتیں کیں۔ ایک نوجوان صحابی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے اس کی اطلاع آپ ﷺ کو دی۔ باز پُرس پر عبد اللہ بن اُبی نے جھوٹی قسمیں کھائیں تب اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔

شانِ نزول کی تفصیل

پہلے رکوع کے پس منظر میں دورِ نبوی ﷺ کا ایک واقعہ ہے جس سے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منافقین کے بغض و عداوت کا اظہار ہوتا ہے۔ غزوۂ بنی مُصْطَلِق میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کچھ منافقین بھی لشکر میں شامل تھے۔ رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی اور اس کے کچھ ساتھی بھی موجود تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ واپسی پر مُرَیْسِیْع کے کنویں کے قریب جہاں لشکر کا پڑاؤ تھا، دو مسلمانوں کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ ایک مہاجر صحابی حضرت جَہْجَاہِ الْغِفَارِیّ رضی اللہ عنہ تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خادم تھے اور دوسرے انصاری صحابی حضرت سِنَانِ الْجُہَنِیّ رضی اللہ عنہ تھے جب جھگڑا زیادہ بڑھا تو نوبت ہاتھا پائی کی آ گئی اور ہوتے ہوتے مہاجر نے اپنی مدد کے لئے مہاجرین کو پکارا اور انصاری نے انصار کو، یہاں تک کہ اندیشہ ہو گیا کہ کہیں مہاجرین اور انصار کے درمیان لڑائی نہ چھڑ جائے۔

نبی اکرم ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ”کہ مہاجر اور انصار کے نام پر لڑائی کرنا وہ جاہلانہ عصبیت ہے جس سے اسلام نے نجات دی ہے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مظلوم جو بھی ہو اس کی مدد کرنی چاہیئے اور ظالم جو بھی ہو اُسے ظلم سے باز رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔“ اس طرح آپ ﷺ نے معاملہ رفع دفع کر دیا۔ اِس کے بعد کچھ لوگ رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی کے پاس گئے اور تشویش کا اظہار کیا کہ مہاجرین کی جرأتیں بڑھتی جا رہی ہیں۔ عبد اللہ بن اُبی کو اپنی خباثت کے اظہار کا ایک موقع ہاتھ آ گیا۔ اُس نے لوگوں سے کہا، یہ سب کچھ تم لوگوں کا کیا دَھرا ہے۔ یہ خستہ حال مہاجرین مکہ سے آئے تھے، اِن کے پاس کوئی ٹھکانا نہ تھا، تم نے اِنہیں جگہ اور پناہ دی اور تم نے اِن پر خرچ کیا۔ اب اِن کی ہمتیں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ وہ مدینہ منورہ کے اصل باشندوں پر ہاتھ اُٹھانے لگے۔ یہ صورتِ حال قابل برداشت نہیں۔ اللہ کی قسم! اگر تم لوگ ان سے تعاون کرنا چھوڑ دو اور اِن پر خرچ نہ کرو تو یہ سب اس شہر مدینہ سے چلے جائیں گے۔ یہ ایمان اور جہاد کا شور شرابہ محض اِس وجہ سے ہے کہ اِن لوگوں کو کھانے پینے کو ملتا ہے، آرام اور آسائش حاصل ہے۔ یہ سہولت اگر ان سے لے لی جائے تو یہ خود بخود منتشر ہو جائیں گے۔ اُس نے بہت زور دے کر کہا جب ہم مدینہ واپس پہنچیں گے تو جو عزت والا ہے وہ ذلّت والے کو نکال باہر کرے گا۔ اس کا واضح اشارہ اس طرف تھا کہ مدینہ منورہ کے اصل باشندے اِن کمزور اور بے حیثیت مہاجروں کو نکال باہر کریں گے اور ان میں مرکزی حیثیت تو رسول اللہ ﷺ کو حاصل تھی۔ ایک کم عمر صحابی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ جو وہاں موجود تھے اُنہوں نے فوراً اسے کہا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم! اے ابن اُبی تو ذلیل ہے، عزت والے تو رسول اللہ ﷺ ہیں اور اُنہوں نے یہ بات نبی اکرم ﷺ تک بھی پہنچائی۔ آپ ﷺ نے عبد اللہ بن اُبی کو طلب فرمایا اور پوچھا تو اس نے بڑی قسمیں کھا کر کہا کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔

آنحضرت ﷺ نے اس کی قسموں کی وجہ سے در گزر فرمایا کہ شاید حضرت زید بن اَرقم رضی اللہ عنہ کو غلط فہمی ہوئی ہو۔ حضرت زید بن اَرقم رضی اللہ عنہ کو یہ رنج تھا کہ عبد اللہ ابن اُبی نے آنحضرت ﷺ کے سامنے ان کو جھوٹا بنایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ خلاف معمول جلدی اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوگئے۔ ابھی آپ ﷺ مدینہ منورہ نہیں پہنچے تھے کہ یہ سورت نازل ہوگئی جس نے اس مخلص نو عمر صحابی حضرت زید بن اَرقم رضی اللہ عنہ کی تصدیق کر دی اور عبد اللہ ابن اُبی کی غلط بیانی اور منافقین کے ناپاک عزائم کا پردہ چاک کر دیا۔ جب عبد اللہ بن اُبی کو یہ کہا گیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ، معافی مانگ لو، حضور نبی کریم ﷺ تیری بخشش کے لئے دعا فرما دیں گے تو اس نے اَزراہِ تکبر و نخوت نفی میں سر ہلایا اور کہنے لگا تم نے مجھے ایمان لانے کا حکم دیا تو میں ایمان لے آیا، تم نے مجھے اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تو میں نے زکوٰۃ بھی ادا کر دی، اب ایک ہی بات رہ گئی ہے کہ میں محمد (ﷺ) کو سجدہ کروں۔ (میں ان کے لئے اس سے زیادہ کچھ کرنے کو تیار نہیں ہوں)۔

حضرت زید بن اَرقم رضی اللہ عنہ کی تصدیق و درستگی پر فرمانِ نبوی ﷺ

حضرت زید بن اَرقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سفر میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھا لیکن ندامت کے بوجھ سے میرا سر جھکا ہوا تھا۔ میرے پیچھے سے رسالت مآب ﷺ تشریف لائے، محبت سے میرا کان مروڑا اور میری طرف رخِ انور کر کے تبسم فرمایا۔ اس عنایتِ خصوصی سے مجھے اتنی مسرت ہوئی کہ اگر مجھے اَبدی زندگی مل جاتی تب بھی مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پیچھے سے آئے۔ پوچھا کہ حضور ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟ میں نے ساری بات بتائی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مبارک باد۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ پہنچے۔ واقعہ سن کر انہوں نے بھی بشارت دی۔ جب رات گزر گئی تو حضور ﷺ نے اگلے دن صبح سورۃ المنافقون کی تلاوت فرمائی۔ (جامع ترمذی)

مرکزی مضمون

مرضِ نفاق کی علامات، درجات، اسباب اور اس کی سخت ترین سزا کا بیان۔

اہم مضامین پر ایک نظر

منافقین ایمان کا جھوٹا دعویٰ اور جھوٹے عذر پیش کرتے ہیں یہ نفاق کا پہلا درجہ ہے۔ منافقین ایمانی تقاضا پورا نہ کرنے پر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں یہ نِفاق کا دوسرا درجہ ہے۔ منافقین ایمان اور کفر کے درمیان ڈولتے رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی دینی تقاضا ادا کرنے سے روکتے ہیں یہ نِفاق کا تیسرا درجہ ہے۔ مخلص ساتھیوں اور اپنے قائد حضور نبی کریم ﷺ تک سے دشمنی اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ نِفاق کا چوتھا اور آخری درجہ ہے۔

منافقین اپنے جسمانی ڈیل ڈول سے بڑے باوقار اور خوشنما نظر آتے ہیں لیکن ان کی حقیقت ان کٹے ہوئے سوکھے تنوں کی مانند ہے جو دیوار کے سہارے کھڑے ہوتے ہیں جن کی اپنی جڑ بنیاد نہیں ہوتی۔ منافقین نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے محروم رہیں گے کیونکہ وہ حضور ﷺ کی دُعائے مغفرت و شفاعت حاصل کرنے کو اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ منافقین مخلص اہلِ ایمان سے دشمنی رکھتے ہیں اور ان پر خرچ کرنے سے روکتے ہیں حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمینوں کے خزانوں کا مالک اور سب کا رازق اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے منافقین مسلمانوں کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ عزت تو ساری کی ساری اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے رسول مکرم ﷺ اور اہلِ ایمان کے لئے ہے۔ مرضِ نفاق کا سبب مال و اولاد کی حد سے زیادہ محبت ہے جو حُبِ دنیا کی دو بڑی علامات ہیں۔ یہی "حُبِّ دُنیا" ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے اور دینی فرائض کی ادائیگی میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔ مرضِ نفاق کے علاج کے لئے ذکر الٰہی اور انفاق فی سبیل اللہ دونوں کی تلقین کی گئی ہے۔

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْن (آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ)

آیات: ۱ تا ۳
- مرضِ نفاق کے تین درجات۔۔ جھوٹ بولنا
- جھوٹی قسمیں کھانا اور دوسرے مخلص اہل ایمان کو بھی دین کی راہ سے روکنا

آیات: ۴ تا ۸
- مرضِ نفاق کا چوتھا درجہ۔۔۔۔۔۔ مخلص ساتھیوں اور اپنے قائد سے دلی دشمنی اور بے زاری اختیار کرنا
- منافقانہ طرزِ عمل کی ہلاکت خیزی کا نتیجہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے محرومی

آیت: ۹
- مرضِ نفاق کا سبب اور اِس سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر

آیت: ۱۰ تا ۱۱
- مرضِ نفاق کا علاج

سُوْرَةُ الْمُنَافِقُوْن

سبق: ۴۵

سورۃ المنافقون ۶۳ — رکوع: ۱ تا ۲ (آیات: ۱ تا ۱۱)

رکوع: ۱ تا ۲ کے اہم مضامین

۱۔ منافقین کے دوغلے کردار کا بیان ۲۔ نِفاق کے چار درجات کا ذکر ۳۔ منافقین کا رسول اللہ ﷺ کی دُعائے مغفرت لینے سے اِعراض

۴۔ منافقت کے مرض سے بچنے کے لئے حفاظتی تدابیر اور اُس کا علاج ۵۔ انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب

رکوع: ۱ تا ۲ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱ تا ۸)

نِفاق کے چاروں درجات کا ذکر ہے یعنی صدقِ دل سے آپ ﷺ کی رسالت کے حوالہ سے دین و ایمان کے تقاضے پورے نہ کرنے پر جھوٹا عذر پیش کرنا، جھوٹے بہانوں میں وزن پیدا کرنا اور اپنی بات میں تاکید پیدا کرنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھانا، دوسرے سچے اہلِ ایمان کو بھی ایمان کے تقاضے پورے کرنے سے روکنے کی کوشش کرنا اور اہلِ ایمان سے شدید بغض اور دشمنی رکھنا۔ مرضِ نفاق کی ہلاکت خیزی بھی بیان ہوئی کہ یہ لوگ اپنے تکبر اور اِعراض کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی دُعائے مغفرت لینے سے بھی کتراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان منافقین کو کبھی معاف نہیں فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ ایسے فاسقوں کو ہدایت نہیں عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ تو اُن ہی لوگوں کو ہدایت دیتا ہے جو ہدایت کے طالب اور اسے قبول کرنے کا فی الواقع ارادہ رکھتے ہوں۔ جو لوگ دیدہ و دانستہ فسق و فجور کے راستہ پر چل رہے ہوں، اُنہیں زبردستی ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا ضابطہ نہیں ہے۔

منافقین اسلام کے بدترین دشمن ہیں، ان سے بچ کر رہنے کی ضرورت ہے۔ منافقین نے ایک پروپیگنڈا کیا کہ مسلمانوں کی مالی امداد بند کر دی جائے تا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں۔ (معاذ اللہ)۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ کائنات کے سارے خزانوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے وہ مسلمانوں کو دوسرے وسائل سے نوازنے پر قادر ہے۔

اس پس منظر میں رہتی دنیا تک یہ واضح کر دیا گیا کہ اسلام دشمن قوتیں جتنی بھی معاشی پابندی لگالیں نہ تو وہ اسلام کا راستہ روک سکتی ہیں اور نہ ہی نبی کریم ﷺ کی عزت و عظمت اور دینِ اسلام کی شان و شوکت میں رائی برابر کمی کر سکتی ہیں۔

منافقین کی تنگ نظری کا حال یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کو حقیر اور خود کو عزت والا خیال کرتے اور مسلمانوں کو مدینہ طیّبہ سے کسی طرح نکالنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ عزت و ذلّت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ نیز آگاہ کر دیا گیا ہے کہ عزت اور غلبہ صرف اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور مومنین کے لئے ہے اور اب عزت اسے ملے گی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا اطاعت گزار ہو گا مگر منافقین اس بات کا علم نہیں رکھتے۔

رکوع: ۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ خالص منافق ہے اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو اس میں نِفاق کی ایک عادت ہے جب تک اسے نہ چھوڑ دے۔ (وہ یہ ہیں) جب اسے امین بنایا جائے تو (امانت میں)

خیانت کرے اور بات کرتے وقت جھوٹ بولے اور جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب (کسی سے) جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " منافق کی مثال اس بکری کی ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان ماری ماری پھرتی ہے، کبھی بھاگ کر اس ریوڑ میں گھس جاتی ہے اور کبھی اس طرف چلی جاتی ہے۔" (حالانکہ وہ ان دونوں ریوڑوں میں سے کسی کی بھی نہیں ہے۔) (صحیح مسلم)

۳۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک لالچ، بے حیائی اور بے ہودہ گفتگو نِفاق میں سے ہیں اور یہ سب دُنیا (کے شر) میں اضافہ کرتے ہیں اور آخرت (کی خیر) میں کمی کرتے ہیں۔" (بیہقی)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، پھر اگر وہ رک جائے، استغفار کرے اور توبہ کرلے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے، لیکن اگر وہ اور گناہ کرتا جاتا ہے تو وہ سیاہی کا نقطہ زیادہ ہو جاتا ہے (حتیٰ کہ ہوتے ہوتے اس کا دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے)۔" (جامع ترمذی، مسند احمد)

۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص جہنم میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رَائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے اور وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رَائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہے۔" (صحیح مسلم)

۶۔ حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں جنتیوں کے بارے میں نہ بتادوں؟ ہر کمزور حال آدمی جسے لوگ حقیر سمجھیں، اگر وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قسم کھائے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسے پوری کر دے۔ کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتادوں؟ ہر سرکش، بخیل اور متکبر (جہنم میں جائے گا)۔" (جامع ترمذی)

۷۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن اُبی کی یہ بات سن کر اس کے بیٹے (جن کا اپنا نام بھی) عبد اللہ (رضی اللہ عنہ تھا انہوں) نے کہا: اللہ کی قسم! تُو یہاں سے واپس نہیں جا سکتا، جب تک کہ تُو اقرار نہ کر لے کہ تُو خود ذلیل ہے اور رسول اللہ ﷺ عزت والے ہیں، چنانچہ اس نے اس کا اقرار کیا۔ (کہ اللہ کی قسم! میں سب سے ذلیل ہوں اور سب سے زیادہ عزت والے تو رسول اللہ ﷺ ہیں)۔ (جامع ترمذی)

۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: "تم قیامت کے دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں اس شخص کو سب سے بد تر پاؤ گے جو کچھ لوگوں کے سامنے ایک رُخ سے آتا ہے اور دوسروں کے سامنے دوسرے رُخ سے جاتا ہے۔" (صحیح بخاری)

۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا: "کہ اگر آپ ﷺ عبد اللہ بن اُبی کے پاس تشریف لے جائیں (تو اچھا ہو) پس نبی کریم ﷺ اس کی طرف روانہ ہوئے اور مسلمان بھی آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے، وہ بنجر زمین تھی، جب نبی پاک ﷺ اس کے پاس گئے تو اس نے کہا: میرے پاس سے ہٹو! اللہ کی قسم! تمہاری سواری کی بدبو مجھے تکلیف دے رہی ہے، پھر ان ہی میں سے ایک انصاری نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی سواری کی بُو تم سے زیادہ خوشبودار ہے۔ (صحیح بخاری)

رکوع:۲ (آیات:۹ تا ۱۱)

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو منافقانہ روش سے اجتناب کی تاکید فرمائی ہے جس کی وجہ سے منافقین میں نفاق پیدا ہوا۔ وہ مال اور اولاد کی حد سے بڑھی ہوئی محبت ہے جس نے اُنہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دیا اور خسارے والے لوگوں میں شامل کر دیا۔ اہلِ ایمان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اِس مرض سے

حفاظتی تدبیر ہر دم اللہ ﷻ کا ذکر کرنا اور اُس کے احکامات کو یاد رکھنا ہے۔ انسان جب بھی اللہ ﷻ کی یاد سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اِس پر حملہ آور ہو جاتا ہے۔ اللہ ﷻ نے نفاق کا علاج انفاق فی سبیل اللہ کو قرار دیا اور حکم دیا ہے کہ اللہ ﷻ کے دیئے ہوئے رزق میں سے اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرو اس سے پہلے کہ موت کا وقت آجائے جس کے بعد پھر اللہ ﷻ کسی کو مہلت نہیں دیتا کہ وہ کوئی صدقہ و خیرات کر سکے۔ رزق کا لفظ اللہ ﷻ کی تمام ہی نعمتوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا اللہ ﷻ کے عطا کردہ مال، اولاد، صلاحیت اور وسائل کو اللہ ﷻ کی راہ میں اُس کے دین کی خدمت کے لئے خرچ کرنا چاہیئے۔ مال خرچ کرنے سے انسان کے دل سے دنیا کی محبت نکلتی ہے جو نفاق سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ واضح کر دیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ اُن کے تمام اعمال سے اچھی طرح واقف ہے کوئی بات اس سے پوشیدہ نہیں۔

رکوع: ۲ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ﷻ کا ذکر کرنے والے اور ذکر نہ کرنے والے کی مثال، زندہ اور مردہ کی طرح ہے (یعنی جو ذکر کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو ذکر نہیں کرتا وہ مردہ ہے)۔“ (صحیح بخاری)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور وہاں اللہ ﷻ کا ذکر نہ کریں، تو وہ مجلس قیامت کے دن ان پر حسرت و افسوس کا باعث بنے گی۔“ (مسند احمد)

۳۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر، تمہارے مالک (اللہ ﷻ) کو سب سے زیادہ پسند، تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا، تمہارے لئے سونا اور چاندی (اللہ ﷻ) کی راہ میں خرچ کرنے سے بہتر اور اس بات سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن کا مقابلہ کرو اور تم ان کی گردنیں کاٹو اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ عمل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(وہ عمل) اللہ ﷻ کا ذکر ہے۔“ (سنن ابن ماجہ)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کچھ لوگ بیٹھ کر اللہ ﷻ کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے اُنہیں گھیر لیتے ہیں، رحمت اُنہیں ڈھانپ لیتی ہے، ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ ﷻ اپنے ہاں فرشتوں سے اس کا تذکرہ فرماتا ہے۔“ (صحیح مسلم)

۵۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دوزخ سے بچو، خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر سہی۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! اجر کے لحاظ سے کون سا صدقہ سب سے افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کہ تم اس حالت میں صدقہ دو کہ تم تندرست ہو، تمہیں مال کی خواہش بھی ہو، محتاجی کا اندیشہ ہو اور تونگری کی طمع بھی ہو، (ایسے حال میں صدقہ دو اور) صدقہ دینے میں دیر نہ کرو کہ روح حلق تک پہنچ جائے اور تم کہنے لگو کہ اتنا مال فلاں کے لئے ہے اور اتنا مال فلاں کو دے دینا، اس وقت تو وہ مال فلاں کا ہو ہی چکا ہو گا۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ بندے اس میں صبح کریں مگر یہ کہ دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اور مال دے۔ دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! روکنے والے کے مال کو تلف فرما دے۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے — اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ

اے نبی (ﷺ) جب منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ ضرور اللہ کے رسول ہیں

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ ①

اور اللہ جانتا ہے کہ یقیناً آپ ضرور اس کے رسول ہیں اور اللہ (یہ بھی) گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافقین ضرور جھوٹے ہیں۔

اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ②

اُنہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے پھر وہ (دوسروں کو بھی) اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں بے شک بہت ہی بُرا (کام) ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ③

یہ سب اس وجہ سے ہے کہ وہ (پہلے) ایمان لائے پھر کافر ہوگئے تو اُن کے دلوں پر مہر لگا دی گئی تو وہ لوگ (کچھ) نہیں سمجھتے۔

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ

اور (اے مخاطب!) جب تو اُنہیں دیکھے تو ان کے جسم تجھے بھلے معلوم ہوں اور اگر وہ بات کریں تو ان کی گفتگو تو غور سے سنے

كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ

گویا وہ دیوار سے لگائی گئی (کھوکھلی) لکڑیاں ہیں وہ ہر زور دار چیخ کو اپنے خلاف (آفت) سمجھتے ہیں یہی لوگ (سخت) دشمن ہیں لہٰذا ان سے ہوشیار رہو

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۟ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ④ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ اُنہیں ہلاک کرے وہ کہاں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ (ﷺ) تمہارے لئے بخشش طلب کریں

لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ⑤

تو یہ (تمسخر و تکبر سے) اپنے سر جھٹک دیتے ہیں اور آپ اُنہیں دیکھتے ہیں کہ وہ تکبر کرتے ہوئے (آپ کے پاس حاضر ہونے سے) رکتے ہیں۔

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ

اُن کے حق میں برابر ہے کہ آپ ان کے لئے بخشش طلب کریں یا آپ ان کے لئے بخشش طلب نہ کریں اللہ اُنہیں ہرگز نہیں بخشے گا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑥ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

بے شک اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہی تو (منافقین) ہیں جو کہتے ہیں کہ اُن لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ (ﷺ) کے پاس ہیں

حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۷

یہاں تک کہ وہ (سب) خود ہی منتشر ہو جائیں حالانکہ آسمانوں اور زمینوں کے خزانے اللہ ہی کے لئے ہیں لیکن منافقین نہیں سمجھتے۔

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ

وہ (منافق) کہتے ہیں کہ اگر (اب) ہم مدینہ واپس گئے تو عزت والا وہاں سے ذلّت والے کو ضرور نکال باہر کرے گا

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۸ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ع ۱/۸

حالانکہ عزت تو اللہ ہی کے لئے اور اس کے رسول (ﷺ) کے لئے اور مومنوں کے لئے ہے لیکن منافقین نہیں جانتے۔ اے ایمان والو!

لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۹

تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے گا تو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

اور جو رزق ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اُس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرو اِس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے

فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ

تو (اُس وقت) وہ یہ کہنے لگے کہ اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت (کے لئے) اور مہلت کیوں نہ دی کہ میں (خوب) صدقہ کرتا

وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۱۰ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ

اور نیک لوگوں میں سے ہو جاتا۔ اور اللہ کسی شخص کو ہرگز مہلت نہیں دیتا جب اُس کا (موت کا) معین وقت آتا ہے

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۱۱ ع ع ۲/۹

اور اللہ اُس سے خوب باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ منافقین حقیقت میں خلوصِ دل سے رسول اللہ ﷺ پر ایمان اور صدقِ دل سے آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر بجا نہیں لاتے بلکہ ایمانی اور دینی تقاضوں سے اِعراض کے لئے جھوٹے عذر تراشتے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا زبانی اقرار کر کے آپ ﷺ پر ایمان کا دعویٰ ضرور کرتے ہیں اس لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قسم ذکر فرما کر واضح کر دیا کہ وہ زبانی شہادت کے باوجود اپنے ایمان کے دعوے میں ضرور جھوٹے ہیں۔ (سورۃ المنافقون، آیت:۱)

۲۔ منافقین ایمان کے دعوے کے بعد دین پر عمل کرنے سے خود بھی پہلو تہی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی ایمان لا کر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ پر چلنے سے روکتے ہیں کیونکہ جب دوسرے لوگ احکاماتِ دین پر عمل کرنے میں آگے بڑھتے ہیں تو اس سے ان منافقین کا دینی اعمال میں پیچھے رہ جانا نمایاں ہو جاتا ہے۔ نیز منافقین اپنے جھوٹے بہانوں میں وزن پیدا کرنے اور لوگوں کی ملامت سے بچنے کے لئے اپنی قسموں کو

ڈھال بناتے ہیں۔(سورۃ المنافقون، آیت:۲)

۳۔ دین کی خاطر مال و جان کی قربانیوں سے اِعراض کرنے والا انسان دوسروں کو عملی اعتبار سے خدمتِ دین سے نہ بھی روکے تب بھی اپنی اس روش سے دوسروں کے حوصلے پست ضرور کرتا ہے اور یہ بھی روکنے ہی کی ایک صورت ہے۔(سورۃ المنافقون، آیت:۲)

۴۔ منافقین کی باطنی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ وہ دین میں کچھ آگے بڑھتے ہیں پھر پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ جب ماحول سازگار ہوتا ہے اور دینی اور ایمانی تقاضوں پر عمل کرنا کچھ آسان ہوتا ہے تو پیش قدمی کرتے ہیں۔ جب مشکل مرحلہ آتا ہے اور دینی احکام پر عمل کرنے میں دشواری محسوس ہوتی ہے تو پہلو تہی کرتے ہیں۔ گویا وہ ایمان اور کفر کے درمیان ڈولتے رہتے ہیں اور بالآخر کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگادی جاتی ہے۔(سورۃ المنافقون، آیت:۳)

۵۔ منافق کی مثال ایک کٹے ہوئے سوکھے تنے کی مانند ہوتی ہے جو دیوار کے سہارے کھڑا ہوتا ہے اور ذرا تیز ہوا سے بھی زمین پر گر پڑتا ہے۔ گویا اندر سے کھوکھلے، ناکارہ اور انتہائی بُزدل ہوتے ہیں۔ (جبکہ مومن کی مثال کھجور کے مضبوط درخت کی سی ہے جو بڑے بڑے طوفانوں میں بھی اپنی جڑوں پر قائم رہتا ہے)۔(سورۃ المنافقون، آیت:۴)

۶۔ منافقین بظاہر چرب زبان نظر آتے ہیں۔ ان کی ظاہری شکل و صورت اور گفتگو بظاہر بڑی اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن در حقیقت وہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو ان سے ہوشیار رہنا چاہیئے کیونکہ ظاہری دشمن سے بچنا آسان ہے جبکہ چھپا ہوا اور قریبی دشمن زیادہ خطرناک ہوتا ہے اس سے بچنا زیادہ مشکل ہوتا ہے اس لئے ان سے بچتے رہنا چاہیئے۔(سورۃ المنافقون، آیت:۴)

۷۔ منافقین کی انتہائی محرومی ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد بلند ترین مقام یعنی نبی کریم ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہ ہونے کا درجہ پاسکتے تھے لیکن دنیا کی بے جا محبت کے سبب انہوں نے ایمانی تقاضوں سے پہلو تہی کی اور نبی کریم ﷺ کی اطاعت سے روگردانی اور بے ادبی کی۔ جس کی وجہ سے اُنہوں نے اپنے آپ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عذاب کا مستحق بنالیا۔ (سورۃ المنافقون، آیت:۴)

۸۔ نِفاق کی ہلاکت خیزی کی انتہا یہ ہے کہ منافقین کو جب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے بُلایا جاتا ہے کہ وہ ان کے لئے بخشش طلب کریں تو یہ گستاخی کرتے ہوئے تکبر سے منہ پھیر لیتے ہیں اور آپ ﷺ کی طرف آنے سے انکار کرتے ہیں۔ اس طرح وہ رسول کریم ﷺ کے قرب اور آپ ﷺ کی تعلیمات سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں یہ محرومی کی انتہا ہے۔(سورۃ المنافقون، آیت:۵)

۹۔ منافقین کی ہٹ دھرمی اور تکبر کا ہولناک انجام یہ ہے کہ وہ رسول ﷺ کی دُعاؤں کی برکات سے بھی محروم رہیں گے اور ان کے تکبر اور ہٹ دھرمی کی بنا پر اب اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہرگز ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا۔ کیونکہ دُعائے مغفرت صرف اہلِ ایمان ہی کے حق میں مفید ہوسکتی ہے۔(سورۃ المنافقون، آیات:۵،۶)

۱۰۔ منافق کی بُری خصلتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ خود تو اپنے حرص اور بخل کی وجہ سے مسلمانوں پر اور نیک اعمال میں اپنا مال خرچ کرنے سے محروم رہتا ہی ہے لیکن مخلص مسلمانوں کو بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے روکتا ہے۔ وہ نادان یہ سمجھتا ہے کہ اگر وہ ضرورت مند لوگوں پر خرچ نہیں کرے گا تو وہ بھوک سے مر جائیں گے۔ حالانکہ سارے خزانوں کا مالک تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے، وہ جس طرح چاہے اُنہیں رزق عطا فرما سکتا ہے۔(سورۃ المنافقون، آیت:۷)

۱۱۔ کسی سازش یا مذموم کوشش سے نہ کسی کا رزق کم ہوتا ہے اور نہ ہی عزت کیونکہ زمین و آسمانوں کے سارے خزانے اور عزت و ذلّت اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے پاس ہیں۔ منافقین جھوٹی عزت کے زعم میں مبتلا ہو کر غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں وہ خود کو عزت والا

اور مومنین بالخصوص حضور نبی کریم ﷺ کو حقیر خیال کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ) حالانکہ عزت تو سب کی سب اللہ ﷻ اور رسول کریم ﷺ اور مسلمانوں کے لئے ہے لیکن منافقین یہ بات نہیں سمجھتے۔ (سورۃ المنافقون، آیات: ۷، ۸)

۱۲۔ مرضِ نفاق کا اصل سبب مال و اولاد کی بے جا محبت میں مشغول ہو کر اللہ ﷻ کی یاد سے غافل ہو جانا ہے۔ ایسے ہی لوگ خسارہ اُٹھانے والے ہیں۔ مال اور اولاد اثاثہ نہیں بلکہ ہماری آزمائش کا ذریعہ ہیں نیز روزِ قیامت ان کے بارے میں جوابدہی بھی کرنا ہوگی۔ (سورۃ المنافقون، آیت: ۹)

۱۳۔ نِفاق کا علاج اللہ ﷻ کی راہ میں انفاق کرنا ہے۔ نِفاق کی ایک بڑی وجہ حُبِ دُنیا ہے اور انفاق کا عمل اس محبت کو کم کرنے کا ذریعہ ہے۔ وسیع مفہوم میں "انفاق" صرف مال خرچ کرنے کے لئے نہیں بلکہ ہر اُس شے کو خرچ کرنے کے لئے آتا ہے جس پر انسان کو اختیار حاصل ہو۔ گویا مال کے علاوہ جسمانی صلاحیت، اولاد اور املاک وغیرہ کو اللہ ﷻ کی راہ میں دین کی خدمت کے لئے وقف کر دینا بھی انفاق فی سبیل اللہ میں شامل ہے۔ (سورۃ المنافقون، آیت: ۱۰)

۱۴۔ ہمیں موت سے پہلے آخرت کی تیاری کرنی چاہیئے اور خوب صدقات و خیرات کرنے چاہئیں تاکہ موت کے وقت پچھتاوا نہ ہو۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ ﷻ سے اپنی زندگی ہی میں توبہ کرنے اور اُس کے دین کی خاطر تن من دھن لگانے کی توفیق مانگتے رہیں۔ (سورۃ المنافقون، آیت: ۱۰)

۱۵۔ ایمانی تقاضے پورے کرنے اور احکامِ دین پر عمل کرنے کا وقت موت سے پہلے پہلے ہے۔ لہٰذا ہمیں ابھی سے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ موت کے وقت کسی کو کوئی مہلت نہیں دی جائے گی اور نہ ہی موت کا وقت ٹالا جائے گا۔ نیز اللہ ﷻ ہمارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔ (سورۃ المنافقون، آیت: ۱۱)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

۱۔ سورۃ المنافقون کی وجہ تسمیہ لکھیں۔
۲۔ سورۃ المنافقون کا مرکزی مضمون لکھیں۔
۳۔ سورۃ المنافقون کا سورۃ الصف اور سورۃ الجمعہ سے ربط بیان کریں۔
۴۔ منافق کسے کہتے ہیں؟ نیز نفاق کے کون کون سے درجات بیان ہوئے ہیں؟

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کریں۔

(۱) جب منافقین سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ ﷺ تمہارے لئے ---------- طلب کریں۔ تو یہ اپنے سر ---------- دیتے ہیں اور آپ اُنہیں دیکھتے ہیں کہ وہ ---------- تکبر کرتے ہوئے (آپ ﷺ کے پاس حاضر ہونے سے) ---------- ہیں۔

(۲) ---------- کو اسلام اور مسلمانوں کا دشمن قرار دیا گیا ہے اور ان سے ---------- رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۳) فرمانِ الٰہی ہے کہ آپ ﷺ ان کے لئے ---------- کریں یا نہ کریں، اللہ ﷻ نہیں ہرگز ---------- نہیں کرے گا، اللہ ﷻ ایسے نافرمانوں کو ---------- نہیں دیتا۔

(۴) منافقین کہتے ہیں کہ جو لوگ ---------- کے ساتھ ہیں ان پر ---------- نہ کرو تاکہ وہ ---------- ہو جائیں۔

(۵) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ عزت اصل میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی ، اس کے رسول ﷺ کی اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی ہی ہے لیکن یہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں جانتے۔

(۶) اہل ایمان کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ ان کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اُنہیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی یاد سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہ کر دیں۔

(۷) یہ بات اٹل ہے کہ جب کسی کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آجاتی ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اسے ہرگز ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں دیتا۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱۔ آیات: ۱تا۳ کی روشنی میں درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

۱۔ منافقین حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کس بات کا دعویٰ کرتے؟

۲۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے منافقین کے بارے میں کس بات کی گواہی دی ہے؟ ۳۔ منافقین نے کس چیز کو ڈھال بنا رکھا ہے؟

۴۔ منافقین نے ایمان لانے کے بعد کیا کیا؟ ۵۔ منافقین کو صحیح بات سمجھ کیوں نہیں آتی؟

۲۔ آیت: ۴ میں منافقین کی ظاہری اور باطنی کیفیت میں کیا فرق بیان ہوا ہے؟

۳۔ آیات: ۵ تا ۶ کی روشنی میں یہ بتائیں کہ رسول اللہ ﷺ کے استغفار کے باوجود بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ منافقین کو کیوں معاف نہیں کرے گا؟

۴۔ آیت: ۷ میں منافقین کی کس سازش کا ذکر ہے؟

۵۔ آیت: ۸ میں منافقین کے دعویٰ اور اس پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے جواب کو کس طرح ذکر کیا گیا ہے؟

۶۔ آیت: ۹ میں ایمان والوں کو کس چیز سے خبردار کیا گیا ہے؟

۷۔ آیات: ۱۰ تا ۱۱ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ایمان والوں کو موت سے پہلے پہلے کیا اہم کام کرنے کا حکم دیا ہے؟

سوال ۴ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ذکر سے کیا مراد ہے؟ قرآنِ حکیم و احادیث مبارکہ کی روشنی میں ذکر الٰہی کی اہمیت، فضیلت اور ذرائع بیان کریں۔

گھریلو سرگرمی

- سورۃ المنافقون مرضِ نفاق کے موضوع پر ایک مختصر مگر بہت جامع سورت ہے۔ تحقیق کر کے معلوم کریں کہ نفاق کا مفہوم کیا ہے؟ نیز اس کی ہلاکت خیزی، درجات، اسباب اور اقسام بھی بیان کریں۔ مزید برآں یہ بھی تحریر کریں کہ مرض نفاق سے بچاؤ کیسے ممکن ہے؟
- سورۃ المنافقون میں ہمیں ترغیب دی گئی ہے کہ موت سے پہلے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو کیونکہ جب موت کا وقت آجاتا ہے تو کسی کو ہرگز کسی عمل کی مہلت نہیں دی جاتی۔ فرض کریں کہ اگر یہ ہماری زندگی کا آخری سال ہو تو ہماری زندگی میں کیا تبدیلی آئے گی؟ ایک جدول بنائیں کہ کون سے پانچ کام ہیں جو ہم اس سال موت سے پہلے پہلے کرنا چاہیں گے؟ اور کون سے پانچ کام ہیں جنھیں ہم ترک کریں گے؟ ہم اپنے لئے صدقہ جاریہ کے لئے کون سے پانچ کام کریں گے؟ حقوق اللہ میں کوتاہیوں کا ازالہ کیسے کریں گے؟ اور حقوق العباد میں کوتاہی پر کن کن لوگوں سے معافی مانگیں گے؟
- اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ذکر کی دین اسلام میں بہت زیادہ اہمیت اور فضیلت ہے۔ اس حوالہ سے پانچ آیاتِ قرآنی اور پانچ احادیث مبارکہ تحریر کریں۔ نیز ذکر الٰہی کے کم از کم دس اعمال تحریر کریں۔

دستخط استاد مع تاریخ: ______________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ______________

سبق:۴۶

سُوْرَةُ التَّغَابُنْ

تعارف اور وجہ تسمیہ

اس سورت کا نام آیت:۹ سے ماخوذ ہے جہاں قیامت کے دن کو "یَوْمُ التَّغَابُنْ" کہا گیا ہے۔ "تَغَابُنْ" غبن سے نکلا ہے جس کے معنی خسارہ اور نقصان کے ہیں۔ "تَغَابُنْ" کے لغوی معنٰی ہیں کسی کا کسی کو نقصان پہنچانا۔ غبن مالی نقصان کو بھی کہتے ہیں اور رائے اور عقل کے نقصان کو بھی۔ اس طرح قیامت کے روز سبھی اپنی اپنی کوتاہی پر نادم اور عمل کی کمی پر خسارہ کا احساس کریں گے اس لئے اس دن کو "یَوْمُ التَّغَابُنْ" کہا گیا ہے۔ "تَغَابُنْ" کے اصطلاحی معنٰی ہیں ہار اور جیت۔ یَوْمُ التَّغَابُنْ کے الفاظ اِس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا ہے اور ہار اور جیت کا اصل دن آخرت کا دن ہے۔ یہ سورت بھی "مُسَبِّحات" میں شامل ہے۔

ربطِ سورت

سورۃ التغابن سے پہلے سورۃ المنافقون ہے۔ سورۃ التغابن کا سورۃ المنافقون سے باہمی ربط و مناسبت یہ ہے کہ:

۱۔ سورۃ المنافقون میں لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَآ أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ "تمہیں غافل نہ کر دیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر سے" بیان کیا گیا ہے جبکہ سورۃ التغابن میں اس کا سبب بیان فرمایا ہے کہ إِنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ "تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو ایک آزمائش ہیں۔"

۲۔ سورۃ المنافقون کا موضوع ہے حقیقتِ نِفاق یعنی ایمانِ حقیقی سے محروم انسان کا کردار جبکہ سورۃ التغابن کا موضوع ہے حقیقت ایمان یعنی ایمان سے مزیّن انسان کا کردار اور ایمانِ حقیقی سے حاصل ہونے والے ثمرات، جن کا نتیجہ اعمالِ صالح کی توفیق اور ان کے باعث حقیقی کامیابی کی شکل میں نکلتا ہے۔ نِفاق در حقیقت کفر ہے جو ایمان حقیقی کی ضد ہے۔

۳۔ سورۃ المنافقون میں منافقین کی بُری خصلتوں کا ذکر ہے جبکہ سورۃ التغابن میں مخلص اہل ایمان کی صفات کا تذکرہ ہے۔

زمانۂ نزول اور پس منظر

اکثر مفسرین کرام کی رائے کے مطابق یہ سورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد غالباً اِبتدائی مدنی دور میں نازل ہوئی۔ البتہ کچھ مفسرین کرام کے مطابق آخری تین آیات مدنی ہیں اور باقی مکی ہیں۔ جب کہ بعض مفسرین کرام کہتے ہیں کہ ۱ تا ۱۳ تک مکی اور آیت:۱۴ سے آخری آیت تک مدنی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی اسلام لے آتا پھر جب وہ ہجرت کا ارادہ کرتا تو اس کے گھر والے اور اس کی اولاد اسے روکتے اور کہتے کہ ہم تمہیں اس بات پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا واسطہ دیتے ہیں کہ اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر مدینہ منورہ میں بغیر اہل وعیال اور مال ومتاع نہ جائیں تو کسی کا دل نرم پڑ جاتا اور وہ وہیں قیام کر لیتا اور ہجرت نہ کرتا اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

"اے ایمان والو! بے شک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں تو اُن سے ہوشیار رہو۔" (سورۃ التغابن، آیت:۱۴)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو انہوں نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ لوگ جنہیں ان کے بیوی بچوں نے ہجرت سے روکا تھا جب انہوں نے ہجرت کی تو اُنہوں نے اپنے ان بیوی بچوں کو سزا دینے کا ارادہ کیا جنہوں نے اُنہیں ہجرت سے روکا تھا اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "اور اگر تم معاف کر دو اور در گزر کرو اور بخش دو تو بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔" (جامع ترمذی)

مرکزی مضمون

ایمانیاتِ ثلاثہ (توحید، رسالت اور آخرت)، روزِ قیامت مومنین کی کامیابی، منکرین حق کی ہار اور انسان کی سیرت و کردار پر ایمان کے اثرات۔

اہم مضامین پر ایک نظر

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی صفات کے بیان کے ذریعہ انسان کو یہ بات سمجھائی ہے کہ اس کائنات کا ایک خالق و مالک ہے۔ کائنات کی ایک ایک مخلوق تسبیح و تحمید سے اس کے وجود اور اس کے بے عیب ہونے کی شہادت دے رہی ہے۔ دوسری بات انسان کو یہ سمجھائی گئی ہے کہ یہ کائنات بے مقصد اور بے حکمت نہیں ہے بلکہ اسے اس کے خالق نے سراسر برحق اور بامقصد پیدا کیا ہے۔ اس کی دلیل کے طور پر انسان کے وجود کو پیش کیا گیا ہے۔ منکرین حق کو دین کی دعوت دی گئی ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں، ورنہ ان کا انجام بھی ان قوموں سے مختلف نہیں ہو گا جو اس سے پہلے تاریخ میں عبرت بن چکی ہیں۔ یہ بات بھی واضح کی گئی ہے کہ آخرت کا آنا یقینی ہے۔ پھر ایمان و عمل کی بنیاد پر ہار جیت اور جزا و سزا کا فیصلہ ہو گا۔

ایمان کی راہ اختیار کرنے والوں کو تسلّی دی گئی ہے کہ دنیا میں جو بھی مصیبتیں پیش آتی ہیں، وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اِذن و مشیّت سے پیش آتی ہیں۔ اہل ایمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ان سے ڈر کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے منہ موڑ لیں۔

مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ ان کے مال اور اہل و عیال ان کے لئے ایک بہت بڑی آزمائش ہیں۔ اس لئے اہل ایمان کو اپنے اہل و عیال سے اس حوالہ سے ہوشیار رہنا چاہئے کہ وہ انہیں راہِ حق سے متزلزل نہ کر سکیں۔ البتہ ان کے ساتھ معاملہ عفوو درگزر کا رہنا چاہئے۔

ہر مومن کو استطاعت بھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور دین کی راہ میں فراخ دلی سے انفاق کی ترغیب دی گئی ہے۔ ان باتوں پر عمل پیرا ہونے والے لوگوں کو اَبدی فوزو فلاح کی بشارت دی گئی ہے۔

سُورَۃُ التَّغَابُن (آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ)

آیات: ۱ تا ۴	❁ اللہ ﷻ کی تقدیس و تحمید، اس کی عظمت اور صفات ❁ انسان اور کائنات کی بامقصد تخلیق کا ذکر
آیات: ۵ تا ۷	❁ رسالت اور آخرت پر ایمان ❁ رسولوں پر منکرین کا اعتراض ❁ رسالت اور آخرت کے منکرین کو سنگین نتائج سے خبردار کرنا ❁ اعمال کی جوابدہی کے لئے اللہ ﷻ کے حضور پیشی
آیت: ۸	❁ اللہ ﷻ اس کے رسول ﷺ اور قرآنِ حکیم پر ایمان لانے کی دعوت
آیت: ۹	❁ دعوتِ ایمان قبول کرنے والوں کا عمدہ انجام
آیت: ۱۰	❁ دعوتِ ایمان قبول نہ کرنے والوں کا بُرا انجام
آیات: ۱۱ تا ۱۳	❁ فرد کی ذاتی زندگی پر ایمان کے اثرات ❁ مصائب میں اللہ ﷻ پر کامل ایمان اور بھروسہ رکھنا ❁ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری کی تاکید ❁ منکرین سے رسول اللہ ﷺ کو بری الذمہ قرار دینا
آیات: ۱۴ تا ۱۵	❁ بیوی بچوں کے بارے میں فرد کے نقطۂ نظر پر ایمان کے اثرات ❁ انسان کے لئے مال اور اولاد آزمائش قرار
آیات: ۱۶ تا ۱۷	❁ ایمان کے تقاضے ادا کرنے کی دعوت ❁ تقویٰ اختیار کرنے، سمع و طاعت کا حکم ❁ بخل سے بچنے اور انفاق فی سبیل اللہ کرنے والے لوگ کامیاب قرار اور ان کے اَجر کا ذکر
آیت: ۱۸	❁ توحید و صفاتِ باری تعالیٰ کا بیان

سبق: ۴۷

سُوْرَةُ التَّغَابُن

سورۃ التغابن ۶۴ | رکوع: ۱ تا ۲ (آیات: ۱ تا ۱۸)

رکوع: ۱ تا ۲ کے اہم مضامین

۱۔ توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان کی دعوت
۲۔ مومنین و منکرین کا متفرق انجام
۳۔ ایمان کے ثمرات
۴۔ ایمان والوں کے لئے چند ہدایات
۵۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا حکم

رکوع: ۱ تا ۲ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱ تا ۱۰)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح و تحمید کا بیان اور اس کی ذات وصفات کا بھرپور تعارف کرایا گیا ہے کہ تمام تعریفیں اور بادشاہت اسی کے لئے ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ سب کا خالق ہے جس نے تمام انسانوں، آسمانوں اور زمین کی با مقصد تخلیق فرمائی۔ البتہ کچھ لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ انکار کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم کی وسعت کا بیان ہے کہ وہ آسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزوں، انسانوں کے ظاہری اور پوشیدہ تمام اعمال حتیٰ کے سینوں کے راز سے بھی خوب واقف ہے۔ ایمان بالرسالت کا بیان ہے۔ سابقہ نافرمان قوموں اور ان پر عذاب کا اجمالاً ذکر کیا گیا ہے جنھوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات کا انکار کیا، رسولوں پر یہ کہہ کر اعتراضات کیئے کہ کیا یہ بشر ہمیں ہدایت دیں گے اور اُنہیں جھٹلایا اس لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان قوموں کو ذلّت آمیز عذاب دے کر نشانِ عبرت بنا دیا۔ البتہ ان قوموں کے لئے بڑے عذاب کا فیصلہ روزِ قیامت ہو گا۔ ایمان بالآخرت کا بیان ہے کہ قیامت کے دن سب انسان دوبارہ زندہ کیئے جائیں گے۔ پھر ایک آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآنِ مجید پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ ایمان لانے والوں کے حُسنِ انجام کا بیان ہے۔ آخرت کی دوبارہ یاددہانی کرائی گئی ہے کہ اس دن تمام اوّلین و آخرین جمع کیئے جائیں گے اور ان کی ہار جیت کا فیصلہ ہو گا۔ ایمان لانے والے اور نیک اعمال کرنے والے اس روز کامیاب ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل کیئے جائیں گے۔ ایمان نہ لانے اور تکذیب کرنے والوں کے لئے بُرے انجام کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ ناکام ہوں گے اور ہمیشہ کے لئے بدترین جگہ جہنم میں جھلسیں گے۔

رکوع: ۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟" لوگوں نے عرض کیا: ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ مال واسباب۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میری امّت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ (سب کچھ) لے کر آئے گا، لیکن اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہو گی، کسی پر جھوٹی تہمت لگائی ہو گی، کسی کا مال کھایا ہو گا، کسی کا خون بہایا ہو گا، کسی کو مارا ہو گا، تو ایسی صورت میں اس (زیادتی کرنے والے کی) کی کچھ نیکیاں (ایک) حق دار کو دے دی جائیں گی اور کچھ نیکیاں (دوسرے) حق دار کو دے دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں لوگوں کے حقوق ادا کرنے سے پہلے ختم ہو گئیں تو ان لوگوں کی بُرائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی اور پھر وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔" (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "جس شخص نے اپنے کسی بھائی پر کوئی ظلم کیا ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ اس سے (اس دنیا ہی میں) معاف کروالے، اس لئے کہ وہاں (میدانِ محشر میں اس کے پاس) نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم۔ اس سے پہلے پہلے (معاف کروا لے) کہ اس کی نیکیاں لے کر اس کے بھائی کو دے دی جائیں۔ اگر اس کی نیکیاں نہیں ہوں گی تو اس کے اس (مظلوم) بھائی کی بُرائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔" (صحیح بخاری)

۳۔ حضرت ابوسعید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "(جنت میں) ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: اب تم صحت مند ہی رہو گے کبھی بیمار نہیں ہو گے، تم ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی مرو گے نہیں، تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور تم ہمیشہ خوشحال رہو گے کبھی بدحال نہیں ہو گے۔" (صحیح مسلم)

۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "جہنم کو لایا جائے گا، اس روز اس کی ستر ہزار (۷۰۰۰۰) لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار (۷۰۰۰۰) فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔" (صحیح مسلم)

رکوع: ۲ (آیات: ۱۱ تا ۱۸)

بندۂ مومن کی ذاتی زندگی پر ایمان کے اثرات بیان کیئے گئے ہیں۔ اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی کے ہر حکم پر تسلیم و رضا کا مظاہرہ کرنا، لیکن اِس کا مطلب یہ نہیں کہ ماضی سے سبق حاصل نہ کیا جائے، مجرموں کو سزا نہ دی جائے، ظلم و استحصال کو تقدیر سمجھ کر اُن کے خلاف علَمِ جہاد بلند نہ کیا جائے اور ظالموں سے بدلہ نہ لیا جائے۔ اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے ہر حکم کی خوشی خوشی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اطاعت اصلاً اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی کی لیکن عملاً رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی ہوتی ہے کیوں کہ وہی اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی کے نمائندے اور انسانوں کے لئے کامل نمونہ ہوتے ہیں۔ اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی پر توکّل کرنا، توکّل کا مطلب یہ نہیں ہے کہ محنت نہ کی جائے، اسباب فراہم نہ کیئے جائیں، بغیر اسباب فراہم کیئے اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی کے وعدوں کو آزمایا جائے، حق و باطل کی کشمکش میں فیصلے اسباب کے اعتبار سے نہ کیئے جائیں۔

بیوی اور بچوں کے بارے میں متوازن اور محتاط طرزِ عمل اختیار کرنا، مال اور اولاد کو اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی کی طرف سے امتحان کا ذریعہ اور امانت سمجھنا، اپنے آپ کو اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی کے ہاں تمام معاملات میں جوابدہ تصوّر کرنا۔ خود کو بھی اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی کی نافرمانی سے بچانا اور خوشگوار ماحول پیدا کر کے بیوی اور اولاد کو بھی دین کی طرف لانے کی کوشش کرنا۔ یہ ہیں وہ اثرات جو بندۂ مومن کے عمل سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایمان کے تقاضے ادا کرنے کی دعوت دی گئی ہے کہ اہل ایمان کو چاہیئے کہ جتنا ہو سکے تقویٰ اختیار کریں اور اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی کی نافرمانی سے بچیں۔ تقویٰ دراصل ایک باطنی کیفیت کا نام ہے جس کی وجہ سے انسان پر ہر وقت خوفِ الٰہی اور اُخروی جواب دہی کا احساس طاری رہتا ہے۔ اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی بات سنیں اور مکمل اطاعت کریں۔ دینِ اسلام ہمیں ہر اجتماعی کام اور ادارے میں سمع و طاعت کا نظم اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے بشرطیکہ اِس سے شریعت کی خلاف ورزی نہ ہو۔ اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی کی راہ میں خرچ کریں یہ مومنوں کے حق میں بہتر ہے۔ نفس کے لالچ سے بچیں۔ شُح کا لفظ تنگ نظری، تنگ دلی اور کم حوصلگی کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن یہ بخل، حرص، حسد، کینہ جیسی کئی بیماریوں کی جڑ ہے۔ اہل ایمان کو یہ بھی خوشخبری دی گئی ہے کہ اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی نے ان کے انفاق فی سبیل اللہ کو قرضِ حسنہ قرار دیا ہے جسے وہ بڑھا چڑھا کر واپس کرے گا۔ آخر میں اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی کی چند صفاتِ عالیہ کا تذکرہ کر کے جہاں اس کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے۔ وہاں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ظاہر اور پوشیدہ کی تقسیم ہمارے لئے ہے۔ جب کہ اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی کے لئے سب برابر ہے۔ اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی بخوبی جانتا ہے کہ کون واقعی صاحبِ ایمان ہے اور خلوص کے ساتھ عمل کرنے والا ہے۔

رکوع ۲: کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کا معاملہ بڑا باعث تعجب ہے، کیونکہ اس کا ہر معاملہ ہی اس کے لئے باعثِ خیر ہے اور یہ فضیلت سوائے مومن کے اور کسی کو حاصل نہیں۔(وہ اس طرح کہ) اگر اسے کوئی خوشی ملتی ہے تو وہ (اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا) شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لئے باعث خیر ہے، اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے، اس میں بھی اس کے لئے خیر ہی خیر ہے۔“ (صحیح مسلم)

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا اونٹنی کو باندھ کر توکل کروں یا بغیر باندھے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اس (اونٹنی) کو باندھو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر توکل کرو۔“ (جامع ترمذی)

۳۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اس بات پر بیعت کی کہ ہم آپ ﷺ کا حکم تنگی اور خوشحالی دونوں صورتوں میں سنیں گے اور مانیں گے۔“ (مسند احمد)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی بندہ کے دل میں بخل اور ایمان بیک وقت کبھی جمع نہیں ہوسکتے۔“ (سنن نسائی)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے پاک کمائی سے ایک کھجور صدقہ کی اور یاد رہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پاکیزہ چیز کے علاوہ کوئی چیز قبول ہی نہیں کرتا، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے، پھر صدقہ دینے والے کے لئے اس کی اس طرح پرورش فرماتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے کے بچے کی پرورش کرتا ہے، یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے وہ کھجور پہاڑ کی مثل ہو جاتی ہے۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: کون ہے جو اس عظیم ہستی کو قرض دے جو نہ تو مفلس ہے اور نہ ذرّہ بھر ظلم کرنے والا ہے۔“ (صحیح مسلم)

۷۔ حضرت عبد اللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم مخلوق پر رحم کرو (اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے) تم پر رحم کیا جائے گا اور تم لوگوں کو معاف کرو اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں معاف فرمائے گا۔“ (مسند احمد)

۸۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: ”یارسول اللہ ﷺ! ہم خادم کو کتنی بار معاف کریں؟ آپ ﷺ (سن کر) خاموش رہے۔ پھر اس نے اپنی بات دُہرائی، آپ ﷺ پھر خاموش رہے۔ تیسری بار جب اس نے اپنی بات دُہرائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر دن اسے ستر (۷۰) بار معاف کرو۔“ (سنن ابی داؤد)

سُوْرَةُ التَّغَابُن

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مَردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۡ

اللہ کی تسبیح کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمینوں میں ہے اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اُسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝١ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ

اور وہ ہر چیز پر بڑی قدرت والا ہے۔ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور تم میں سے کوئی مومن

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝٢ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ

اور جو تم کر رہے ہو اللہ اُسے خوب دیکھنے والا ہے۔ اُس نے آسمانوں اور زمینوں کو حق کے ساتھ پیدا فرمایا اور اُس نے تمہاری صورتیں بنائیں

فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝٣ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

تو تمہاری بہترین صورتیں بنائیں اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے

وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٤

اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو (کچھ) تم ظاہر کرتے ہو اور اللہ سینوں کے رازوں کو بھی خوب جاننے والا ہے۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ

کیا تمہارے پاس اُن لوگوں کی خبر نہیں آئی جنہوں نے (تم سے) پہلے کفر کیا تو اُنہوں نے (دنیا میں) اپنے کیئے کا وبال چکھا

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٥ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

اور (آخرت میں) ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ اُن کے پاس اُن کے رسول واضح نشانیاں لے کر آتے تھے

فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ

تو اُنہوں نے کہا کیا (ہم جیسے) بشر ہمیں ہدایت کریں گے؟ تو اُنہوں نے کفر کیا اور (حق سے) منہ موڑا اور اللہ نے (بھی ان سے) بے نیازی برتی

وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝٦ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ

اور اللہ بے نیاز ہر تعریف کے لائق ہے۔ کافر لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہرگز (مرنے کے بعد) نہیں اُٹھائے جائیں گے

قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ

آپ (ﷺ) فرما دیجئے کیوں نہیں! میرے رب کی قسم! تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے پھر تمہیں ضرور بتایا جائے گا جو کچھ تم نے کیا

وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝٧ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ

اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔ تو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اُس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝٨ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ

اور اللہ اُس سے خوب باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ جس دن وہ تمہیں اکٹھا کرے گا جمع ہونے کے دن وہی ہار جیت کا دن ہے اور جو اللہ پر ایمان لائے

وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اور نیک عمل کرے اللہ اُس سے اُس کی بُرائیاں دور کر دے گا اور اُسے ایسے باغات میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝٩ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلا دیا وہی جہنم والے ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝١٠ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ ع ۱

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔ (کسی کو) کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے اِذن سے اور جو اللہ پر ایمان لاتا ہے

يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝١١ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ

وہ (اللہ) اُس کے دل کو ہدایت عطا فرماتا ہے اور اللہ ہر شے کو خوب جاننے والا ہے۔ اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝١٢

پھر اگر تم نے منہ پھیرا تو بے شک ہمارے رسول (ﷺ) کے ذمہ تو واضح طور پر (پیغامِ حق) پہنچا دینا ہی ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١٣

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ

اے ایمان والو! بے شک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں

فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١٤

تو اُن سے ہوشیار رہو اور اگر تم معاف کر دو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝١٥ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ

تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو محض آزمائش ہیں اور اللہ ہی کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔ تو اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو جہاں تک تم سے ہو سکے

وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ

اور (اس کے احکام) سنو اور اطاعت کرو اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو یہ تمہارے (ہی) لئے بہتر ہے اور جو کوئی بچالیا گیا اپنے نفس کی لالچ سے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ

تو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ اگر تم اللہ کو قرضِ حسنہ دو گے تو وہ اُسے تمہارے لئے کئی گنا بڑھا دے گا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ ع ۲

اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ نہایت قدر دان بڑا حلم والا ہے۔ (اللہ ہر) پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ تمام کائنات اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کی تسبیح و تحمید بیان کرتی ہے، اصل حکومت اسی کی ہے، وہ ہر بات پر قادر ہے اور وہی سب کا خالق ہے۔ اس کے احسانات کا تقاضا یہ تھا کہ سب لوگ ایمان لاتے۔ وہ ہر شخص کے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ جو ایمان کی روش پر قائم رہے گا اللہ سبحانہ و تعالیٰ اُسے اس کا اَجر عطا فرمائے گا اور جو کفر پر اَڑا رہے گا اُسے اِس کی سزا دے گا۔ (سورۃ التغابن، آیات: ۱، ۲)

۲۔ کائنات بے مقصد اور بے حکمت نہیں ہے بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسے سراسر برحق پیدا فرمایا ہے۔ جس اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اتنی عظیم کائنات بنادی اور تمام انسانوں کو نہایت عمدہ صورت میں پیدا فرمایا اسی کی طرف بالآخر ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیئے۔ (سورۃ التغابن، آیت: ۳)

۳۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا علم کامل ہے۔ وہ آسمانوں اور زمینوں کی ہر شے کو جانتا ہے، ہم جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں یہاں تک کہ ہمارے سینوں کے رازوں سے بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ واقف ہے اور وہ اپنے علم کے مطابق جزا و سزا کا فیصلہ فرمائے گا۔ (سورۃ التغابن، آیت: ۴)

۴۔ اکثر نافرمان قوموں نے رسولوں اور معجزات کا انکار اس سبب سے کیا کہ وہ کہتے تھے کہ کیا یہ بشر ہمیں ہدایت دیں گے۔ ایسے لوگوں نے رسالت اور بشریت کو ایک ساتھ قبول نہیں کیا حالانکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے ان ہی میں سے اپنے رسولوں کا انتخاب کیا جو اس کے برگزیدہ بندے ہیں۔ (سورۃ التغابن، آیت: ۶)

۵۔ موت کے بعد آخرت کی زندگی بالکل یقینی اور قطعی ہے اس میں ذرّہ برابر شبہ کی گنجائش نہیں۔ قیامت کے دن تمام انسانوں کو زندہ اٹھا کھڑا کرنا اور ان سب کا حساب لینا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے بہت آسان ہے۔ (سورۃ التغابن، آیت: ۷)

۶۔ کامیابی کے اُصول یہ ہیں کہ ہم ایمان لائیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور قرآنِ مجید پر جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا ہے اور اپنے سینوں کو نورِ رسالت اور نورِ قرآن سے منوّر کریں اور نیک اعمال کریں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔ (سورۃ التغابن، آیت: ۸)

۷۔ قیامت کا ایک نام يَوْمُ التَّغَابُن یعنی ہار جیت کا دن ہے۔ اصل ہار اور جیت تو آخرت ہی کی ہے جس دن ایمان لانے والے اور نیک اعمال کرنے والے ہمیشہ کے لئے جیت جائیں گے اور بہت بڑی کامیابی حاصل کریں گے جبکہ کفر کرنے والے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے والے ہمیشہ کے لئے ہار جائیں گے اور عذابِ الٰہی میں مبتلا ہوں گے۔ (سورۃ التغابن، آیات: ۹، ۱۰)

۸۔ ایمان کے ثمرات میں سے ایک یہ ہے کہ بندہ اللہ ﷻ کی رضا پر راضی رہنے والا ہو جائے۔ مصائب پر شکوہ شکایت کے بجائے صبر کرنے والا بن جائے۔ البتہ کسی صدمہ پر فوری اور غیر اختیاری تأثر کی نفی نہیں بلکہ اُس مستقل تأثر کی نفی ہے جس سے زبان پر شکوہ اور دل میں رب سے بدگمانی کا شائبہ پیدا ہوتا ہے۔ (سورۃ التغابن، آیت: ۱۱)

۹۔ ایمانِ حقیقی کا ایک ثمرہ خوش خوشی اللہ ﷻ اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرنا ہے۔ رسولوں کے ذمہ صرف اللہ ﷻ کے احکام واضح طور پر پہنچا دینا ہے۔ لوگوں سے حق منوانے کی ذمہ داری رسولوں پر نہیں ڈالی گئی۔ اگر لوگ رسولوں کی اطاعت سے منہ موڑلیں گے تو ان کا اپنا ہی نقصان ہوگا۔ (سورۃ التغابن، آیت: ۱۲)

۱۰۔ بندۂ مومن کا بھروسہ اپنی محنت، ذہانت، منصوبہ بندی اور فراہم کردہ اسباب پر نہیں بلکہ اللہ ﷻ پر ہوتا ہے۔ توکّل یہ ہے کہ جائز اُمور کے لئے جائز اسباب اختیار کیئے جائیں لیکن نتیجہ کے حوالہ سے بھروسہ مُسَبِّبُ الاَسباب پر ہی کیا جائے۔ (سورۃ التغابن، آیت: ۱۳)

۱۱۔ تمام دنیاوی رشتوں میں سب سے زیادہ محبت بیویوں اور اولاد سے ہوتی ہے۔ یوں تو نیک بیوی خَيْرُ الْمَتَاعِ یعنی بہترین دولت اور نیک اولاد صدقۂ جاریہ ہے لیکن بیویوں اور اولادوں میں سے بعض وہ جو بے جا خواہشات کا مطالبہ کر کے اللہ ﷻ کی نافرمانی کرانا چاہتے ہیں وہ دشمن بن جاتے ہیں۔ ان سے چوکنا رہنا چاہیئے۔ (سورۃ التغابن، آیت: ۱۴)

۱۲۔ گھر والوں کی تربیت کے لئے سخت رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ سختی اور نرمی کا امتزاج اختیار کرتے ہوئے ان کی چھوٹی چھوٹی کمزوریوں اور کوتاہیوں پر ڈھیل دینا، دیکھی اَن دیکھی کرنا اور ان کی خامیوں کی اس وجہ پردہ پوشی کرنا کہ وہ وقتاً فوقتاً نہیں دور کرلیں گے۔ البتہ اگر وہ قرآن و سنت کے احکام کی خلاف ورزی کریں تو ان کی بروقت اصلاح کرنا اور ان کے ساتھ درگزر اور رحمت کا رویہ رکھنا چاہیئے کیونکہ اللہ ﷻ بھی ہمارے گناہوں کو بہت بخشنے والا اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ (سورۃ التغابن، آیت: ۱۴)

۱۳۔ اکثر لوگ مال اور اولاد کو اپنے مستقبل اور بڑھاپے کا سہارا سمجھتے ہیں حالانکہ یہ ہمارے امتحان کے ذرائع ہیں جبکہ ہمارا اصل سہارا تو ایمان اور نیک اعمال ہیں جن پر اللہ ﷻ کی طرف سے عظیم اجر کا وعدہ ہے۔ (سورۃ التغابن، آیت: ۱۵)

۱۴۔ تقویٰ اختیار کرنا، اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو سننا اور ماننا، اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرنا اور نفس کی خواہشات سے بچنا دین کے اہم تقاضوں میں سے ہیں۔ مزید برآں کامیابی اسی کے لئے ہے جو نفس کے لالچ اور بخل سے بچالیا جائے۔ یہ بچاؤ بندہ کی محنت کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ ﷻ کے فضل ہی سے ہوتا ہے۔ (سورۃ التغابن، آیت: ۱۶)

۱۵۔ اللہ ﷻ کی شانِ کریمی ہے کہ اُس کے دین کے کاموں میں خرچ کرنے کو اُس نے اپنے ذمہ قرضِ حسنہ قرار دیا ہے جسے وہ کئی گنا بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے گا۔ مزید برآں وہ بندہ کے عمل کی قدردانی فرمانے والا ہے۔ (سورۃ التغابن، آیت: ۱۷)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

۱۔ سورۃ التغابن کی وجہ تسمیہ لکھیں۔

۲۔ سورۃ التغابن کا سورۃ المنافقون سے ربط بیان کریں۔

۳۔ سورۃ التغابن کا مرکزی مضمون کیا ہے؟

۴۔ سورۃ التغابن کا پس منظر بیان کریں۔

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کریں۔

(۱) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ وہی ہے جس نے تم سب کو پیدا فرمایا، پھر تم میں سے کچھ تو ــــــــــــــــــــ ہیں اور کچھ ــــــــــــــــــــ اور وہ سب کچھ ــــــــــــــــــــ رہا ہے جو تم کرتے ہو۔

(۲) سابقہ کافر قوموں کے پاس ان کے ــــــــــــــــ واضح نشانیاں لے کر آتے تھے تو اُنہوں نے کہا کہ کیا ہم جیسے ــــــــــــ ہمیں ہدایت کریں گے؟ تو اُنہوں نے ــــــــــــــــ کیا اور حق سے ــــــــــــ موڑا۔

(۳) دنیا میں ہر مصیبت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ــــــــــــ سے آتی ہے اور مصیبت کے وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان والے کے ــــــــــــ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ــــــــــــ عطا فرماتا ہے۔

(۴) فرمانِ الٰہی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کرو اور ــــــــــــــــ کی اطاعت کرو، پس اگر تم اطاعت سے منہ موڑتے ہو تو ہمارے ــــــــــــــــ پر صرف واضح طور پر ــــــــــــــــ کی ذمہ داری ہے۔

(۵) یہ ایک حقیقت ہے کہ ــــــــ صرف ایک ہے ــــــــــــ لہٰذا اہل ایمان کو صرف ــــــــــــــ پر ہی ــــــــــــ رکھنا چاہیئے۔

(۶) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل ایمان کو بتادیا کہ تمہارے ــــــــــــ اور ــــــــــــ تمہارے لئے آزمائش ہیں۔

(۷) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس کی راہ میں ــــــــــــــ کرو یہ تمہارے حق میں ــــــــــــــــ ہے اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے بچالیا گیا تو یہی لوگ ــــــــــــــــ ہیں۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱۔ آیات: ۱ تا ۴ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تقدیس وتحمید اور اس کی بادشاہت کا ذکر کس انداز میں بیان ہوا ہے؟

۲۔ آیات: ۵ تا ۶ میں رسالت کا انکار کرنے والوں کو کس چیز سے ڈرایا گیا ہے؟

۳۔ آیات ۱۱ تا ۱۳ کی روشنی میں یہ بتایئے کہ مصائب اور مشکلات میں اہل ایمان کا رویہ کیسا ہونا چاہیے؟

۴۔ آیت: ۱۴ میں کس کو ایمان والوں کا دشمن کہا گیا ہے اور اس دشمن کے ساتھ کیسا رویہ رکھنے کا حکم ہے؟

۵۔ آیت: ۱۶ میں اہل ایمان کو کن باتوں کا حکم دیا گیا ہے؟

۶۔ آیت: ۱۷ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو قرض دینے سے کیا مراد ہے؟

سوال ۴ آیات: ۷ تا ۱۰ کی روشنی میں درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

۱۔ کفار کا آخرت کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟

۲۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کفار کو ان کے عقیدۂ آخرت کے بارے میں کیا جواب دیا ہے؟

۳۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کس پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے؟

۴۔ یوم التغابن سے کیا مراد ہے؟

۵۔ آخرت میں ایمان والوں کو کیا جزا ملے گی؟

۶۔ آخرت میں کفار کا انجام کیا ہوگا؟

سوال ۵ عقیدۂ توحید اور عقیدۂ آخرت کے انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر کیا اثرات ہوتے ہیں۔ تفصیل کے ساتھ تحریر کریں۔

گھریلو سرگرمی

- ایمان کی دولت سب سے بڑی نعمت ہے۔ آخرت میں نجات کے لئے ایمان کا ہونا اولین شرط ہے۔ ایمان کی اہمیت پر قرآن کریم کی چند آیات اور احادیث مبارکہ تحریر کریں۔ ایمان کو بڑھانے اور پختہ کرنے والے کم از کم پانچ ذرائع تحریر کریں۔ نیز ایمان کو خراب کرنے والے امور میں سے کم از کم پانچ کو تحریر کریں اور ان کا سدباب کرنے کی تدابیر بھی لکھیں۔
- سورۃ التغابن میں ایمان کے کچھ ثمرات بیان کیئے گئے ہیں جن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فیصلوں اور اس کی رضا پر راضی رہنا بھی شامل ہے۔ قرآنِ حکیم واحادیث مبارکہ کی تعلیمات کی روشنی میں بتائیں کہ مصائب پر ہمارا کیا طرز عمل ہونا چاہیئے؟ اس ضمن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ سے کم از کم پانچ واقعات اور ان مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک طرز عمل تحریر کریں۔
- مال اور اولاد کو آزمائش قرار دیا گیا ہے۔ کبھی مال واولاد کی محبت انسان کو غلط راستہ اور ناجائز کاموں میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اس کے برعکس مال حلال طریقہ پر کمانے، اِسے نیک کاموں میں خرچ کرنے اور اولاد کی عمدہ تربیت کرنے سے مال واولاد باعث ثواب بن جاتے ہیں۔ دس ایسے کام اور اقدامات وضاحت کے ساتھ تحریر کریں جن سے مال اور اولاد کو باعثِ ثواب اور صدقہ جاریہ بنایا جا سکتا ہے۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق: ۴۸

سُوْرَۃُ الطَّلَاق

تعارف اور وجہ تسمیہ

اس سورت کا نام اس کی پہلی آیت یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ سے ماخوذ ہے۔ طلاق کا لغوی معنٰی ہے رہائی، آزادی، چھٹکارا۔ شرعی اصطلاح میں مخصوص الفاظ کے ذریعہ زوجین کے درمیان قائم رشتۂ نکاح کو ختم کرنا۔ گھریلو زندگی میں کبھی کبھی باہمی اختلافات یا مزاجوں میں ہم آہنگی نہ ہونے سے بات طلاق تک پہنچ جاتی ہے جو حلال ہونے کے باوجود اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے۔ اس سورت کا نام "سورۃ الطّلاق" اس لئے ہے کہ اس میں طلاق اور اس کے بعد پیش آنے والے اُمور سے متعلق احکام بیان فرمائے گئے ہیں۔ گویا اس سورت کے نام اور عنوان میں مطابقت ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سورت کو اَلنِّسَآءُ الْقُصْرٰی (چھوٹی النساء) بھی کہا ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) قرآنِ حکیم کی چوتھی سورت "اَلنِّسَآءُ الطُّوْلٰی" ہے جو خواتین کے احکام پر مشتمل بڑی سورت ہے۔ یہ سورت اس کی بہ نسبت چھوٹی سورت ہے اس میں بھی خواتین کے احکام بیان کیئے گئے ہیں، اس لئے اس کا نام "اَلنِّسَآءُ الْقُصْرٰی" بھی رکھا گیا ہے۔

ربطِ سورت

سورۃ الطّلاق سے پہلے سورۃ التغابن ہے۔ سورۃ الطّلاق کا سورۃ التغابن سے باہمی ربط و مناسبت یہ ہے کہ:

۱۔ سورۃ التغابن میں خبردار کیا گیا ہے کہ بیویوں اور بچوں سے ہوشیار رہیں کہیں ان کی محبت میں حدودِ الٰہی پامال نہ ہو جائیں اور سورۃ الطّلاق میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر بیوی سے کسی سبب سے دوری پیدا ہو جائے اور علیحدگی کی نوبت آجائے تو اس کے معاملہ میں کس طرح حدودِ الٰہی کی پابندی کا اہتمام کریں۔

۲۔ سورۃ التغابن میں اہلِ ایمان کے لئے اجتماعی اُمور کے حوالہ سے بیان تھا تاکہ وہ اپنے اجتماعی نظم و نسق کو درست کر کے کافروں کا بخوبی مقابلہ کر سکیں۔ سورۃ الطّلاق میں خانگی اُمور ذکر کیئے گئے تاکہ گھروں کا انتظام درست ہو جائے اور خانگی تنازعات باہمی عداوت اور مخالفت کا باعث نہ بن جائیں۔

۳۔ دونوں سورتوں میں ایک مناسبت یہ بھی ہے کہ دونوں کے آخر میں اللہ ﷻ نے اپنے علیم و حکیم اور قادرِ مطلق ہونے کو بیان فرمایا ہے۔

زمانۂ نزول اور پس منظر

سورۃ الطّلاق مدینہ طیّبہ میں نازل ہوئی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ سورۃ الطّلاق کا نزول سورۃ البقرہ کی ان آیات کے بعد ہوا ہے جن میں طلاق کے احکام پہلی مرتبہ عطا کیئے گئے تھے۔

شانِ نزول

۱۔ طلاق کے ضروری مسائل سورۃ البقرہ میں بیان کیئے گئے تھے۔ اس سورت میں ان ہی مسائل میں سے بقیہ چند بنیادی مسائل کو ارشاد فرمایا جا رہا ہے تاکہ ان مسائل کے بیان کی تکمیل ہو جائے۔

۲۔ عہدِ جاہلیت کا عرب معاشرہ اس حد تک بگڑ چکا تھا کہ ان کی زندگی کا کوئی شعبہ بھی اس بگاڑ سے محفوظ نہیں رہا تھا۔ حتیٰ کہ ان کی خانگی زندگی بھی مختلف رسم و رواج اور غلط طور طریقوں کی وجہ سے مختلف قسم کے مسائل کا شکار تھی۔ اللہ ﷻ نے ان کی اصلاح کے لئے احکامات عطا فرمائے۔ ان میں سے کئی احکام سورۃ البقرہ میں آئے جبکہ بعض احکام سورۃ النساء، سورۃ الاحزاب اور سورۃ الطّلاق میں نازل فرمائے گئے۔

مرکزی مضمون

شوہر اور بیوی میں عدمِ موافقت کے حوالہ سے ہدایات عطا کی گئی ہیں جن میں نکاح، طلاق، عدت، رضاعت، نان نفقہ (خرچہ) اور رہائش اور دوسرے مسائل سے متعلق احکامات کا بیان شامل ہے۔

اہم مضامین پر ایک نظر

خاندانی زندگی کے ضمن میں طلاق، عدت اور طلاق یافتہ عورتوں کے نان ونفقہ سے متعلق چند احکامات عطا کیئے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ تقویٰ کے انعامات اور ثمرات کا بھی بیان ہے۔ گھر کے جملہ معاملات کی اصل روح تقویٰ یعنی خوفِ الٰہی اور آخرت میں جواب دہی کا احساس ہے۔ طلاق یافتہ عورتوں کی عدت کا بیان ہے۔ وہ عورت جس سے اس کے شوہر نے صحبت کی ہو، اگر اسے حیض آتا ہو تو اس کی عدت یہ ہے کہ اسے طلاق کے بعد تین مرتبہ حیض آ جائے۔ نیز جن عورتوں کو حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین مہینے کی مدت مقرر ہے۔ اسی طرح حاملہ عورتوں کی عدت بچہ پیدا ہونے تک ہے۔ عدت کے دوران نان نفقہ اور اگر اولاد ہو چکی ہو تو اس کو دودھ پلانے کا خرچ بھی شوہر ادا کرے گا۔ طلاق اور عدت کے مسائل بیان کرنے کے بعد مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی قائم کردہ حدود کی پاسداری کریں، گزشتہ قوموں کی سرکشی پر ان کی تباہی سے عبرت حاصل کریں، خلوصِ دل سے ایمان لائیں اور نیک اعمال کر کے دائمی جنتوں کے مستحق قرار پائیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی قدرت کا بیان فرمایا گیا ہے کہ زمین و آسمان کے درمیان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی کا حکم نافذ العمل ہے، کوئی چیز اس کی حکمرانی سے باہر نہیں ہے۔ اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

سُوْرَۃُ الطَّلَاق (آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ)

آیات	مضامین
آیات: ۱ تا ۳	طلاق کے احکام؛ طلاق کے احکام کی بجا آوری میں تقویٰ اختیار کرنا
آیات: ۴ تا ۵	مختلف عورتوں کی عدت کا بیان
آیات: ۶ تا ۷	طلاق یافتہ عورت کی رہائش اور نان ونفقہ کے احکام
آیات: ۸ تا ۱۰	منکرین حق کے لئے سابقہ اقوام کے انجام سے وعید اور درسِ عبرت
آیات: ۱۱ تا ۱۲	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآنِ مجید سے اپنا تعلق مضبوط کرنے کی تلقین؛ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی صفتِ علم وقدرت کا بیان

نوٹ: نکاح، طلاق، عدت، حیض، دودھ پلانے وغیرہ کے متعلق کچھ احکام سورۃ البقرہ ۲، رکوع: ۲۸ تا ۳۱ میں بیان ہوئے جن کی تفصیلات کے لئے مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات حصہ ششم ملاحظہ فرمائیں۔ ان آیات کی وضاحت ان شاء اللہ اسی حصّہ کے رہنمائے اساتذہ میں آئے گی۔

سبق: ۴۹

سُوْرَةُ الطَّلَاق

سورۃ الطّلاق ۶۵ — رکوع: ۱تا۲ (آیات: ۱تا۱۲)

رکوع: ۱تا۲ کے اہم مضامین

۱۔ طلاق اور عدت کے احکام

۲۔ تمام احکام کی پابندی میں تقویٰ اختیار کرنے کا حکم

۳۔ سابقہ قوموں کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی اور انبیاءِ کرام علیہم السلام کی تعلیمات سے روگردانی کا ذکر اور ان نافرمان قوموں کے انجام سے درسِ عبرت

۴۔ صفاتِ باری تعالیٰ کا بیان

رکوع: ۱تا۲ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱تا۷)

طلاق سے متعلق پندرہ (۱۵) احکامات کا ذکر ہے۔ تقویٰ کی پانچ برکات کا بیان فرمایا گیا ہے۔

۱۔ طلاق عورت کی پاکیزگی کی حالت میں دی جائے۔ ۲۔ عدت کا حساب رکھا جائے۔ عورت کی عدت سے مراد وہ ایام ہیں جن کے گزر جانے پر اس سے نکاح کرنا حلال ہو جاتا ہے۔ ۳۔ طلاق یافتہ عورتوں کو گھر سے نہ نکالا جائے نہ وہ خود نکلیں۔ ۴۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حدود کا پاس رکھا جائے۔ ۵۔ طلاقِ رجعی (ایک طلاق) دی جائے تاکہ رجوع کا امکان رہے۔ ۶۔ عدت پوری ہونے پر روکا یا بھلے طریقہ سے رخصت کیا جا سکتا ہے۔ ۷۔ عدل و انصاف والے دو گواہ بنا لینے کی تلقین ہے۔ ۸۔ جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین ماہ ہے جبکہ حاملہ عورت کی عدت بچہ پیدا ہونے تک ہے۔ ۹۔ عدت کے دوران طلاق یافتہ عورت کو اپنے گھر میں ہی رکھا جائے۔ ۱۰۔ طلاق یافتہ کو تنگ نہ کیا جائے۔ ۱۱۔ بچے کی ولادت تک اخراجات برداشت کیئے جائیں۔ ۱۲۔ بچے کو دودھ پلانے پر طلاق یافتہ عورت کو معاوضہ ادا کیا جائے۔ ۱۳۔ معاملات باہمی مشورہ سے طے کیئے جائیں۔ ۱۴۔ کسی دودھ پلانے والی سے بھی دودھ پلوایا جا سکتا ہے۔ ۱۵۔ مدتِ حمل اور دودھ پلانے کے دوران بچے کا باپ اپنی حیثیت کے مطابق خرچ دے۔

تقویٰ اختیار کرنے والوں پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے پانچ برکات:

۱۔ مشکلات سے نکلنے کی راہ عطا فرماتا ہے۔ ۲۔ ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے گمان بھی نہ ہو۔ ۳۔ معاملات میں آسانی فرما دیتا ہے۔ ۴۔ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ ۵۔ اَجرِ عظیم عطا فرماتا ہے۔

رکوع: ۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”حلال کاموں میں جو کام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے، وہ طلاق دینا ہے۔“ (سنن ابی داوٗد)

۲۔ حضرت محارب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کسی ایسی چیز کو حلال نہیں کیا جو اس کے نزدیک طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ ہو۔“ (سنن ابی داوٗد)

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔“ (سنن ابن ماجہ)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن شخص کسی مومن عورت سے بالکل بغض نہ رکھے، اگر وہ اس کی کسی ایک عادت کو ناپسند کرتا ہو تو اس کی کسی دوسری عادت سے راضی ہوگا۔“ (صحیح مسلم)

۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ إِنِّیۡ أَسۡأَلُكَ الۡھُدٰی وَالتُّقٰی، وَالۡعَفَافَ وَالۡغِنٰی ”اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، پرہیز گاری، پاکدامنی اور (لوگوں سے) بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔“ (صحیح مسلم)

۶۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی جو خرچ کرتا ہے اس میں سے سب سے افضل دینار وہ ہے جسے وہ اپنے بال بچوں پر خرچ کرے اور (پھر) وہ دینار ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے راستہ میں اپنی سواری پر خرچ کرے اور پھر وہ دینار ہے جسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے راستہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے۔“ (صحیح مسلم)

۷۔ حضرت عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم انہیں لباس مہیا کرنے اور انہیں کھانا فراہم کرنے میں احسان کرو۔“ (جامع ترمذی)

۸۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص اپنے اہل و عیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو اس کے لئے صدقہ بن جاتا ہے۔“ (صحیح بخاری)

رکوع ۲: (آیات: ۸ تا ۱۲)

تاریخ سے عبرت دلائی گئی ہے کہ جو لوگ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں خسارہ اُٹھاتے ہیں اور عذاب سے دوچار ہوتے ہیں۔ جو اہلِ ایمان اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی سے ڈرتے ہیں اور قرآنِ مجید اور صاحبِ قرآن کی قدر و منزلت کو تسلیم کرتے ہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ایسے ایمان لانے اور نیک اعمال کرنے والوں کو اپنے رسولِ مکرم ﷺ اور قرآنِ کریم کی واضح آیات کے ذریعہ جہالت کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کے نور کی طرف لے آتا ہے اور جنت کی دائمی نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صفتِ تخلیق، قدرتِ کاملہ اور علمِ کامل کا بیان ہے۔ جس طرح آسمان سات ہیں اسی طرح زمین کے بھی سات طبقات یا حصّے ہیں جن میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے احکام کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے علم کے اعتبار سے ہر چیز کا احاطہ فرما رکھا ہے اور عالم کے انتظام و تدبیر کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ یہ احکام نازل فرماتا رہتا ہے۔ جو ایسا خالق اور علیم ہو اور جس کے دستِ قدرت میں ہر اَمر کی تدبیر ہو وہی یقیناً واجب الاطاعت اور عبادت کے لائق ہے۔

رکوع ۲: کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی قوم میں اعلانیہ فحش اور بے حیائی ہونے لگ جائے، تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں جو ان سے پہلے کے لوگوں میں نہ تھیں۔ جب لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتے ہیں تو وہ قحط، معاشی تنگی اور اپنے حکمرانوں کی زیادتی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جب لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ہیں تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ آسمان سے بارش کو روک دیتا ہے اور اگر زمین پر چوپائے نہ ہوتے تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گرتا۔ جب لوگ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے عہد و پیمان کو توڑ دیتے ہیں تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ

ان پر ان کے علاوہ لوگوں میں سے کسی دشمن کو مسلّط کر دیتا ہے، وہ جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے چھین لیتا ہے۔ جب ان کے حکمران اللہ ﷻ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہیں کرتے اور اللہ ﷻ نے جو نازل کیا ہے اس کو اختیار نہیں کرتے، تو اللہ ﷻ ان میں پھوٹ اور اختلاف ڈال دیتا ہے۔"
(سنن ابن ماجہ)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ ﷻ کے ڈر سے رونے والا جہنم میں داخل نہیں ہو گا یہاں تک کہ دودھ تھن میں واپس لوٹ جائے (یعنی یہ محال ہے)۔ اور جہاد کا غبار اور جہنم کا دھواں ایک ساتھ جمع نہیں ہوں گے۔" (جامع ترمذی)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں: ایسے علم سے جس سے کوئی فائدہ نہ ہو، ایسے دل سے جس میں (اللہ ﷻ کا) ڈر نہ ہو، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہوتا ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہوتی ہو۔"
(سنن ابی داؤد)

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ

اے نبی! (ﷺ مسلمانوں سے فرما دیں) جب تم لوگ (اپنی) عورتوں کو طلاق دینے لگو تو ان کی عدت کے وقت (کو ملحوظ رکھتے ہوئے) انہیں طلاق دو

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ

اور عدت کو شمار کرو اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو جو تمہارا رب ہے تم (دورانِ عدت) اُنہیں اُن کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ خود نکلیں

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ

مگر یہ کہ وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں اور یہ اللہ کی (طے کردہ) حدود ہیں اور جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا

فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ①

تو یقیناً اُس نے اپنی ہی جان پر ظلم کیا (اے مخاطب!) تُو نہیں جانتا کہ شاید اللہ اِس کے بعد کوئی نئی صورت پیدا کر دے۔

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

پھر جب وہ اپنی (عدت کی) میعاد کو پہنچنے لگیں تو اب اُنہیں بھلائی کے ساتھ (اپنے نکاح میں) روک رکھو

اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ

یا بھلائی کے ساتھ جدا کر دو اور اپنوں میں سے دو عدل والے آدمیوں کو گواہ بنالو اور اللہ کے لئے گواہی قائم کرو

ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۬ۙ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ

یہ وہ باتیں ہیں جن کی اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور جو اللہ کی (نافرمانی) سے ڈرتا ہے

يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ② وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ

وہ (اللہ) اس کے لئے (مشکلات سے) نکلنے کا کوئی راستہ بنا دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ

اور جو شخص اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لئے کافی ہے بے شک اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ③ وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ

یقیناً اللہ نے مقرر فرما رکھا ہے ہر چیز کے لئے ایک اندازہ۔ اور تمہاری عورتوں میں سے وہ جو حیض سے ناامید ہو چکی ہوں

إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ أَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِيْ لَمْ يَحِضْنَ

اگر تمہیں (ان کی عدّت کے بارے میں) شک ہو تو ان کی عدّت تین مہینے ہے اور ان (عورتوں) کی (عدت) بھی (تین مہینے ہے) جنہیں (ابھی) حیض نہیں آیا

وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ أَمْرِهٖ يُسْرًا ۝٤

اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے وضع حمل (بچہ جننے) تک ہے اور جو اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرتا ہے وہ اُس کے لئے اُس کے کام میں آسانی فرما دیتا ہے۔

ذٰلِكَ أَمْرُ اللّٰهِ أَنْزَلَهٗٓ إِلَيْكُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ

یہ اللہ کا حکم ہے جو اُس نے تمہاری طرف نازل فرمایا ہے اور جو اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرتا ہے اللہ اُس کے گناہ دور کر دے گا

وَيُعْظِمْ لَهٗٓ أَجْرًا ۝٥ أَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ

اور اَجر کو اُس کے لئے بڑا کر دے گا۔ (دورانِ عدت) ان (مطلّقہ) عورتوں کو اپنی حیثیت کے مطابق اُس جگہ رہائش مہیا کرو جہاں تم رہتے ہو

وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ

اور انہیں تنگ کرنے کے لئے انہیں تکلیف مت پہنچاؤ اور اگر وہ حاملہ ہوں تو انہیں خرچہ دیتے رہو

حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ ۚ

یہاں تک کہ وہ اپنا (بچہ جَن کر) وضع حمل کر لیں پھر اگر وہ تمہاری خاطر (بچہ کو) دودھ پلائیں تو انہیں اُن کی اُجرت ادا کرو

وَأْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ

اور (اُجرت مقرر کرنے کے لئے) عمدہ طریقہ سے باہم مشورہ کر لیا کرو اور (اُجرت طے کرنے میں) اگر تم باہم دشواری محسوس کرو

فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ أُخْرٰى ۝٦ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۚ

تو (ماں کی جگہ) اُسے کوئی دوسری عورت دودھ پلائے۔ وسعت والے کو چاہیئے کہ وہ اپنی وسعت کے مطابق خرچ دے

وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۚ

اور جس شخص پر اس کا رزق تنگ کر دیا گیا ہو تو اسے چاہیئے کہ جتنا اللہ نے اسے عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ دے

ع ١/٧ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝٧ ع

اللہ کسی بھی شخص پر ذمہ داری نہیں ڈالتا مگر اُسی قدر جتنا اُس نے اُسے عطا کیا ہے عنقریب اللہ تنگ دستی کے بعد آسانی پیدا فرما دے گا۔

وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا

اور کتنی ہی بستیاں ایسی تھیں جن کے رہنے والوں نے اپنے رب اور اُس کے رسولوں کے حکم سے سرکشی کی تو ہم نے اُن سے سخت حساب لیا

وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝٨ فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ۝٩

اور اُنہیں (ایسے) سخت عذاب میں مبتلا کیا (جو نہ دیکھا نہ سنا گیا تھا)۔ تو اُنہوں نے اپنے کیئے کا وبال چکھا اور اُن کے کام کا انجام خسارہ ہی ہوا۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚۖ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ

(آخرت میں) اللہ نے اُن کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے تو اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اے عقلمندو! جو ایمان لائے ہو

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۙ﴿۱۰﴾ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ

یقیناً اللہ نے تمہاری طرف (ایک) ذکر (قرآنِ پاک) نازل فرمایا ہے۔ (اور) رسول (ﷺ کو بھیجا) جو تم پر اللہ کی آیات تلاوت کرتے ہیں

لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ

تاکہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیئے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئیں اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے

وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۗ

اور نیک عمل کرے وہ اسے ان جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے

قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۗ

یقیناً اللہ نے اس کے لئے بہترین رزق طے فرما دیا ہے۔ اللہ (ہی) ہے جس نے سات آسمان پیدا فرمائے اور ان ہی کی طرح اتنی ہی زمینیں بھی (بنائی ہیں)

يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ

(اللہ کا) حکم اُن کے درمیان نازل ہوتا رہتا ہے تاکہ تم جان لو بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے

وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾ ع ۲/۵

اور بے شک اللہ نے ہر چیز کا (اپنے) علم سے اِحاطہ فرما رکھا ہے۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ اگر شوہر اپنی بیویوں کو طلاق دینے کا ارادہ کریں تو عدت کے شروع میں، حیض سے پہلے پاکیزگی کی حالت میں طلاق دیا کریں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا حکم ہے کہ طلاق یافتہ کی عدت کا صحیح شمار کیا جائے کہیں غفلت سے اس میں کمی بیشی نہ ہو جائے۔ (سورۃ الطّلاق، آیت: ۱)

۲۔ طلاق یافتہ عورت کو عدت کے دوران رہائش دینا شوہر کے ذمہ ہے۔ طلاق یافتہ عورت کو نہ شوہر گھر سے نکالے نہ وہ خود گھر چھوڑ کر جائے۔ اگر عورت کھلی بے حیائی، زنا اور بدزبانی کی مرتکب ہو تو اس کو گھر سے باہر نکالا جاسکتا ہے۔ (سورۃ الطّلاق، آیت: ۱)

۳۔ اگر طلاق دینی ہی ہو تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے طلاقِ رجعی کی ترغیب ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ شوہر کے دل میں بیوی کی محبت ڈال دے اور وہ رجوع کر لے۔ (سورۃ الطّلاق، آیت: ۱)

۴۔ جب عورت اپنی طلاق (رجعی) کی عدت کی تکمیل کے قریب پہنچے تو شوہر کو اختیار ہے یا تو بھلا رویہ اختیار کرتے ہوئے رجوع کر لے یا عمدہ طریقہ سے بیوی کو رخصت کر دے۔ (سورۃ الطّلاق، آیت: ۲)

۵۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ ﷻ اسے پانچ برکات عطا فرماتا ہے: ۱۔ مشکلات سے نکلنے کی راہ عطا فرماتا ہے۔ ۲۔ وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ ۳۔ اس کے لئے اس کے کام میں آسانی پیدا فرما دیتا ہے۔ ۴۔ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ ۵۔ اس کا اجر و ثواب بڑھا دیتا ہے۔ (سورۃ الطّلاق، آیات: ۳، ۴، ۵)

۶۔ شوہر کو چاہیئے کہ طلاق یافتہ عورت کو عدت گزارنے کے دوران گھر میں رکھے اور اپنی حیثیت کے مطابق اسے سہولت دے، تکلیف نہ پہنچائے اور طلاق یافتہ عورت اگر حاملہ ہو تو شوہر کو چاہیئے کہ وضع حمل تک اس کا نان و نفقہ اور دیگر اخراجات برداشت کرے۔ (سورۃ الطّلاق، آیت: ۶)

۷۔ طلاق یافتہ عورت عدت طلاق ختم ہونے کے بعد اگر اپنے سابقہ شوہر کے نومولود بچے کو دودھ پلائے تو سابقہ شوہر کو اس کا معاوضہ ادا کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو، تو بچہ کو دودھ پلانے کے لئے کسی اور عورت کی خدمات لی جاسکتی ہیں۔ شوہر اور طلاق یافتہ عورت دونوں نان نفقہ اور دودھ پلانے کی اُجرت وغیرہ سے متعلق شریعت کے مطابق باہمی رضامندی سے معاملات طے کریں اور دونوں اس معاملہ میں زیادتی سے بچیں۔ (سورۃ الطّلاق، آیت: ۶)

۸۔ ہمارا دین زندگی کے ہر مرحلہ کے لئے رہنمائی عطا فرماتا ہے۔ طلاق جیسے ناخوشگوار اور تلخ معاملہ کے بارے میں بھی خصوصی ہدایات عطا کی گئیں ہیں اور معاملات کو خوش اُسلوبی سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے۔ (سورۃ الطّلاق، آیات: ۶، ۷)

۹۔ دینِ اسلام معاشرہ کے ہر فرد اور ہر شعبۂ زندگی کے حوالہ سے بہت پیاری تعلیمات اور رہنمائی عطا فرماتا ہے حتیٰ کہ نومولود بچہ کی دیکھ بھال اور غذا کے حوالہ سے بھی خصوصی احکامات عطا کیئے گئے ہیں۔ (سورۃ الطّلاق، آیات: ۶، ۷)

۱۰۔ طلاق یافتہ عورت نیز دودھ پلانے والی عورت پر خوشحال شخص اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور مفلس اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے۔ اللہ ﷻ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ دار نہیں ٹھہراتا۔ اللہ ﷻ نے اپنے فرماں برداروں کے لئے ہر تنگی کے بعد آسانی رکھی ہے۔ (سورۃ الطّلاق، آیت: ۷)

۱۱۔ اللہ ﷻ اور اس کے رسولوں کے احکام سے سرتابی و سرکشی کرنے والوں کے لئے دنیا و آخرت میں سخت حساب اور شدید عذاب کی وعید ہے۔ ہمیں اللہ ﷻ اور اس کے رسولوں کی نافرمان قوموں کے بدترین انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے جنھوں نے دنیا میں اپنے کیئے کا وبال چکھا اور آخرت کے بہت بڑے خسارہ میں پڑ گئے۔ (سورۃ الطّلاق، آیات: ۸، ۹)

۱۲۔ عقل مند لوگ وہ ہیں جو اللہ ﷻ کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں اور قرآنِ حکیم کے ذریعہ عطا کی جانے والی نصیحت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ (سورۃ الطّلاق، آیت: ۱۰)

۱۳۔ اللہ ﷻ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے عظیم الشان کتاب قرآنِ حکیم اور عظیم الشان رسول سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو سراپا نصیحت بنا کر بھیجا۔ رسول اکرم ﷺ قرآنِ حکیم کی آیات کے ذریعہ حق و باطل کو واضح فرماتے ہیں نیز اہلِ ایمان اور نیک اعمال کرنے والوں کو کفر و شرک اور گناہوں کے اندھیروں سے نکال کر ایمان اور عمل صالح کی روشنی میں لے آتے ہیں۔ (سورۃ الطّلاق، آیات: ۱۰، ۱۱)

۱۴۔ عائلی قوانین اور اَزدواجی زندگی کے بارے میں قرآنِ حکیم اور حضور نبی کریم ﷺ کے عطا کردہ قواعد و ضوابط پر عمل پیرا ہو کر اُمّت مسلمہ گمراہی کے ان اندھیروں سے بچ سکتی ہے جن اندھیروں میں وحی الٰہی کی تعلیم کو فراموش کرنے والی اَقوام بھٹکتی پھر رہی ہیں۔
(سورۃ الطّلاق، آیت: ۱۱)

۱۵۔ آسمانوں کی طرح زمینیں بھی سات ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حکم ان سب پر جاری رہتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، کوئی بھی اُسے عاجز کرنے والا نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ فرما رکھا ہے اور کوئی شے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم و قدرت سے باہر نہیں ہے۔
(سورۃ الطّلاق، آیت: ۱۲)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

۱۔ سورۃ الطّلاق کی وجہ تسمیہ لکھیں۔

۲۔ سورۃ الطّلاق کا مرکزی مضمون بیان کریں۔

۳۔ سورۃ الطّلاق کا سورۃ التغابن سے ربط بیان کریں۔

۴۔ سورۃ الطّلاق کا شانِ نزول لکھیں۔

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کریں۔

(۱) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مقرر کردہ ــــــــــــــ ہیں اور جو شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ــــــــــــــ سے تجاوز کرے گا تو وہ اپنے آپ پر ہی ــــــــــــــ کرے گا۔

(۲) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خوف رکھنے والوں کے لئے بشارت ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو مشکلات سے ــــــــــــــ دے گا اور اُنہیں ایسی جگہ سے ــــــــــــــ دے گا جہاں ان کا ــــــــــــــ بھی نہیں پہنچ سکتا۔

(۳) فرمانِ الٰہی ہے کہ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ــــــــــــــ رکھے گا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے لئے ــــــــــــــ ہے۔

(۴) طلاق یافتہ عورت کی عدت کے دوران اس کی ــــــــــــــ اور ــــــــــــــ شوہر کے ذمہ ہے اور اس دوران عورت کے ساتھ بے انصافی کی ممانعت ہے۔

(۵) ایک اُصول بیان کیا گیا ہے کہ عورت کے ــــــــــــــ کے اخراجات ــــــــــــــ کی مالی حیثیت کے مطابق ہوں گے۔

(۶) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ــــــــــــــ کی نافرمانی سے ڈرو اے عقلمندو! جو ــــــــــــــ لائے ہو یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہاری طرف ایک ذکر یعنی قرآنِ حکیم نازل فرمایا ہے۔

(۷) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سات ــــــــــــــ اور ان ہی کی طرح سات ــــــــــــــ بنائی ہیں۔ جن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ــــــــــــــ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور اس نے ہر چیز کا اپنے ــــــــــــــ احاطہ فرما رکھا ہے۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱۔ آیات: ۱تا ۲ میں طلاق دینے کا کیا طریقہ بیان ہوا ہے؟
۲۔ آیت: ۳ میں مختلف عورتوں کی عدت کی کیا مدت بیان ہوئی ہے؟
۳۔ آیات: ۲ تا ۵ کی روشنی میں بتایئے کہ تقویٰ اختیار کرنے کی کیا جزا ہے؟
۴۔ آیات: ۶ تا ۷ میں عدت کے دوران طلاق یافتہ عورت کے کیا حقوق بیان ہوئے ہیں؟
۵۔ آیات: ۸ تا ۱۰ کی روشنی میں بتایئے کہ سابقہ قوموں کا کیا انجام ہوا؟ اور اس میں ہمارے لئے کیا سبق ہے؟
۶۔ آیت: ۱۱ میں رسول اللہ ﷺ کی شان اور ایمان والوں کی کیا جزا بیان ہوئی ہے؟
۷۔ آیت: ۱۲ کی روشنی میں اللہ ﷻ کی صفتِ قدرت اور علم کا ذکر کریں۔

سوال ۴ تقویٰ کسے کہتے ہیں؟ اسلام میں اس کی کیا اہمیت ہے؟ نیز تقویٰ کے فوائد و ثمرات قرآنِ حکیم و احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کریں۔

گھریلو سرگرمی

- سورۃ الطلاق میں طلاق سے متعلق پندرہ احکام بیان ہوئے ہیں۔ ان کی ایک فہرست بنائیں۔ نیز تحقیق کرکے بتائیں کہ گھر بسائے رکھنے کے لئے شوہر اور بیوی کو کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیئے؟ اس حوالہ سے قرآن کریم سے کم از کم پانچ اور احادیث مبارکہ سے کم از کم دس ہدایات تلاش کرکے تحریر کریں۔
- جب ہم اپنے معاشرہ پر نظر ڈالتے ہیں تو طلاق کی شرح میں روز بروز اضافہ ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ اسی طرح ہمارے معاشرہ میں طلاق کی وجہ سے کئی مسائل جنم لیتے ہیں۔ اپنے معاشرہ کا جائزہ لیں اور طلاق کی وجہ سے پیدا ہونے والے کم از کم پانچ مسائل کا تعین کریں اور یہ بتائیں کہ ان مسائل کے اسباب کیا ہیں؟ نیز ان کے حل کے لئے قرآن و حدیث کی روشنی میں تجاویز بھی پیش کریں۔
- سورۃ الطلاق میں تقویٰ کے فوائد اور برکات کا ذکر ہے۔ تحقیق کرکے تقویٰ کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم تحریر کیجئے۔ تقویٰ کی کم از کم پانچ دنیوی اور پانچ اخروی برکات کو قرآن کریم کی آیات اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں تحریر کریں۔ نیز یہ بھی بتایئے کہ گھریلو زندگی میں تقویٰ کی کیا اہمیت ہے؟ اس حوالہ سے کم از کم پانچ باتیں تحریر کیجئے۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

سبق:۵۰

سُوْرَۃُ التَّحْرِیْم

وجہ تسمیہ اور تعارف

اس سورت کا نام اس کی پہلی آیت یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ ۔۔۔ سے ماخوذ ہے۔ تحریم کا مطلب ہے کسی شے کے استعمال کو اپنے اوپر حرام ٹھہرالینا۔ یہ اس سورت کا عنوان نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ سورت جس میں واقعۂ تحریم کا ذکر آیا ہے۔ البتہ اس سورت میں نبی کریم ﷺ کے تعلق سے جس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے اس میں مراد کسی حلال چیز کو اعتقادی طور پر حرام سمجھنا نہیں بلکہ کسی چیز کے استعمال سے اجتناب برتنا مراد ہے۔ واضح رہے کہ ہر مدنی سورت معاشرتی زندگی کو حُسنِ اخلاق سے آراستہ کرنے اور آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کو نمایاں کرنے میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ یہ سورت اسی نوعیت کی ہے جو اَزدواجی زندگی کی نزاکتوں کو بھی روشن کرتی ہے اور ان کو برتنے کے آداب اور احتیاطیں بھی سکھاتی ہے۔

ربطِ سورت

سورۃ التحریم سے پہلے سورۃ الطّلاق ہے۔ سورۃ التحریم کا سورۃ الطّلاق سے باہمی ربط و مناسبت یہ ہے کہ:

۱۔ سورۃ التحریم اور سورۃ الطّلاق کے مضامین میں بہت زیادہ مناسبت ہے۔ دونوں سورتوں کا آغاز "یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ" سے ہوتا ہے۔ آیات کے لحاظ سے دونوں سورتیں برابر ہیں اور دونوں میں آیات کی تعداد ۱۲ ہے۔

۲۔ دونوں سورتوں کا موضوع خاندانی زندگی ہے۔ میاں اور بیوی میں عدمِ موافقت کی صورت میں ہدایات سورۃ الطّلاق میں ہیں اور اُن کے درمیان موافقت کی صورت میں ہدایات سورۃ التحریم میں ہیں۔

۳۔ سورۃ الطّلاق میں اللہ ﷻ اور اس کے رسولوں علیہم السلام کے احکام سے سرتابی کرنے والوں کے لئے سخت ترین وعید کا ذکر ہے۔ سورۃ التحریم میں بھی کفار و مشرکین کے خلاف جہاد کرنے اور ان پر سختی کرنے کا حکم ہے۔

۴۔ سورۃ الطّلاق میں عام عورتوں کو درپیش عمومی مسائل کا ذکر ہے جب کہ سورۃ التحریم میں ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ کا ذکر کرتے ہوئے مسلمان خواتین کو حُسنِ معاشرت اپنانے کا پیغام دیا گیا ہے۔

زمانۂ نزول اور پس منظر

یہ مدنی سورت ہے جو مدنی دور کے نصف آخر میں نازل ہوئی۔ اس میں تحریم کے جس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے اس کے متعلق احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ کی زوجہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر آیا ہے۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو ۷ ھ میں مصر کے بادشاہ مقوقس نے آپ ﷺ کی خدمت میں اَرسال کیا تھا اور ان کے بطن سے ذی الحجہ ۸ ھ میں آپ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے۔ ان تاریخی واقعات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس سورت کا نزول ۷ ھ یا ۸ ھ کے دوران کسی وقت ہوا ہے۔

شانِ نزول

۱۔ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ نمازِ عصر کے بعد مسجدِ نبوی سے متصل اپنی سب ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُنَّ کے حجروں میں تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے جاتے۔ایک روز حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں کچھ معمول سے زیادہ دیر لگی۔ معلوم ہوا کہ انہوں نے شہد پیش کیا تھا سے نوش فرمانے کی وجہ سے تشریف لانے میں تاخیر ہوئی۔ پھر کئی روز یہ معمول رہا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے مل کر تدبیر کی اور کہا کہ کیا آپ ﷺ نے مغافیر تناول فرمایا ہے اس لئے کہ آپ ﷺ کے دہن مبارک سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔ (مغافیر گوند سے ملتی جلتی ایک چیز ہے جو کھاری گھاس میں پیدا ہوتی ہے اس میں قدرے مٹھاس ہوتی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے مغافیر تو نہیں کھایا البتہ شہد استعمال کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُنَّ کے احساسات وجذبات کا پاس رکھتے ہوئے ان کی دِل جوئی کی خاطر شہد استعمال نہ کرنے کی قسم کھالی۔ نیز یہ خیال فرما کر کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اس کی اطلاع ہو گی تو خواہ مخواہ دل گیر ہوں گی چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو منع کر دیا کہ اس کی اطلاع کسی کو نہ کریں۔

۲۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ایک واقعہ کا ذکر ہے جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے متعلق پیش آیا، اس میں آپ ﷺ نے دیگر ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُنَّ کی دِل جوئی کی خاطر قسم کھالی کہ آپ ﷺ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے پاس نہیں جائیں گے۔ یہ بات آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کہی تھی اور تاکید کر دی تھی کہ دوسروں کے سامنے اظہار نہ ہو۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان واقعات کی اطلاع چپکے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دی اور یہ بھی کہہ دیا کہ اور کسی سے نہ کہنا۔ نبی اکرم ﷺ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مطلع فرما دیا تو آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے باز پرس فرمائی اور ایک ماہ تک ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُنَّ سے ایلاء (بیویوں سے علیحدہ رہنا اختیار) فرمایا اس پر یہ آیت نازل ہوئی: اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُكُمَا "اگر تم دونوں اللہ کے حضور توبہ کرو (تو تمہارے لئے بہتر ہے) یقیناً تم دونوں کے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے۔" (سورۃ التحریم، آیت:۴)

مرکزی مضمون

گھریلو زندگی کی کامیابی کے لئے شوہر اور بیوی کے لئے ہدایات نیز سربراہِ خاندان کی ذمہ داریاں۔

اہم مضامین پر ایک نظر

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اردگرد بگڑے ہوئے ماحول کی اصلاح کے لئے کہ جہاں خواتین کو کوئی مقام حاصل نہیں تھا اپنے دل کی رافت ورحمت کی بنا پر ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُنَّ کی دل جوئی کے لئے شہد کے استعمال کو اپنے لئے ممنوع قرار دینے کا اقدام فرما کر جہاں خواتین کی رائے کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے وہاں ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡهُنَّ کی انتہائی خوبصورت انداز میں تربیت و تادیب فرمائی گئی تاکہ وہ دوسری مسلمان خواتین کے لئے نمونہ بنیں اور یہ بھی واضح کیا گیا کہ شوہر ایک حد تک اپنی بیوی کی دل جوئی کرے جبکہ بیوی کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے دائرہ میں رہے اور غیر ضروری تقاضوں سے گریز کرے۔ سربراہِ خاندان کی ذمہ داری بیان کی گئی ہے کہ خاندان کا سربراہ نہ صرف اپنے خاندان کی کفالت کا ذمہ دار ہے بلکہ اُن کی دینی واخلاقی رہنمائی وتربیت کا بھی پابند ہے تاکہ اُنہیں اُخروی عذاب سے محفوظ کرنے کی کوشش کر سکے۔ انسانوں سے گناہوں اور خطاؤں کا صدور ہوتا ہی رہتا ہے، اس لئے سچی توبہ کرنے کی تلقین فرمائی تاکہ ہمارا دامن گناہوں سے پاک ہو جائے اور اس کی برکت سے ہمیں ایک خاص امتیازی شان حاصل ہو۔

سُوْرَةُ التَّحْرِيْم (آیات کے لحاظ سے مضامین کا جائزہ)

آیات	مضامین
آیات: ۱ تا ۲	❁ شوہر اور بیوی کے لئے اہم ہدایات ❁ حلال چیزوں کو قسم کے ذریعہ اپنے اوپر ممنوع قرار دینے پر کفارہ کا حکم
آیات: ۳ تا ۵	❁ ازواجِ مطہرات رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ کو رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری اور مقام و مرتبہ کا خیال رکھنے کی تلقین ❁ اللہ سبحانہ وتعالیٰ، فرشتوں اور نیک ایمان دار لوگوں کا آپ ﷺ کا رفیق و مددگار ہونا۔
آیات: ۶ تا ۷	❁ سربراہِ خاندان کی ذمہ داری ❁ اپنے آپ اور اپنی اولاد کو جہنم کے عذاب سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرنے کا حکم
آیات: ۸ تا ۹	❁ مسلمانوں کو سچی توبہ کرنے کی تلقین ❁ اہل ایمان کے لئے شاندار انعامات کا ذکر ❁ کفار و منافقین سے جہاد کا حکم
آیت: ۱۰	❁ بیوی کا علیحدہ تشخص ❁ کافروں کے لئے بطورِ عبرت حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی کافرہ بیویوں کی مثالیں
آیات: ۱۱ تا ۱۲	❁ دین پر استقامت کے حوالہ سے مسلمانوں کی تسلّی کے لئے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام اور عفت و پاک دامنی کے حوالہ سے حضرت مریم علیہا السلام کی مثالیں



سبق: ۵۱

سُوۡرَۃُ التَّحۡرِیۡم

سورۃ التحریم ۶۶ — رکوع: ۱ تا ۲ (آیات ۱ تا ۱۲)

رکوع: ۱ تا ۲ کے اہم مضامین

۱۔ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُنَّ کو رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری اور مقام و مرتبہ کا خیال رکھنے کی تلقین۔

۲۔ اللہ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی، حضرت جبرائیل عَلَیۡہِ السَّلَام اور مومنین صالحین کے علاوہ عام فرشتوں کا بھی رسول اللہ ﷺ کا حامی و مددگار ہونا۔

۳۔ اپنے آپ اور اہل و عیال کو جہنم سے بچانے کا حکم۔

۴۔ مسلمانوں کو سچی توبہ کرنے کی تلقین۔

۵۔ روزِ قیامت حضور نبی کریم ﷺ اور اہلِ ایمان کی امتیازی شان کا بیان۔

۶۔ نیک اور بُری عورتوں کی مثالیں۔

رکوع: ۱ تا ۲ کے مضامین کے چند نکات

رکوع: ۱ (آیات: ۱ تا ۷)

سورت کی ابتدا میں حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت اور شانِ محبوبیت بھی ظاہر کر دی گئی کہ آپ ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُنَّ کی دل جوئی کے لئے ایک حلال اور اپنی پسندیدہ چیز شہد کو اپنے لئے ممنوع قرار دیا اور اس سے اجتناب فرمایا تو اللہ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی کو آپ ﷺ کی یہ مشقت گوارا نہ ہوئی۔ ربِ کائنات نے آپ ﷺ کو انتہائی محبت بھرے انداز میں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے نبی مکرم ﷺ جس چیز کو اللہ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی نے آپ ﷺ کے لئے حلال کیا ہے آپ ﷺ اسے اپنے لئے کیوں ممنوع قرار دیتے ہیں۔ آپ ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُنَّ کی رضا جوئی کے لئے اس سے اجتناب نہ کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ کی اتباع میں سارے مسلمان ہی اس سے اجتناب کرنا شروع کر دیں اور اُمّت کی سہولت کا ایک طریقہ جاری کرتے ہوئے رہنمائی بھی فرمادی گئی کہ اگر کوئی شخص کسی حلال چیز کو اپنے اوپر ممنوع کرے اور اس کے استعمال نہ کرنے کی قسم کھالے تو اس پابندی سے نکلنے کا طریقہ کفارہ ادا کرنا مقرر کیا گیا جو اللہ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی کی طرف سے ایک آسانی اور رحمت ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ایک زوجہ مطہرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا نے آپ ﷺ کے ایک راز کی بات دوسری زوجہ مطہرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا کو بتادی، اس پر ان دونوں ازواج کو تنبیہ کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کی رازداری، فرماں برداری، آرام اور سہولت کا خیال رکھیں اور اُنہیں چاہیے کہ وہ آپ ﷺ کی رضا کو تلاش کریں۔ شوہر کے راز کی حفاظت کرنا اچھی بیوی کی صفات میں سے ہے جیسا کہ سورۃ النسآء ۴، آیت: ۳۴ میں فرمایا گیا کہ "صالح عورتیں وہ ہیں جو اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کی غیر موجودگی میں اللہ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی کی حفاظت و نگرانی میں اُن کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔

اللہ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی نے اپنی قدرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ چاہے تو نبی کریم ﷺ کے لئے ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُنَّ سے بہتر بیویاں بدل دے۔ مگر جب اللہ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی نے اُنہیں نہیں بدلا تو اس سے ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُنَّ کی اس عظمت کا اظہار بھی ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہی اطاعت گزار اور وفا شعار پاک بیویاں ہیں جنہیں اُمہات المؤمنین ہونے کا اعزاز بخشا گیا ہے اور جن کی تکریم ہر مومن پر لازم ہے۔ مزید یہ کہ

اَزدواجی زندگی کی پیچیدگیاں جو ہر خاندان اور معاشرہ کا جزو ہیں ان کے متعلق بھی اُمّت کی صحیح رہنمائی ورہبری حضور نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُنَّ کی پاکیزہ زندگی ہی سے کی گئی ہے اور ان کی وساطت سے اَزدواجی زندگی کی نزاکتوں سے آگاہ کیا گیا ہے اور انداز ایسا اختیار کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کی عصمت بھی برقرار رہے اور آپ ﷺ سے ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُنَّ کی محبت و اخلاص نمایاں سے نمایاں تر ہو جائے۔

رکوع:۱ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آگاہ ہو جاؤ! تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور تم میں سے ہر شخص سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس ہوگی۔ پس امام (حکمران) لوگوں پر نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ مرد اپنے گھر والوں پر نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا (گھر والوں) کے بارے میں سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگہبان ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا اور کسی شخص کا غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ آگاہ ہو جاؤ! تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بچوں کو نماز کا حکم دینا شروع کر دو جب ان کی عمر سات سال ہو جائے اور جب ان کی عمر دس سال ہو جائے تو (نماز میں سُستی کی صورت میں) اُن کو سزا دو اور بستروں میں اُن کو علیحدہ علیحدہ کر دو۔“ (مسند احمد)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس مَرد پر رحم فرمائے جو رات کو نماز پڑھنے کے لئے اٹھے اور اپنی بیوی کو بھی (نماز کے لئے) جگائے، اگر وہ (اٹھنے سے) انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے، پھر نماز پڑھے اور اپنے خاوند کو جگائے، پس اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔“ (سنن ابی داؤد)

۴۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے تھے۔ جب آپ ﷺ وِتر پڑھتے تو فرماتے: ”اے عائشہ! اُٹھو اور وِتر پڑھو۔“ (صحیح مسلم)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (بیٹھے ہوئے) تھے کہ اتنے میں ایک زور دار آواز آئی، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیسی آواز ہے؟“ ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ایک پتھر ہے جو آج سے ستر (۷۰) سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا، وہ مسلسل آگ میں گرتا رہا، اب اس وقت وہ پتھر جہنم کی تہ میں پہنچا ہے۔“ (صحیح مسلم)

۶۔ حضرت ایوب بن موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی باپ نے اپنے بیٹے کو حُسنِ ادب سے بہتر (کوئی) تحفہ نہیں دیا۔“ (جامع ترمذی)

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے (سارے) عمل کا سلسلہ اس سے منقطع ہو جاتا ہے، سوائے تین اعمال کے، صدقہ جاریہ، نفع بخش علم اور ایسی نیک اولاد جو اس کے لئے دعا گو رہے۔“ (صحیح مسلم)

رکوع:۲ (آیات:۸ تا۱۲)

ایمان والوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بار گاہ میں سچی اور پکی توبہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور سچی توبہ کے ثمرات بیان فرمائے گئے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے گناہوں کو بخش دے گا، جنت میں داخل فرمائے گا اور قیامت کے دن رُسوائی سے بچائے گا۔ روزِ قیامت کفار کے لئے رُسوائی ہوگی۔ جبکہ نبی کریم ﷺ اور اہل ایمان کے لئے عزت و کامیابی ہوگی نیز ان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے نور عطا ہوگا۔ نبی کریم ﷺ کے اخلاق کریمانہ بہت بلند ہیں البتہ آپ ﷺ کو بھی دین دشمن کفار اور منافقین سے جہاد کرنے اور ان پر سختی کرنے کا حکم دیا گیا۔ کیوں کہ بعض دفعہ معاشرہ کی اصلاح کے لئے سختی بھی ضروری ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو کفار و منافقین سے جہاد جاری رکھنے کا حکم دے کر اہل ایمان پر واضح کیا گیا کہ تمہاری شدت اور سختی سے کفر پر لرزہ طاری رہے اور مخالفت کے طوفانوں میں حق کا چراغ برابر روشن رہے اور افکار و نظریات کے میدان میں نعرۂ تکبیر (اللہ اکبر) بلند ہوتا رہے اور تمہاری جواں مردیاں اور بلند ہمتیں میدانِ کارزار میں باطل کا تعاقب کرتی رہیں کیونکہ کفار و منافقین کا انجام تو جہنم ہی ہے۔

کفار اور اہل ایمان کے لئے دو مثالیں بیان ہوئی ہیں۔ کفار کے لئے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویوں کی مثال ہے کہ ان دونوں کی نسبت کتنی عظیم ہے لیکن وہ اپنے رسول علیہ السلام پر ایمان نہ لائیں، تو اس کفر کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ نسبت ان کے کسی کام نہ آئی اور وہ جہنم کا ایندھن بن گئیں۔ مسلمانوں کے لئے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی مثال ہے۔ حضرت آسیہ علیہا السلام نے فرعون کے محلات اور عیش و آرام کے بجائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے جنت میں گھر کا سوال کیا۔ فرعون کی بیوی کی نسبت کس بدترین آدمی کی طرف تھی، لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں ایمان و عمل کی توفیق عطا فرمائی اور وہ کافر کے گھر میں ہونے کے باوجود جنت کی مستحق ٹھہریں۔ حضرت مریم علیہا السلام جس نے اپنی آبرو کی حفاظت کی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں ایک عظیم امتحان کے لئے چُنا اور انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بلند درجات پر فائز ہوئیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کی پاکدامنی کے بیان میں مسلم خواتین کے لئے ترغیب ہے کہ وہ بھی اپنی عفت کی حفاظت کریں۔ ممکن ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے کرم سے انہیں بھی کسی نیک بخت فرزند کی ماں بننے کا شرف بخش دے۔

سورۃ التحریم کی آیات کی روشنی میں ماحول اور کردار کے اعتبار سے خواتین کی مختلف اقسام سامنے آتی ہیں:

i۔ **اچھا ماحول لیکن فاسد عقیدہ کی مثال:** حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویاں ہیں۔

ii۔ **بُرا ماحول لیکن اچھے عقیدہ و کردار کی مثال:** فرعون کی بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام ہیں۔

iii۔ **اچھا ماحول اور اچھے عقیدہ و کردار کی مثال:** حضرت زکریا علیہ السلام کی زیر کفالت حضرت مریم علیہا السلام اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رَضِيَ اللهُ عَنهُنَّ ہیں۔

جب کہ سُوْرَةُ اللَّهَبِ کے مطالعہ سے ایک اور مثال سامنے آتی ہے:

iv۔ **بُرا ماحول اور بُرے کردار کی مثال:** سُوْرَةُ اللَّهَبِ میں ابولہب اور اس کی بیوی اُمِّ جمیل کا کردار ہے۔

رکوع: ۲ کے اہم مضامین سے متعلق چند فرامین نبوی ﷺ

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گناہ سے توبہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ آدمی اپنے گناہ پر پشیمان ہو اور ان کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے معافی مانگے۔" (مسند احمد)

۲۔ حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سبحانہ و تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) اپنے دست (قدرت) رات کے وقت پھیلاتا ہے تاکہ دن کے وقت گناہ کرنے والا توبہ کرلے اور دن کے وقت (اپنی شان کے مطابق) اپنے دست (قدرت) پھیلاتا ہے تاکہ رات کے وقت گناہ کرنے والا توبہ کرلے۔ یہ معاملہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک جاری رہے گا۔" (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ سبحانہ و تعالیٰ بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک اس کی جان حلق میں نہ آجائے۔" (مسند احمد)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو یقیناً اللہ سبحانہ و تعالیٰ تمہیں فنا کردے گا اور ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے بخشش مانگیں گے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کو بخش دے گا۔" (صحیح مسلم)

۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہوتا ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔" (سنن ابن ماجہ)

۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو جب تک مجھ سے دعا کرے گا اور اُمید رکھے گا، تیرے جو بھی گناہ ہوں گے معاف کردوں گا اور مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے معافی مانگے تو بھی میں تجھے گناہوں سے معافی دوں گا، اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین کے برابر گناہ لے کر آئے لیکن شرک نہ کیا ہو، تو میں اتنی ہی مغفرت اور بخشش لے کر تیرے پاس آؤں گا۔" (جامع ترمذی)

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری اُمّت کے لوگ وضو کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دن روشن پیشانی اور روشن ہاتھ پاؤں والوں کی شکل میں بلائے جائیں گے۔ تو تم میں سے جو کوئی اپنی چمک بڑھانا چاہتا ہے تو وہ بڑھالے (وضو اچھی طرح کرے)۔" (صحیح بخاری)

۸۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین پر چار لکیریں کھینچیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا: "کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟" انہوں نے جواب دیا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "(سنو!) تمام جنتی عورتوں میں سے سب سے افضل حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) بنت خویلد اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنت محمد اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ (علیہا السلام) بنت مُزاحم اور حضرت مریم بنت عمران (علیہا السلام) ہیں۔" (مسند احمد)

۹۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مردوں میں سے تو صاحبِ کمال بہت سارے لوگ ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں کامل عورتیں صرف حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام ہیں۔ نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسے ہی ہے جیسے ثرید کی فضیلت باقی سب کھانوں پر۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

سُوْرَةُ التَّحْرِيْم

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے — اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ

اے نبی (مکرم ﷺ)! آپ اس چیز کو کیوں حرام ٹھہراتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لئے حلال فرمایا ہے (کیا) آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ

اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ (اے ایمان والو!) یقیناً اللہ نے تم لوگوں کے لئے تمہاری قسموں کا (کفارہ دے کر) کھولنا مقرر فرما دیا ہے

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝٢ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ

اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہ خوب جاننے والا خوب حکمت والا ہے۔ اور (یاد کرو) جب نبی (ﷺ) نے اپنی کسی زوجہ سے ایک راز کی بات کہی

فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ

پھر جب اس (زوجہ) نے اس بات کی خبر کر دی اور اللہ نے اس (بات) کو نبی (ﷺ) پر ظاہر فرما دیا تو آپ (ﷺ) نے اس کا کچھ حصہ بتا دیا

وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ

اور کچھ حصہ سے اعراض کیا پھر جب آپ (ﷺ) نے اس (زوجہ) کو اس کی خبر دی تو وہ بولیں کہ آپ کو اس بات کی خبر کس نے دی؟

قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝٣ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ

آپ (ﷺ) نے فرمایا مجھے اس نے خبر دی جو خوب جاننے والا (ہر چیز سے) نہایت باخبر ہے۔ اگر تم دونوں اللہ کے حضور توبہ کرو (تو تمہارے لئے بہتر ہے)

فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ

یقیناً تم دونوں کے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں اور اگر تم دونوں نے نبی (ﷺ) کے مقابلہ میں ایک دوسرے کی مدد کی

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝٤

تو (یاد رکھو) بے شک اللہ خود اُن کا مددگار ہے اور جبرائیل اور صالح مومنین بھی اور ان کے علاوہ فرشتے (بھی) ان کے مددگار ہیں۔

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ

اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں تو بعید نہیں کہ ان کا رب بدل دے ان کے لئے تم سے بہتر بیویاں (جو) فرماں بردار ایماندار اطاعت گزار توبہ شعار

عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝٥ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

عبادت گزار روزہ دار (کچھ) شوہر دیدہ (ہوں) اور (کچھ) کنواریاں (ہوں)۔ اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے

وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ

جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے اس پر سخت مزاج بہت طاقت ور فرشتے مقرر ہیں وہ نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جس کا وہ اُنہیں حکم دیتا ہے

ع وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝٦ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٧

اور وہی کرتے ہیں جس کا اُنہیں حکم دیا جاتا ہے۔ اے کافرو! آج بہانے مت بناؤ تمہیں اُسی کا بدلہ دیا جائے گا جو (کرتوت) تم کیا کرتے تھے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

اے ایمان والو! اللہ کے حضور خالص توبہ کرو کچھ بعید نہیں کہ تمہارا رب تم سے تمہارے گناہ دور کر دے

وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ

اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس دن رُسوا نہیں کرے گا اللہ نبی (ﷺ) کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے

نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ

ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں طرف دوڑ رہا ہو گا وہ عرض کرتے ہوں گے کہ اے ہمارے رب!

اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٨

ہمارے لئے ہمارا نور مکمل فرما دے اور ہماری مغفرت فرما دے بے شک تُو ہر چیز پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝٩

اے نبی (ﷺ)! آپ کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجیے اور ان پر سختی کیجیے اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ

اللہ نے کافروں کے لئے نوح (علیہ السلام) کی بیوی اور لوط (علیہ السلام) کی بیوی کی مثال بیان فرمائی ہے وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو صالح بندوں کے نکاح میں تھیں

فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا

پھر دونوں نے ان (شوہروں) سے (دین کے معاملہ میں) خیانت کی تو وہ دونوں اللہ کے مقابلہ میں ان دونوں (عورتوں) کے کچھ کام نہ آئے

وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝١٠

اور اُنہیں حکم دے دیا گیا کہ تم دونوں (عورتیں جہنم کی) آگ میں داخل ہو جاؤ داخل ہونے والوں کے ساتھ۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ

اور اللہ نے ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی (حضرت آسیہ علیہا السلام) کی مثال بیان فرمائی ہے

اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ

جب انہوں عرض کیا اے میرے رب! میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اُس کے (کافرانہ) عمل سے نجات عطا فرما

ع ۲ ۵

وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۱۱﴾ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

اور مجھے ظالم قوم سے نجات عطا فرما۔ اور عمران کی بیٹی مریم (علیہا السلام) کی (مثال بیان فرمائی ہے) جنہوں نے اپنی عصمت کی حفاظت کی

فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾ ع

تو ہم نے ان میں اپنی روح میں سے پھونک دیا اور انہوں نے اپنے رب کی باتوں اور اُس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت گزاروں میں سے تھیں۔

علم و عمل کی باتیں

۱۔ حضور نبی کریم ﷺ کا اپنے اوپر شہد کو حرام کرنے اور رب العالمین کا اسے حلال قرار دینے کے واقعہ پیش آنے میں یہ حکمت مخفی تھی کہ اُمّت کو عملی طور پر یہ تعلیم دی جائے کہ شوہر اور بیویاں باہمی الفت و محبت میں اس بات کا خیال رکھیں کہ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کے احکام پامال نہ ہوں کیونکہ احکامِ الٰہی کی بجا آوری پر استقامت اختیار کرنا اُنہیں مشقت آمیز اُمور سے بچاتی ہے اور ناروا پابندیوں سے چھٹکارا دلا کر پر سکون زندگی سے ہم کنار کرتی ہے۔ (سورۃ التحریم، آیت:۱)

۲۔ کبھی کسی معاملہ میں قسم توڑنا ضروری ہو تو اس مشکل کے حل کا راستہ یہ بتایا گیا ہے کہ قسم توڑنے کا کفارہ ادا کیا جائے جو واجب ہے۔ (سورۃ التحریم، آیت:۲)

۳۔ آپ ﷺ کی حُسنِ معاشرت میں سے یہ بات بھی ہے کہ آپ ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ کی تادیب کے لئے ان کی کوتاہی کا ذکر کرتے وقت بھی زیادہ وضاحت نہ فرماتے بلکہ کچھ حصہ ذکر فرماتے اور کچھ حصہ سے اِعراض فرماتے۔ تاکہ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ کو زیادہ ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ (سورۃ التحریم، آیت:۳)

۴۔ عائلی زندگی میں باہمی پسند و ناپسند کے حوالہ سے اگر خواتین سے کوئی لغزش اور کوتاہی ہو جائے تو اُنہیں اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کے حضور بھی توبہ کرنی چاہیئے اور اپنی کوتاہی کا اعتراف کر کے اپنے رویّہ میں بھی بہتری لانی چاہیئے تاکہ گھریلو زندگی خوشگوار رہے اور کوئی سنگین مرحلہ درپیش نہ ہو۔ (سورۃ التحریم، آیت:۴)

۵۔ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ کی اعلیٰ صفات جہاں ان کی اعلیٰ سیرت و کردار کی دلیل ہیں وہاں اُمّت کی خواتین کے لئے مشعلِ راہ بھی ہیں، اُنہیں چاہیئے کہ وہ بھی ان صفات و کردار کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ (سورۃ التحریم، آیت:۵)

۶۔ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ نے سربراہ خاندان کے لئے ہدایت فرمائی ہے کہ وہ صرف اپنے خاندان کی کفالت کا ذمہ دار نہیں ہے بلکہ اس کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ اپنے ساتھ اپنے اہل و عیال کو اُخروی عذاب سے بچانے کی کوشش کرے۔ اس معاملہ میں اُن کی درست انداز میں دینی و اخلاقی رہنمائی و تربیت کا اہتمام کرے۔ گھر والوں کے لئے سربراہ کی بے جا نرمی اُنہیں گناہوں میں مبتلا کر کے جہنم میں ان فرشتوں کے حوالہ کرنے کا سبب بن سکتی ہے جو سخت سزا دینے والے، انتہائی سخت گیر اور تندخو ہیں۔ (سورۃ التحریم، آیت:۶)

۷۔ قیامت کے دن کافروں کو نہ کوئی بہانہ سازی کام آئے گی اور نہ ہی کوئی عذر پیش کرنے سے چھٹکارا ملے گا بلکہ ان کو ان کے کرتوتوں کی سزا مل کر ہی رہے گی۔ (سورۃ التحریم، آیت:۷)

۸۔ توبہ درحقیقت بندہ کی اپنے آپ ہی سے خیر خواہی ہے۔ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی شان کریمی ہے کہ بندہ کو توبہ کی ترغیب دیتا ہے اور اس کی قبولیت کی اُمید بھی دلاتا ہے تاکہ اس کے گناہ معاف کرکے اسے جنت کی ابدی نعمتوں سے نوازے۔ (سورۃ التحریم، آیت:۸)

۹۔ اگر کسی شخص کو گناہوں پر ندامت اور افسوس اس لئے ہو رہا ہو کہ ان سے صحت تباہ ہوگئی، مال برباد ہوگیا، عزت خاک میں مل گئی تو اسے توبہ نہیں کہا جائے گا۔ کسی شخص کی خالص توبہ اس وقت ہوگی جب وہ اس بات پر نادم ہو کہ رب کریم کی حکم عدولی ہوئی ہے اور نفس امارہ کو خوش کرنے کے لئے اپنے کریم رب (رب کریم) کو ناراض کیا ہے۔ لہٰذا اب تقاضا یہ ہے کہ گناہوں کو چھوڑ کر اطاعت الٰہی کی روش پر استقامت اختیار کی جائے۔ (سورۃ التحریم، آیت:۸)

۱۰۔ سچی توبہ کرنے والوں کو اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کئی انعامات عطا فرمائے گا۔ اُن کے گناہ معاف فرما دے گا، جنت میں داخل فرمائے گا اور روزِ محشر اُنہیں ہر قسم کی رُسوائی سے بچائے گا اور ان کی امتیازی شان یہ ہوگی کہ ان کے آگے اور ان کے دائیں ان کا نور دوڑ رہا ہوگا۔ (سورۃ التحریم، آیت:۸)

۱۱۔ دین دشمن کفار کو اپنی دولت و ثروت پر گھمنڈ ہوتا ہے اور وہ مخلص اہل ایمان کی غربت اور تنگ دستی کا مذاق بھی اُڑاتے ہیں اور اس بات پر بھی گھمنڈ کرتے ہیں کہ اگر قیامت برپا ہو بھی گئی تو ان کے ایسے ہی حالات ہوں گے جیسے دنیا میں ہیں۔ واضح کیا گیا ہے کہ روزِ قیامت اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے مخلص ساتھیوں کی عزت و سرفرازی فرمائے گا اور ان کی شان بلند فرمائے گا۔ (سورۃ التحریم، آیت:۸)

۱۲۔ عام طور پر لوگوں کو نرمی کی تلقین کی جاتی ہے مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نرمی اور شفقت کی کیفیت اس قدر زیادہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کفار و منافقین پر سختی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تبلیغ و نفاذِ دین کی محنت کبھی نرمی اور کبھی سختی کا تقاضا کرتی ہے۔ کبھی سختی کی جگہ نرمی اور کبھی نرمی کی جگہ سختی مناسب نہیں ہوتی۔ اس لئے دین دشمن افراد اور گروہوں کے ساتھ نرمی کے رویہ سے منع کیا گیا ہے تاکہ وہ نرمی کا غلط فائدہ نہ اُٹھائیں۔ (سورۃ التحریم، آیت:۹)

۱۳۔ شوہر اور بیوی کا تعلق بہت گہرا اور قریبی ہوتا ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے کے دکھ درد اور خوشی میں خوب شریک ہوتے ہیں مگر اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کے ہاں یہ رشتہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا اگر وہ دونوں رشتۂ اسلام میں منسلک نہ ہوں۔ یہ بات دو جلیل القدر رسولوں حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویوں کی مثال دے کر سمجھائی گئی ہے جو کافرہ تھیں۔ (سورۃ التحریم، آیت:۱۰)

۱۴۔ اہل باطل کی دولت و شوکت مخلص ایمان والوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ بی بی آسیہ علیہا السلام کا شوہر فرعون جو اس وقت کا سب سے بڑا کافر اور انتہائی طاقتور حکمران تھا وہ انہیں ایمان لانے سے روک نہ سکا۔ مخلص ایمان والے دنیا کی شان و شوکت کو حقیر سمجھتے ہیں رب کائنات کی رضا اور اس کی رضا کے مقام "جنت" کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ جیسے بی بی آسیہ علیہا السلام نے فرعون کے محلات اور آسائشوں کو اہمیت نہ دی بلکہ ایمان پر استقامت اختیار کر کے رب کائنات سے اُس کے حضور جنت کے گھر کا سوال کیا۔ (سورۃ التحریم، آیات:۱۱)

۱۵۔ حضرت مریم علیہا السلام کی عفت و پاک دامنی اور ایک مشکل امتحان میں استقامت و کامیابی رہتی دنیا تک کی خواتین کے لئے ایک عظیم مثال ہے۔ مسلم خواتین کے لئے بھی لازم ہے کہ وہ ہر حال میں اپنی عفت و پاک دامنی کی حفاظت کریں تاکہ اُنہیں اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا و قرب نصیب ہو اور ان کا کھویا ہوا وقار اور ان کی عظمت بھی بحال ہو۔ (سورۃ التحریم، آیت:۱۲)

سمجھیں اور حل کریں

سوال ۱ درج ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

۱۔ سورۃ التحریم کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

۲۔ سورۃ التحریم کا مرکزی مضمون بیان کریں۔

۳۔ سورۃ التحریم کا سورۃ الطّلاق سے ربط بیان کریں۔

۴۔ سورۃ التحریم کا شانِ نزول تحریر کریں؟

سوال ۲ خالی جگہیں پُر کریں۔

(۱) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اے ایمان والو! یقیناً اللہ ﷻ نے تم لوگوں کے لئے تمہاری ـــــــــــــ کا کفارہ دے کر کھولنا مقرر فرما دیا ہے اور اللہ ﷻ تمہارا ـــــــــــــ ہے اور وہ خوب جاننے والا خوب ـــــــــــــ والا ہے۔

(۲) حضور اکرم ﷺ کی ایک ـــــــــــــ نے آپ ﷺ کے ایک راز کی بات دوسری ـــــــــــــ کو بتا دی، اس پر ان دونوں ـــــــــــــ کو تنبیہ کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کی رازداری اور فرماں برداری کا خیال رکھیں۔

(۳) ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُنَّ کو آگاہ کیا گیا ہے کہ اگر آپ ﷺ ان کو ـــــــــــــ دیتے ہیں تو بعید نہیں اللہ ﷻ ان کے بدلہ ان اوصاف کی حامل خواتین عطا فرما دے جو ـــــــــــــ ایمان والیاں ـــــــــــــ، توبہ کرنے والیاں، ـــــــــــــ اور روزے دار ہوں۔

(۴) قیامت کے دن ایمان والوں کو ـــــــــــــ عطا کیا جائے گا جو ان کے آگے اور ان کے ـــــــــــــ طرف دوڑ رہا ہو گا وہ عرض کرتے ہوں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارے لئے ہمارا ـــــــــــــ مکمل فرما دے اور ہماری مغفرت فرما دے بے شک تُو ہر چیز پر بڑی ـــــــــــــ رکھنے والا ہے۔

(۵) نبی کریم ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ اسلام دشمن ـــــــــــــ اور فتنہ و فساد برپا کرنے والے ـــــــــــــ سے جہاد کیا جائے اور ان پر ـــــــــــــ کی جائے۔

(۶) فرمانِ الٰہی ہے کہ اللہ ﷻ نے کافروں کے لئے ـــــــــــــ کی بیوی اور ـــــــــــــ کی بیوی کی مثال بیان فرمائی ہے۔

(۷) فرعون کی بیوی نے اللہ ﷻ سے دعا کی: اے میرے رب! میرے لئے ـــــــــــــ میں ایک گھر بنا دے اور مجھے ـــــــــــــ اور اس کے عمل سے نجات دے دے اور مجھے ـــــــــــــ سے بھی نجات عطا فرما۔

سوال ۳ درج ذیل سوالات کے جوابات متعلقہ آیات کی روشنی میں تحریر کیجئے۔

۱۔ آیات: ۱تا ۲ میں حضور ﷺ اور مسلمانوں کو کن خاص اُمور کی طرف متوجہ کیا گیا ہے؟

۲۔ آیات: ۳تا ۵ میں ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُنَّ کو کیا تنبیہ کی گئی ہے؟

۳۔ آیت: ۶ میں حضور ﷺ کی کیا شان بیان ہوئی ہے؟

۴۔ آیت: ۸ میں "توبۃً نصوحاً" سے کیا مراد ہے؟ اور اس کی کیا جزا ملے گی؟

۵۔ آیت: ۱۰ میں کن دو عورتوں کا ذکر ہے اور ان کے واقعات سے کیا عبرت دلائی گئی ہے؟

۶۔ آیات: ۱۱ تا ۱۲ میں کن دو مومن عورتوں کا ذکر ہے؟ نیز ان کی اللہ ﷻ نے کیا تعریف بیان فرمائی ہے؟

سوال ۴ آیات: ۶ تا ۷ کی روشنی میں درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے۔

۱۔ سربراہِ خاندان کو کیا حکم دیا گیا ہے؟

۲۔ جہنم کا ایندھن کیا ہو گا؟ جہنم کے داروغہ کون اور کیسے ہوں گے؟

۳۔ کیا قیامت کے دن کفار کا کوئی عذر قبول ہو گا؟

۴۔ آخرت میں کفار کو کس چیز کی سزا ملے گی؟

سوال ۵ ہم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کے عذاب سے کیسے بچا سکتے ہیں؟ اس حوالہ سے کیا عملی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے؟ قرآنِ حکیم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کیجیے۔

گھریلو سرگرمی

- سورۃ التحریم میں ازواج مطہرات رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ کی کیا صفات بیان ہوئی ہیں؟ ان کی مختصر وضاحت بھی لکھیں۔ نیز تحقیق کرکے بتائیں کہ آپ ﷺ کی گھریلو زندگی کیسی تھی؟ اور آپ ﷺ کا طرزِ عمل اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ کیسا تھا؟ اس حوالہ سے کوئی پانچ مختصر واقعات بیان کریں۔
- سورۃ التحریم کی آیت: ۶ میں اللہ ﷻ نے اہل ایمان کو حکم فرمایا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچائیں۔ جائزہ لیجیے کہ ہم کیسی زندگی بسر کر رہے ہیں؟ اور جہنم سے بچنے کے لئے ہمیں اپنے طرز زندگی میں کن اصلاحات کی ضرورت ہے؟ کم از کم پانچ اصلاحات کا ذکر کیجیے۔ نیز جائزہ لیجیے کہ کیا ہم خود کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کے بارے میں فکر مند ہیں؟ اس حوالہ سے ہم کیا عملی اقدامات کر سکتے ہیں؟ کم از کم پانچ اقدامات کو وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔
- سورۃ التحریم میں سچی توبہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ تحقیق کرکے معلوم کریں کہ توبہ کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ کیا ہیں؟ توبہ کے ثمرات اور فوائد میں سے کم از کم پانچ باتیں قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں تحریر کریں؟ سچی توبہ کی شرائط تلاش کرکے لکھیں۔ نیز سچی توبہ کے حوالہ سے کوئی ایک پُر اثر واقعہ تلاش کرکے تحریر کریں۔

دستخط استاد مع تاریخ: ____________ دستخط والدین / سرپرست مع تاریخ: ____________

مشکل الفاظ کے معنی

سورۃ النسآء

نمبر شمار	الفاظ	معنی
.1	استغنا	بے پرواہی، بے غرض، بے رخی، ضرویات کی فکر نہ ہونا، بے نیاز
.2	انبار	ڈھیر، ذخیرہ، بوجھ، کثرت
.3	اندیشہ	خطرہ، خوف، پریشانی والی فکر اور خیال
.4	ایثار	قربانی، کسی کی خاطر اپنا حصہ چھوڑ دینا
.5	برہان	روشن اور واضح دلیل، کھلی نشانی
.6	پاسداری	دیکھ بھال، نگرانی، حفاظت
.7	پھوٹ	نااتفاقی، اختلاف، فساد
.8	پیلو	ایک درخت کا نام ہے جس کی پتلی شاخیں ہیں
.9	تذبذب	شک وشبہ، تردد، غیر یقینی حالت
.10	تردید	رد، توڑ، منسوخ کرنا
.11	تلف	رائیگاں، ضائع، برباد
.12	جدول	نقشہ، فہرست
.13	جلوہ افروز	ظاہر، نمودار، رونق افروز، تشریف فرما
.14	حیلہ	بہانہ، فریب، مکر، چال، تدبیر
.15	خانہ داری	گھر کے معاملات، گھر کا کام کاج، انتظام خانہ
.16	خود ساختہ	خود بنایا ہوا
.17	دریغ	(کسی سے کسی معاملے میں) بخل کرنا، کوتاہی کرنا، کسر اٹھا رکھنا، قلق، رنج، افسوس
.18	دوررَس	دُور تک اثر انداز ہونے والا، دور تک پہنچنے والا
.19	ذو معنی	گول مول بات جس سے دو یا زیادہ مفہوم پیدا ہوتے ہوں، وہ بات جس میں کئی پہلو یا معنی نکلتے ہوں
.20	راغب	کسی طرف میلان رکھنے والا، خواہشمند، رغبت رکھنے والا
.21	رضاعی ماں	وہ ماں جس نے دودھ پلایا ہو مگر حقیقی ماں نہ ہو
.22	رفاقت	ساتھ، ہمراہی، شمولیت، قربت

.23	زوال	کمی واقع ہونا، کمزور ہونا، مرتبہ سے گرنا، ختم ہوجانا
.24	سَدباب	دروازہ بند کرنا، (مجازاً) کسی بات کی روک تھام، روکاوٹ
.25	سُکھ	چین، آرام، سکون، اطمینان، آسودگی، راحت، قرار
.26	سلب	مِٹادینا، دُور کرنا
.27	سمجھوتا	مصالحت، ایسافیصلہ یاتصفیہ جو فریقین کی باہمی رضامندی سے کیاگیاہو
.28	شعائر	نشانیاں، علامات
.29	شکوہ	شکایت، گلہ
.30	شیوہ	طور طریقہ، عادت، روش
.31	صحبت	میاں بیوی کی خلوت اور ان کا ازدواجی تعلق قائم کرنا، ہم بستری، جماع، مقاربت، جسمانی تعلق قائم کرنا
.32	صُلب	ریڑھ کی ہڈی، پشت کے مہرے، نطفہ، نسل
.33	عار	عیب، ذِلّت، بدنامی
.34	عائلی	خاندان سے متعلق، خاندانی، نسلی
.35	عروج	اوپر چڑھنا، بلند ہونا، ترقی
.36	عزائم	پکے ارادے
.37	عصمت	لغزش وخطاسے پاک ہونا، اپنے آپ کو گناہ سے بچانا
.38	عفت	پارسائی، پاک دامنی، پرہیزگاری
.39	غلاف	اوپر کا پردہ، خول
.40	فراخی	کشادگی، آسودگی، خوش حالی
.41	فُقدان	کسی چیز کا نہ ہونا
.42	کاہلی	سُستی
.43	کترانا	کنارہ کرنا، گریز کرنا، بچنا
.44	گھسٹ	زمین پر رگڑ کر، بڑی مشکل سے
.45	لبادہ	اصل حالت کا چھپاہوا ہونا، اصل حُلیہ کا بدل جانا
.46	مبہم	وہ بات جس کا مطلب صاف نہ ہو اور سمجھ میں نہ آئے، غیر واضح، جس میں ابہام ہو، گول مول، پوشیدہ
.47	مرتب	درست کیا گیا، تیار، آراستہ، مکمل، ترتیب دیا گیا
.48	مسخ	شکل یا حُلیہ کا بگاڑ، اچھی شکل سے بُری شکل میں آنا، اصل حقائق کو بگاڑنا اور بدلنے کی کوشش کرنا

.49	معروف	درست، صحیح، جائز، شرعی، عام جانا پہچانا، لوگوں میں شہرت ہونا، سب کا آگاہ ہونا
.50	معلّق	درمیان میں لٹکا ہوا، رُکا ہوا، جس کا کوئی فیصلہ نہ ہو سکا ہو
.51	منصف	انصاف کرنے والا، ہر معاملہ میں عدل وانصاف سے کام لینے والا، عادل
.52	نادار	غریب ہونا، مفلس ہونا
.53	نادم	شرمندہ، پشیمان، ندامت زدہ
.54	ہلاکت خیزی	تباہ کاری، تباہی وبربادی، خاتمہ
.55	ولی	مربی، متولّی، کفیل، ذمہ دار، نابالغ بچے کا قانونی سرپرست یا نگران

سورۃ المآئدۃ

نمبر شمار	الفاظ	معنی
.1	اجاگر	روشنی، نمایاں
.2	آسودگی	راحت، آرام، سکھ، اطمینان، سکون
.3	اِلتجا	درخواست، گزارش، التماس، منت ساجت
.4	بحیرہ	اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو پانچ مرتبہ بچے جن چکی ہو اور چھٹی بار بچہ نہ ہوا ہو۔ اس کا کان چیر کر نشان لگاتے تھے اور پھر اس سے کوئی کام نہیں لیتے تھے، نہ اسے ذبح کیا جاتا تھا۔
.5	تحریف	الفاظ حرف یا بیان وغیرہ کو بدلنے کا عمل، کسی متن میں تبدیلی
.6	تعفن	بدبو، فساد، سڑاند
.7	تنازعہ	جھگڑا، نزاع، لڑائی، اختلاف
.8	حام	اونٹ کا پوتا جب سواری کے قابل ہو جاتا ہے تو عمر رسیدہ اونٹ کو آزاد چھوڑتے یا اس کے شکم سے دس بچے پیدا ہو جاتے تو بھی آزاد چھوڑتے۔
.9	حلول	ایک چیز کا دوسری چیز میں اس طرح سما جانا یا گھس جانا کہ دونوں میں امتیاز نہ ہو سکے، روح کا کسی شے یا جسم میں داخل ہو جانا
.10	خدوخال	شکل وصورت کی ساخت، حُلیہ
.11	خوان	دسترخوان، کھانا وغیرہ لانے لیجانے کا گول طبق، تھال، طشت
.12	رقت	نرمی، ہمدردی، رحمدلی، آنسوؤں سے رونے کی صورتِ حال، گریہ
.13	سائبہ	اس اونٹنی کو کہتے ہیں، جو کسی مسافر کے باسلامت واپس آنے یا بیماری کی شفایابی وغیرہ کے لئے نذر مانتے تھے اور کہتے تھے کہ فلاں کام ہو جائے تو میری اونٹنی سائبہ ہے، پھر وہ اس اونٹنی سے کوئی کام نہیں لیتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ سائبہ اس اونٹنی کو کہتے تھے جو دس دفعہ مادہ بچے جن چکی ہو، جن میں کوئی نر نہ ہو۔

14.	عصرِ حاضر	موجودہ زمانہ، دورِ حاضر
15.	فرطِ مسرت	خوشی کی کیفیت اور جذبات
16.	قرار واقعی	فی الحقیقت، ٹھیک، حقیقت پر مبنی، حق دار، بالکل درست
17.	کسوٹی	وہ سیاہ پتھر جس پر سونے چاندی کو گھس کر کھرا کھوٹا پرکھتے ہیں، (مجازاً) جانچ یا پرکھ کا معیار، آزمائش، امتحان
18.	گہوارہ	وہ جھولا جس میں شیر خوار بچوں کو جُھلاتے اور سلاتے ہیں، جھولا، پنگورہ، مہد
19.	لپک لپک کر	دوڑ دوڑ کر، جلدی جلدی، تیزی سے
20.	مُصِر	اصرار کرنے والا، کسی بات یا کام پر اَڑنے والا، ضدی
21.	معیت	ساتھ ہونے کی حالت یا کیفیت، ہمراہی میں ہونا، ساتھ ہونا، موجودگی
22.	مقدور	طاقت، بس یا اختیار ہونا، ممکنہ حد تک
23.	منادی	کسی کام کے لئے آواز لگانے کا عمل، اعلانِ عام
24.	منہدم	گرا ہوا، مسمار، تباہ شدہ
25.	نقیب	قبیلہ کا ذمہ دار فرد جو اس کی نمائندگی کرے، سردار، سربراہ، کسی قوم یا گروہ کا بڑا آدمی
26.	نوید	خوش خبری، بشارت، اچھی خبر
27.	وسیلہ	ذریعہ، واسطہ، وساطت، توسط، سبب
28.	وصیلہ	بکری کا پہلا بچہ اگر مادہ ہوتا تو اسے اپنے لئے رکھ لیتے تھے۔ اگر نر ہوتا تو اسے خداؤں کے نام ذبح کرتے تھے اور اگر نر اور مادہ ایک ساتھ پیدا ہو جائیں تو نر کو خداؤں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اس کا نام وصیلہ رکھ دیا گیا تھا۔
29.	یکسر	سارا، پورے کا پورا، تمام تر، اکٹھا، کل

سورۃ النور

نمبر شمار	الفاظ	معنی
1.	آنچل	دوپٹے کا کنارا
2.	تفویض	سپردگی، حوالگی، کوئی کام دوسرے کے سپرد کرنا
3.	تمثیل	مثال کے طور پر، مثالاً، تشبیہاً، مانند ہونا
4.	ثروت	مال و دولت کی کثرت، خوش حالی
5.	حسرت	افسوس، پشیمانی، احساس محرومی، مایوسی، آرزو، ارمان، تمنّا
6.	خلوت	تنہائی، علیحدگی، تنہائی کا مقام
7.	دغاباز	مکّار، جعل ساز، فریبی، غدّار، دھوکہ دینے والا

.8	روکھے پھیکے	بے لُطف، خُشک، بغیر کشش، سوکھے ہوئے، شوخ کی ضد، رنگوں کا ختم ہو جانا
.9	سماجی	سماج سے متعلق، معاشرتی، اجماعی
.10	عامیانہ	عام لوگوں کی طرح کا، معمولی
.11	غنودگی	اونگھ، نیند کا خُمار، نیم نیند
.12	قیلولہ	کھانا کھانے کے بعد قدرے لیٹنا، دوپہر کو کھانے کے بعد آرام کرنا، دوپہر کا سونا
.13	کترانا	کنارہ کرنا، گریز کرنا، بچنا، راستہ سے الگ ہونا
.14	کجاوہ	سواریوں کے بیٹھنے کے لئے اونٹ کی کمر کے دونوں طرف لٹکی ہوئی ہودے یا ٹوکرے کی وضع کی نشستیں جن میں ایک ایک یا دو سواریاں بیٹھ سکیں
.15	کھسک جانا	چپکے سے چلے جانا، آہستہ اور خاموشی سے جگہ سے ہٹ جانا، چھپتے چھپاتے غیر محسوس انداز سے غائب ہو جانا
.16	کوچ	روانگی، ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کا عمل، سفر
.17	گھمنڈ	غرور، تکبّر، فخر، ناز، شیخی
.18	وقعت	عزت، مرتبہ، قدر، عظمت، بزرگی

سورۃ الاحزاب

نمبر شمار	الفاظ	معنی
.1	ابتر	خراب، ردی، خستہ، تباہ و برباد، پریشان و حیران، منتشر، پراگندہ، بے ترتیب، بُرا، خستہ حال
.2	اضطراب	بے چینی، بے قراری، بدحواسی، گھبراہٹ
.3	اکسانا	بُرے جذبات کے ساتھ آمادہ کرنا، منفی انداز میں کسی کام کی جانب توجہ دلانا، اُبھارنا، جوش پیدا کرنا
.4	اوٹ	آڑ، پردہ، حائل، نظر سے غائب
.5	پسپا	شکست کھائے ہوئے
.6	پُھرتی	چستی، تیزی، جلدی
.7	پھلانگ	چھلانگ، کود
.8	تاباں	چمک دار، روشن، درخشاں، نورانی
.9	تند	تیز، سخت، شدید، پرزور
.10	جتھوں	گروہ، جماعتیں
.11	جلباب	بڑی چادر، برقع، زنانہ چادر (چادرِ نماز)، ایک قسم کا لباس جو آستین دار یا بغیر آستین دار ہو اور ٹخنوں تک لمبا ہو
.12	جھنجھوڑنا	ہلا دینا، خبردار کرنا

.13	چونکے	ہوشیار ہوئے، متوجہ ہوئے، متنبّہ ہوئے
.14	حجاب	پردہ، نقاب، وہ پردہ جس کے پیچھے کوئی شے چھپی ہوئی ہو، ایک تکونا رومال جو بطور نقاب استعمال کیا جاتا ہے
.15	حلیف	وہ جس نے دوسرے کی امداد کا حلف اٹھایا ہو، ساتھی، رفیق، حلف اٹھانے والے، ساتھ دینے والے
.16	دلخراش	تکلیف دہ، اذیت ناک، دل کو زخمی کرنے والا، غم پہنچانے والا
.17	دھاک	دہشت، ہیبت، ڈر، خوف، رعب، دبدبہ، جاہ و جلال
.18	ساکھ	بھرم، عزت و آبرو، وقار، معاشرتی قدر و منزلت، معاشرہ میں اعلیٰ مقام، شہرت، ناموری
.19	سُورما	بہادر، جری، دلیر، مردِ میدان
.20	ضیافت	(کسی کو مہمان کے طور پر) کھانا کھلانا، دعوت مہمانی، مہمان نوازی
.21	غشی	بے ہوشی
.22	کاربند	فرماں بردار، تعمیل کرنے والا، حکم ماننے والا
.23	محاصرہ	چاروں طرف سے بند کر دینا، گھیر ڈالنا، ناکہ بندی، قلعہ بندی، گھراؤ
.24	مراسم	باہمی میل جول، تعلقات، دستور، معمولات
.25	مژدہ	خوش خبری، نوید، بشارت، مبارک باد
.26	مشعلِ راہ	وہ روشنی جس سے راستہ دیکھتے ہیں، راہ میں جلتی ہوئی شمع، رہبر، رہنما
.27	معرکہ	وہ جگہ جہاں لوگ اکٹھے ہوں، میدان جنگ، لڑائی کی جگہ
.28	نباہ	گزران، لحاظ، پاس، ساتھ، ہمراہی، سنگت
.29	وصال	لغوی معنیٰ ملاقات، ملاپ، اصطلاحی معنیٰ موت، انتقال، وفات، عالم فنا سے عالم بقا کی طرف سفر
.30	یثرب	مدینہ منورہ کا قدیم نام (جس کا استعمال اہلِ ایمان کو ممنوع قرار دے دیا گیا)، عرب کے ایک مقدس شہر کا نام
.31	یرغمال	وہ شخص جسے شرائط منوانے کے لئے بطور ضمانت قید رکھا جائے
.32	یُورِش	دھاوا، چڑھائی، حملہ، یلغار، لشکر کشی

سورۃ محمد

نمبر شمار	الفاظ	معنی
.1	اکارت	بے فائدہ، بیکار، بے نتیجہ، ضائع، برباد
.2	تدبیر	تجویز، ترکیب، حیلہ، چال، حکمت عملی
.3	جاں فشانی	سخت محنت، پرجوش عقیدت، بہت کوشش
.4	حریص	لالچی، لالچ کرنے والا، نیّت خراب، البتہ اگر اس کی نسبت اچھائی کی طرف ہو تو یہ اچھائی کے لئے استعمال ہوتا ہے

.5	درپردہ	خفیہ طور پر، چوری چھپے، پوشیدہ، پس پردہ،
.6	سازباز	گٹھ جوڑ، سازش (عموماً کسی کے خِلاف)
.7	سر دھڑ کی بازی	جان پر کھیل جانا، خود کو قُربان کر دینا، سخت محنت کرنا، جان توڑ کوشش کرنا
.8	فدیہ	وہ مال یا روپیہ جو کسی اسیر کی رہائی کے لئے ادا کیا جائے
.9	کانٹ چھانٹ	حساب میں کمی بیشی، صحیح، درستی، ردوبدّل، ترمیم و تنسیخ، غیر متعلقہ اور بے فائدہ کو ختم کرنا
.10	کھولتا ہوا	اُبلتا ہوا، نہایت گرم
.11	میثاق	عہد نامہ، عہد وپیماں، قول و قرار، اقرار، وعدہ، معاہدہ

سورۃ الفتح

نمبر شمار	الفاظ	معنی
.1	آلائش	میل کچیل، گندگی، نجاست باطنی
.2	الاؤ	آگ کا ڈھیر، آگ کا انبار، بڑی آگ کے شعلے تیار کرنا
.3	باشندے	رہنے والا، بسنے والا
.4	برملا	علی الاعلان، کھلم کھلا، علانیہ، بغیر کسی بات کو چھپائے اور خوف وڈر کے کہنا
.5	پاداش	صلہ، بدلہ، عوض
.6	دفعات	دفعہ کی جمع، (قانون) شِق یا نمبر
.7	رواداری	سہہ جانے کا عمل، بے تعصبی، کرم فرمائی
.8	زیرنگیں	تصرُّف یا اختیار میں، حکومت میں
.9	سُودمند	مُفید، فائدہ مند، نفع بخش
.10	شرانگیز	بدی یا فساد پیدا کرنے والا، شرّی، شریر، مفسد، فتنہ پرور
.11	فروغ	عروج، ترقی، سرفرازی
.12	کارگر	منفعت بخش، فائدہ کرنے والا، فائدہ مند
.13	کلید بردار	وہ عہدے دار یا مقرر کردہ شخص جس کے پاس کنجی رہتی ہے، چابیاں سنبھالنے والا
.14	کوشاں	کوشش کرنے والا، سعی کرنے والا، تگ ودو کرنے والا
.15	گرویدہ	فریفتہ، دلدادہ، عاشق، مطیع، فرماں بردار
.16	لبریز	کناروں تک بھرا ہوا، بھرا ہُوا
.17	ماخوذ	اخذ کیا ہوا، وہ (چیز) جو کہیں سے لی گئی ہو، لیا گیا

.18	مذموم	مذمت کیا گیا، جس کی برائی کی جائے، قبیح، برا، خراب
.19	مناقب	اوصافِ حمیدہ، حمد و ثنا، توصیف (خصوصاً اہل بیت وصحابہ کرام یا بزرگانِ دین کی)
.20	نڈھال	غشی کی حالت میں، ضعیف وناتواں، بے سکنہ
.21	نعش	انسان کا مردہ جسم، لاش، میت، مردہ، جنازہ
.22	نواح	ارد گرد کا علاقہ، اطراف وجوانب، قرب وجوار، مضافات، آس پاس، قریب
.23	ورم	سوجن، بیماری یا چوٹ کے سبب جسم کے کسی حصّہ کا پھول جانا

سورۃ الحجرات

نمبر شمار	الفاظ	معنی
.1	ایام تشریق	عیدالضحٰی کے بعد کے تین دن، ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں تیرہویں تاریخ
.2	ٹوہ	کھوج، جستجو، منفی انداز میں کسی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی فکر میں رہنا
.3	شیرازہ	ذریعۂ اجتماع، اتّحاد
.4	عجمی	غیر عرب، جو عربی النسل نہ ہو
.5	کھپانا	صرف کرنا، استعمال کرنا، مصرف میں لے آنا
.6	موجزن	شدت کے ساتھ کوئی جذبہ یا خیال دل میں اٹھنا، (جذبات کی) شدت یا زور وشور ہونا، کار فرما ہونا

سورۃ الحدید

نمبر شمار	الفاظ	معنی
.1	اترانا	گھمنڈ کرنا، غرور کرنا
.2	ادھیڑ عمر	جس کی عمر جوانی اور بڑھاپے کے درمیان ہو، جس کی جوانی ختم اور بڑھاپا آغاز ہو، نہ جوان نہ بوڑھا
.3	بازپرس	جواب طلبی، پوچھ گچھ
.4	باور	یقین، بھروسہ، اعتماد
.5	الحاد	کفر، اصول اسلام سے انکار یا انحراف، لامذہبیت، دہریت
.6	رعنائی	زیبائی، حسن وجمال، خوب صورتی
.7	رفعت	بلندی، اونچائی، عروج، منزلت، برتری، ترقی
.8	کھوکھلی	اندر سے خالی، کمزور، خستہ
.9	گومگو	ایسی حالت کہ کسی بات کا کہنا یا کام کرنا بھی مشکل اور نہ کہنا اور نہ کرنا بھی دشوار ہو، کشمکش، تذبذب کا عالم، تردد

سورۃ المجادلہ

نمبر شمار	الفاظ	معنی
.1	آگاہ	کسی بات سے باخبر، واقف حال، باخبر کرنا، اطلاع دینا
.2	بال بیکا کرنا	معمولی سا صدمہ یا نقصان پہنچانا
.3	ثبت	لکھا ہوا، تحریر کیا ہوا، مہر لگا، نمایاں (مہر، دستخط وغیرہ) کسی شے کی تصدیق کر دینا
.4	ڈھال	بچاؤ کا ذریعہ، ایک گول چمڑے یا لوہے سے بنی ہوئی چیز جسے لڑائی میں ضرب سے بچنے کے لئے آگے کرتے ہیں
.5	ہراساں	ڈرا ہوا، دہشت زدہ، خوفزدہ، پریشان

سورۃ الحشر

نمبر شمار	الفاظ	معنی
.1	اُجاڑ	کسی جگہ کو برباد، مسمار، خالی یا غیر آباد کر دینا، نکال باہر کرنا
.2	اُخوّت	برادرانہ تعلق جو رشتے کے علاوہ کسی اور نسبت سے ہو، بھائی چارہ، دوستی، بھائی بنانے کا عہد، باہم بھائی چارہ کا قول و قرار
.3	بابت	بارے میں، معاملے میں، متعلق
.4	بھیانک	خوفناک، ہولناک
.5	بیزار	متنفر، اکتایا ہوا، ناخوش
.6	بیش بہا	زیادہ قدر و قیمت کا، قیمتی، عمدہ، نفیس
.7	ترتیل	قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر صاف پڑھنا، قرآنِ پاک کے حروف کو مخارج سے ادا کر کے پڑھنا، سلسلہ وار ہونا
.8	تسخیر	تابع کرنا، فرماں بردار بنانا، قبضہ میں کرنا، مائل کرنا، قابو میں لانا
.9	خلش	رنج، فکر، الجھن، پریشانی، بغض، کینہ، رنجش
.10	رفاہ عامہ	وہ کام جس سے لوگوں کو راحت پہنچے، خوشی، فلاح و بہبودی کے کام، عام لوگوں کی بھلائی، جمہور کی فلاح و بہبود
.11	طاق	تنہا، اکیلا، یکتا، بے مثل، لاثانی
.12	کاہن	فال نکالنے والا، پیش گوئی کرنے والا، نجومی، غیب کی خبر بتانے کا دعویٰ کرنے والا
.13	کرید	منفی انداز میں چھان بین، تلاش، جستجو، تجسّس، کاوش
.14	مالِ فے	وہ مالِ غنیمت جو کفّار سے جنگ کیئے بغیر ہاتھ لگ جائے
.15	مواخات	باہم بھائی چارہ، بھائی بندی، ایک شخص کا دوسرے کو بھائی بنانا، باہم رشتۂ اُخوت قائم کرنا، باہم بھائیوں کی طرح برتاؤ

سورۃ الممتحنہ

نمبر شمار	الفاظ	معنی
.1	بساط	قدرت، استطاعت، حیثیت، طاقت
.2	دریافت	پُوچھ گچھ، استفسار

سورۃ الصف

نمبر شمار	الفاظ	معنی
.1	جزیہ	وہ شرعی محصول جو اسلامی حکومت غیر مسلم رعیت سے اس کی جان و مال کے تحفظ کے عوض میں وصول کرے
.2	سیسہ	لوہے کی ایک دھات کا نام جو رانگ کی قسم میں سے نیلاہٹ لیئے ہوئے ہوتی ہے
.3	کج روی	غلط روی، بد خلق، بے مروت، غیر اخلاقی، اچھے رویہ میں کمی۔ بدسلوکی
.4	کرشمہ	خرقِ عادت، اچانک ظہور پذیر ہونے والی کیفیت یا غیر معمولی کام، اعجاز، کرامت، کارنامہ، اچھا کام
.5	مقبول	قبول کیا ہوا، مانا ہوا، پسند کیا گیا، عزیز، پیارا
.6	موالات	اتحاد یا دوستی، آپس کی دوستی، وفاداری، کاروباری معاہدہ

سورۃ الجمعہ

نمبر شمار	الفاظ	معنی
.1	استوار	مستحکم، مضبوط، پختہ، مضبوط بندھا ہوا، ناقابل رد
.2	اُمیّوں	ان پڑھ، بے پڑھا لکھا، ناخواندہ
.3	تزکیہ	پاک کرنا، تصفیہ، صفائی، پاکی
.4	مزکی	پاک کرنے والا، تزکیہ کرنے والا

سورۃ المنافقون

نمبر شمار	الفاظ	معنی
.1	چرب زبان	چاپلوسی کرنے والا، باتونی، خوشامدی، چالاک، تیز زبان والا، چکنی زبان والا
.2	روپ	شکل، صورت، کوئی اور شکل یا وضع قطع جو اصلی شکل سے مختلف ہو
.3	نخوت	غرور، گھمنڈ، خود بینی، اکڑ، بد دماغی، خود پسندی

سورۃ التغابن

نمبر شمار	الفاظ	معنی
.1	استحصال	ناجائز فائدہ اٹھانا
.2	اوّلین	ابتدائی، شروع کے، پہلا، سب سے مقدم
.3	خصلت	اچھّی یا بُری اپنائی ہوئی عادت، تشخص، کردار
.4	شح	بخل، کنجوسی، سخاوت کی ضد، حرص و ہوس
.5	فراخ دلی	کشادہ قلبی، بلند حوصلگی
.6	متزلزل	ڈگمگانے والا، جنبش کرنے والا، کانپنے والا، لرزاں

سورۃ الطلاق

نمبر شمار	الفاظ	معنی
.1	خانگی امور	گھریلو کام، گھر سے متعلق معاملات
.2	رضاعت	بچوں کو دودھ پلانا، دودھ پینے کا عمل
.3	عدت	وہ مدّت جس میں عورت (مطلقہ اور بیوہ) کے لئے دوسرا نکاح منع ہے
.4	مطلقہ	وہ عورت جس کو طلاق دی گئی ہو، وہ عورت جسے خاوند نے شرعی قاعدہ کے تحت چھوڑ دیا ہو
.5	واجب الاطاعت	جس کی پیروی یا تعمیل ضروری ہو، لائقِ اطاعت

سورۃ التحریم

نمبر شمار	الفاظ	معنی
.1	تند خو	بدمزاج، چڑچڑا، غصّہ میں بھرا ہوا، غضبناک، تیز مزاج
.2	دل گیر	مغموم، اداس، غمگین، رنجیدہ، پریشان
.3	رافت	مہربانی، عنایت، نرم دلی، دردمندی، رحم
.4	لغزش	خطا، نِسیان، بُھول چُوک
.5	ناروا	جو جائز نہ ہو، غیر معقول، جو روا نہ ہو، خلافِ شان

یادداشت

"مطالعۂ قرآنِ حکیم برائے طلباء وطالبات" کے مکمل نصاب کی تفصیل مع قرآنِ حکیم کی اوسطاً تکمیل

حصّہ اوّل (مکّی سورتیں) — سورتیں: ۱۲، قصص: ۸ — قرآنِ حکیم کی تکمیل: ۵ فیصد

قصص: حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور فضائل و کمالات، قصّہ حضرت آدم علیہ السلام (منتخب آیات سورۃ الاعراف)، قصّہ حضرت نوح علیہ السلام، قصّہ حضرت ھود علیہ السلام، قصّہ حضرت صالح علیہ السلام، قصّہ حضرت شعیب علیہ السلام (منتخب آیات سورۃ الاعراف، سورۂ ھود اور سورۃ الشعراء)، قصّہ حضرت یونس علیہ السلام، ہاتھی والوں کا قصّہ (سورۃ الفیل)

سورتیں: سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃ، سُوْرَۃُ الْفِیْل، سُوْرَۃُ قُرَیْش، سُوْرَۃُ الْمَاعُوْن، سُوْرَۃُ الْکَوْثَر، سُوْرَۃُ الْکَافِرُوْن، سُوْرَۃُ النَّصْر، سُوْرَۃُ اللَّھَب، سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص، سُوْرَۃُ الْفَلَق، سُوْرَۃُ النَّاس، سُوْرَۃُ الصّٰٓفّٰت

حصّہ دوم (مکّی سورتیں) — سورتیں: ۲۷، قصص: ۵ — قرآنِ حکیم کی تکمیل: ۹ فیصد

قصص: حضور نبی کریم ﷺ کے فضائل و مکارم اور معجزات، قصّہ حضرت ابراھیم علیہ السلام (منتخب آیات سورۃ الانعام، سورۃ الانبیاء اور سورۃ الشعراء)، قصّہ حضرت موسیٰ علیہ السلام (منتخب آیات سورۃ الاعراف، سورۃ القصص، سورۂ طٰہٰ اور سورۃ الشعراء)، ایک ظالم بادشاہ اور مومن لڑکے کا قصّہ (سورۃ البروج)، پہلی وحی کا قصّہ (سورۃ العلق)

سورتیں: سُوْرَۃُ الضُّحٰی، سُوْرَۃُ الْاِنْشِرَاح، سُوْرَۃُ التِّیْن، سُوْرَۃُ الْعَلَق، سُوْرَۃُ الْقَدْر، سُوْرَۃُ الْبَیِّنَۃ، سُوْرَۃُ الزِّلْزَال، سُوْرَۃُ الْعٰدِیٰت، سُوْرَۃُ الْقَارِعَۃ، سُوْرَۃُ التَّکَاثُر، سُوْرَۃُ الْعَصْر، سُوْرَۃُ الْھُمَزَۃ، سُوْرَۃُ النَّبَا، سُوْرَۃُ النّٰزِعٰت، سُوْرَۃُ عَبَس، سُوْرَۃُ التَّکْوِیْر، سُوْرَۃُ الْاِنْفِطَار، سُوْرَۃُ الْمُطَفِّفِیْن، سُوْرَۃُ الْاِنْشِقَاق، سُوْرَۃُ الْبُرُوْج، سُوْرَۃُ الطَّارِق، سُوْرَۃُ الْاَعْلٰی، سُوْرَۃُ الْغَاشِیَۃ، سُوْرَۃُ الْفَجْر، سُوْرَۃُ الْبَلَد، سُوْرَۃُ الشَّمْس، سُوْرَۃُ الَّیْل

حصّہ سوم (مکّی سورتیں) — سورتیں: ۲۲، قصص: ۲ — قرآنِ حکیم کی تکمیل: ۱۲ فیصد

قصص: شمائل النبی ﷺ، قصّہ حضرت یوسف علیہ السلام (سورۃ یوسف)

سورتیں: سُوْرَۃُ یُوْسُف، سُوْرَۃُ الزُّخْرُف، سُوْرَۃُ الدُّخَان، سُوْرَۃُ الْجَاثِیَۃ، سُوْرَۃُ قٓ، سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰت، سُوْرَۃُ الطُّوْر، سُوْرَۃُ النَّجْم، سُوْرَۃُ الْقَمَر، سُوْرَۃُ الرَّحْمٰن، سُوْرَۃُ الْوَاقِعَۃ، سُوْرَۃُ الْمُلْک، سُوْرَۃُ الْقَلَم، سُوْرَۃُ الْحَاقَّۃ، سُوْرَۃُ الْمَعَارِج، سُوْرَۃُ نُوْح، سُوْرَۃُ الْجِنّ، سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّل، سُوْرَۃُ الْمُدَّثِّر، سُوْرَۃُ الْقِیَامَۃ، سُوْرَۃُ الدَّھْر، سُوْرَۃُ الْمُرْسَلَات

حصّہ چہارم (مکّی سورتیں) — سورتیں: ۱۷، قصص: ۵ — قرآنِ حکیم کی تکمیل: ۱۷ فیصد

قصص: قصّہ حضرت زکریا علیہ السلام، قصّہ حضرت مریم علیہا السلام، قصّہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (سورۂ مریم)، قصّہ حضرت لوط علیہ السلام (منتخب آیات سورۃ الاعراف، سورۂ ھود اور سورۃ الشعراء)، قصّہ حضرت سلیمان علیہ السلام (سورۃ النمل)

سورتیں: سُوْرَۃُ مَرْیَم، سُوْرَۃُ طٰہٰ، سُوْرَۃُ الْاَنْبِیَآء، سُوْرَۃُ الْحَجّ، سُوْرَۃُ الْفُرْقَان، سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء، سُوْرَۃُ النَّمْل، سُوْرَۃُ الْقَصَص، سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْت، سُوْرَۃُ الرُّوْم، سُوْرَۃُ لُقْمٰن، سُوْرَۃُ السَّجْدَۃ، سُوْرَۃُ سَبَا، سُوْرَۃُ فَاطِر، سُوْرَۃُ یٰسٓ، سُوْرَۃُ صٓ، سُوْرَۃُ الْاَحْقَاف

حصّہ پنجم (مکّی سورتیں) — سورتیں: ۱۵، قصص: ۷ — قرآنِ حکیم کی تکمیل: ۲۵ فیصد

قصص: قصّہ اصحابِ سبت (سورۃ الاعراف)، واقعۂ معراج، تاریخِ بنی اسرائیل (سورۂ بنی اسرائیل)، قصّہ اصحابِ کہف، باغ والے کا قصّہ، قصّہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام، قصّہ ذوالقرنین (سورۃ الکھف)

سورتیں: سُوْرَۃُ الْاَنْعَام، سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف، سُوْرَۃُ یُوْنُس، سُوْرَۃُ ھُوْد، سُوْرَۃُ الرَّعْد، سُوْرَۃُ اِبْرَاھِیْم، سُوْرَۃُ الْحِجْر، سُوْرَۃُ النَّحْل، سُوْرَۃُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل، سُوْرَۃُ الْکَھْف، سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْن، سُوْرَۃُ الزُّمَر، سُوْرَۃُ الْمُؤْمِن، سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ، سُوْرَۃُ الشُّوْرٰی

حصّہ ششم (مدنی سورتیں) — سورتیں: ۴، قصص: ۳ — قرآنِ حکیم کی تکمیل: ۱۵ فیصد

قصص: غزوہ احد (سورۂ آل عمران)، غزوہ بدر (سورۃ الانفال)، غزوہ تبوک (سورۃ التوبہ)

سورتیں: سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ، سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَان، سُوْرَۃُ الْاَنْفَال، سُوْرَۃُ التَّوْبَۃ

حصّہ ہفتم (مدنی سورتیں) — سورتیں: ۱۷، قصص: ۵ — قرآنِ حکیم کی تکمیل: ۱۷ فیصد

قصص: قصّہ ہابیل و قابیل، (سورۃ المائدہ)، غزوۂ احزاب (سورۃ الاحزاب)، صلح حدیبیہ، فتح مکہ (سورۃ الفتح)، غزوۂ بنو نضیر (سورۃ الحشر)

سورتیں: سُوْرَۃُ النِّسَآء، سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃ، سُوْرَۃُ النُّوْر، سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب، سُوْرَۃُ مُحَمَّد، سُوْرَۃُ الْفَتْح، سُوْرَۃُ الْحُجُرَات، سُوْرَۃُ الْحَدِیْد، سُوْرَۃُ الْمُجَادَلَۃ، سُوْرَۃُ الْحَشْر، سُوْرَۃُ الْمُمْتَحِنَۃ، سُوْرَۃُ الصَّف، سُوْرَۃُ الْجُمُعَہ، سُوْرَۃُ الْمُنَافِقُوْن، سُوْرَۃُ التَّغَابُن، سُوْرَۃُ الطَّلَاق، سُوْرَۃُ التَّحْرِیْم